وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

بے شک ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا (القرآن)

اللہ کے حبیب ﷺ کی سیرت پر ایک جامع اور مختصر کتاب

سیرت حبیب دو عالم ﷺ

مصنف
ابو بکر جابر الجزائری

مترجم
مختار احمد رومی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

اللہ کے حبیب ﷺ کی سیرت پر ایک جامع اور مختصر کتاب

سیرت حبیب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنف

ابو بکر جابر الجزائری

مترجم

ابوزین مختار احمد رومی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	سیرت حبیب دو عالم ﷺ
مصنف	ابوبکر جابر الجزائری
مترجم	ابوزین مختار احمد رومی
	مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
سال اشاعت	اپریل 2015ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	ST62

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون:۔ 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 37247350۔فیکس 042-37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-32212011-32630411۔فیکس:۔ 021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

Marfat.com

انتساب

باب مدینۃ العلم ۔ مولائے کائنات ۔ شہنشاہ ولایت

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

کی بارگاہ میں

ہدیہ نیاز

شاہاں راچہ عجب گر بنوازند گدارا

ابوزین مختار احمد رومی

Marfat.com

فہرست مضامین

انتساب	3	بلاد یمن	35
تقریظ	17	شاہان حیرہ	36
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل	19	اولاد عدنان	36
المقدمہ	20	قصی بن کلاب کی تولیت	37
مکہ مکرمہ	22	حقائق اور عبرتیں	38
سرزمین نبوت	23	اہل عرب کی اقتصادی حالت	38
فرحت بخش گھنا سایہ	24	نتائج	39
امر مکہ کی ابتداء	26	اہل عرب کی معاشرتی حالت	40
آبادی مکہ مکرمہ	26	اہل عرب کی بری عادات	40
آمد خلیل علیہ السلام	27	جوا، شراب نوشی اور عجیب نکاح بچیوں کو زندہ	
نتائج	28	در گور کرنا،	40
تعمیر کعبہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام	29	قتل اولاد اور عورتوں کا ننگے پھرنا، آزاد دوستی،	
نتائج	30	پیشہ ور عورتیں، قبائلی عصبیت	41
ابتدائے امر حبیب کون و مکان ﷺ	31	ڈاکہ زنی، اظہار تکبر	42
حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی نسل	32	اہل عرب کی اچھی عادات	42
نتائج	32	راست گوئی، مہمان نوازی	42
سلسلہ اہل عرب	32	ایفاء عہد، احترام جوار، صبر و تحمل، شجاعت و	
عرب بائدہ	32	جرات اور عالی ہمتی حرم پاک اور اشہر	
عرب عاربہ	33	حرم کا احترام	43
عرب مستعربہ	33	نتائج	44
نسب سید المرسلین ﷺ	34	اہل عرب کی دینی حالت	44
طلوع صبح رسالت سے پہلے	35	بت اور مورتیاں	45
عربوں کی سیاسی حالت	35	اپنے بتوں کے ساتھ ان کی عقیدت	47

Marfat.com

قبل از اسلام اہل عرب کی دین کے نام پر
بدعات 48
حج کرتے وقت عرفات کی بجائے مزدلفہ میں
وقوف کی بدعت 48
ننگے طواف کرنا 48
فال کے تیر 49
رسم نسئی 49
نتائج 50
جزیرہ عرب میں یہودیت وعیسائیت 50
یہودیت 52
نتائج 52
حنفاء عرب 53
نتائج اور عبرتیں 54
حاشیہ از مترجم 54
نوید صبح بہار 55
دعائے خلیل وذبیح علیہما السلام 54
میثاق انبیاء 55
کتب الٰہیہ کی بشارات 56
انجیل مقدس کی بشارات 57
زبور شریف کی بشارت 57
اشعیا علیہ السلام کی بشارت 57
حضرت حزقیل علیہ السلام کی بشارت 58
حضرت دانیال علیہ السلام کی بشارت 58
اہل کتاب کی شہادت 59
ابن ہیبان یہودی کا بیان 59
راہب عموریہ کا بیان 60
جنات کا نعرہ انبساط 60
حادثہ اصحاب فیل 61
نتائج 63
صبح میلاد مصطفیٰ ﷺ 64
نتائج 65
حمل ومیلاد مصطفیٰ ﷺ 65
در یتیم ﷺ کی یتیمی ر نتائج 66
رضاعت مصطفیٰ ﷺ 67
نتائج 69
حضور ﷺ کی پرورش کی خدمت سرانجام
دینے والے خوش نصیب 70
اعلان نبوت سے قبل کمالات محمدی ﷺ کا
ظہور 71
کمال محمدی ﷺ کا مظہر ثانی 72
نتائج 72
مظہر ثالث 72
نتائج 73
کمالات محمدی ﷺ کا مظہر رابع 73
نتائج 74
کمالات محمدی ﷺ کا مظہر پنجم 74
نتائج 75
کمالات محمدی ﷺ کا چھٹا مظہر 75
نتائج 77
جناب خدیجہ کے ساتھ نکاح کمالات محمدی
ﷺ کا ساتواں مظہر 77
پیغام نکاح 78

Marfat.com

طلوع آفتاب رسالت ﷺ کی سہانی گھڑی	79
نتائج	81
آفتاب رسالت کی کرنیں رسیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور ورقہ بن نوفل کا نصیب ارجمند	82
انقطاع واجراء وحی	83
نتائج	84
حضور ﷺ کی طرف وحی کی صورتیں	84
نتائج	85
ابتداء دعوت اور اولین ایمان	85
نتائج	87
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسلام اور خدمات	87
نتائج	89
اولین کے بعد سابقین	89
نتائج	91
اعلانیہ دعوت اسلام	91
نتائج	92
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	93
قصہ اسلام عمر رضی اللہ عنہ	93
آفتاب محمدی ﷺ کا عروج اور مشرکین کی کورچشمی	94
ایک اور کوشش	95
کفار کی تیسری کوشش	97
چوتھی کوشش	98
ان کی پانچویں کوشش	99
نتائج	100
کفار کی ناکامی کا نتیجہ اہل ایمان پر تشدد	101
حضرت بلال رضی اللہ عنہ	101
آل یاسر رضی اللہ عنہم	101
حضرت عمار رضی اللہ عنہ	102
حضرت خباب رضی اللہ عنہ	102
حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ	102
حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ	102
بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں استہزاء کرنے والوں کا انجام	103
اولین ہجرت اسلام	110
نتائج	112
قریش کے نمائندے نجاشی کے دربار میں	113
نتائج	115
ہجرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	115
نتائج	116
شعب ابی طالب رضی اللہ عنہ	116
نتائج	118
عام الحزن	118
نتائج	119
حضور ﷺ کا سفر طائف	119
نتائج	121
معراج مصطفیٰ ﷺ	122
کیفیت اسراء	122
نتائج	124
تین عظیم معجزے ر معجزہ شق القمر	125

Marfat.com

اہل مکہ کے لئے قحط کا سوال	126
روم وایران کی جنگ اور مسلمان	126
نتائج	127
بیرون مکہ تبلیغ اسلام	127
اشاعت اسلام کی تازہ لہر	128
نتائج	133
بیان ہجرت سے قبل پاکیزہ نکتے	133
حبیب دو عالم ﷺ کا سفر ہجرت	137
نتائج	140
راہ مدینہ	140
نتائج	143
مدینہ طیبہ ہجرت گاہ رسول ﷺ	145
حبیب کونین ﷺ قباء میں	145
قباء میں حضور ﷺ کی پہلی مصروفیت	146
نتائج	147
اہل مدینہ کا استقبال اور اظہار راحت وانبساط	147
نتائج	149
مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر شرف مدینہ واہل مدینہ	149
نتائج	152
اصلاح وتعمیر معاشرہ کے لئے حضور ﷺ کی کاوشیں	153
نتائج	157
چند واقعات کا ظہور	158
نماز	158
اذان	158
غزوہ بدر الاولیٰ	158
نتائج	159
حضرت کلثوم بن الہدم اور حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کی وفات	160
نتائج	160
مدینہ منورہ میں پہلا مولود مسعود	161
نتائج	161
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حرم نبوی ﷺ میں	161
نتائج	162
ہجرت کے سال اول میں تین جنگی مہمیں	162
سریہ حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	163
سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	163
داخلی اضطراب اور شدید عداوت	164
منافقین یہود	164
مشرک منافقین	166
کھل کر دشمنی کرنے والے یہودی	169
نتائج	170
یہود کے عناد کے مظاہرے	170
نتائج	173
نصاریٰ بھی یہود سے کم نہ تھے وفد نجران	173
نتائج	175
دار الہجرت کی حالت	176
غزوہ ابواء	177
غزوہ بواط	178
غزوہ عشیرہ	178

Marfat.com

سریہ عبداللہ بن جحش	179
نتائج	181
غزوہ بدر الکبریٰ	182
جنگی حکمت عملی	185
ایک بہترین تدبیر	188
دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب	188
لشکر کفار	188
لشکر اسلام کی سرگرمیاں	190
فریقین آمنے سامنے	191
مبازرت	191
اختتام	193
معجزہ رسالت ﷺ	193
مشرکین کے بدبودار لاشے	194
گروہ اعداء کو توبیخ رسالت	195
تقسیم غنائم	196
نوید فتح	196
بدر سے واپسی	197
قیدیوں کا قتل یا فدیہ	197
کرم محمدی ﷺ	199
مکہ میں صدائے ہزیمت	199
صدائے دوم	200
معرکہ بدر کے آثار و اثرات	201
ابو وداعہ کا فدیہ	201
سہیل بن عمرو	201
ابو العاص بن ربیع	201
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت	202
ابو العاص کا قبول اسلام	203
شیطان قریش کا قبول اسلام	204
اہل بدر کی عظمت	206
نتائج	207
2ھ کے اہم واقعات	208
غزوہ بنو قینقاع	209
نتائج	212
غزوہ الکدر، نتائج	213
غزوہ السویق	213
نتائج	214
ہجرت کا تیسرا سال	215
غزوہ ذی امر	215
نتائج	216
غزوۃ الفرع	216
نتائج	216
قرد کی طرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ	216
سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے لئے	217
نتائج	219
غزوہ احد	220
ہزیمت کا سبب	226
قابل رشک مظاہرے	230
شان رحمت للعالمینی ﷺ کا اظہار	231
سیدۃ نساء العالمین حضرت زہرا علیہا السلام	231
کفار و منافقین کے ذلت آمیز رویے	232

Marfat.com

ہند بنت عتبہ کا عمل	232
غزوہ حمراء الاسد	234
نتائج	236
3 ہجری کے اہم واقعات	237
ہجرت مصطفیٰ ﷺ سال چہارم / سانحہ رجیع	238
نتائج	240
سانحہ بئر معونہ	240
نتائج	242
سریہ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ ابو سفیان کے قتل کے لئے	242
نتائج	245
غزوہ بنی نضیر	245
نتائج	248
عبرت خاص	248
غزوہ ذات الرقاع	249
نتائج	250
غزوہ بدر الاخری	251
نتائج	252
4ھ کے اہم واقعات	252
ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا سال پنجم	253
نتائج	253
غزوہ خندق	253
خندق کی کھدائی	255
ظہور معجزات	255
منافقین کا شرمناک رویہ	256
دشمن سے آمنا سامنا	257
حیی بن اخطب کی شرارت	257
رحمت نبوی ﷺ کا ایک انداز	259
جنگ کی ابتداء	259
نتائج	263
غزوہ بنو قریظہ	264
ایک ناکام پیشکش	266
ایک اور گزارش	266
خطا اور عطا	267
فیصلہ کی رات	267
بنو قریظہ کی عبرتناک صبح	268
رعب و دبدبہ حیدری رضی اللہ عنہ	269
عجیب یہودی عورت	270
عجیب بدنصیب یہودی	270
بنو قریظہ کے اموال	271
ریحانہ خاتون بنی قریظہ	272
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال	272
نتائج	273
5ھ کے اہم واقعات	273
ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا سال ششم	274
نتائج	275
غزوہ ذی قرد	275
نتائج	276
غزوہ بنی مصطلق	276
مال کتابت	277
ابن ابی منافق کا ناکام فتنہ	277
محتاط پیشکش	278

Marfat.com

کونسا عمل بہتر ہے؟	279
کفر کی تاریک رائے	279
حادثہ افک	279
نتائج	282
صلح حدیبیہ	283
بنو خزاعہ کا وفد	284
سفیر کی واپسی	285
سفارت رسالت مآب ﷺ	286
برائی اور اچھائی	286
سفارت عظمیٰ	286
بیعت رضوان	287
سفارت قریش	287
صلح حدیبیہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ	288
توبہ عمر رضی اللہ عنہ	288
وثیقہ صلح کی کتابت	288
ابو جندل رضی اللہ عنہ کی آمد	289
احرام کشائی	289
آثار صلح	290
نتائج	291
مزید فوجی دستوں کی روانگی	292
سریہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ	292
سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	292
سریہ ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ	293
سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	293
سریہ کرز بن جابر فہری	293
مکتوبات نبوی ﷺ	294
مکتوب اول	294
مکتوب نبوی بنام قیصر	294
مکتوب نبوی بنام مقوقس	295
مکتوب نبوی بنام نجاشی	295
مکتوب نبوی بنام حارث غسانی	296
مکتوب نبوی ﷺ بنام شاہ عمان	296
مکتوب نبوی ہوذہ بن علی کے نام	296
مکتوب نبوی بنام منذر حاکم بحرین	297
نتائج	297
ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا سال ہفتم	298
غزوہ خیبر	298
حکیمانہ خطبہ تشریعی	299
نبی اکرم ﷺ کی مستجاب دعا مبارک	300
وطیح اور سلالم کی فتح	300
قابل ذکر امور کا تذکرہ	302
نتائج	304
غزوہ وادی القریٰ	304
نتائج	305
غزوہ خیبر سے واپسی پر پیش آنے والے اہم امور	305
سات فوجی دستوں کی روانگی	306
سریہ ابی بکر رضی اللہ عنہ	306
سریہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	306
سریہ بشر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ	307
سریہ غالب الکلبی رضی اللہ عنہ	307
سریہ بشر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ	307

Marfat.com

سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ 308
سریہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ 308
نتائج 308
عمرۃ القضاء 309
رسول کریم ﷺ کا عقد زواج 310
الکرم المحمدی ﷺ 310
نتائج 310
سریہ ابن العوجاء 311
نتائج 311
غزوات وسرایا کے علاوہ اس سال کے اہم
واقعات 311
ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا سال ہشتم 313
سریہ غالب رضی اللہ عنہ 313
نتائج 313
سریہ شجاع رضی اللہ عنہ 314
سریہ عمرو بن کعب رضی اللہ عنہ 314
خالد بن ولید، عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ کا
قبول اسلام 314
نتائج 315
سریہ ذات السلاسل 315
سریہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ 316
سریہ الخبط 316
نتائج 317
سریہ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ 317
اضم کی طرف سریہ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ 317
غزوہ موتہ 318
حالات جنگ بزبان رسالت مآب ﷺ 320
زوجہ جعفر رضی اللہ عنہا کا بیان 321
نتائج 321
فتح مکہ 322
فتح مکہ کی تیاریاں 323
سوئے مکہ روانگی 324
مرالظہران 325
جیش رسالت ﷺ کی قوت وشوکت کا اظہار 327
مکہ مکرمہ میں داخلہ 327
قبہ نبوی ﷺ سے مسجد حرام تک 328
جرم خانہ خراب اور عفو بندہ نواز 329
بارہ مجرم 329
بیعت اسلام 330
ایمان کے بغیر انسان کے احساسات 331
وعظ وعبرت سے معمور چند امور 332
نتائج 333
سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ 334
نتائج 335
دو اہم واقعات 335
عباس بن مرداس کا قبول اسلام 335
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عزیٰ کی
طرف 336
غزوہ ہوازن 336
ایک درست رائے جو رد کر دی گئی 337
جب جاسوسوں نے ملائکہ کو دیکھا 337
قائد جیش نصرت ﷺ جانب ہوازن 338

Marfat.com

ایک جاہلانہ تمنا 338
چند اہم متفرق امور 341
حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ 341
درید بن صمہ کا دلچسپ واقعہ 342
نتائج 342
طائف کا محاصرہ 343
قابل ذکر واقعات 343
نتائج 344
تقسیم غنائم 344
مالک بن عوف 345
تقسیم غنائم پر اصرار 346
عطاء مال بہتر کہ عدم عطاء 347
انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلش 347
عمرہ جعرانہ 348
نتائج 348
8ھ کے اہم واقعات 349
ہجرت حبیب ﷺ کا نواں سال 350
کعب بن زہیر کا قبول اسلام 350
غزوہ تبوک 352
سبب غزوہ 353
جنگ کے لئے اعلان عام 353
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انفاق فی سبیل اللہ 353
ایک منافق کا عذر لنگ 354
کچھ اور لوگوں کا عذر مردود 354
تخلف بوجہ کسل 354
اہل اشک و بکاء 355
حضور ﷺ کی روانگی 355
جہاد سے روکنے والے 356
حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کی کامیابی 356
معجزات نبوت ﷺ 357
پہلا معجزہ 357
معجزہ دوم 357
معجزہ سوم 357
معجزہ چہارم 358
معجزہ پنجم 359
تبوک میں قیام مبارک 359
میدان تبوک میں خطبہ رسول ﷺ 360
مزید کامیابیاں 361
حضرت خالد بن ولید دومۃ الجندل کی طرف 361
ایک اہم واقعہ 362
کاش یہ قبر میری ہوتی 363
مسجد ضرار 363
پیکر یمن وسعادت کا والہانہ استقبال 364
پیچھے رہ جانے والے لوگ 364
نتائج 365
غزوہ بنو طے اور عدی کا قبول اسلام 366
نتائج 368
عروہ بن مسعود ثقفی کی آمد 368
نتائج 369
وفد ثقیف کی آمد 369
ان کی ناقابل تسلیم شرائط 370

Marfat.com

اہل طاغوت کے اموال سے قرض کی ادائیگی	370
حضرت عثمان بن ابی العاص کے لئے عہد	370
نتائج	371
عام الوفود	371
وفد بنی اسد، وفد بلی، وفد بنو تمیم	372
وفد عبد القیس	374
وفد بنی حنیفہ	375
شاہان حمیر کے قاصدوں کی حاضری	375
وفد بھراء کی حاضری	376
وفد بنو عذرہ	377
وفد ذی مرہ کی حاضری	377
وفد سعد بن بکر کی حاضری	377
وفد ازدی کی حاضری	378
وفد بنی طے کی حاضری	379
نتائج	379
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج	380
نتائج	380
9ھ کے اہم واقعات	381
ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا دسواں سال	382
وفد نجران بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں	382
نتائج	383
دیگر وفود	383
وفد سلامان	383
وفد غسان/ وفد مراد/ وفد ازد/ وفد مراد کی حاضری	384
فروہ بن عمرو جذامی کا قاصد	385
وفد زبید اور وفد عبد القیس، وفد کندہ	386
وفد بنی عامر بن صعصعہ کی حاضری	387
نتائج	387
ہمدان کا قبول اسلام	387
نتائج / وصولی صدقات کیلئے عاملین کی روانگی	388
عہد رسالت کے عاملین زکوٰۃ کے اسماء گرامی	388
نتائج	389
حجۃ الوداع	389
نتائج	392
ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا گیارھواں سال	394
جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی	394
رسالت مآب ﷺ کے غزوات وسرایا پر ایک نظر	395
حبیب دو عالم ﷺ کا مرض وفات	395
شدت کرب میں عزم صدیقی	398
رسول اللہ ﷺ کا غسل اور تجہیز و تکفین	399
فراق حبیب ﷺ آنسو، آہیں اور نالے	400
ذات پاک محمدی ﷺ	403
نبی کریم ﷺ کے اسماء مبارکہ	404
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	405
رسول کریم ﷺ کی اولاد اطہار	408
حضور ﷺ کے موالی رضی اللہ عنہم	409
حضرت سلمان فارسی اصبہانی رضی اللہ عنہ	410
حضور ﷺ کی خادمات رضی اللہ عنہن	411
وحی کے لئے کاتبین رسالت مآب ﷺ	413
حضور ﷺ کے گھوڑوں کے مبارک نام	414

Marfat.com

حضور ﷺ کے خچروں، اونٹوں، ڈاچیوں اور بکریوں کے مبارک نام	414
حضور ﷺ کے ہتھیار	415
خصائص محمدیہ ﷺ	415
پیکر اعجاز ﷺ کے معجزات	418
قرآن مجید ایک عظیم معجزہ	419
شق قمر	420
نزول باران رحمت	420
انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کا جاری ہونا	421
خشک کنوئیں کا جاری ہونا	421
جام شیر اور اصحاب صفہ	422
گھی سے بھری کپی	423
جو کی چند روٹیاں اور حضرت ابوطلحہ کی میزبانی	424
تکثیر طعام	425
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قرض کی ادائیگی	425
درخت کی فرمانبرداری	426
خشک چوب درفراق اوگریست	426
کنکریوں کی تسبیح	427
پتھر کا سلام	427
اونٹ کا سجدہ	428
بھیڑیے کی گواہی	429
جانوروں میں محبت رسول ﷺ کے جذبات	430
حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر رہرنی کی وفا	430
جنات کی فرمانبرداری	431
اندھے شیشے جھلا جھل دمکنے لگے	431
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شفاء رسول ﷺ	432
چشم قتادہ رضی اللہ عنہ	432
آب زلال دہن سے بچے کی شفاء	432
کھجور کی ٹہنی تلوار بن گئی	433
امور غیبیہ کی اطلاع	433
سیادت حسن بن علی رضی اللہ عنہما	433
اخلاق نبوی ﷺ اہل ایمان کیلئے نمونہ کامل	437
رسول اللہ ﷺ کی دل موہ لینے والی ادائیں	439
اخلاق محمدیہ ﷺ	440
الکرم المحمدی ﷺ	441
الحلم المحمدی ﷺ	442
العفو المحمدی ﷺ	443
علی حبیبہ محمد وسلم ﷺ	444
شجاعت مصطفیٰ ﷺ	445
بطل حریت و پیکر شجاعت و بسالت ﷺ	445
الصبر المحمدی ﷺ	447
عدل محمدی ﷺ	448
زہد محمدی ﷺ	450
حیاء محمدی ﷺ	452
رسول اللہ ﷺ کا حسن معاشرت	454
رسول کریم ﷺ کا ذوق عبادت اور خشیت الٰہی	456
مظاہر خشیت	456
ذوق عبادت سرکار ﷺ	457
التواضع المحمدی ﷺ	459
حقیقی تواضع کے بے مثال نمونے	459
المزاح المحمدی ﷺ	461

Marfat.com

سید دو عالم ﷺ کی فصاحت 463
الرحمۃ المحمدیہ ﷺ 466
الوفاء المحمدی ﷺ 468
بے مثال وفا کے بے مثال نمونے 468
رسول اللہ ﷺ کی صلہ رحمی 468
خاتمہ 470
امت پر والی امت ﷺ کے حقوق کا بیان 470
محبت رسول ﷺ 470
علامات محبت 471
اطاعت مصطفی ﷺ 472
اتباع رسول ﷺ 473
اتباع رسول ﷺ کے تقاضے 473
اتباع رسول ﷺ کی فضیلت 474
اقتداء رسول ﷺ 474
توقیر رسول ﷺ 475
توقیر رسالت ﷺ کے نمونے 476
تعظیم رسول ﷺ 477
بے مثال تعظیم کے نمونے 477
تعظیم آل و اصحاب رسول ﷺ 478
تعظیم آثار رسول ﷺ 479
بارگاہ رسالت کے ساتھ مخلصانہ وابستگی 479
صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت 480
بارگاہ خیر الانام علیہ التحیۃ والثناء میں ہدیہ درود
وسلام 483
درود پاک کے صیغے 485

Marfat.com

تقریظ

از قلم مولانا محمد اکرم طاہر

تحریر ایک نورانی جوہر ہے اس جوہر کا مصرف درست ہو تو اس کا صلہ جلوۂ رحمٰن ہوتا ہے۔ صاحب تحریر کی تقدیر میں اگر مالک تقدیر کی تجلی مقسوم ہو تو اس تحریر کا ہر حرف اہل نظر کے لئے جلوۂ طور کا سامان مہیا کرتا ہے۔

نظم ہو یا نثر، متن ہو یا ترجمہ بہر صورت تحریر کی اہلیت کا ہونا ضروری ہے ورنہ لکھنا اور پڑھنا دونوں وقت کا ضیاع بن جائیں گے۔

برادر عزیز! علامہ مختار احمد روحی مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کو قدرت نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔ وہ ترجمہ کرتے وقت صاحب کتاب اور قاری کے درمیان یوں حائل رہتے ہیں کہ بے ساختہ کہنا پڑتا ہے!

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ترجمہ کی دوسری خوبی یہ ہے کہ قاری یہ بات بھول جائے کہ اصل کتاب پڑھ رہا ہے یا ترجمہ۔

کسی بھی مترجم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اجنبی زبان جس سے کتاب کو منتقل کر کے اپنی مطلوبہ زبان میں لانا چاہتا ہے ان دونوں زبانوں میں مہارت تامہ رکھتا ہو۔ دونوں زبانوں کی لغت اور فنی اصطلاحوں پر عبور رکھتا ہو۔ مثلاً زبان کے محاورات، تمثیلات، استعارات اور دیگر باریک تقاضوں کے علاوہ اپنے معاشرے کے خواندہ طبقے کی اپروچ اور ذوق سے خوب واقف ہو۔ اس کے ساتھ معاشرہ کے ترقی پذیر رجحانات اور ضروریات پر گہری نظر رکھتا ہو۔

یہ خوبیاں علامہ روحی کے تراجم میں بہت نمایاں نظر آتی ہیں۔ انہوں نے جس انداز سے لغت عرب کی صوری و معنوی لطافتوں سے استفادہ کیا ہے اسی سلیقہ مندی سے حسن اردو ادب کی چاشنی اور سوز دروں کا استعمال بھی کیا ہے۔

روحی صاحب نے سیرت النبی ﷺ تصوف اور اخلاقیات کی کتب کو اپنی کاوشوں کا مرکز ٹھہرایا ہے میری نظر سے ان کی ترجمہ شدہ درج ذیل کتابیں گزری ہیں۔

الرسول ﷺ، فضائل محمدیہ ﷺ، چراغ شب اسری، کتاب التوابین، ورتل القرآن ترتیلا، تعلیم المتعلم اور عیادت مریض کے فضائل۔

ان کتابوں کے موضوعات جدا جدا ہیں مگر ہر ایک فنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ذوق و سرور سے آراستہ ہے۔

Marfat.com

عزیزم رومی کا سب سے بڑا تعارف اور اعزاز یہ ہے کہ وہ عالم اسلام کی عظیم علمی ،فکری ،روحانی ،اخلاقی اور تحقیقی درسگاہ دار العلوم محمد یہ غوثیہ بھیرہ شریف سے فراغت کے بعد یہاں ہی تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ صحت اور استقامت عطا فرمائے۔

رومی صاحب کے ترجمہ کی پذیرائی کا اندازہ اس سعادت سے لگایا جاسکتا ہے کہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور (پاکستان) ان کی کتابیں بصد شوق چھاپ رہا ہے۔

کوئی تحقیقی یا علمی نگارش چند لمحوں میں نہیں پیش کی جاسکتی اس کے لئے ذوق فراواں کے ساتھ برسوں محنت کرنا پڑتی ہے۔

عزیزم رومی کو قدرت نے زمانہ طالب علمی میں ہی اردو، عربی اور فارسی ادب کا ذوق عطا فرما رکھا ہے۔انہوں نے اپنی نصابی کتاب دستور المبتدی کا ترجمہ انتہائی مہارت سے مکمل کر کے مجھے پیش کیا حالانکہ اس وقت وہ میرے پاس سال دوم کی کتب پڑھ رہے تھے۔ پھر اس ذوق کی انہوں نے محنت کے ساتھ آبیاری کی جس کے نتیجہ میں آج وہ تقریباً ایک درجن کتابوں کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید ذوق وشوق اور صحت کلی سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

محمد اکرم طاہر

من علماء بھیرہ شریف

Marfat.com

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل!

اللہ کے محبوب ﷺ کی نعت کا سلسلہ ازل سے جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گا۔ کائنات ہست و بود کا ذرہ ذرہ اسی آتش شوق میں سوزاں ہے۔ میرے حضور ﷺ کی تعریف زمان و مکان اور زبان و بیان کی قیود سے آزاد ہے۔ بے زبان اپنی بے زبانی سے محو ثناء یار ہیں اور زبان والے اپنی اپنی زبان میں اسی لطف سے سرشار ہیں۔

اہل قلم نے نوک قلم سے سطح قرطاس پر مدحت کے آبدار موتیوں کو پرو کے رکھ دیا۔ ہر ایک نے اپنے ذوق اور اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق خراج اخلاص پیش کیا۔

دور رسالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے بعد سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور صحابہ و تابعین سب نے اسی بارگاہ جمال میں ہدیہ ثناء پیش کیا۔

ابن سعد، ابن ہشام، ابن اثیر، ابن کثیر، ابن خلدون، امام سیوطی، امام غزالی، مرشد رومی، شیخ سعدی، علامہ جامی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اسی سلسلہ ثناء کے درخشندہ ستارے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر ایک کی صلاحیتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ہر ایک کا انداز بیان بھی مختلف ہے۔ لیکن ہر ایک کا انداز عجز یکساں ہے دم اختتام ہر ایک کا قلم یہی کہتا ہے:

لایمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رسول کریم ﷺ کا امتی ہونے کے علاوہ مجھے ان ہستیوں سے کیا مماثلت ہے جب اپنی ہمہ جہت کم مائیگیوں پر نگاہ پڑتی ہے تو بے اختیار زبان پر آ جاتا ہے:

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی ہی یہ بندہ پروری ہے

مجھے اس اعزاز پہ بڑا ناز ہے۔ اہل ثناء کی صف میں شمولیت میرے لئے متاع بے بہا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے توفیق ہی قبولیت کی سند ہے۔ اور یہی قبولیت سب سے بڑا صلہ ہے۔ ایک عصیاں شعار امتی کے لئے یہ اعزاز کیا کم ہے کہ اپنے آقا ﷺ کی سیرت مبارکہ لکھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا میں عہد رسالت مآب ﷺ میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور ان کے نقوش پا کو نگاہوں کے نور سے چوم رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں یہی التجاء ہے کہ تادم آخر اپنی یاد کو میرا وظیفہ حیات بنا دیں۔ اسی نام مبارک پہ مجھے موت آئے اور یہی نام مبارک میرے لئے پیغام حیات بن جائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ ﷺ

مختار احمد رومی

Marfat.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام بے حساب رحمتیں اور برکتیں ہوں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اور رسول پر جو تمام مخلوقات سے برگزیدہ اور افضل ہیں۔ نیز آپ کی پاکیزہ اہل بیت اور اصحاب و تابعین پر بھی جب تک یہ دنیا قائم ہے۔

اما بعد!

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب محمد کریم ﷺ کی پاکیزہ و معطر سیرت کے بیان میں یہ ایک مختصر تالیف ہے۔ اس کتاب کی ترتیب کے لئے مجھے میرے بعض مخلص احباب نے پرخلوص ترغیب دی کیونکہ (سچے) مومن کے دین کی تکمیل کے لئے مطالعہ سیرت اور اس پر عمل ناگزیر ہے۔

میں نے اس کتاب کا نام:

هذا الحبيب محمد ﷺ يا محب

رکھا ہے۔

اس فن میں کتب کی کثرت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے تکرار، طوالت اور اختصار (تینوں) سے بچتے ہوئے ایسا اسلوب اختیار کیا ہے جس میں (قاری کے لئے) سہولت بھی ہے اور وضاحت بھی۔ اور کسی جگہ تشنگی بھی نہیں۔ ابواب بندی میں حسن اور تفصیلات کے بیان میں جمال قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر واقعہ کے بعد اس کے نتائج اور حکمتوں کے بیان سے کتاب کی زینت میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

بحمد للہ یہ کتاب مسلم معاشرے کے ہر گھرانے میں مصطفیٰ پاک ﷺ کی محبت کی خوشبو پھیلانے والی ہے۔

اسوہ رسول ﷺ کی مبارک کرنیں زندگی کے ہر شعبے میں نور کی خیرات تقسیم کرتی نظر آتی ہیں۔

میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ روزانہ رات یا دن کے کسی حصے میں نصف گھنٹے کی قربانی دے کر اس کتاب کا (کوئی) صفحہ یا واقعہ پڑھ لیں۔ اس سے ان کے ایمان کو قوت، ان کے اخلاق کو نکھار، اور ان کے نور معرفت میں جلا پیدا ہوگی۔

سب سے عظیم فائدہ یہ ہوگا کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی محبت، اہل بیت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نسبت اور عقیدت نصیب ہوگی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی تصنیف میرے لئے عمل صالح بنائے۔ اپنی رضا کو میرا مقصود حقیقی بنائے۔

مجھے بھی اور اس کتاب کے ہر قاری کو اپنے محبوب ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔ آگ سے نجات کے لئے ہمیں حضور ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

اے رفیق اعلیٰ! یا ذا الجلال والاکرام اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ہمیں اپنے نیک بندوں کی معیت عطا فرما۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

Marfat.com

نقشہ مکہ مکرمہ

یہ مکۃ المکرمہ ہے۔

یہ شہر امن ہے۔ یہ وہ وادی ہے جس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ

(ابراہیم:37)

''اے ہمارے رب! میں نے بسا دیا ہے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں جس میں کھیتی باڑی نہیں''۔

Marfat.com

سرزمین نبوت

جبل فاران کے قرب میں، بلد الامین کے دامن میں، وہ مبارک سرزمین جس میں انسانیت کے لئے پہلا گھر تعمیر کیا گیا جو وحی کے اترنے کی جگہ اور شرف وعظمت کا محور ہے۔ وہ امن والا شہر جسے تمام جہانوں کے سردار محمد عربی ﷺ کی جائے ولادت ہونے کا شرف حاصل ہے۔

دیار حجاز کو آخری زمانے میں ایمان کی پناہ گاہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

سرزمین مکہ جو پاکیزہ نعمات کی امین ہے جس کے فضائل حد شمار سے باہر ہیں۔ جہاں نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی۔ جن کی سیرت پاک کا بیان ہمارا مقصود ہے۔ جسے انشاء اللہ ہم پورے اہتمام سے بیان کریں گے۔ اب ارض نبوت کے بارے میں ذرا بات ہو جائے۔

Marfat.com

فرحت بخش گھنا سایہ

اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے ہمراہ اس سرزمین کو چھوڑ دیا جو کفر و سرکشی اور ظلم و شرک سے بھر چکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے ملک شام کو اپنی ہجرت گاہ بنالیا۔ سرزمین مصر کو بھی خلیل علیہ السلام کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی شہر نے ایک عفت مآب عظیم خاتون جناب خلیل کی بارگاہ میں پیش کی جسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مادر محترم اور ساری اولاد عدنان کی جدہ محترمہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اپنی خوشی سے ہاجرہ مصریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے شوہر کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ لیکن حضرت سارہ جناب ہاجرہ کی آغوش میں ایک مبارک و مسعود فرزند دیکھ کر دل تنگ ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جناب ابراہیم علیہ السلام انتہائی رازداری کے ساتھ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ وہاں سے نکل آئے۔ اور ایک مبارک سرزمین میں (رحمت الٰہی کے) گھنے شجر سایہ دار کے نیچے اپنے معصوم فرزند اور اس کی ماں کو اتار دیا۔ (جہاں بظاہر کوئی سایہ نہ تھا لیکن عنایات ربانی کا سائبان تنا ہوا تھا جو فقط بصیرت کی آنکھ سے دیکھا جاسکتا تھا۔ مترجم مختار احمد رومی)

آپ نے انہیں ایک تھیلے میں کھانا اور ایک مشکیزے میں پانی عطا فرمایا اور واپس چلنے لگے تو سیدہ ہاجرہ نے دہشت و حیرت سے مرعوب لہجے میں عرض کیا۔ اے ابراہیم! آپ ہمیں کس کے حوالے کر کے جا رہے ہیں؟ کیا اللہ نے آپ کو اس طرح کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب سیدہ نے یہ بات سنی تو فرمایا: آپ جائیں ہمارا رب ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت ابراہیم شام کی طرف لوٹ گئے۔ آپ جب حضرت ہاجرہ سے اوجھل ہوگئے تو بیت اللہ کی سمت رخ کر کے دعا مانگی جسے قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے۔

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ (ابراہیم: 37)

"اے ہمارے رب! میں نے بسادیا ہے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں جس میں کھیتی باڑی نہیں"۔

برادران من! چند لمحوں کے لئے تصور کریں کہ ہم اپنی ماں سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہیں اور اس واقعہ سے بصیرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

سیدہ ہاجرہ نے اپنے گھر کو خیرباد کہا خدا کی راہ میں ہجرت کی جس طرح کہ ایک سچی مومنہ خاتون اپنے رب کی رضا کے لئے ہجرت کرتی ہے۔ آپ کی ہجرت کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ آپ کو اپنی ولی نعمت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی

Marfat.com

غیرت کا علم تھا۔اس لئے آپ نے ان کو اذیت دینے کی بجائے اپنا وطن چھوڑ دیا۔

اس پاکیزہ فطرت مصری خاتون کا طرز عمل تمام سوکنوں کے لئے قابل صد تقلید ہے۔

آج کل کے لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کے جائز نفع کے لئے معمولی سی قربانی بھی نہیں دیتے۔

جناب ام اسماعیل سلام اللہ علیہا کے درجۂ ایمان کا بھی علم ہو جاتا ہے کہ ایک بے آب وگیاہ وادی میں کسی (ظاہری) ہمدرد وغمخوار کے بغیر ایک وحشت آمیز ماحول میں ایک خاتون تنہا معصوم فرزند کے ساتھ اپنے رب پر کس قدر توکل کا اظہار کر رہی ہے۔

خواتین عالم میں سے کس نے ایسا نمونہ پیش کیا ہے؟

ایسا ہی ایمان مطلوب ومقبول بارگاہ ہے اور ایسے زندہ ایمان کا ثمرہ شیریں ایسا توکل ہی ہوتا ہے۔

برادران من! ہمیں بھی اپنے اندر ایسا ہی ایمان پیدا کرنا چاہئے جس سے خشیت، محبت اور توکل جیسے ثمرات حاصل ہوں۔کچھ لمحے ہم یہی تصور کرتے ہیں کہ سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا ابھی اس بے آب وگیاہ وادی میں ہی ہیں تاکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے احوال سے آگاہی حاصل کریں کیونکہ آپ کے حالات سے واقفیت حاصل کرنا ہمارے لئے باعث عظمت ورحمت ہے۔کیونکہ آپ ہمارے آقا ومولیٰ ہادی عالم ﷺ کی جدہ محترمہ ہیں۔

(آیئے دیکھتے ہیں) اخبار صادقہ کے مطابق سیدہ کے مشکیزے سے پانی ختم ہو گیا۔آپ کو شدت پیاس نے آلیا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی سخت پیاس لگ گئی۔سخت پیاس کی حالت میں آپ پانی کی طلب میں گھومنے لگیں۔قریب تھا کہ دونوں کے جگر پگھل جاتے۔آپ کبھی کوہ صفا پر جاتیں، کبھی مروہ پر، اس طرح کرتے کرتے سات چکر پورے ہو گئے کہ اچانک آپ نے ایک عجیب آواز سنی تو آپ نے فرمایا: کون میری مدد کرے گا؟

اتنے میں اپنے فرزند کی طرف دیکھا تو حیران ہو گئیں کہ بچے کے پاس ایک شخص کھڑا ہے۔اور بچے کے ایڑیاں رگڑنے سے ایک چشمہ جاری ہو چکا ہے۔

اس وقت آپ کی خوشی کا اندازہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

سیدہ نے اس چشمے کو مٹی اور کنکروں کے ذریعے محدود کر دیا تا کہ اس کا پانی ادھر ادھر ضائع نہ ہو جائے۔

حضور رحمت عالم ﷺ کا فرمان ہے اگر سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا چشمہ کے اردگرد منڈیر نہ بناتیں تو زمزم ایک کھلے بہاؤ والا چشمہ ہوتا (جس کا پانی ساری دنیا کے لئے کافی ہو جاتا)

نتیجہ:۔اس واقعہ سے ایک ثمر شیریں حاصل ہوتا ہے۔جو مومن کے دل کے لئے بہت مرغوب ہے۔ابتداء میں آپ نے پڑھا تھا کہ حضرت ہاجرہ نے اپنے شوہر نامدار حضرت خلیل علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ اللہ کے حکم سے یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو ضرور جائیں ہمارا رب ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

چشمہ زمزم سیدہ ہاجرہ کے اسی غیر متزلزل حسن ظن اور توکل کا ثمر ہے۔

Marfat.com

امر مکہ کی ابتداء

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے سیدہ ہاجرہ اور ان کے فرزند کو آب زمزم سے نوازا انہی دنوں قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا۔ انہوں نے اپنے ایک شخص کو پانی کی تلاش کے لئے بھیجا۔ اس شخص نے دیکھا ایک جگہ پرندے اڑ رہے ہیں۔ وہ جب یہاں آیا اس نے دیکھا کہ ایک چشمہ جاری ہے جس کے پاس ایک معزز خاتون اور ایک معصوم فرزند موجود ہے۔ اس نے قافلے والوں کو پانی کی موجودگی کی اطلاع دی۔ وہ سارے ادھر آ گئے اور سیدہ سے یہاں نزول کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا تمہیں اترنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس شرط پر کہ پانی پر تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا انہوں نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ اس طرح آبادی مکہ کی ابتداء ہوئی۔

(دعوت فکر) عربوں کی فطری شرافت کے بارے میں مکر و فریب سے پروپیگنڈے کرنے والے مجوسی یہودی اور عیسائی کس قدر گمراہ ہیں۔ ذرا سوچئے تو سہی۔

ایک تنہا عورت ایک ویران صحراء میں براجمان ہے۔ اسے اپنے جیسے انسانوں کی ہمدردی کی ضرورت ہے۔ وہ پورے قافلے پر اپنی مرضی سے شرط عائد کر رہی ہے۔ اور قافلہ اس تنہا خاتون کی اس شرط کو قبول کر رہا ہے۔ اسلام سے قبل اہل عرب کی شرافت کا یہ حال ہے تو اسلام نے ان پر کس قدر اخلاق کریمانہ کا رنگ چڑھایا ہوگا۔

آبادی مکہ

سب سے پہلے سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی ہجرت اور بعد ازاں قافلہ بنو جرہم کے نزول سے آبادی مکہ کی ابتداء ہوئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام رفتہ رفتہ اپنی عمر کے مراحل طے کرنے لگے یہاں تک کہ آپ بکریاں چرانے لگے اور کبھی کبھی ہرنوں اور پرندوں کا شکار کرنے چلے جاتے۔ گاہے گاہے حضرت خلیل علیہ السلام ان کی خبر گیری کے لئے تشریف لاتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں آپ کو حکم فرمایا کہ اپنے نور نظر جناب اسماعیل علیہ السلام کو میرے نام پر قربان کر دیں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے سے مشورہ کیا کہ:

ترجمہ آیات: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا۔

آپ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے بے شک آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے اللہ کے حکم سے۔

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کو پورا کرنے کے لئے اپنے لخت جگر کو ساتھ لیا۔ قربان کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹایا۔ چھری آپ کے ہاتھ میں تھی کہ ادھر اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا۔

آپ نے اپنے بچے کو چھوڑ دیا اور ایک بہت بڑے جنتی مینڈھے کو قربان کر دیا اس طرح دونوں باپ بیٹا اپنے رب کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

نکتہ بصیرت

سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے اس قربانی پر بڑی خوشی سے صبر کیا ان کے اسی صدق کا ثمر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب ﷺ کے لئے بطور جد منتخب کر لیا۔

آمد خلیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بلوغت کے بعد اپنے مہمان قبیلہ بنو جرہم کی ایک خاتون سے شادی کر لی۔ سیدہ ہاجرہ کا انتقال ہو چکا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا اسماعیل کہاں ہیں؟ خاتون نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا شوہر کے ساتھ تمہارا گزارا کیسے ہو رہا ہے؟ اس نے کہا کوئی قابل رشک حالات نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تمہارا شوہر آ جائے اسے میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ اپنے دروازے کی دہلیز بدل دو۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو زوجہ نے ساری بات عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا: وہ بزرگ تو میرے والد گرامی تھے اور کنایۃً مجھے تیری طلاق کا حکم دے گئے ہیں اب تم چلی جاؤ۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد خلیل علیہ السلام پھر تشریف لائے اپنی بہو سے اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔ پھر ان کی گزران کے بارے میں سوال کیا۔ خوش بخت بہو نے کہا بڑے مبارک حالات ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تمہارا سرتاج آئے میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا اپنے دروازے کی دہلیز کو ہمیشہ محفوظ رکھنا۔

تیسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تو اپنے لخت جگر کو چشمہ زمزم کے قریب تیر تیار کرتے ہوئے پایا۔ شفقت و سعادتمندی کی یہ ملاقات بیان سے باہر ہے۔ پدر بزرگوار نے فرزند جانثار کو فرمایا: میرے رب نے مجھے ایک کام کی تکمیل کا حکم دیا ہے جس میں آپ کی طرف سے تعاون ضروری ہے۔ آپ نے عرض کیا میں دل و جان سے حاضر ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس اونچے ٹیلے پر اپنا گھر تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

Marfat.com

نتائج

(۱) خاندان کے مہربان سربراہ نے اپنے اہل خانہ کو ہمیشہ یاد رکھا اور دور دراز سے ان کی خبر گیری کے لئے تشریف لاتے رہے۔

(۲) مومنانہ قوت فراست:۔ حضرت ابراہیم نے محسوس کر لیا کہ پہلی خاتون میرے فرزند کی زوجیت کے اہل نہیں اور جناب اسماعیل علیہ السلام کی فرمانبرداری کہ پیغام ملتے ہی اپنی زوجہ کو فارغ کر دیا۔

(۳) کنایات کے استعمال کا جواز جس طرح کہ بیوی کے لئے دروازے کی دہلیز کا لفظ۔

(۴) اولاد کا والدین سے اور والدین کا اولاد سے گلے ملنے کا جواز۔

(۵) باپ کا اپنے بیٹے سے مشورہ اور مدد لینے کا جواز۔

(۶) بیت اللہ شریف کے انتہائی پرانا ہونے کی اطلاع۔

جس طرح کہ قرآن کریم کا فرمان ہے۔

ترجمہ: بے شک وہ پہلا گھر جو بنایا گیا لوگوں کے لئے بکہ (مکہ) (شہر) میں برکت اور ہدایت والا ہے سارے جہانوں کے لئے۔

Marfat.com

تعمیر کعبہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

کعبۃ اللہ طوفان نوح علیہ السلام اور دیگر سیلابوں سے پہلے جس حالت میں تھا اس حالت میں تعمیر کرنے کے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کے لئے کمر بستہ ہوئے تو آپ نے تعمیر شروع کر دی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر پکڑاتے رہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دیوار بناتے جا رہے تھے۔ جس طرح کہ قرآن کریم کا بیان ہے۔

ترجمہ: اور یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں (اور عرض کر رہے تھے) اے ہمارے رب! (ہمارے ہدیے کو) قبول فرمالے۔ بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب بنا لے ہمیں اپنا ماننے والا (اور بنا دے) ہماری اولاد میں سے ایک گروہ اپنا فرمانبردار اور ہمیں دکھا ہمارے مناسک اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

جب دیوار کعبہ ذرا بلند ہو گئی حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک اونچا سا پتھر اٹھا کر لائے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر دیوار بناتے رہے۔ اس سخت پتھر پر بطور معجزہ آپ کے قدمین شریفین کے نشان بن گئے اور وہ پتھر اب بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ: 125)

"اور بنالو تم قیام گاہ خلیل کو (اپنی) سجدہ گاہ"۔

جب آپ تعمیر بیت سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج کے لئے بلائیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾

"اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا وہ آئیں گے آپ کے پاس پا پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے"۔ (الحج: 27)

حضرت ابراہیم علیہ السلام جبل ابی قبیس کی چوٹی پر تشریف لے گئے اور اللہ کا نام لے کر اعلان کیا اے لوگو! اللہ نے تمہارے لئے ایک گھر بنایا ہے۔ تم اس کا حج کرنے کے لئے آؤ۔ موذن اذان میں دائیں بائیں رخ پھیر کر اذان دیتا ہے یہ بھی جناب خلیل علیہ السلام کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کی آواز ہر روح تک پہنچادی جس خوش نصیب نے سن کر لبیک اللھم

Marfat.com

لبیک کہا اس کو حج کی سعادت نصیب ہوگی اور جو محروم رہ گیا سو وہ حج سے محروم رہے گا۔

نتائج

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام اولین معمار حرم ہیں۔

(۲) حضرت اسماعیل علیہ السلام اس کار خیر میں اپنے والد گرامی کے معاون ہیں۔

(۳) کعبہ مقدسہ کی تعمیر سابقہ بنیادوں پر ہوئی اس سے اس بات کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ کعبۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے تھا۔

(۴) ایک سخت پتھر نے جناب خلیل علیہ السلام کے قدم چوم کر نشانات کو اپنے دل میں محفوظ کر لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے ایسی نشانیاں اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو عطا فرماتا ہے۔

(۵) اس بات کی تصدیق کہ روحیں جسموں سے پہلے پیدا کی گئی ہیں اور ارحام امہات پر مؤکل فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح کو مضغہ میں پھونکتا ہے۔

Marfat.com

ابتداء امر حبیب کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیت العتیق کی تعمیر کے دوران دو عظیم الشان پیغمبروں نے دعا مانگی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قرآن کریم میں یوں ذکر کیا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ (البقرہ:129)

"اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہی میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کردے۔ انہیں بے شک تو ہی بہت زبردست (اور) حکمت والا ہے"۔

فیھم میں ھم ضمیر ان دونوں نبیوں کی اولاد کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس حقیقت کو خود رسول کریم ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

انا دعوۃ ابراھیم ابی وبشارۃ اخی عیسی علیھما السلام

"میں اپنے والد پاک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں"۔

Marfat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی نسل

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کے پڑوس میں مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر اپنے سسرالی قبیلے بنو جرہم کے ہمراہ زندگی گزار دی۔ آپ اہل مکہ اور حجاز شریف کے سارے عمالقہ کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہ فرزند عطا فرمائے۔ آپ کے سب سے بڑے فرزند کا نام مبارک نابت ہے۔ اپنے باپ کی طرح حضرت نابت کو بھی بارہ فرزند عطا فرمائے گئے۔ اسی سلسلہ ذہبیہ کو دعاء ابراہیم کی تعبیر و تکمیل بننے کا شرف حاصل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلسلہ نسب حضرت عدنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بیان فرمایا ہے۔ حضرت عدنان سے نابت تک چھ پشتیں ہیں۔ ان کے اسماء بالضبط معلوم نہیں (لہٰذا ہم بھی اسی پر اکتفاء کرتے ہیں)

نتائج

(۱) حضرت عدنان سے حضرت اسماعیل تک سلسلہ نسب معلوم نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں بیان فرمایا۔ لہٰذا سلسلہ نسب کو حضرت آدم علیہ السلام تک بالیقین بیان کرنا درست نہیں۔

(۲) حضرت عدنان سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما تک سلسلہ نسب کا بیان بالکل صحیح ہے۔

(۳) ماہرین انساب کی غیر یقینی تفصیلات پر یقین نہیں کرنا چاہئے۔

سلسلہ عرب

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سلسلہ نسب بیان کرنے سے پہلے ہم مختصراً عربوں کی اقسام بیان کرتے ہیں۔ عربوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) عرب بائدہ (۲) عاربہ (۳) مستعربہ۔ یہ تینوں سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ وہ لوگ جو اب بطور عرب مشہور ہیں یہ یعرب بن یشجب بن قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

عرب بائدہ

عرب بائدہ سے مراد وہ عرب ہیں جو ہلاک ہو گئے تھے۔ اب ان کا کوئی فرد باقی نہیں۔ مورخین اور ماہرین انساب کے مطابق طسم اور جدیس دو قبیلے تھے۔ جو باہمی خونریزی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ عاد اور ثمود مشرک

Marfat.com

عرب تھے۔ یہ اپنے رسولوں ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کی تکذیب پر ڈٹ جانے کی وجہ سے عذاب الٰہی کی نذر ہو گئے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یوں خبر دی ہے۔

اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ (الحاقہ)

"وہ ہو کر رہنے والی، کیا ہے وہ ہو کر رہنے والی، اور اے مخاطب! تم کیا سمجھو وہ ہو کر رہنے والی کیا ہے۔ جھٹلایا ثمود اور عاد نے ٹکرا کر پاش پاش کرنے والی کو۔ پس ثمود تو انہیں ہلاک کر دیا گیا سخت چنگھاڑ سے۔ رہے عاد تو انہیں برباد کر دیا گیا آندھی سے جو سخت سرد بے حد تند تھی"۔

عرب عاربہ

عرب عاربہ اصلی عرب ہیں۔ یشجب بن قحطان کی اولاد سے ہیں۔ اسی نسبت سے ان کو قحطانی کہا جاتا ہے۔ ان کے چچا کی اولاد کو عمالقہ کہا جاتا ہے۔ عمالقہ حجاز، شام، مصر اور قرب وجوار کے علاقوں میں رہائش پذیر تھے۔ بنو امیم بھی جزیرہ عرب کے ہو کر رہ گئے۔ قحطانی عرب کچھ عرصہ یمن میں پھر جزیرہ عرب اور شام میں رہائش پذیر رہے۔ ان کا ایک قبیلہ بنو جرہم سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے مکہ میں مقیم ہو گیا تھا۔

عرب مستعربہ

حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد کو عرب مستعربہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یعرب کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ آپ عابر کی اولاد میں سے تھے۔ نیز آپ کی زبان بھی عربی نہیں بلکہ سریانی تھی۔ جو کہ بابل کے کلدانی باشندوں کی زبان تھی۔ جب آپ نے شام کی طرف ہجرت کی تو کنعانی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔

لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام قبیلہ بنو جرہم میں پروان چڑھے تھے۔ لہٰذا انہی کی زبان بولنے لگے بلکہ خود از روئے ادب وبلاغت ان سے آگے بڑھ گئے۔ اسی طرح آپ کی اولاد نے آپ سے اور آپ کی زوجہ السیدہ بنت مضاض جرہمیہ سے اور اپنے ماموؤں سے عربی زبان سیکھی۔

ان لوگوں کو عرب مستعربہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام عرب نہ تھے۔ اس لئے عدنانیوں کو عرب مستعربہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

نسب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی درمیانی پشتوں میں کافی ابہام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب نسب اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا:

لا ترفعونی فوق عدنان۔

"عدنان سے اوپر میرا سلسلہ نسب نہ بیان کیا کرو"۔

لہٰذا بہتر ہے کہ ہم یوں کہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے وہ اپنے ننھیال کے ساتھ رہے۔ ان کے نبی اور رسول حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی تھے۔ آپ کے فرزندوں میں نابت اور قیدار کے نام ملتے ہیں۔ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عدنان ان میں کسی ایک کے فرزند ہیں۔ جناب عدنان کے دو بیٹوں کے نام عک اور معد ہیں۔

جناب عک تو یمن کی طرف چلے گئے وہاں اشعریین میں شادی کی اور وہیں سکونت پذیر ہوگئے۔ جناب معد مکہ ہی میں رہے۔ آپ کے صاحبزادوں میں نزار، قضاعۃ، قنص اور ایاد زیادہ مشہور ہیں۔ قنص کی اولاد میں سے اکثر وفات پا گئے تھے۔ نعمان بن منذر انہی کی اولاد سے تھا۔ ایاد کو اللہ تعالیٰ نے کثیر اولاد عطا فرمائی۔ قس بن ساعدہ ایادی آپ کی نسل میں سے تھا۔ قضاعۃ، حمیر چلے گئے اور وہیں یمن میں اقامت پذیر رہے۔

جناب نزار حرم میں ہی رہے۔ آپ کی اولاد میں سے مضر، ربیعہ اور اعاد مشہور ہیں۔ مضر کو اللہ تعالیٰ نے الیاس اور عیلان عطا کیے۔ الیاس کی آغوش میں مدرکہ طانجہ اور قمعہ آئے۔ خزیمہ اور ہذیل مدرکہ کی اولاد سے ہیں۔ کنانہ اور اسد مدرکہ کے فرزند میں سے ہیں۔ نضر اور مالک کنانہ کے بیٹے ہیں۔ مالک کی اولاد سے فہر مشہور ہیں۔ غالب فہر کے صاحبزادے ہیں۔ غالب کے صاحبزادوں میں سے لوی، تیم اور قیس مشہور ہیں۔ لوی کو اللہ تعالیٰ نے کعب، عامر، سامۃ اور عوف عطا کیے۔ مرۃ، عدی اور ھصیص کعب کی اولاد ہیں۔ کلاب، تیم اور یقظہ مرہ کے فرزند ہیں۔ قصی اور زہرہ کلاب کے بیٹے ہیں۔ عبد مناف قصی کے فرزند ہیں۔ ہاشم، عبد شمس، مطلب اور نوفل عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ ہاشم کے فرزندوں میں عبد المطلب، اسد، ابا صیفی اور نضلہ مشہور ہیں۔ حضرت عباس، حضرت حمزہ سیدنا عبد اللہ سیدنا ابو طالب زبیر، حارث حجل، مقوم، ضرار اور ابولہب جناب عبد المطلب کے فرزند ہیں۔

Marfat.com

طلوع صبح رسالت ﷺ سے پہلے

مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ طلوع صبح رسالت سے پہلے عالم انسانی بالعموم اور عالم عرب بالخصوص ظلم وجہالت اور طغیان واستبداد کے اندھیروں میں بھٹک رہا تھا۔ روم وایران کے شہنشاہ اس جزیرے کو ہتھیانے کے لئے کوشاں تھے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو دیکھا تو کوئی بھی پسند نہ آیا۔ نہ کوئی عربوں میں سے، اور نہ کوئی عجمیوں میں سے سوائے ان چند لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے بچ گئے تھے"۔

مجموعی طور پر ساری انسانیت خرابی کا شکار تھی۔ عالم عرب کی حالت کچھ زیادہ ہی خطرناک تھی۔ سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور دینی میادین حیات میں وہ بالکل دیوالیہ ہو چکے تھے۔

اب ہم عرب معاشرے کے حالات پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ظلمتوں کے خاتمے اور حیات انسانی کو تباہ کرنے والے فسادات کا قلع قمع کرنے کے لئے آفتاب رسالت محمدی ﷺ کا نور کس قدر ضروری تھا۔ یمن، شام، حجاز اور نجد سارے علاقے ایک ہی طرح کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس جائزے سے صاحب عقل وشعور کی نگاہ میں نور رسالت کی قدر واہمیت اور بھی بڑھ جائے گی آیئے دیکھتے ہیں۔

عربوں کی سیاسی حالت

جزیرہ عرب کے تین طرف تین سمندر ہیں۔ مغرب میں بحیرہ احمر جنوب میں بحر ہند اور مشرق میں خلیج۔ اس اعتبار سے اس جزیرے کی ایک عالمی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ یمن میں تبع خاندان کے بادشاہان حمیر، مشرق میں عراق کی جانب میں اہل حیرہ شمال میں غسانی بادشاہ اور اس کے وسط میں نجد وحجاز اور تہامہ تھے۔ ان سب کے درمیان یہ جزیرہ گویا شرف ومجد کا دائرہ تھا۔ یہاں ہی آفتاب رسالت طلوع ہوا تھا۔ اس سرزمین کو اس کے مولا نے ہر جابر وظالم کے شر سے محفوظ رکھا۔ نہ اہل حبش کا دست ظلم یہاں تک دراز ہوا نہ روم وایران کے شاہوں کے ناپاک پنجے اور نہ ہی کسی حریص کی سیاسی تجارت یہاں چمک سکی۔ کیونکہ یہ سرزمین انوار کے چمکنے کی جگہ تھی۔ سر الٰہی اسی سرزمین میں پنہاں تھا۔

بلاد یمن

یہ علاقے تبع خاندان کے حمیری بادشاہوں کے زیر نگین رہے تھے کچھ عرصہ اہل حبشہ نے بھی ان پر حکومت کی

Marfat.com

یمنی کبھی کبھی علاقے فتح کرتے کرتے مشرق کی جانب ایران کے پڑوس تک پہنچ جاتے۔ ان علاقوں کا آخری بادشاہ ذونواس تھا یہ شخص یہودی تھا۔ اسے صاحب الاخدود بھی کہتے ہیں۔ جبکہ آخری حمیری بادشاہ ابوکرب تبان بن اسعد تھا۔ جس نے مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ مکہ میں بھی داخل ہوا تھا۔ کعبہ مشرفہ کو غلاف پہنایا تھا۔ پھر یمن چلا گیا وہیں ہلاک ہو گیا تھا۔

شاہاں حیرہ

ان کا آخری بادشاہ نعمان بن منذر تھا۔ ان کے اکثر بادشاہ اہل ایران سے متاثر تھے۔ اسی طرح شام میں غسانی بادشاہ شاہان روم کے پیروکار تھے۔ شاہان حیرہ شاہان شام کی طرح اصل میں یمنی تھے۔ سیل عرم کی وجہ سے جب سد مآرب (ڈیم) ٹوٹ گیا تو یہ لوگ یمن سے نکل گئے۔ اسی طرح اوس، خزرج، اور بنی طے یہ بھی یمن سے ہجرت کر کے ادھر آ گئے تھے۔ کیونکہ ان کی غنا اور معیشت کا منبع سد مآرب ہی تھا۔ ان کے ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر سیلاب کا عذاب بھیج دیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"اور بھیج دیا ہم نے ان پر سیل عرم۔"

اولاد عدنان

یہ مکہ مکرمہ اور ارد گرد کے علاقوں مثلاً حجاز اور تہامہ کے باسی تھے۔

ان کی سیاسی حالت کچھ اس طرح ہے۔

قبیلہ بنی جرہم نے مکہ میں سکونت اختیار کر لی اور مکہ کو ہی اپنا مستقل وطن بنا لیا۔ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور آپ کی حکومت کے زیر سایہ ایک زمانہ گزار دیا۔ (وقت گزرتا گیا ان کی فطرت بدل گئی اور) ان لوگوں نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے حکومت چھین لی اور ظلم و ستم کو اپنا شعار بنا لیا۔ حرام کو حلال سمجھنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جب حکومتیں اس طرح ظلم پر اتر آئیں تو اللہ تعالیٰ ان پر دوسرے لوگوں کو مسلط کر دیتا ہے۔ اسی سنت جاریہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بنو جرہم پر بنی بکر بن کنانہ اور خزاعہ میں سے بنو غبشان کو مسلط کر دیا۔ ان دونوں قبائل نے انہیں یمن جو ان کا اصلی وطن تھا اس کی طرف بھگا دیا۔ وہ مکہ سے نکلنے لگے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ درج ذیل ابیات ان کی اس حالت کی صحیح ترجمانی کر رہے ہیں۔

ترجمہ اشعار:۔ اشک (ہائے فراق) تیزی سے بہہ رہے ہیں اور ان سے آنکھوں کے حلقے چمک رہے ہیں (اس حال میں) آنکھیں (یوں) کہہ رہی ہیں۔ گویا کہ از حجون تا کوہ صفا نہ کوئی غمخوار باقی ہے۔ اور نہ ہی مکہ میں رات کے قصہ گو نے کوئی قصہ سنایا ہے۔ (یعنی گزرے ہوئے حالات خواب لگتے ہیں) میرے دل کی حالت یہ تھی کہ گویا کوئی پرندہ اسے پروں میں لے کر حرکت دے رہا ہے۔ (یعنی تیزی سے دھڑک رہا ہے) اس حالت میں

Marfat.com

میں نے اسے کہا ہاں ہم ہی تو یہاں کے باسی تھے گردش ایام اور ناکام کوششوں نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔
نابت کے بعد ہم بیت اللہ کے متولی تھے اور اس گھر کا طواف کرتے تھے۔ ہماری عظمت سب پر ظاہر تھی۔
نابت کے بعد ہم بیت اللہ کے معزز متولی بنے۔ ہماری نگاہ میں مال پر اترانے والوں کی کوئی قیمت نہیں۔
ہم نے حکومت کی اور بڑے معزز طریقے سے۔ اے مخاطب! تو بھی ہمارے انداز حکومت کو اچھا تسلیم کرلے۔ ہمارے سوا کسی دوسرے قبیلے کو یہ اعزاز اس طرح نصیب نہیں ہوا۔
اب ہماری باتیں باقی رہ گئی ہیں۔ کبھی ہم قابل رشک (حالت میں) تھے۔ اس وجہ سے زمانے نے ہمیں کاٹ کھایا ہے۔
آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور یہ اس شہر کے لئے محو گریہ ہیں جس میں امن وامان ہے اور (محبوبان خدا کی) یادگاریں ہیں۔ یہ آنکھیں اس (مبارک) گھر کیلئے رو رہی ہیں۔ جس کے کبوتروں کو بھی نہیں ستایا جاتا۔ کبوتر اور دیگر پرندے اس میں بڑے امن سے رہتے ہیں۔ اس میں ایسے جنگلی جانور ہیں جن کے شکار کا ارادہ نہیں کیا جاتا۔ وہ بے وفا نہیں ہیں جب یہاں سے نکل جاتے ہیں تو پھر آجاتے ہیں کیونکہ وہ بھی یہاں مانوس ہو چکے ہیں۔
(حالانکہ یہ اشعار انہیں اس وقت یاد آنے چاہئیں تھے جب انہوں نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے حکومت چھینی تھی۔ مترجم: مختار احمد رومی)

قصی بن کلاب کی تولیت

اولاد اسماعیل علیہ السلام سے تولیت وحکومت بنو بکر نے چھین لی اس کے بعد بنو بکر پر بنو غبشان غالب آگئے۔
ایک عرصہ تک بنو غبشان ہی تولیت وحکومت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اس قبیلے کے آخری والی کا نام حلیل بن حبشیہ بن سلول خزاعی تھا۔
قصی بن کلاب نے حلیل کی بیٹی حُبّی کے لئے پیغام نکاح بھیجا حلیل نے اس پیغام کو قبول کرلیا اور اپنی بیٹی کا نکاح قصی بن کلاب سے کردیا۔ قصی کے ہاں عبد الدار، عبد مناف، عبد العزیٰ اور عبد پیدا ہوئے۔ یہ تمام فرزند عظمت وشرف اور مال وجاہ کے مالک تھے۔ حلیل کے مرنے کے بعد قصی نے سوچا کہ میں اور میری اولاد خزاعہ اور بنی بکر کی نسبت تولیت کعبہ کے زیادہ حقدار ہیں اس سلسلے میں انہوں نے قریش اور بنی کنانہ کے افراد سے بات کی اور ان سے مدد طلب کی۔ دونوں قبیلوں نے قصی کی مدد کی۔ چنانچہ خونریز جنگ ہوئی۔ بالآخر عمرو کنانی نے حکم کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے فریقین میں صلح کروادی اور تولیت کعبہ قصی اور ان کے خاندان میں منتقل ہوگئی۔
قصی نے اپنی قوم کو متحد کیا یہ مکۃ المکرمۃ میں قریش کے پہلے امیر تھے۔ حجابۃ (غلاف کعبہ کی دیکھ بھال) سقایہ (حاجیوں کو آب زم زم پلانا) رفادہ (ضیافت حجاج) ندوہ مجلس شوریٰ اور لوا (پرچم باندھنا) انہی کے پاس

Marfat.com

تھا۔ گویا تمام سعادتیں انہوں نے جمع کر لی تھیں۔

قصی نے قریش کے تمام منتشر قبائل کو مکہ اور حرم میں جمع کر لیا اسی وجہ سے آپ کو مجمع (جمع کرنے والا) کہتے ہیں۔ اسی سلسلے میں شاعر کا قول ہے۔

ترجمہ شعر: مجھے میری عمر کی قسم قصی کو مجمع کہا جاتا تھا۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فہر کی اولاد کو اکٹھا کر دیا۔

حقائق اور عبرتیں

(۱) یمن کے علاقوں پر کئی حکومتیں قابض ہوئیں جن میں قبیلہ حمیر کی حکومت قابل ذکر ہے۔

(۲) اہل حبش اور اہل فارس نے بھی اپنے کاسہ لیسوں کے ذریعے کچھ عرصہ یمن پر حکمرانی کی۔

(۳) جزیرہ (عرب) کے مشرق میں حیرہ سے عراق تک کے علاقے اسلام کی آمد تک اہل فارس کے زیرنگیں رہے۔ اور شاہان مناذرہ سیاسی طور پر مجوسی فارسیوں کے تابع تھے مستقل حکمران نہ تھے

(۴) جزیرہ (عرب) کے شمال میں بھی مشرق کا سا حال تھا۔ خالص عربی حکومت یہاں بھی نہ تھی۔ یہ لوگ رومیوں اور غسانیوں کے تابع تھے۔

(۵) جزیرہ عرب کے وسط میں جہاں حرم پاک موجود ہے یہ اولاد عدنان کا علاقہ رہا۔ اہل روم، اہل ایران اور اہل حبش کبھی بھی یہاں نہ پہنچ سکے۔ حرم مکہ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اس علاقے اور اس کے باسیوں کو غلامی سے محفوظ رکھا اگر کوئی صاحب عقل اس نکتے میں غور کرے تو بصیرت کا وافر سامان موجود ہے۔

یہاں تک کہ مغربی استعمار جو سارے عالم اسلام پر حاکم بن گیا تھا وہ اللہ کے حرم پاک اور اس کے محبوب ﷺ کے حرم پاک پر قبضہ نہ کر سکا۔ اس سے ان پاک مقامات کی کرامت ظاہر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے اور اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی کہ ظلم کو دوام حاصل نہیں۔

ہر وہ قبیلہ یا حکومت جس نے حرمین شریفین میں ظلم کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں یا تو ہلاک کر دیا یا وہاں سے باہر نکال دیا۔

رفادہ، سقایہ اور دیگر خدمات قریش کے فضائل میں سے ہیں۔

اہل عرب کی اقتصادی حالت

جزیرہ عرب میں کوئی قابل رشک اقتصادی حالات نہیں تھے کیونکہ یہ ایک صحرائی وادی پر مشتمل تھا۔ البتہ یمن کے علاقے کافی سرسبز و شاداب تھے۔ بالخصوص جب تک سد مآرب خراب نہیں ہوا تھا۔ قرآن کریم نے اس کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

"ایک قوم سباء کیلئے ان کے مسکن میں ہی نشانی موجود تھی (وہاں) دو باغ تھے۔ ایک دائیں دوسرا بائیں

Marfat.com

طرف کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو اتنا پاکیزہ شہر اور ایسا رب غفور"۔ (سباء:15)

(ان بیش بہا نعمتوں پر) انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑ لیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنا دست عطا کھینچ لیا (ڈیم) کو خراب کر دیا جس سے ان کی زمین بنجر ہو گئی۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ وہاں سے ترک وطن پر مجبور ہو گئے کچھ عراق چلے گئے۔ اوس اور خزرج یثرب آ گئے باقی لوگ شام کی جانب سدھار گئے۔

اس کے علاوہ یمن اپنی قیمتی مصنوعات میں بھی مشہور تھا۔ اس کی مشہور مصنوعات سوتی کپڑے، ہتھیار، تلواریں، نیزے اور زرہیں ہیں۔

اہل یمن کے حالات تو یہ تھے جبکہ عدنانی قبائل کی اکثریت صحرا میں آباد تھی۔ جو زمین سے گھاس کاٹ کر اپنے مویشیوں کو ڈالتے ان کا گزارہ انہی جانوروں کے دودھ اور گوشت پر تھا۔ جبکہ کچھ قبائل کی معیشت کا انحصار دو تجارتی سفروں پر تھا۔ سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ احسان اس طرح یاد دلایا ہے۔

"اس لئے کہ اللہ نے قریش کے دلوں میں الفت پیدا کر دی الفت تجارتی سفر کی جاڑے اور گرمی (کے موسم) میں۔ پس چاہئے کہ وہ عبادت کیا کریں اس خانہ (کعبہ) کے رب کی جس نے انہیں رزق دے کر فاقہ سے نجات بخشی اور امن عطا فرمایا۔ انہیں (فتنہ و) خوف سے"۔ (القریش)

یہ لوگ رسول کریم ﷺ کے آباء و اجداد تھے۔ نیز اللہ کے گھر کے متولی اور خادم تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو قابل رشک معاشی حالات سے نوازا تھا جبکہ دوسرے لوگ اس طرح کی خوشحالی سے محروم تھے۔

نتائج

(۱) بلاد عرب میں ایسے معاشی حالات نہ تھے جن کا موازنہ دیگر ممالک سے کیا جا سکے۔

(۲) شمالی یمن کا علاقہ سر سبز و شاداب ہونے کی وجہ سے معیشت سے مالا مال تھا۔

(۳) سد مآرب کی تباہی اور اس علاقے کے باسیوں کی ہجرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب تھا۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا نتیجہ تھا۔

(۴) خوف سے امن اور بھوک سے امان یہ دو ایسے احسانات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قریش پر کیے تھے۔

(۵) قریش کو اللہ تعالیٰ نے نعمتوں پر شکرانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: اور چاہئے کہ وہ عبادت کریں اس گھر کے مالک کی جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف میں امن عطا کیا۔ عبادت ہی شکر ہے اور سب سے بڑی عبادت نماز ہے پس جس نے نماز نہ پڑھی اس نے شکر بھی نہیں ادا کیا۔

Marfat.com

اہل عرب کی معاشرتی حالت

حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء والمرسلین محمد کریم ﷺ تک کا درمیانی عرصہ وحی الٰہی اور ہدایت آسمانی سے خالی تھا۔ اس لئے عرب معاشرے میں بہت ساری معاشرتی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اگرچہ ان میں بہت ساری اچھی عادات بھی تھیں لیکن برائیوں کے بوجھ تلے صفات خیر دب کر رہ گئی تھیں۔

ہم عربوں کی دونوں قسم کی صفات کا مختصر تذکرہ کریں گے۔ صفات خیر کا بیان عمل کے لئے اور صفات شر کا بیان ان سے اجتناب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں نعمت اسلام سے نوازا۔

اہل عرب کی بری عادات

ا۔ جوا

جزیرہ عرب کے شہری علاقے مثلاً مکہ، طائف، صنعاء، ہجر، یثرب اور دومۃ الجندل اس برائی میں بری طرح گرفتار تھے۔ سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کا حکم نازل فرمایا ہے۔

"اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں۔ شیطان کی کارستانیاں ہیں۔ سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پاجاؤ"۔ (المائدہ:90)

۲۔ شراب نوشی

شراب نوشی کی عادت اس کے لئے بڑی بڑی محفلوں کا انعقاد، اس کی عمدگی اور اس کے نرخ کی گرانی پر اظہار فخر بھی شہری آبادی کے اہل ثروت کا شیوہ تھا۔ بڑے بڑے سردار، ادیب اور شاعر سب اس کے رسیا تھے۔ شراب نوشی ان کی رگ و پے میں سما چکی تھی۔ اس لئے ان پر رحم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ اس کی حرمت کے احکام نازل فرمائے۔ للہ الحمد ولہ المنۃ۔

۳۔ نکاح استبضاع

اس کا طریقہ یہ تھا کہ جب عورت حیض سے پاک ہوتی تو اس کا شوہر اعلیٰ خاندان کے اچھے اور مہذب مردوں کو بلا کر کہتا کہ اس عورت کے ساتھ وطی کرو۔ اس سے اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس کے گھر جو بچہ پیدا ہو وہ بھی انہی مردوں کی طرح اعلیٰ صفات کا حامل ہو۔

۴۔ بچیوں کو زندہ درگور کرنا

بچی کی پیدائش کو وہ لوگ عار اور ذلت تصور کرتے تھے۔ اسی لئے بچی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے۔

Marfat.com

قرآن کریم نے ایسا کرنے والوں کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے اس عمل کی مذمت فرمائی ہے۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْ ۞ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۞ (التکویر)

"اور جب زندہ درگور کی ہوئی (بچی) سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے باعث ماری گئی"۔

۵۔ قتل اولاد

جس سال بارش بالکل نہ ہوتی یا بہت کم ہوتی۔ قحط سالی کے آثار ظاہر ہو جاتے۔ تو فقر و تنگدستی کے خوف سے اہل عرب اپنی اولاد خواہ بچے ہوتے یا بچیاں سب کو (اسقاط حمل یا کسی دوسرے ذریعے سے) قتل کر دیتے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس فعل بد سے بھی منع فرمایا ہے۔

"اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو غربت کی وجہ سے"۔ (الانعام)

سورۃ الاسراء میں فرمایا: اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے ڈر سے۔

۶۔ عورتوں کا ننگے پھرنا

عورتوں کا اپنے گھروں سے اس طرح بن سنور کر مختصر لباس میں نکلنا کہ ان کے محاسن غیروں کو دعوت نظارہ دے رہے ہوں اور ایسی چال چلنا کہ جس سے دل جلوں کے دل جل جائیں اور دماغ چل جائیں۔

۷۔ آزاد دوستی

پرائی عورتوں کا پرائے مردوں کے ساتھ اور پرائے مردوں کا پرائی عورتوں کے ساتھ میل جول اور خلوت کدوں میں اظہار محبت قرآن کریم نے اس کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

۸۔ پیشہ ور عورتیں

اپنے گھر کے دروازے پر سرخ جھنڈا لہرادیا کرتی تھیں تاکہ برائی کے طلب گاروں کو ان کی تلاش میں دقت نہ پیش آئے۔ اس برائی کے عوض وہ پیسے لیا کرتی تھیں۔

۹۔ قبائلی عصبیت

انصر اخاک ظالما او مظلوما اس کی بنیاد تو یہ فرمان تھا لیکن اس کا مفہوم غلط مراد لیا گیا تھا۔ اس کا معنی ہے اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ سب سے پہلے تو اخوت سے مراد اخوت اسلامی ہے۔

بخاری شریف میں حضور ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے۔ سرکار ﷺ سے عرض کیا گیا جب کوئی مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں لیکن ظالم کی مدد کیسے کروں؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: اسے ظلم سے روک دو (یہی اس کی مدد ہے تاکہ وہ عذاب الٰہی سے بچ جائے)

Marfat.com

۱۰۔ڈاکہ زنی

طاقتور قبائل کمزور قبائل پر ہلہ بول دیتے اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا چھین لیتے۔ وہاں کوئی اور شریعت نہ تھی جس کی طرف رجوع کر کے اس ظلم کے خلاف مدد لی جاتی۔ عربوں کی چند ایک مشہور جنگیں درج ذیل ہیں۔

داحس وغبراء:۔ یہ عبس اور ذبیان وفزارۃ کے درمیان لڑی گئیں۔

بسوس:۔ کہا جاتا ہے فلاں آدمی بسوس سے بھی زیادہ بد بخت ہے۔ یہ جنگ بنو بکر اور بنو تغلب کے درمیان لڑی گئی اور کئی سال جاری رہی۔

بعاث:۔ اسلام سے کچھ عرصہ قبل یثرب میں اوس وخزرج کے درمیان لڑی گئی۔

فجار:۔ اس جنگ میں قیس عیلان ایک طرف جبکہ دوسری طرف کنانہ اور قریش تھے۔ یہ جنگ حرمت والے مہینوں میں لڑی گئی تھی اس لئے اس کو حرب فجار کہتے ہیں۔

۱۱۔اظہار تکبر

اہل عرب تکبر کی وجہ سے لوہار کا کام، درزی کا کام، نائی کا کام اور کھیتی باڑی نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے یہ کام لونڈیوں اور غلاموں کے ہیں۔ جبکہ تجارت، گھوڑ سواری، ڈاکہ زنی، شعر گوئی اور حسب ونسب پر اظہار فخر آزاد مردوں کے شایان شان ہے۔

یہ چند ایک قبیح عادات جو اہل عرب میں پائی جاتی تھیں۔ ان برائیوں میں تقریباً سارا عرب معاشرہ ہی مبتلا تھا۔

اہل عرب کی اچھی عادات

۱۔راست گوئی

اخلاق کریمانہ میں صدق کا بہت بڑا مقام ہے اہل عرب کو اسلام سے پہلے بھی یہ اعزاز حاصل تھا کہ وہ سچی بات کیا کرتے تھے۔ اسلام نے آکر ان میں مزید نکھار پیدا کر دیا۔

۲۔مہمان نوازی

مہمان کو کھانا کھلانا، یہ وصف بھی حد درجہ قابل تعریف ہے اسلام نے اس میں تاکید پیدا کر کے اس کی عظمت میں مزید اضافہ کر دیا۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ (بخاری شریف)

"جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے"۔

Marfat.com

۳۔ ایفاء عہد

بنیادی صفات میں سے ہے اہل عرب عہد کے حد درجہ پکے تھے۔ کسی قیمت پر بھی عہد کو نہیں توڑتے تھے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

والموفون بعهدهم اذا عاهدوا۔ (البقرہ)

"اور وہ (مومن بندے) پورا کرنے والے ہیں اپنے عہدوں کو جب وہ عہد کریں"۔

۴۔ احترام جوار

اہل عرب پناہ دینے میں بھی حد درجہ فیاض تھے۔ حالات جیسے بھی ہوتے جو بھی پناہ طلب کرتا وہ بلا تامل پناہ دے دیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی! جس کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی اس کو پناہ دی۔ ابو العاص بن ربیع کو مسلمانوں نے پناہ دی تھی جبکہ ابھی اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے شہر مدینہ میں قیام کیا امانتیں اور اموال واپس کیے مکہ جا کر پھر اسلام قبول کر لیا۔ رضی اللہ عنہ۔

۵۔ صبر و تحمل

عربوں کا قول ہے۔ تجوع الحرة ولا تاكل بثد يها۔ آزاد عورت بھوک برداشت کر لیتی لیکن اپنے سینے (کے دودھ) کی کمائی نہیں کھاتی۔ قرآن کریم نے بھی صبر کی تلقین کی ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔ من صبر ظفر۔ جس نے صبر کیا کامیاب ہو گیا۔

۶۔ شجاعت، جرأت اور عالی ہمتی

ان کے رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی۔ وہ ذلت اور توہین قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کے اشعار اور قصے اس کے گواہ ہیں۔ مرد و زن سب ہی اس خوبی سے مالا مال تھے۔

۷۔ اہل حرم اور اشہر حرم کا احترام

وہ حرم پاک اور حرمت والے مہینوں میں جنگ نہیں کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی بڑے سے بڑا مجرم بھی حرم میں آ کر پناہ لے لیتا تو اسے بھی کچھ نہیں کہتے تھے۔ اس کے علاوہ ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

غسل جنابت کو لازم سمجھتے تھے، ہمیشہ ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے کا اہتمام کرتے تھے، مسواک، استنجاء، ناخن تراشنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا بھی ان کا شیوہ تھا۔ بچوں اور بچیوں کے ختنے بھی کرتے تھے۔ چور کا دایاں ہاتھ کاٹتے، حج اور عمرہ کرتے تھے۔

یہ وہ اچھی عادات ہیں جن پر اہل عرب اسلام سے قبل بھی عمل پیرا تھے۔ اگرچہ ہر فرد ان تمام صفات سے

Marfat.com

مزین نہ تھا۔لیکن پھر بھی اکثریت میں اکثر عادات پائی جاتی تھیں۔اگر اس کتاب میں اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو میں اہل عرب کا شعری اور نثری کلام پیش کرتا جس میں بہت سارے شواہد موجود ہیں۔

مثال کے طور پر ابوسفیان کا وہ بیان ہی کافی ہے جو اس نے قیصر کے دربار میں دیا تھا۔حالانکہ ابوسفیان اس وقت مشرک تھا اسلام اور مسلمین کے ساتھ برسرپیکار بھی تھا۔

نتائج

(۱) ہر قوم میں اچھی اور بری صفات ہوتی ہیں۔ترقی اور انحطاط کا انحصار صفات کی کثرت اور غلبے پر ہوتا ہے۔جب صفات خیر غالب ہوں تو سمجھ لیجئے کہ معاشرہ صالح ترقی کی طرف جارہا ہے اور اگر صفات شر غالب ہوں تو سمجھ لیجئے کہ معاشرہ زوال کا شکار ہے۔

(۲) اسلام وہ دین ہے جس کے سوا کوئی اور دین قابل قبول نہیں۔اسلام نے ان عادات حسنہ کو برقرار رکھا ان پر ثواب کا وعدہ فرمایا اور انہیں دین کا حصہ شمار فرمایا ہے۔

اسلام نے بری عادات کی مذمت کی ان سے نفرت کا اظہار کیا۔ان کا ارتکاب کرنے والوں کو عذاب کی دھمکی دی۔ان پر حدود لاگو کیں اور معاشرے سے ان کی جڑوں کو اکھیڑ کر رکھ دیا۔

(۳) صفات حمیدہ انسان میں نفس، شیطان اور خواہشات کے ساتھ جنگ کی قوت پیدا کرتی ہیں اور دل میں ایمان اور علم کو راسخ کردیتی ہیں۔جبکہ صفات ذمیمہ انسان کے اندر کفر، جہالت، شہوات اور خواہشات کی اتباع کا باعث بنتی ہیں۔

(۴) ایمان کی کمزوری اور علم کی کمی کے باعث آج امت مسلمہ میں بہت سی ایسی عادات پیدا ہوگئی ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں۔مثلاً عورتوں کا کھلے عام پھرنا، فواحش کا ارتکاب، حرم پاک کا احترام نہ کرنا، نشہ آور اشیاء کا استعمال، جوا کھیلنا، اسقاط حمل، فقر کے ڈر سے مانع حمل گولیاں کھانا۔ان سب کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ان کا سبب ایمان کی کمزوری جہالت اور خواہشات کی پیروی ہے۔

اہل عرب کی دینی حالت

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا مسلمہ تھیں۔آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد گرامی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح مومن تھے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے گھر والوں اپنے بیوی، بچوں اپنے ننھیال اور پڑوسیوں کے لئے نبی اور رسول بنا کر بھیجا تھا۔اللہ کا دین اسلام ہی تھا اور وہ لوگ اس دین پر کافی عرصہ قائم رہے۔

جس طرح زمین پانی اور بارش کے بغیر اپنی سرسبزی اور شادابی کھو کر بنجر ہو جاتی ہے اسی طرح انسان وحی الٰہی

Marfat.com

کے بغیر جہالت اور تاریکی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں شرک اس طرح رائج ہوا کہ جب وہ لوگ طلب رزق میں حرم پاک سے باہر جاتے تو حرم شریف سے کچھ پتھر اپنے ساتھ لے جاتے۔ جب کسی جگہ قیام کرتے پتھروں کو ایک جگہ رکھ کر اس طرح ان کا طواف کرتے جس طرح بیت اللہ شریف کا طواف کیا جاتا ہے۔ پھر وہاں اللہ سے دعائیں مانگتے۔ جب کوچ کرتے پتھروں کو ساتھ لے جاتے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہالت بڑھتی گئی۔ پچھلی نسل نے ان پتھروں کو خدا سمجھ کر عبادت کرنا شروع کر دی۔ آل عدنان میں بت پرستی کی ابتداء اس طرح ہوئی۔

بت اور مورتیاں

عمرو بن لحی وہ بدبخت انسان تھا جو سب سے پہلے شام سے بت اور مورتیاں لے کر حجاز آیا۔ یہ مکہ سے شام گیا وہاں اس نے اہل شام کو بتوں کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا ان بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ اگر ان سے بارش مانگیں تو یہ بارش عطا کر دیتے ہیں اگر ان سے مدد طلب کریں تو ہماری مدد کرتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم مجھے کچھ بت نہیں دو گے کہ میں انہیں اپنے وطن لے جاؤں تاکہ میرے ہم وطن بھی ان کی عبادت کریں۔ اہل شام نے عمرو کو ہبل نامی بت دیا جسے انہوں نے کعبہ کے گرد نصب کر دیا۔ فتح مکہ تک یہ بت وہیں نصب رہا۔ اسلام نے آ کر اس بت سمیت تین سو ساٹھ بتوں کو توڑ کر دور پھینک دیا مکہ اور حرم پاک اس نجاست سے پاک ہو گئے۔ الحمد للہ۔

اہل مکہ عمرو بن لحی کا بہت احترام کرتے تھے۔ وہ ان کے لئے بدعات گھڑتا لوگ ان کو قبول کر لیتے۔ حجاز میں یہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے دین کو بگاڑا۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے دین اسماعیل علیہ السلام میں بگاڑ پیدا کیا۔ بت نصب کئے۔ بحیرہ (1)، سائبہ (2)، وصیلہ (3) اور حامیہ (4) کو رواج دیا۔ اس بدبخت کی وجہ سے سارے عرب میں بت پرستی پھیل گئی۔ ذیل میں بتوں اور قبائل کے نام ذکر کئے جا رہے ہیں۔

(۱) سواع:۔ ینبع کے ساحل پر ھذیل کا بت تھا۔

(۲) ود:۔ دومۃ الجندل کے مقام پر بنو کلب کا بت تھا۔

(۳) یغوث:۔ جُرش کے مقام پر بنو جرش کا بت تھا۔

1۔ بحیرہ سائبہ کے مادہ بچے کو کہا جاتا تھا۔

2۔ سائبہ:۔ لگاتار دس مادہ بچے جننے والی اونٹنی۔

3۔ وصیلہ:۔ پانچ بار میں دس مادہ بچے جننے والی بکری۔

4۔ حامیہ:۔ دس لگاتار مادہ اونٹنیوں کے باپ کو حامیہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

(۴) یعوق:۔ ہمدان کی سرزمین پر قبیلہ خَیْوَان کا بت تھا۔
شاعر کا قول ہے: اللہ تعالیٰ ہی نفع ونقصان پہنچاتا ہے جبکہ یعوق نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔
(۵) نسر:۔ ارض حمیر پر قبیلہ ذوالکلاع کا بت تھا۔
(۶) عمیانس:۔ ارض خولان پر قبیلہ خولان کا بت تھا۔ انہوں نے اپنے اموال اور مویشی تقسیم کر رکھے تھے۔
انہی کے بارے میں قرآن نے فرمایا:
ترجمہ:۔ اور انہوں نے بنا رکھا ہے اللہ کے لئے اس سے جو پیدا فرماتا ہے فصلوں اور مویشیوں سے مقرر حصہ اور کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ان کے خیال میں۔ اور یہ ہمارے شریکوں کے لئے۔
(۷) سعد:۔ ملکان بن کنانہ کی زمین پر قبیلہ ملکان کا بت تھا۔ اس کے بارے میں ان کا شاعر کہتا ہے۔
ترجمہ اشعار:۔ ہم (اپنے بت) سعد کے پاس آئے تا کہ وہ متحد کر دے لیکن اس نے ہمیں مزید منتشر کر دیا۔ پس ہم خوش بخت نہیں ہیں۔ سعد (بت) بنجر چٹان کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جو نہ ہدایت کی طرف بلاتا ہے نہ گمراہی کی طرف۔
ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر اپنے اونٹ کو بت کے پاس لایا تا کہ اس کی برکت حاصل ہو اس وقت بت پر قربانی کا خون لگا ہوا تھا۔ اونٹ نے بت کو اس طرح دیکھا تو وحشت سے بھاگ گیا۔ شاعر نے پتھر اٹھا کر بت کو مارا کہ تیرا بیڑا غرق ہو تو نے میرا اونٹ بھگا دیا ہے۔ پھر اونٹ پکڑ کر دوسرے اونٹوں میں لایا اور مذکورہ شعر کہے۔
(۸) ذوالخلصة:۔ یمن میں تبالہ کے مقام پر قبیلہ دوس، خثعم اور بجیلہ کا بت تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اپنے رسول ﷺ اور مومنین کو فتح عطا فرمائی۔ تو رسول کریم ﷺ نے جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے جا کر اس بت کو گرا دیا۔
(۹) اساف اور نائلہ:۔ یہ دو بت تھے پہلے کعبہ میں بعد میں صفا اور مروہ میں رکھ دیئے گئے۔ قریش ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اصل میں یہ دو بدکار تھے۔ جنہوں نے کعبہ شریف کے اندر بدکاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ کر کے پتھر کا بنا دیا۔ مرد کا نام اساف اور عورت کا نام نائلہ ہے۔ جب اسلام آ گیا لوگوں کو صفا اور مروہ کی سعی کرتے ہوئے ان بتوں کی وجہ سے دقت ہوتی تھی ان کو اکھاڑ پھینک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ:۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو حج کرے اس گھر کا یا عمرہ کرے تو کچھ حرج نہیں اسے کہ چکر لگائے ان دونوں کے درمیان۔ (سورۃ البقرہ:158)
(۱۰) العزیٰ:۔ یہ نخلہ کے مقام پر تھا۔ بنو شیبان اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اسے حرم کی طرح مقدس سمجھتے تھے۔ بنو شیبان بنی ہاشم کے حلیف تھے۔

Marfat.com

(۱۱) لات:۔ یہ طائف کے مقام پر بنو ثقیف کا بت تھا۔

(۱۲) مناۃ:۔ یہ ساحل سمندر پر نصب تھا اوس اور خزرج اس کے پجاری تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا حضور ﷺ نے حضرت ابوسفیان یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا کہ اس بت کو گرا دیں۔

(۱۳) فلس:۔ یہ بنو طے کے دو پہاڑوں پر نصب تھا۔ ان دو پہاڑوں کے نام سلمی اور اجا تھے۔ بنو طے اس کی مختلف عبادت کیا کرتے تھے۔ مثلاً قربانی دیتے، اس سے بارش مانگتے، اس کے صحن میں آ کر پناہ لیتے، یہ انسان کی شکل کا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اسے گرا آئیں۔ انہوں نے جا کر اس کو گرا دیا۔

(۱۴) رئام:۔ صنعاء کے مقام پر یہ ایک گھر تھا۔ حمیری اس کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ اس کے قریب آ کر قربانیاں ذبح کرتے۔ یہاں ہی شیاطین ان کے ساتھ باتیں کرتے جس سے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے۔

(۱۵) رُضاء:۔ یہ بنو ربیعہ بن کعب بن زید کے لئے ایک مقدس گھر تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مستوغر بن ربیعہ نے اسے گرا دیا۔ اس کا اپنا شعر ہے۔

بیشک میں نے رُضاء پر خوب سختی کی اسے اکم کے مقام پر بنجر بنا کر رکھ دیا۔

(۱۶) ذوالکعبات:۔ یہ بنو بکر اور تغلب کے لئے مقدس گھر تھا۔ یہ سنداد کے مقام پر تھا۔ اس کے بارے میں اعشی بن قیس بن ثعلبہ کا شعر ہے۔

خورنق، سدیر اور بارق کے درمیان سنداد کے مقام پر ذوالکعبات نام کا گھر موجود ہے۔

اپنے بتوں کے ساتھ ان کی عقیدت

اہل عرب میں سے جب بھی کوئی سفر پر جانے لگتا تو اپنے بت کو مس کر کے گھر سے نکلتا اور جب واپس آتا تو سب سے پہلے اپنے بت کو ہاتھ لگاتا پھر گھر داخل ہوتا۔

نتائج

(۱) شرک کی ابتداء بطور تبرک حرم شریف کے پتھر لے جانے سے ہوئی۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت رضوان والا (اصل درخت مشتبہ ہو جانے کی وجہ سے دوسرا) درخت کٹوا دیا۔ (تاکہ اس کے شبہ میں لوگ کسی عام درخت کی تعظیم نہ شروع کر دیں) سرکار دو عالم ﷺ کے تبرکات مثلاً موئے مبارک، آپ کا لباس مبارک یا ہتھیار مل جائیں تو ان کی تعظیم اور ان سے حصول تبرک قطعاً شرک نہیں۔

(۲) کسی گمراہ کی اطاعت سے پوری قوم گمراہ اور مستحق عذاب ہو جاتی ہے۔ جس طرح عمرو بن لحی اپنے ماننے والوں کو لے ڈوبا۔

(۳) شیطان نے قوم نوح کی طرح عمرو بن لحی کے پجاریوں کے لئے بھی بتوں کی عبادت کو مزین کر کے

Marfat.com

پیش کیا جس سے وہ گمراہی میں ڈوب گئے۔

(۴)نعوذ باللہ من اعتقاد نتیجۃ الرابعۃ۔(مترجم مختار احمد رومی)

قبل از اسلام اہل عرب کی دینی بدعات

ویسے تو اہل عرب کی ہر روایت اور طریقہ خود ساختہ اور من گھڑت تھا لیکن کچھ امور ایسے بھی تھے جو ان کے اصول بت پرستی کے بھی خلاف تھے۔ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

(۱) بحیرہ:۔اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے کان چیر کر چھوڑ دیا جاتا تھا۔نہ اس پر سواری کی جاتی نہ دودھ پیا جاتا۔ہاں اگر کوئی (خاص) مہمان ہوتا تو اس کو دودھ پلایا جاتا۔یہ محض انہوں نے اپنے بتوں کی رضا کے لئے عقیدہ گھڑ رکھا تھا۔

(۲) سائبہ:۔اس سے مراد وہ اونٹنی ہے جس کو نذر کے لئے یا بغیر نذر کے اپنے جھوٹے معبودوں کا قرب حاصل کرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا۔اس پر سواری کی جاتی نہ اس کا دودھ پیا جاتا اور نہ اس کا گوشت کھایا جاتا۔

(۳) وصیلہ:۔اس سے مراد وہ بکری ہے جو پانچ مرتبہ بچے جنے اور ہر مرتبہ دو بچے اور وہ دونوں مادہ ہوں۔اس طرح دس مادہ بچے لگاتار جنم دینے کی وجہ سے اسے وصیلہ کہتے تھے۔اس کے بعد وہ جو بچہ بھی جنم دیتی وہ اہل عرب کے مردوں کے لئے ہوتا تھا۔عورتوں کے لئے نہیں۔ہاں اگر بچہ مردار ہوتا تو اس میں خواتین کو بھی شریک کر لیتے۔قرآن کریم نے سورۃ الانعام میں اس طرح فرمایا ہے:

ترجمہ:۔اور کہا انہوں نے جو کچھ ہے ان جانوروں کے پیٹوں میں محض ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری بیویوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردار ہو تو وہ اس میں شریک ہیں(ایک دوسرے کے)

(۴) حام:۔جب کوئی اونٹ (جفتی کر کے) بچے پیدا کرنے میں ایک خاص حد تک پہنچ جاتا تو اہل عرب نہ اس پر سواری کرتے نہ کوئی بوجھ لادتے۔اسے محض جفتی کیلئے چھوڑ دیتے۔یہ بھی بتوں کی رضا کے لئے کرتے تھے۔

حج کرتے وقت عرفات کی بجائے مزدلفہ میں وقوف کی بدعت

اس بدعت کو شرفاء مکہ نے اختراع کیا تھا۔ان شرفاء کو الحمس کہا جاتا تھا۔جبکہ باقی اہل عرب عرفات میں ہی ٹھہرتے تھے۔

ننگے طواف کرنا

وہ ایسے کپڑے پہن کر طواف نہیں کرتے تھے جن میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہوتا۔الحمس کے سوا کسی دوسرے کو پرانے کپڑوں میں طواف کی اجازت نہ تھی۔اگر ان کے پاس کپڑا نہ ہوتا تو یہ ننگے ہی طواف شروع کر دیتے۔یہاں تک کہ عورتیں بھی لباس کے تکلف سے بے نیاز تھیں۔کسی عورت کا شعر ہے۔

Marfat.com

آج (جسم کا) کچھ حصہ یا سارا ہی ننگا ہو جائے گا۔ اور جو ننگا ہو جائے گا میں بھی اسے نہیں ڈھانپوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے ان دو بدعتوں کے بارے میں اس طرح فرمایا:

ثم افیضوا من حیث افیض الناس۔

"پھر تم بھی (مغروران قریش) وہاں تک (جا کر) واپس آؤ جہاں جا کر دوسرے لوگ واپس آتے ہیں"۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف:31)

"اے آدم کی اولاد! پہن لیا کرو اپنا لباس ہر نماز کے وقت"۔

فال کے تیر

اہل عرب میں فال کا یہ طریقہ بھی رائج تھا۔ تین تیر ہوتے۔

ایک پر لکھا ہوتا: امرنی ربی۔ مجھے میرے رب نے (اس کام کے کرنے کا) حکم دیا ہے۔ دوسرے پر لکھا ہوتا مجھے میرے رب نے منع کیا ہے۔ تیسرا خالی ہوتا۔ اگر ان کا ارادہ کسی کام کا ہوتا۔ شادی کرنی ہوتی، طلاق دینی ہوتی سفر پر یا تجارت کے لئے جانا ہوتا تو وہ تیروں والے کے پاس جاتے تیر پر لکھی ہوئی ہدایت کے مطابق عمل کرتے۔ اگر خالی تیر نکل آتا تو نئے سرے سے پھر تیر نکالتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کے بارے میں فرمایا: (یہ بھی حرام ہے) کہ تم تقسیم کرو جوئے کے تیر۔ (المائدہ:3)

رسم نسئی

اس سے مراد ہے حرمت والے مہینوں کی حرمت کو اپنی مرضی سے آگے پیچھے کرتے رہنا۔ اگر محرم میں جنگ کا ارادہ ہوتا تو محرم کو حلال کر کے صفر کو حرمت والا سمجھ لیتے۔ ایسا کرنے والوں کو النساۃ کہا جاتا تھا۔ انہیں اپنی اس بدعت پر فخر تھا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

کیا ہم اولاد سعد کے لئے رسم نسئی استعمال کرنے والے نہیں ہیں۔ (یونہی ہم) حلال مہینوں کو حرام قرار دے لیتے ہیں۔

قرآن کریم نے اس رسم کو بھی حرام قرار دے دیا۔

"(حرمت والے مہینوں کو) ہٹا دینا تو اور اضافہ کرنا ہے کفر میں گمراہ کئے جاتے ہیں اس سے وہ لوگ جو کافر ہیں حلال کر دیتے ہیں ایک ماہ کو ایک سال اور حرام کر دیتے ہیں اسی کو دوسرے سال تا کہ پوری کریں گنتی ان مہینوں کی جنہیں حرام کیا ہے اللہ نے تا کہ اس حیلہ سے حلال کر لیں جسے حرام کیا ہے اللہ نے۔ آراستہ کر دیئے گئے ہیں ان کیلئے ان کے برے اعمال۔ اور اللہ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو کفر

Marfat.com

اختیار کیے ہوئے ہے"۔ (التوبہ: 37)

نتائج

(۱) اہل علم کے اٹھ جانے سے بدعات جنم لیتی ہیں لوگ ہدایت کو گمراہی سے بدل لیتے ہیں۔

(۲) انسان کی فطری کمزوری ہے کہ وہ جلب نفع اور دفع ضرر کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اگر حلال طریقے سے یہ مقصد پورا ہو جائے تو فبہا ورنہ انسان حرام اور بدعت پر اتر آتا ہے۔

(۳) اولاد عدنان کو علم صحیح سے محروم ہوئے طویل عرصہ ہو چکا تھا لیکن پھر بھی وہ کچھ نیک اعمال سے واقف تھے اور ان پر عمل پیرا بھی تھے۔ مثلاً حج اور عمرہ، بیت اللہ شریف کی تعظیم اور حرم پاک کا احترام، حرمت والے مہینوں کی عزت، قربانی، حجاج کی میزبانی اور ان کی خدمت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔

نعوذ باللہ مما کتب المؤلف تحت عنوان "العبر"

سرکار دو عالم ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں مؤلف کتاب کا حسن عقیدت قابل رشک ہے۔ کہیں اولیاء اور مزارات اولیاء کے بارے میں بات کرتے ہوئے نجدیت سے متاثر یا خائف نظر آتے ہیں۔ مترجم مختار احمد رومی)

جزیرہ عرب میں یہودیت و عیسائیت

اسلام سے قبل عدنانی عرب بت پرست تھے۔ لیکن بت پرستی کے علاوہ جزیرہ عرب کے شمال و جنوب میں یہودی اور عیسائی آباد تھے۔ لہٰذا جزیرہ کے دینی احوال لکھتے ہوئے ان ادیان کا ذکر بھی ضروری ہے تاکہ پتہ چلے کہ اہل عرب کس قدر اسلام کے محتاج تھے۔ گو ہر زمانہ اور ہر خطہ اسلام کا محتاج تھا اور رہے گا۔ اسلام کے بغیر نہ سعادت ہے نہ کوئی چارہ۔

ابن اسحاق نے وہب بن منبہ کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

وہ کہتے ہیں نجران میں عیسائیت اس طرح داخل ہوئی تھی کہ شام کا ایک شخص تھا جس کا نام فیمیون تھا وہ نصرانی تھا۔ وہ نیک آدمی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کرامات سے نواز رکھا تھا۔ اس کے شہر میں سے صالح نامی ایک شخص کو فیمیون سے محبت ہو گئی چنانچہ اس نے فیمیون کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔

جب فیمیون نے صالح کو قابل اور اہل دیکھا تو اپنے ساتھ لے کر عرب کے کسی علاقے میں آ گئے۔ اہل عرب نے انہیں پکڑ کر غلام بنا کر نجران میں بیچ دیا۔ اہل نجران بھی اس وقت بت پرست تھے۔ وہ ایک کھجور کے درخت کی پوجا کرتے تھے۔ ہر سال اس کے پاس آ کر میلہ مناتے اور اپنے جھوٹے معبود پر خوبصورت زنانہ لباس پہناتے۔ فیمیون کو نجران کے ایک سردار نے خرید لیا۔ فیمیون جب رات کو نماز پڑھتا تو سارا گھر روشن ہو جاتا۔ اس کا

Marfat.com

آقا اس کرامت سے بڑا حیران ہوا۔ آقا نے پوچھا تمہارا دین کیا ہے؟ فیمیون نے کہا نصرانیت۔

اس نے یہ بھی بتایا کہ اہل نجران غلط عقیدے پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی معبود ہے جبکہ یہ کھجور کا درخت نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں اللہ سے دعا کروں تو وہ اس درخت کو فوراً گرا دے۔ یہ کہہ کر فیمیون نے دعا مانگی فوراً تیز آندھی آئی جس نے کھجور کے درخت کو جڑوں سے اکھاڑ کر رکھ دیا۔

یہ دیکھ کر وہ سردار عیسائی ہو گیا اس کی ساری قوم نے اس کی پیروی کرتے ہوئے دین مسیح قبول کر لیا۔ اس طرح سارے نجران پر عیسائیت کا غلبہ ہو گیا۔ پھر مرور ایام سے عیسائیت میں بھی بدعات نے جنم لیا اور گمراہی ان پر غالب آ گئی۔

فیمیون کے بعد عبد اللہ بن تامر وہ شخص ہے جس نے نجران میں عیسائیت کے فروغ کے لئے بہت زیادہ خدمات سرانجام دیں۔ لیکن شاہ وقت کو عبد اللہ کا یہ طرز عمل ایک آنکھ نہ بھایا اس نے عبد اللہ کو بلا کر کہا تو نے میرے شہر کے لوگوں کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

بادشاہ نے عبد اللہ کو طرح طرح کی سزائیں دیں لیکن اسے ختم نہ کر سکا۔

ابن ثامر نے کہا اگر تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تو خدا کے واحد ہونے پر ایمان لاؤ۔ بادشاہ نے توحید کی گواہی دے کر ابن ثامر کو ضرب لگائی تو وہ فوراً قتل ہو گیا۔ لیکن دوسرے لمحے بادشاہ کی بھی روح پرواز کر گئی۔ یہ دیکھ کر سب اہل نجران نے عیسائیت کو قبول کر لیا۔ نجران میں عیسائیت کی ابتداء اس طرح ہوئی پھر وہ بدعت وفساد کے خوگر ہو کر بے دین ہو گئے۔

جب حکومت کی باگ ڈور ذونواس حمیری کے ہاتھ میں آئی اس نے دیکھا سارے اہل نجران عیسائی ہو چکے ہیں۔ ذونواس کا جھکاؤ یہودیت کی طرف تھا۔ اس لئے اس نے سب اہل نجران کو یہودیت قبول کرنے کی دعوت دی لیکن قوم نے انکار کر دیا۔ ذونواس نے بہت بڑی خندقیں کھدوائیں ان میں بہت زیادہ آگ جلائی۔ تاکہ جو اپنے دین سے نہ پھرے اسے اس آگ میں ڈال دے لیکن قوم پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ سورۃ البروج میں اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے (اس کی وضاحت میں) فرمایا: ان میں سے دوس نامی ایک شخص تھا جس کو آگ سے نجات مل گئی وہ سیدھا شاہ روم کے پاس گیا اسے ذونواس پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا جس نے (نجران میں) پوری مسیحی برادری کو قتل کر دیا تھا۔ بادشاہ نے اس شخص کو ایک خط لکھ کر دیا کہ حبشہ کے بادشاہ کے پاس لے جاؤ۔ حبشی بادشاہ بھی نصرانی تھا۔ اس نے ستر ہزار کا لشکر اس کے ہمراہ کیا جنہوں نے ذونواس کو شکست دے کر اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ حبشی لشکر میں ابرہہ اور ارباط دو سپہ سالار تھے۔ حکومت کے معاملے میں ان دونوں کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ ابرہہ ارباط کو قتل کر کے بلا شرکت غیرے تخت کا مالک بن گیا۔

یمن کے علاقوں میں نصرانیت کی ابتداء اس طرح ہوئی۔

Marfat.com

یہودیت

یمن کے علاقوں میں اس کو زیادہ دوام نصیب نہ ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ جن علماء نے ذونواس کو یہودیت کی دعوت دی تھی جس کی وجہ سے وہ یہودیت کی طرف جھک گیا تھا وہ علماء یثرب آ گئے۔

ان کے یثرب آنے کے دو سبب تھے۔ ایک تو شاہان روم کا وہ سخت گیر رویہ جو ذونواس کے بعد انہوں نے تخت پر قابض ہونے کے بعد اپنایا۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ انہیں معلوم تھا کہ وہ نبی آخر الزمان ﷺ اب ان کی آمد کا زمانہ بالکل قریب ہے۔ تورات و انجیل کی بشارات بھی یہی گواہی دے رہی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ رسول برحق ﷺ فاران کی چوٹیوں سے ہدایت کا سورج بن کر طلوع ہوگا۔ اور اس نبی مکرم ﷺ کی ہجرت گاہ وہ سرزمین ہوگی جس میں کھجوروں کے باغات بکثرت ہوں گے۔ انہیں یہ امید تھی کہ اس نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لا کر وہ دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ شاید اس طرح انہیں صدیوں سے کھویا ہوا اقتدار دوبارہ مل جائے۔

یہ بھی معلوم ہے کہ نصاریٰ کی طرح یہود کے اعتقادات بھی بگڑ چکے تھے۔ اپنی خواہشات و شہوات اور حرص و لالچ کی وجہ سے شرعی احکام میں تحریف، تبادیل اور رد و بدل کر کے انہوں نے دینی تعلیمات کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ یہودیت اور نصرانیت میں نہ تزکیہ نفس کی صلاحیت باقی رہی تھی نہ اخلاق و قلوب کے فساد کو صحیح کرنے کی طاقت باقی تھی۔ لہٰذا مجوسیوں اور بت پرستوں کی طرح یہود و نصاریٰ کو بھی اسلام کی اتنی ہی ضرورت تھی۔ اس سے پہلے یہودی مشرکین عرب پر حضور ﷺ کے وسیلے سے فتح پایا کرتے تھے۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ (البقرہ)

"اور وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر (اس نبی کے وسیلہ سے) تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے سو پھٹکار اللہ کی (دانستہ) کفر کرنے والوں پر"۔

نتائج

(۱) بلاد عرب میں بت پرستی کو غلبہ حاصل تھا یہودیت و نصرانیت کو کوئی قابل ذکر مقام حاصل نہیں تھا۔

(۲) نجران میں عیسائیت ابتداء بدعات سے پاک تھی لیکن ان کی تعداد اتنی معقول نہ تھی کہ وہ سارے عرب میں پھیل سکتے۔

(۳) یہودیت جب بلاد عرب میں داخل ہوئی اس وقت اس کی تعلیمات بگڑ چکی تھیں۔

Marfat.com

(۴) یہودیت، عیسائیت، بت پرستی اور مجوسیت نے روحانی تشنگی کو اس قدر عام کر دیا تھا کہ اب کسی ایسے آسمانی دین کی ضرورت تھی جو قلب و روح اور اخلاق کو ایمان کے ٹھنڈے میٹھے چشمے سے یوں سیراب کرے کہ ان کی دنیا و آخرت سنور جائے۔ ایسا دین فقط اسلام ہی تھا۔

حنفاء عرب

ملک عرب میں ایسے لوگ بہت کم تھے جو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان رکھتے ہوں اور کما حقہ اس کی عبادت کرتے ہوں۔ زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے:

انه يبعث يوم القيامة امة واحدة.

"وہ اکیلا پوری امت کی صورت میں اٹھایا جائے گا"۔

یہی وہ شخص تھا جو جاہلیت کے اعمال کو ناپسند کرتا تھا۔ قریش کے طرز زندگی کے بارے میں برملا کہتا تھا کہ یہ باطل ہے۔ وہ کہتا تھا زید بن عمرو کی جان کے مالک کی قسم! میرے سوا تم میں کوئی شخص بھی دین ابراہیمی پر قائم نہیں۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے:

حضرت سعید بن زید اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا: کیا ہم زید بن عمرو کے لئے بخشش کی دعا مانگ سکتے ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! فانه يبعث امة واحدة.

کیونکہ وہ اپنی ذات میں پوری امت تھے۔

جناب زید حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ وہ حضور ﷺ کی اس حدیث پاک کے مصداق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف دیکھا تو اہل کتاب کے چند لوگوں کے سوا عرب و عجم میں کوئی بھی پسند نہ آیا۔ (مسلم)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار ﷺ کی بعثت کے وقت کوئی شخص بھی صحیح دین پر کاربند نہ تھا۔

یہود و نصاریٰ میں کچھ ایسے تھے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے دین پر قائم تھے۔ لیکن ان کی تعداد اتنی کم تھی کہ ان سے لوگوں کی ہدایت اور اصلاح ممکن نہ تھی۔

زید بن عمرو بن نفیل کے اشعار:

أربا واحدا ام الف رب　　ادين اذا تقسمت الامور.
عزلت اللات والعزى جميعا　　كذلك يفعل الجلد الصبور
فلا العزى ادين ولا ابنتيها　　ولا صنمى بنى عمرو ازور

Marfat.com

ولا ھبلا ادین وکان ربا لنا فی الدھر اذحلمی یسیر

ترجمہ اشعار:۔ جب معاملات تقسیم ہو گئے ہیں تو کیا میں ایک رب کی عبادت کروں یا ہزار خداؤں کی۔

میں نے لات وعزیٰ سے جدائی اختیار کر لی ہے صاحبان عزم وہمت ایسا ہی کرتے ہیں۔

میں نہ عزیٰ کی اور نہ ہی اس کی دونوں بیٹیوں کی عبادت کرتا ہوں اور نہ بنی عمرو کے دونوں بتوں کی زیارت کی مجھے خواہش ہے۔

نہ میں ہبل کی عبادت کرتا ہوں جو اس زمانے میں خدا سمجھا جاتا تھا۔ جب میری عقل بالکل محدود تھی۔

ورقہ بن نوفل نصرانیت کے قریب تھے۔ بعثت سرکار ﷺ کی ابتداء میں وفات پا گئے تھے۔ عثمان بن حویرث شام گیا تھا وہاں نصرانیت اختیار کر لی۔ قیصر کی بارگاہ میں اس کا بڑا مقام تھا۔ یہ لوگ قریش کی بت پرستی سے متنفر تھے۔ لیکن زید بن عمرو بن نفیل کے علاوہ باقی کا خاتمہ دین ابراہیمی پر نہ ہوا۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ کی بعثت کے وقت بہت کم لوگ ایسے تھے جن کے عقائد و اعمال رضاء الٰہی کے قابل تھے۔

(۲) ملک عرب میں کوئی ایک شخص بھی کسی نبی کی شریعت پر کاربند نہیں تھا۔ زید بن عمرو کا معاملہ اس کے علاوہ ہے۔ اگرچہ وہ موحد تھے لیکن حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو گزرے ہوئے بہت زیادہ عرصہ ہو چکا تھا۔

(۳) یہ حالات بعثت محمدیہ ﷺ کا تقاضا کر رہے تھے۔ (حاشیہ از مترجم)

(اس باب میں یہود کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ وہ نبی آخر الزمان ﷺ کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔ آپ کے وسیلہ سے دشمنوں پر فتح یاب ہوا کرتے تھے۔ لیکن جب وہ ساعت یمن وسعادت آئی تو ان کی چشم انتظار کیوں بند ہو گئی؟ اوس وخزرج اور دیگر مشرکین جن کو وہ ڈرایا کرتے تھے۔ تیزی سے آگے بڑھے اور چشمۂ توحید سے جام پینے لگے۔ ان کی اس محرومی کی اور بھی بہت سی وجوہات ہوں گی۔ جہاں تک میرا خیال ہے ان کے انتظار میں خلوص نہ تھا۔ نہ ہی وہ حصول ہدایت کے لئے چشم براہ تھے۔ ان کے ایمان لانے کے پیچھے ان کے کھوئے ہوئے اقتدار کی بازیابی پنہاں تھی۔ وہ جب بھی سادہ لوح یثربیوں کو دھمکی دیتے تو اس دھمکی میں وہ یہی کہتے کہ ہم اس رسول ﷺ پر ایمان لا کر تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ اور تم پر غالب آجائیں گے۔

خالق کائنات کو ان کا یہ انداز تکبر پسند نہ آیا۔ تو انہیں سرے سے نعمت ایمان سے محروم ہونا پڑا۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ ایسی نیت اور ایسے انداز تکبر سے پناہ عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ طہ ویسین ﷺ)

(مترجم مختار احمد رومی)

Marfat.com

نوید صبح بہار

سنت الٰہیہ ہے کہ سختی کے بعد نرمی، اندھیرے کے بعد روشنی اور تنگی کے بعد خوشحالی ضرور آتی ہے۔

گزشتہ صفحات میں مذکور وہ ہیبت ناک تاریکیاں جو حیات بشری کے افق پر چھا چکی تھیں۔ زندگی کا ہر شعبہ ان تاریکیوں کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ شرک، کفر، ظلم اور شر وفساد کے مہیب سائے گہرے ہو چکے تھے۔ ان حالات میں رب العالمین نے کائنات میں بسنے والوں کی طرف دیکھا تو سب ہی ان برائیوں کے خوگر نظر آئے۔ اہل عرب اور اہل عجم ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو ناپسند فرمایا۔ صرف وہ لوگ بچ گئے جو اہل کتاب میں سے تھے۔

ان حالات میں صبح محمدی ﷺ کے طلوع کی خبریں روشن کرنیں بن کر نور پھیلانے لگیں۔

صبح پرنور کی جانفزا نویدیں افق عالم پر قمقمے بن کر یکے بعد دیگرے جگمگانے لگیں کہ فجر محمدی ﷺ طلوع ہونے والی ہے۔ آیئے بالترتیب ان نورانی کرنوں کا نظارہ کرتے ہیں۔

۱۔ خلیل وذبیح علیہما السلام کی دعا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبر دی ہے کہ ان دو جلیل القدر پیغمبروں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا ہمارے رب ہماری اولاد میں سے وہ (ذیشان) رسول مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیتیں تلاوت فرمائے انہیں کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دے ان کا تزکیہ فرمائے۔ بے شک تو عزیز وحکیم ہے۔

حضور رحمت عالم ﷺ نے خود بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ میں اپنے والد گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

۲۔ میثاق انبیاء

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور رسول سے پختہ وعدہ لیا کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان لائے گا۔ اور آپ کی نصرت وتائید کرے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء علیہم السلام کو آپ کے اسماء وصفات سے ضرور آگاہ کیا ہوگا۔ قرآن کریم کا فرمان ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱ (آل عمران)

Marfat.com

"اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں۔تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں"۔

۳۔ کتاب الٰہیہ کی بشارت

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے تورات شریف میں حضور ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد میں نے دیکھا ہے کہ:

اے نبی! ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر، خوشخبری سنانے والا، مستقبل کے خطرات سے آگاہ کرنے والا اور امی قوم کا محافظ بنا کر بھیجا ہے۔

(میرے حبیب ﷺ) تو میرا (خاص) بندہ اور (ذیشان) رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ تو نہ سخت مزاج ہے نہ تند خو اور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میرا محبوب ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا بلکہ معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں ہی گمراہ قوم کو (ان کے ذریعے) راہ ہدایت پر لائے گا۔ ان کے ذریعے کور چشموں کو بصارت، بہروں کو سماعت اور دل کے اندھوں کو بصیرت عطا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ کہہ اٹھیں گے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (بخاری)

تورات شریف کی دوسری روایت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے طور سینا پر تجلی کی۔ ساعیر سے جھانکا اور فاران کی چوٹیوں پر ظہور فرمایا۔

تجلی طور سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کا نزول :۔ ساعیر سے جھانکنے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کا نزول اور فاران کی چوٹیوں پر ظہور سے مراد قلب محمدی ﷺ پر قرآن کا نزول ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

میں تمہاری طرف ان میں ایک نبی بھیجوں گا۔ اس کے دہن اقدس میں میرا پاک کلام ہوگا۔ وہ وہی بات کرے گا جو میں کہوں گا۔ (توراۃ شریف)

محمد کریم ﷺ کے علاوہ اور کون ہے جس کے منہ سے خدا بات کرتا ہے؟ آپ ﷺ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ قرآن کے مطابق ہدایت، حق اور خیر کی دعوت دیتے ہیں۔

Marfat.com

انجیل مقدس کی بشارات

جن ایام میں یوحنا معمدان یہود کے صحرا میں داخل ہوئے انہوں نے کہا ہوشیار باش! اب آسمان کی بادشاہت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس میں حضور ﷺ کی بعثت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین آسمانی قانون ہے۔

دوسری جگہ ایک مثال دیتے ہوئے کہا: ملکوت سموات کی مثال رائی کے دانے کی طرح ہے جسے لے کر کوئی انسان اپنے کھیت میں کاشت کرے۔ اگرچہ یہ دانہ سب بیجوں سے چھوٹا ہے۔ لیکن جب اگ آتا ہے تو سب بیلوں سے بڑا ہو جاتا ہے۔ یہ مثال بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔

وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح: 29)

نیز ان کی صفات انجیل میں بھی (مرقوم) ہیں۔ (یہ صحابہ) ایک کھیت کی مانند ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا۔ پھر تقویت دی اس کو پھر وہ مضبوط ہو گیا۔ پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اپنے تنے پر (اس کا جوبن) خوش کر رہا ہے۔ بونے والوں کو تا کہ (آتش) غیظ میں جلتے رہیں انہیں دیکھ کر کفار۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

میں جا رہا ہوں کیونکہ اگر میں نہیں جاؤں گا تو تمہارے پاس "البار قلیط" (ﷺ) نہیں آئیں گے۔ لیکن اگر میں چلا گیا تو انہیں تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ وہ زمانے کو خطاؤں پر تنبیہ فرمائیں گے۔ یہ بشارت بالکل واضح ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی آمد کا ذکر ہے۔ کیونکہ جب سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت ہوئی سارا عالم کفر و شرک کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ چند اہل کتاب کے سوا باقی سب پر ناراض تھا۔

زبور شریف

زبور شریف کا بیان ہے:

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے تم پر برکتیں نازل فرمائے۔ پس اے جبار اپنی تلوار سونت لے کیونکہ یہ تیرے چہرے کی زینت ہے۔ حمد الٰہی تیرا وظیفہ ہوگا۔ کلمہ حق کو زبان پر لا۔ کیونکہ تیری ناموس اور تیرا طریقہ تیرے دست راست کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ تیرے نیزے تنے ہوئے ہیں اور اقوام عالم تیرے سامنے جھکی ہوئی ہیں۔

اشعیا نبی علیہ السلام

ہمارے لئے ایک جوان مبعوث ہوگا۔ بشر ہوتے ہوئے بھی اس کی شان عظیم ہوگی۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ سراپا سلامتی ہوگا۔ اس کی حکومت امن کی حکومت ہوگی۔ وہ داؤد علیہ السلام کی کرسی

Marfat.com

پر براجمان ہوں گے۔

مجھے کہا گیا اٹھو اور دیکھو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے دیکھا دو شاہ سوار آرہے ہیں ایک دراز گوش پر سوار ہے دوسرا اونٹ پر۔ ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا ہے میں نے بابل کے بت سمندر میں گرادیئے ہیں۔ ان دونوں سواروں سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد عربی ﷺ ہیں کیونکہ بابل کے بت ضرب محمدی ﷺ سے ٹوٹ کر گر گئے تھے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام

حضرت حزقیل علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے امت محمدی ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

(اے گروہ منکرین) بیشک اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی امت کو تم پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ انہیں اپنا نبی عطا فرمائے گا۔ پھر انہیں (ایک ذیشان) کتاب سے نوازے گا۔ انہیں تمہاری گردنوں کا مالک بنادے گا۔ وہ حق کی خاطر تمہیں خوب رگیدیں گے۔ قیذار کی اولاد سے لوگ گروہ در گروہ (کفار سے) جنگ کے لئے نکلیں گے۔ فرشتے ان کے ہمراہ ہوں گے۔ وہ سفید گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ (جنگ بدر میں) وہ ہتھیاروں سے مسلح ہوں گے۔ (اے منکرو!) تمہارا انجام جہنم ہوگا۔

حضرت دانیال علیہ السلام

حضرت دانیال علیہ السلام کا فرمان ہے:۔

فرشتہ ایک خوبصورت چہرے والے نوجوان کی شکل میں میرے سامنے ظاہر ہوا اس نے کہا: اے دانیال! السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے۔ بنی اسرائیل نے مجھے ناراض کر دیا ہے۔ انہوں نے سرکشی کی ہے۔ میرے علاوہ دوسروں کی عبادت کی ہے۔ علم پر جہالت کو پسند کیا ہے۔ سچائی کے بعد جھوٹ کی طرف چلے گئے ہیں لہذا میں نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا اس نے انہیں قتل کر کے ان کے بچوں کو قید کر لیا ان کے بیت المقدس کو گرادیا۔ ان کی کتابوں کو جلادیا۔ اس کے بعد آنے والوں نے بھی ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا۔ میں ان سے خوش نہیں ہوں نہ ہی ان کی خطائیں معاف کروں گا۔ وہ ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔ ذلت اور مسکینی ان پر طاری رہے گی۔

یہاں تک کہ میں ان میں اپنا نبی ﷺ مبعوث کردوں جو بنی اسمٰعیل علیہ السلام میں سے ہوگا۔ سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا نے جس کی بشارت دی ہے۔ میں اس نبی کی طرف وحی کروں گا۔ اسے اپنے مبارک ناموں کی تعلیم دوں گا۔ اسے تقویٰ سے مزین کروں گا۔ نیکی اس کا شعار بنادوں گا۔ تقویٰ ہی اس کا ضمیر ہوگا۔ صدق اس کا کلام ہوگا۔ وفا اس کی طبیعت ہوگی۔ میانہ روی اس کا طریقہ، ہدایت اس کا راستہ ہوگا۔ میں اسے ایک ایسی کتاب عطا کروں گا جو ساری سابقہ کتب (الٰہیہ) کی تصدیق کرنے والی ہوگی۔ وہ کتاب کچھ احکام (سابقہ) کی ناسخ ہوگی۔

Marfat.com

میں اس محبوب ﷺ کو آسمانوں کی سیر کراؤں گا اپنے قریب کر کے اپنا سلام پہنچاؤں گا۔ان کی طرف وحی کروں گا۔ پھر انہیں قابل رشک خوشی کی حالت میں اپنے بندوں کی طرف بھیج دوں گا۔ جو کچھ میں نے انہیں عطا کیا ہے اس کی وہ خود حفاظت کریں گے۔ جو حکم انہیں دیا گیا ہے اس کو دوسروں تک پہنچائیں گے۔ وہ نرم انداز سے اور بہترین طریقے سے میری توحید کی طرف بلائیں گے۔ نہ وہ سخت ہوں گے نہ تند خو نہ بازاروں میں شور کرنے والے۔ محبت کرنے والوں پر شفیق۔ مومنوں پر رحیم۔ عداوت کرنے والوں کے لئے موت کا پیغام۔ اپنی قوم کو میری توحید اور عبادت کی دعوت دیں گے۔ میری آیات کا مشاہدہ کر کے قوم کو آگاہ کریں گے۔ لیکن قوم ان کی تکذیب کر کے انہیں تکلیف دے گی۔

اہل کتاب کی شہادت

مدینہ کے وہ باشندے جن پر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا تو وہ ایمان لے آئے۔ ان کا ظاہر و باطن ایمان کے نور سے جگمگا اٹھا۔

ان کا بیان ہے کہ ہمارے ایمان لانے کا باعث یہ ہے کہ ہم یہود کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ اہل کتاب بھی تھے اہل علم بھی تھے۔ جبکہ ہم جاہل اور مشرک تھے۔ ہماری اور ان کی لڑائی رہتی تھی۔ جب انہیں ہماری طرف سے تکلیف پہنچتی وہ کہتے عنقریب ایک عزت والا رسول ﷺ تشریف لانے والا ہے۔ ہم اس رسول کے ساتھ مل کر تمہیں اس طرح قتل کر دیں گے جس طرح عاد اور ارم کو تباہ کیا گیا تھا۔ ہمہ وقت یہی بات ان کی زبانوں سے جاری رہتی۔ جب اللہ نے اپنے رسول کریم محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ ہم نے فوراً آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا۔ ہم جان گئے کہ یہ وہی ہیں جن کا نام لے کر یہود ہمیں دھمکیاں دیا کرتے تھے۔ جبکہ یہود نے جانتے ہوئے بھی آپ ﷺ کی تکذیب کی اور کفر پر ڈٹ گئے انہی کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۘ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ (البقرہ)

"اور وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر (اس نبی کے وسیلہ سے) تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے سو پھٹکار اللہ کی (دانستہ) کفر کرنے والوں پر"۔

ابن ہیبان یہودی

ابن ہیبان یہودی نے مرتے دم کہا تھا۔ اے گروہ یہود! میں شراب اور خوراک سے مالا مال سرزمین (شام) سے چل کر بھوک اور سختی والے شہر (یثرب) میں محض اس لئے آیا تھا کیونکہ مجھے توقع تھی یہ شہر اس نبی ﷺ کی

Marfat.com

ہجرت گاہ ہے جس کی بعثت کا زمانہ اب بالکل قریب آچکا ہے۔ میں چاہتا تھا جونہی وہ تشریف لائیں میں ان کی غلامی اختیار کرلوں۔ (حسرت ہے کہ وہ آئے نہیں اور میری موت کا وقت آگیا ہے لیکن یاد رکھو) اب ان کے آنے کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔ ان پر ایمان لانے میں کوئی قوم تم سے سبقت نہ لے جائے۔

راہب عموریہ کا بیان

عموریہ کا راہب نصرانی تھا۔ سلمان فارسی طلب ہدایت کے لئے مختلف راہبوں کی درگاہوں سے ہوتے ہوئے اس تک پہنچے تو اس نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے کہا: اے سلمان! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عنقریب اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ دو پتھریلی سرحدوں کے درمیان کھجوروں کے دیس میں اس کی ہجرت گاہ ہے۔ تم ضرور اس رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ ان کی نبوت کی علامات بالکل واضح ہیں۔ وہ ہدیہ کھالیتے ہیں، صدقہ نہیں کھاتے، ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔

جنات کا نعرہ انبساط

طلوع صبح بہار رسالت سے پہلے بہت ساری نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ مثلاً شہاب ثاقب کی کثرت، آسمانی خبریں چرانے والے شیاطین کا رجم، کاہنوں پر خوف و دہشت کا غلبہ وغیرہ۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت عمر کے پاس سے گزر رہے تھے ایک آدمی نے کہا امیر المومنین اس گزرنے والے آدمی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں تم ہی بتاؤ یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کو ان کے موکل (جن) نے حضور ﷺ کے ظہور کی خبر دی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بلا بھیجا اور پوچھا آپ کو جن نے کیسے خبر دی تھی؟ انہوں نے کہا امیر المومنین میں اپنے گھر میں نیند اور بیداری کے درمیانی کیفیت میں محو استراحت تھا کہ میرا موکل آیا اس نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا: اے سواد بن قارب اٹھو میری بات سنو اور اگر تمہارے اندر عقل ہے تو اس میں غور کرو کہ لوی بن غالب کی اولاد سے ایک رسول مکرم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

مجھے جن اور اس کے مطالبے سے تعجب ہوا نیز سفید اونٹ پر پالان باندھنے پر بھی تعجب ہوا۔

وہ ہدایت کی طلب میں مکہ جا رہا ہے۔ سچے اور جھوٹے جن ایک جیسے نہیں ہوتے۔

(اے مخاطب!) تو بھی ہاشم کی اولاد میں سے بہترین سردار کی طرف جانے کی راہ لے۔ کیونکہ سبقت کر کے (پہلے جانے والے) سستی کر کے بعد میں جانے والوں کی طرح نہیں ہوتے۔

Marfat.com

حضرت سواد نے یہ بھی بتایا کہ تین راتیں مسلسل ایسا ہوتا رہا ہر رات میرے پاس آنے والے کے وہی الفاظ ہوتے۔ مزید اس نے یہ ابیات بھی پڑھے:

ترجمہ ابیات:۔ جب میں سکون کے ساتھ سونے لگا تو سرگوشی کرنے والے نے کہا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں جھوٹ نہیں ہے ہر رات اس کی زبان پر یہی ہوتا ہے۔

اتاک رسول من لؤی بن غالب۔

تیرے پاس لوی بن غالب کی نسل پاک سے ایک رسول مکرم ﷺ آچکا ہے۔

جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا سواد بن قارب نے اسلام قبول کرلیا۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جن کے آنے کا قصہ بیان کیا اور درج ذیل اشعار سنائے۔

ترجمہ اشعار:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور آپ ہر عائب سے محفوظ ہیں۔

اور آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں تمام رسولوں کی نسبت قریب ترین وسیلہ ہیں۔ آپ معزز ترین اور پاکیزہ ترین نسب والے ہیں۔ اپنے رب کی طرف سے آپ پر جو وحی آتی ہے آپ ہمیں اس کا حکم دیں (ہم اس پر عمل کریں گے) اگرچہ ہمارے بال سفید ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

جس دن (اہل عداوت میں سے) کسی صاحب شفاعت کی شفاعت تنکے برابر بھی فائدہ نہیں دے گی میرے آقا ﷺ آپ سواد بن قارب (اور ہر غلام) کے لئے شفیع بن جائیں۔

سورۃ جن آیت ۸ تا ۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے شہاب ثاقب، شیاطین کی پٹائی اور آسمانی خبروں سے ان کی عدم رسائی کے بارے میں بیان فرمایا۔

ترجمہ آیات:۔ اور (سنو) ہم نے ٹٹولنا چاہا آسمان کو تو ہم نے اس کو سخت پہروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور پہلے تو ہم بیٹھ جایا کرتے تھے اس کے بعض مقامات پر سننے کے لئے لیکن اب جو (جن) سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے گا اپنے لئے کسی شہاب کو انتظار میں اور ہم نہیں سمجھتے (اس کی کیا وجہ ہے) کیا کسی شر کا ارادہ کیا جا رہا ہے زمین کے مکینوں کے بارے میں یا ان کے رب نے ان کو ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا ہے۔

(ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری)

حادثہ اصحاب فیل

حادثہ اصحاب فیل سے مراد ہے ابرہہ کا مکہ مکرمہ (حفظها الله عن كل ظالم) پر حملہ۔ ابرہہ بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن کا گورنر تھا۔ اپنے بادشاہ کے حضور قرب حاصل کرنے کے لئے اس نے یہ چال چلی کہ صنعاء میں ایک عمارت بنوائی اس عمارت کا نام ''قلیس'' رکھا۔ لوگوں میں اعلان کروایا کہ تم مکہ میں کعبہ شریف کا حج کرنے کی

Marfat.com

بجائے اس عمارت کا حج کیا کرو۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح عربوں کی تجارت مکہ مکرمہ کی بجائے یمن کی طرف منتقل ہو جائے گی اور بادشاہ اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اسے مزید اپنا قرب عطا کرے گا۔

بنی کنانہ میں سے ایک شخص کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے عمارت کے اندر جا کر رفع حاجت کی اور گندگی کو قلیس کی دیواروں پر مل دیا۔ ابرہہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ مکرمہ پر حملہ کرے گا اور کعبہ مقدسہ کو شہید کر دے گا۔ اس مقصد کے لئے اس نے ایک لشکر قوی تیار کیا۔ اپنے ساتھ محمود نامی ہاتھی کو بھی لے آیا۔ راستے میں جو بھی عرب قبیلہ مزاحمت کرتا ابرہہ اس کو کچل کر رکھ دیتا۔ یہاں تک کہ وہ حرم شریف کے قریب آ گیا۔ اس نے اپنے سپاہی بھیج کر اہل مکہ کے اونٹ ہانک لئے جن میں سردار قریش حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بھی دو سو اونٹ تھے۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اس سے اپنے اونٹ طلب کئے۔ آپ نے بیت اللہ شریف کے بارے میں ایک بات فرمائی جو ضرب المثل بن چکی ہے۔ ان للبیت ربا یحمیہ۔ کعبے کا رب خود کعبے کی حفاظت کرے گا۔

جناب عبدالمطلب نے اہل مکہ کو حکم دیا کہ وہ پہاڑوں میں چھپ جائیں تا کہ حملہ آور لشکر سے آمنا سامنا نہ ہو کیونکہ اس طرح زیادہ نقصان کا اندیشہ تھا۔

سید قریش جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کعبہ شریف کے دروازہ پر کعبے کا حلقہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور یوں گویا ہوئے۔

میرے اللہ ہر بندہ اپنے کجاوے کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ ان کی صلیب کبھی بھی تیرے گھر پر غالب نہ آئے۔ اگر تو ان کو ہماری ملت پر کھلے عام چھوڑنا چاہتا ہے تو تیری مرضی۔ (ہماری التجا تو یہ ہے کہ) صلیب کی عبادت کرنے والوں پر اپنی عبادت کرنے والوں کی مدد فرما۔

بوقت صبح ابرہہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے ارادہ سے اپنے ہاتھی کا رخ مکہ مکرمہ کی طرف کیا لیکن ہاتھی نے اس سمت چلنے سے انکار کر دیا۔ اگر کسی اور طرف سے ہاتھی کو چلایا جاتا تو وہ چلنے لگتا۔ وہ اسی کوشش میں تھا کہ رب العالمین نے سمندر کی طرف سے ابابیلوں کا لشکر بھیج دیا۔ ہر ابابیل تین کنکریاں اٹھائے ہوئے تھا۔ ایک چونچ میں اور ایک ایک اپنے پنجوں میں۔ جس شخص کو بھی کنکری لگ جاتی اس کو چیر کر رکھ دیتی۔ اب لشکر نے بھاگنے کے لئے اپنے رہنما کو تلاش کیا اور کہا ہمیں لے چلو۔ ان کے رہنما نے کہا: ترجمہ شعر:۔

رب العالمین تم پر حملہ آور ہے اور تمہارے تعاقب میں ہے۔ ابرہہ آج مغلوب ہے غالب نہیں۔

ابرہہ کا لشکر ہلاک ہو گیا۔ ابرہہ زخموں سے چور چور تھا۔ اسے صنعاء لے جایا گیا۔ صنعاء پہنچ کر ابرہہ بھی دم توڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفیل میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ واقعہ بھی حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے۔

Marfat.com

نتائج

(۱) رحمت عالم ﷺ کے امر نبوت کے لئے دعاء خلیل علیہ السلام۔

(۲) جناب خلیل علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا ثبوت بزبان قرآن مجید۔

(۳) حضور رحمت عالم ﷺ کی شان رفیع اور کمال شرف کا بیان جس میں کوئی آپ کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں پر لازم کر دیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور آپ کی نصرت و تائید کریں گے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے تورات میں اور فرشتے نے حضرت دانیال علیہ السلام کے سامنے سرور کون و مکان ﷺ کی تعریف بیان کی۔

(۵) اس اعزاز کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین ﷺ کی بعثت عرب میں فرمائی۔ پس وہ لوگ آپ پر اور آپ پر اترنے والی کتاب پر ایمان لا کر کامل و مکمل اور خوش بخت بن گئے۔

(۶) حبیب رب العالمین ﷺ کی نبوت پر تورات، زبور، انجیل، انبیاء بنی اسرائیل، نیک جنات، یہود ونصاریٰ کے خوش بخت لوگوں کی ایسی شہادات کہ جن کے ہوتے ہوئے رسالت مصطفوی ﷺ کا انکار حماقت، بیوقوفی، گمراہی اور ابدی خسارے کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۷) ابرہہ کے لشکر کی ہزیمت اور تباہی فجر محمدی ﷺ کے ظہور کی بہت بڑی نشانی ہے۔

(۸) سب سے بڑا نکتہ یہ ہے کہ آقاء دو عالم ﷺ پر غیر متزلزل ایمان لازم ہے۔ آپ کی تعظیم واجب (بلکہ فرض عین) ہے۔ اور جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر آپ کی محبت مقصود ایمان ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم)

Marfat.com

صبح میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ربیع الاول جو ازلی سعادتوں کا امین ہونے کی وجہ سے ربیع الاول بن چکا ہے۔ اس ماہ کی بارہویں شب ایک عظیم صبح نور کی پیغامبر بن کر آئی۔ حضور ﷺ کی ولادت واقعہ اصحاب فیل والے سال ہوئی۔

بطحاء مکہ کی پاک وادی میں ایک سادہ مگر عزت و شرف سے معمور مکان ہے۔ اسی مکان میں مکہ کے قریشی سردار حضرت عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہما اپنے پاکیزہ فطرت، پاکیزہ خیال فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک عفت مآب، تقدس شعار خاتون بیاہ کر لائے جسے آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب الزہریہ القرشیہ کے مبارک نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا لقب ذبیح ہے۔ آپ کے ذبح کا قصہ اتنا دلچسپ ہے کہ جسے دھڑکتے دل اور بے تاب کانوں سے سنا جاتا ہے۔ ہم مختصراً اس قصہ کو بیان کرتے ہیں پھر اصل مقصود کی طرف آئیں گے۔

جب بنو جرہم کو مکہ سے جانا پڑا تو انہوں نے زمزم کے چشمے کو مٹی وغیرہ ڈال کر بند کر دیا۔ تاکہ انہیں مکہ سے نکالنے والوں کو اس چشمہ سے فائدہ نہ ہو۔ حضرت عبدالمطلب کے زمانہ تک چشمہ زمزم اسی طرح رہا۔ آپ کو خواب میں اس کی جگہ دکھائی گئی۔ آپ نے اسے از سر نو کھودنے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن قریشی آڑے آگئے۔ لیکن اس وقت آپ کے بڑے بیٹے حارث کے سوا آپ کا کوئی معاون نہیں تھا۔ آپ نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دس بیٹے عطا فرمائے جو میرے معاون و مددگار بنے تو میں ان میں سے ایک کو اللہ کے نام پر قربان کردوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے آپ کو دس بیٹے عطا فرما دیئے۔ آپ نے اپنی نذر پوری کرنے کے لئے قرعہ اندازی کی جس میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکل آیا۔ آپ ان کو لے کر کعبہ شریف کے پاس آگئے تاکہ ذبح کر کے سرخرو ہو جائیں۔ لیکن یہاں بھی قریش نے مزاحمت کی (اور کہا اس طرح بیٹے ذبح کرنا رواج بن جائے گا) آپ کسی کاہنہ کے پاس جائیں جو اس معاملے میں آپ کی مدد کرے۔ کاہنہ نے کہا آپ ایک طرف اپنے فرزند کا نام لکھیں دوسری جگہ دس اونٹ لکھ دیں اور قرعہ اندازی کریں۔ اگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام پھر نکل آئے تو دس اونٹ اور بڑھا دیں۔ قرعہ اندازی کرتے رہیں جب تک اونٹوں کے نام کا قرعہ نہ نکلے۔ اس زمانے میں ایک آدمی کی دیت دس اونٹ تھی۔ آپ قرعہ نکالتے رہے یہاں تک کہ جب اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔ آپ نے تین دفعہ قرعہ اندازی کی ہر بار اونٹوں کا نام نکلتا رہا۔ آپ نے سو اونٹ قربان کر دیئے۔

حضرت عبداللہ پہلے بھی اپنے والد کے چہیتے تھے اس واقعہ کے بعد باپ کی محبت آپ کے ساتھ اور زیادہ

Marfat.com

بڑھ گئی۔

زمزم کی کھدائی کا شرف اللہ تعالیٰ نے تنہا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بخش دیا۔ قریش نے ایک اور کرامت دیکھی جس کی وجہ سے انہوں نے آپ کی مخالفت ترک کر دی۔

ہوا یوں کہ زمزم کے معاملے میں قریش نے کہا آپ ہمارے ساتھ شام کی ایک کاہنہ کے پاس چلیں وہ جو فیصلہ کرے فریقین کو قبول ہوگا۔ جب یہ لوگ شام جا رہے تھے راستے میں ان کا پانی ختم ہو گیا۔ قریب تھا کہ سب شدت پیاس سے دم توڑ جاتے کہ حضرت عبدالمطلب کی ڈاچی کے قدموں کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ سب نے سیر ہو کر پیا اور تسلیم کر لیا کہ آپ ہی اس سعادت کے حقدار ہیں۔

نتائج

(۱) جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہر معاملے میں اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ اس عہد میں بھی توحید پر قائم تھے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بہت ساری کرامات سے سرفراز فرمایا۔ مثلاً بئر زمزم کی کھدائی، ڈاچی کے قدموں کے نیچے سے پانی کا جاری ہونا، قربانی کا اونٹوں کے نام نکلنا، یہ آپ کی کرامات بھی ہیں۔ اور نبوت محمدی ﷺ کی بشارات بھی۔

(۳) انسانی جانوں کی دیت ۱۰ سے ۱۰۰ ہو گئی اور اسلام نے بھی اسے قائم رکھا۔ (گویا شرف انسانی میں حضرت عبداللہ کے صدقے دس گنا اضافہ ہو گیا۔ از مترجم مختار احمد رومی)

حمل و میلاد مصطفیٰ ﷺ

ذبح سے نجات حاصل ہونے کے بعد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نکاح حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ شادی کے بعد نور مصطفیٰ ﷺ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو تفویض کیا گیا۔ دوران حمل ایسی بہت سی نشانیاں ظاہر ہوئیں جو نبوت مصطفیٰ ﷺ پر شاہد عادل ہیں۔ (اس کے علاوہ)

(۱) آپ ﷺ کی ولادت نکاح شرعی کے نتیجے میں ہوئی جس میں جاہلی بے حیائی کا ذرا بھی شبہ نہیں تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی اہتمام طہارت ہے۔

(۲) آپ ﷺ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو حاملہ خواتین کی طرح کبھی بھی ضعف و کمزوری محسوس نہ ہوئی۔

(۳) بوقت حمل اور بوقت ولادت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک نور دیکھا جس سے آپ کو شام کے محلات نظر آ گئے۔

Marfat.com

سرکار ﷺ کا اپنا فرمان ہے:

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے بوقت حمل دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے ان کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(۴) دوران حمل ایک آنے والا (فرشتہ) سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا:

''انک حملت بسیدھذہ الامة''۔

تم ساری امت کے سردار کی ماں ہو۔ جب یہ بچہ پیدا ہو تو کہنا میں ہر حاسد کے شر سے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس مولود مسعود کے ہمراہ ایک نور نکلے گا جس سے شام کے شہر بصریٰ کے محلات روشن ہو جائیں گے۔ (اور اے سیدہ سلام اللہ علیک) جب یہ مبارک فرزند پیدا ہو تو اس کا نام محمد ﷺ رکھنا کیونکہ تورات میں آپ کا نام نامی احمد ﷺ ہے۔ اہل ارض وسماء ان کی تعریف کریں گے۔

(۵) آپ ﷺ ناف بریدہ پیدا ہوئے جبکہ دوسرے بچوں کی ناف دائیاں کاٹتی ہیں۔

(۶) آپ ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے۔ اسی لئے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے تھے اور فرمایا: ''سیکون لا نبی ھذا شان عظیم'' میرے اس بیٹے کی شان نہایت بلند ہوگی۔

(۷) خواتین قریش کی عادت تھی بچے کی پیدائش کی موقع پر اس پر ہانڈی لٹکا دیا کرتی تھیں۔ لیکن آپ پر اس ہانڈی کا سایہ نہ پڑا کیونکہ وہ پہلے ہی دو حصوں میں ٹوٹ گئی تھی۔

(۸) فارس میں ایوان کسریٰ کی بنیادیں ہل گئیں اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔

(۹) فارس کا وہ آتش کدہ جو مسلسل ہزار سال سے جل رہا تھا بوقت میلاد خود بخود بجھ گیا۔

(۱۰) جس کمرے میں آپ ﷺ پیدا ہوئے وہ نور سے معمور ہو گیا اور ستارے اس گھر کے اتنا قریب ہو گئے یوں لگتا تھا کہ دیکھنے والوں پر آ گریں گے۔

یہ دس نشانیاں جو آپ ﷺ کے میلاد پاک کے وقت ظاہر ہوئیں جو آپ ﷺ کے علو شان اور عظمت نبوت کی گواہ ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم)

جس گھر میں دوجہاں کے ہادی ﷺ تشریف لائے تھے وہ کچھ عرصہ حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کی ملکیت میں رہا۔ آج کل یہاں ایک پبلک لائبریری ہے۔ حضور ﷺ کی ولادت لشکر ابرہہ کی تباہی کے تقریباً پچاس دن بعد ہوئی۔ گویا یہ واقعہ عظمت رسالت اور صدق نبوت کی آخری نشانی ہے۔

در یتیم ﷺ کی یتیمی

شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبداللہ تجارت کے لئے فلسطین کے علاقے غزہ میں تشریف لے گئے۔ واپسی

Marfat.com

پر آپ بیمار ہو گئے اور اپنے ننھیال بنی عدی بن النجار کے قبیلہ میں وصال فرما گئے۔ اس سے پہلے حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح سفر تجارت میں وصال فرمایا تھا۔

نتائج

(۱) رسول کریم ﷺ کے والدین کی عظمت وطہارت جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی محبت اور بھی فزوں ہو جاتی ہے۔

(۲) مذکورہ دس نشانیاں جو آپ ﷺ کے سید العالمین ہونے پر گواہ ہیں۔

(۳) آپ ﷺ کی رسالت رسالت عامہ ہے اور آپ کا دین مشرق ومغرب میں رائج ہوگا۔

ایوان کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گرنا ان کے چودہ بادشاہوں کے سقوط کی نشانی تھا۔ ایسا ہی ہوا سرکار ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ان کے دس بادشاہ فنا کے گھاٹ اتر گئے اور باقی چار خلفاء راشدین کے زمانہ تک ختم ہو گئے۔

رضاعت مصطفیٰ ﷺ

آپ ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت سب سے پہلے آپ ﷺ کی پاکیزہ وعفیفہ والدہ محترمہ کے حصے میں آئی۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کی نبوت کی بہت ساری نشانیاں دیکھی تھیں۔ بعد ازاں حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا جو ابولہب کی لونڈی تھیں انہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ آپ ﷺ سے پہلے حضرت ثوبیہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ آخر میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ دوران رضاعت سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی نبوت کی بہت سی نشانیاں دیکھیں۔ آیئے انہی کی زبانی سنتے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں میں اپنے محلے سے بنی سعد کی عورتوں کے ساتھ نکلی۔ میرے ساتھ میرا شوہر اور شیر خوار بچہ بھی تھا۔ قحط سالی کا دور دورہ تھا۔ ہماری دراز گوش بالکل لاغر اور بوڑھی ہو چکی تھی۔ جس کی کھیری سے دودھ کے ایک قطرے کی امید بھی بے سود تھی۔

میرا بچہ بھوک کی وجہ سے ساری ساری رات روتا رہتا تھا۔ کیونکہ میرا دودھ اس کے لئے ناکافی تھا۔ اور ہماری بوڑھی اونٹنی کا دودھ بھی ضرورت سے بہت کم تھا۔ ہمیں بارش کی وجہ سے خوشحالی کی امید تھی۔ اسی امید پر ہم نے شیر خوار بچوں کی تلاش کے لئے مکہ کی طرف رخ کیا۔

ساری عورتیں جب حضور ﷺ کے بارے میں سنتیں کہ آپ ﷺ یتیم ہیں تو پیچھے ہٹ جاتیں۔ کیونکہ بچے کے باپ سے بہتر صلہ ملنے کی امید ہوتی ہے۔ ساری عورتوں نے بچے تلاش کر لئے۔ اب صرف میں رہ گئی تھی۔ جب واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے شوہر سے کہا: بخدا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ بچہ لئے بغیر خالی ہاتھ

Marfat.com

واپس لوٹ جاؤں۔ میں اسی یتیم کو جا کر لے آتی ہوں۔ میرے شوہر نے کہا کوئی حرج نہیں تم جاؤ شاید اسی میں ہمارے لئے برکت کا سامان موجود ہو۔ میں چلی گئی بچے کو لے لیا۔ واپس آ کر اپنی آغوش میں لیا۔ اپنا دودھ پیش کیا۔ مبارک بچے نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ آج کی رات میرے اپنے بچے نے بھی خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور سکون کی نیند سو گیا۔ میرا شوہر اونٹنی کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس نے دودھ نکالا ہم نے پیٹ بھر کر دودھ پیا اور سکون کی نیند سو گئے۔ جب صبح ہوئی میرے شوہر نے کہا حلیمہ جانتی ہو (یہ برکتیں کس کے طفیل ہیں) واللہ لقد اخذنا نسمة مبارکة۔ بخدا ہمیں بڑا بابرکت بچہ مل گیا ہے۔ میں نے کہا میں بھی اسی نتیجے پر پہنچی ہوں۔ جب روانگی کے لئے ہم نے آپ ﷺ کو اپنی سواری پر بٹھایا تو وہ ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ میری ہمسفر دائیاں کہنے لگیں حلیمہ ذرا ٹھہر کر چلو۔ کیا یہ وہی سواری ہے جس پر تم وہاں سے آئی تھی؟ میں نے کہا ہاں۔ وہی ہے لیکن اب اس کی حالت بدل گئی ہے۔

جب ہم بنو سعد کے محلے میں پہنچیں تو دیکھا کہ خشک سالی کا اب بھی دور دورہ ہے۔ روئے زمین کی ساری خشکی وہاں سمٹ آئی تھی۔ لیکن میری بکریاں شام کے وقت اس طرح واپس آئی تھیں کہ ان کے پیٹ خوراک سے اور کھیریاں دودھ سے بھری ہوئی تھیں۔ ہم دودھ نکالتے اور سیر ہو کر پیتے۔ جبکہ میرے محلے کی دوسری بکریاں پہلے کی طرح بھوکی، پیاسی واپس آ جاتیں۔ ان کے مالک اپنے چرواہوں سے کہتے تم بھی وہاں بکریاں چرایا کرو جہاں حلیمہ کے چرواہے چراتے ہیں۔

خیر و برکت سے معمور دو سال بہت جلد گزر گئے۔ ہم نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا۔ آپ کی نشو و نما دوسرے بچوں سے مختلف تھی۔ دو سال میں ہی آپ کافی مضبوط لگتے تھے۔ ہم آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کے پاس حاضر ہوئے ہمارا دل تھا کہ کچھ عرصہ اور آپ ﷺ کی پرورش کر کے خیرات و برکات الٰہیہ سے فیضیاب ہوں۔ ہم نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے بات کی کہ ہمیں مکہ میں وباء کا اندیشہ ہے۔ سیدہ رضامند ہو گئیں۔ ہم آپ ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے گھر آ گئے۔ چند ماہ گزر رہے تھے آپ ﷺ اپنے رضاعی بھائی کے ہمراہ بکریاں چرانے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہمارا بچہ دوڑتا ہوا آیا اور کہا میرے قریشی بھائی کے پاس دو سفید پوش انسان آئے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو لٹا کر آپ ﷺ کا بطن اقدس چاک کر دیا ہے۔ ہم دونوں آپ ﷺ کی طرف دوڑ کر گئے ہم نے دیکھا آپ ﷺ کا رنگ متغیر ہے۔ آپ ﷺ کھڑے ہیں پہلے میں نے اور پھر میرے شوہر نے آپ ﷺ کو سینے سے لگا کر پوچھا بیٹے آپ ﷺ کو کیا ہوا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو سفید پوش آدمی آئے تھے انہوں نے مجھے لٹا کر پیٹ مبارک چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکالی۔ میرے شوہر نے کہا حلیمہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ شاید کسی آسیب کی وجہ سے ہو۔ اس سے پہلے کہ کوئی پریشان کن صورت حال ظاہر ہو آؤ اس بچے کو اس کے گھر والوں

Marfat.com

تک پہنچا آئیں۔

ہم دوبارہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کیا ہوا ہے؟ تم بڑی چاہت کے ساتھ لے گئی تھیں میں نے کہا بس ہمارا فرض ادا ہو گیا ہے۔ بہتر ہے کہ بخیر وعافیت آپ ﷺ کو آپ تک پہنچا دوں۔

سیدہ نے فرمایا یہ بات نہیں تم اصل بات بتاؤ۔ سیدہ کے اصرار پر میں نے صحیح بات عرض کر دی۔ جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تمہیں ڈر ہے کہ شیطان میرے بچے پر اثر انداز ہوا ہے۔ ایسا قطعاً نہیں۔ میرے نور نظر کی شان ہی جدا ہے۔ آئیں تمہیں بتاؤں جب یہ مبارک و مسعود بچہ میرے بطن میں آیا (اور وضع حمل ہوا تو) شام کے محلات میرے لئے روشن ہو گئے۔ اس نور پاک کی وجہ سے جو اس کے ساتھ خارج ہوا تھا۔ دوران حمل مجھے کوئی ایسی تکلیف محسوس نہ ہوئی جو حاملہ خواتین کو ہوتی ہے۔

ولادت کے بعد آپ ﷺ نے ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کا سر مبارک آسمان کی جانب تھا۔

بنی سعد کی بستی میں اس طرح آپ ﷺ نے اپنا عرصہ رضاعت بسر کیا۔ اشراف قریش اپنے بچوں کو مضبوط وتوانا اور فصیح و بلیغ بنانے کے لئے اسی طرح شہر سے باہر دیہات میں بھیجا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے بطور اعزاز فرمایا: میں تم میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوں کیونکہ میں خاندان قریش سے ہوں اور میں نے بنی سعد بن بکر کے خاندان میں دودھ پیا ہے۔

سیرت طیبہ کے اس حصہ کے نتائج

(۱) آپ ﷺ کو دودھ پلانے والی خوش نصیب خواتین کی تعداد تین ہے۔

آپ ﷺ کی حقیقی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثویبہ رضی اللہ عنہا۔ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا۔

(۲) آپ ﷺ نے مکمل دو سال دودھ پیا اور اسی مدت کو اسلام نے برقرار رکھا۔

(۳) نبی رحمت ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کو دودھ پلانے کی وجہ سے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے خاندان کو جو برکتیں نصیب ہوئیں ان کا بیان۔ نیز یہ بیان کہ سیدہ حلیمہ کے خاندان کی قدر و منزلت میں وہ اضافہ ہوا جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) حضور ﷺ کی محبت موجب خیر اور دافع شر ہے۔ کیونکہ ابولہب نے آپ ﷺ کی محبت میں پیر کے دن خوشی کا اظہار کیا تھا اس خوشی نے اس کو نفع دیا اب ہر پیر کے دن اس کی انگلیوں سے پانی نکلتا ہے جس کو وہ چوس لیتا ہے۔ حالانکہ ابولہب کافر اور مشرک تھا۔

Marfat.com

(۵) اگر کوئی مدت رضاعت پوری کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ دو سال مکمل کرے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص محمد کریم ﷺ کو وحی کے لئے تیار کرنے کے لئے شق صدر کروایا تا کہ جسم انسانی میں جو حصہ وسوسہ شیطانی قبول کرتا ہے اس کو نکال دیا جائے۔

(۷) یوم حمل اور یوم پیدائش آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیاں ملاحظہ کیں۔

(۸) اگر اللہ تعالیٰ کوئی عزت عطا فرمائے تو اس کے اظہار میں کوئی حرج نہیں۔ جس طرح سرکار ﷺ نے اظہار عزت فرمایا تھا۔

حضور ﷺ کی پرورش کی خدمت انجام دینے والے خوش نصیب

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے کر آئیں تا کہ آپ اپنی امی جان کی کفالت میں آ جائیں اور آپ ﷺ کے دادا جان آپ ﷺ کی نگرانی فرماتے رہیں۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جو اپنے فرزند ارجمند کی بچپن میں کفالت کرنے والی ہیں۔ جب حضور ﷺ کچھ مضبوط ہو گئے تو آپ نے (حضرت عبداللہ رضی اللہ کی قبر مبارک اور ان کے) ننھیال بنی عدی بن النجار کی زیارت کے لئے یثرب (مدینہ منورہ) کا سفر کیا۔ واپسی پر ابواء کے مقام پر آپ کا وقت آخر آ گیا۔ سیدہ کے وصال کے بعد اس گل رعنا ہاشمی کی پرورش کی سعادت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے نصیب میں آئی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے محبوب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اور محب رسول اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

اس خاتون نے اس معصوم بچے کو ساتھ لیا اور اس کے دادا جان کے حوالے کر دیا۔ والدہ محترمہ کے بعد آپ کو اپنے دادا جان کی آغوش تربیت میسر آئی۔

(ظاہری طور پر) آپ ﷺ نے عزت، وجلال اور رعب و کرم جیسی صفات اپنے جد امجد سے ورثے میں پائیں۔

معصوم نبی ﷺ کی عمر مبارک ابھی آٹھ سال ہی تھی کہ یہ رحیم و مہربان کفیل بھی اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔

اب یہ سعادت آپ ﷺ کے والد محترم کے سگے بھائی حسنین کریمین علیہما السلام کے دادا جان حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔ اس وقت سے لے کر نبوت کے گیارہویں سال تک حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی ہر طرح اور ہر ممکنہ خدمت وتائید کی (یہاں تک کہ جناب ابوطالب رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

وفات سید المرسلین ﷺ کے لئے عام الحزن بن گئی)

نتائج

اس حصے میں درج ذیل نکات حکمت بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) در یتیم ﷺ کی یتیمی کا بیان کیونکہ آپ ﷺ کے والد گرامی آپ کی ولادت سے پہلے ہی وصال فرما گئے تھے۔ اور چھ سال کی عمر مبارک میں والدہ محترمہ کی طرف سے بھی صدمہ جدائی برداشت کرنا پڑا۔ قرآن کریم کا فرمان ہے:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۞

"کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر (اپنی آغوش رحمت میں) جگہ دی"۔

(۲) ایام طفولیت میں آپ ﷺ کی کفالت کا بیان۔

(۳) ام ایمن برکۃ رضی اللہ عنہا کے لئے اعزاز پرورش محمدی ﷺ۔

(۴) حضور ﷺ کی نصرت و حمایت فطری سعادت کے بغیر ممکن نہیں۔

اعلان نبوت سے قبل کمالات محمدی ﷺ کا ظہور

حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ سے لے کر اعلان نبوت کی حیات مبارکہ اتنے کمالات سے معمور ہے کہ نبوت کے سوا کسی اور زندگی میں ایسے کمالات نہیں نظر آتے۔

کتاب زیست کے ہر صفحے پر نبوت کی نشانیاں رقم ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں (طلب باران بوسیلہ مصطفیٰ ﷺ)

شیخ عبداللہ بن شیخ محمد اپنی کتاب میں ابن عساکر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ جلھمہ بن عرفطہ کا بیان ہے۔ میں مکہ مکرمہ گیا وہاں خشک سالی کا دور دورہ تھا۔ قریش اکٹھے ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آئے۔ اور کہا زمین بنجر ہو گئی، بچے بھوکے مر رہے ہیں، بارش کی دعا مانگیں۔ ابوطالب ایک بچے کو ساتھ لے کر آئے گویا کہ وہ بچہ بارش سے بھرپور سورج ہے۔

ابوطالب نے بچے کی پشت مبارک کعبہ کے ساتھ لگا دی (اور بارش کی دعا مانگی) آسمان بالکل صاف تھا۔ (دعا مانگنے کی دیر تھی کہ) بادل ادھر ادھر سے آ کر اکٹھے ہو گئے۔ خوب بارش ہوئی وادی سے پانی بہنے لگا۔ ہر طرف جل تھل ہو گیا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی وعصمة للارامل

گوری رنگت والا (حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء) جس کے گورے مکھڑے کے صدقے بارش طلب کی جاتی

Marfat.com

ہے۔ وہ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔

یہ اعلان نبوت سے پہلے کی بات ہے اور نبوت کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے جناب ابو طالب رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس مبارک و محترم ہستی کو ساتھ لے جائیں۔ اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں۔ الٰہی! اس بیدار بخت اور بلند اقبال نوجوان کا واسطہ ہمیں بارش عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے انہیں اتنی بارش عطا فرمائی کہ ہر طرف سیرابی اور شادابی ہو گئی۔

نتیجہ

کمال محمدی ﷺ کا یہ اظہار اس لئے تھا کہ گلشن خلیل کے اس گل رعنا کی محبت اور عقیدت اعلان نبوت سے پہلے ہی دلوں میں جاگزیں ہو جائے اور عظمت کردار و شخصیت ذہنوں میں مرتسم ہو جائے تاکہ جونہی حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے مبارک بھتیجے کی زبان اقدس پر نبوت کا اعلان آئے دل و نگاہ بصد احترام تسلیم کرلیں۔ آپ ﷺ کی محبت دل میں راسخ ہو جائے جو آپ کی اطاعت پر برانگیختہ کرے یہی محبت صالحین امت کا مقصود و مطلوب ہے۔

کمال محمدی ﷺ کا مظہر ثانی

آپ ﷺ کی شرمگاہ کبھی ننگی نہ ہوئی۔ تعمیر کعبہ کے لئے لوگ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے وہ لوگ اپنے تہبند کندھوں پر رکھ لیتے تاکہ پتھر کی سختی سے بچاؤ ہو سکے۔ آپ ﷺ بھی ایسا کرنے لگے کہ فرشتے نے فوراً کہا: استر عورتک۔ اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ کر رکھیں۔ پھر کبھی ایسا موقع ہی نہیں آیا۔

نتائج

(۱) اللہ تعالیٰ نے اعلان نبوت سے قبل بھی ہر اس چیز سے اپنے حبیب ﷺ کو محفوظ رکھا جو مقام و مرتبہ میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

(۲) بلاضرورت کشف عورت جائز نہیں۔

(۳) حضور ﷺ اعلان نبوت سے قبل اپنے معاشرے سے الگ تھلگ نہیں رہتے تھے بلکہ قوم کے ساتھ معاملات میں شرکت کرتے تھے۔

مظہر ثالث

اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی اپنے حبیب ﷺ کی طبیعت مبارکہ میں باطل سے نفرت رکھ دی تھی۔ آپ ﷺ کو بت پرستی، گانے، شراب نوشی اور جوئے سے نفرت تھی۔ جبکہ اس زمانے میں قریش کے جوان دن

Marfat.com

رات ان کاموں میں محو رہتے تھے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ بت پرستی اور (فضول) شعروں کو میری نگاہ میں ناپسندیدہ بنا دیا گیا تھا۔ جاہلیت کے فضول کاموں کا میں نے ارادہ بھی نہ کیا۔ دو دفعہ ایسا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ (کا فضل) درمیان میں حائل ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ایسا سوچا بھی نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرما دیا۔ ایک دفعہ میں نے ایک لڑکے کو کہا: میری بکریاں سنبھالنا۔ میں مکہ کے ایک گھر میں قصے سننے کے لئے آ گیا۔ وہاں شادی تھی وہ دف اور مزامیر استعمال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نیند طاری کر دی۔ جب سورج کی روشنی تیز ہوئی تو میں بیدار ہوا۔ دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔

نتائج

(۱) رسول کریم ﷺ فداہ امی وابی کو اللہ تعالیٰ نے باطل کی تمام سرگرمیوں سے محفوظ رکھا۔

(۲) بکریاں چرانا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ حدیث پاک ہے ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بھی؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: میں بھی قراریط پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

(۳) بکریاں چرانے سے طبیعت میں نرمی اور تحمل پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ بھیڑ، بکریاں، اونٹ اور گائے سے کمزور ہوتی ہیں۔ ان کی فطرت میں ادھر ادھر بھاگنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کو برداشت کے ساتھ سنبھالنا طبیعت میں تحمل پیدا کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی مختلف قسم کے لوگوں کی تربیت کرتے ہیں۔ لہٰذا قوت برداشت بہت ضروری ہوتی ہے تاکہ نرمی اور شفقت سے ان کی تربیت کی جائے۔

کمالات محمدی ﷺ کا مظہر رابع

قریش نے بالاتفاق آپ ﷺ کو اپنا حکم (ثالث) تسلیم کر لیا۔ ایک ایسا معاملہ جس میں وہ حیران و پریشان تھے۔ رحمت حق ان کی دستگیری نہ کرتی تو قتل و غارت کا دروازہ کھل جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا مقدس گھر کعبہ مقدسہ سرکش سیلاب سے بہت متاثر ہوا۔ بنیادیں کمزور ہو گئیں قریش کعبہ شریف کو از سر نو تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اسے شہید کرنے سے ڈرتے تھے کہ کہیں عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ کافی لے دے کے بعد انہوں نے تعمیر نو کا فیصلہ کیا۔ لیکن اس کے لئے مکمل مال حلال کی شرط عائد کر دی۔ تعمیر بیت اللہ شریف شروع ہو گئی۔ جب دیواریں اس قدر بلند ہو گئیں کہ حجر اسود کی تنصیب کا مرحلہ آ گیا۔ ان میں اس بات پر اختلاف پیدا ہو گیا کہ کون اس شرف کا زیادہ حقدار ہے۔ ہر قبیلہ اس شرف کے حصول کے لئے جان دینے کے لئے بھی تیار تھا۔ (اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا) ان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ کل صبح جو شخص باب صفا سے کعبہ میں سب سے پہلے داخل ہو گا۔ وہی ہمارا حکم

Marfat.com

ہوگا۔ وہ جو فیصلہ کرے گا سب کو قبول ہوگا۔ اگلی صبح محمد کریم ﷺ تشریف لائے قریش آپ ﷺ کو دیکھ کر کہنے لگے یہ محمد ﷺ ہیں، یہ امین ہیں، ہم ان کے فیصلے پر راضی ہیں۔ ادھر حضور ﷺ بھی ان کے ثالث بننے پر تیار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ایک بہت بڑی چادر لاؤ اس میں حجر اسود کو رکھا اور فرمایا: ہر قبیلے کا سردار آگے آئے۔ سارے مل کر چادر کو پکڑ لیں اور اوپر اٹھائیں۔ جب حجر اسود رکھنے کی جگہ آگئی آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اٹھا کر حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح قریش کی الفت و مودت قتل ہونے سے بچ گئی۔ اور امن و سکون برقرار رہا۔

اعلان نبوت سے قبل اس طرح کا مظاہرہ صدق نبوت و رسالت ﷺ کی نشانی ہے۔

نتائج

(۱) قریش نے آپ ﷺ کو امین تسلیم کر لیا کیونکہ آپ ﷺ کی طرف سے عزت، مال، قول اور عمل میں خیانت کا شبہ تک نہیں۔

(۲) شدت اختلافات کی وجہ سے قریش مرنے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ تدبیر محمدی ﷺ کی وجہ سے یہ فتنہ ٹل گیا۔

(۳) قریش نے آپ ﷺ کو اپنا حکم تسلیم کر کے آپ ﷺ کی فضیلت اور برتری کو تسلیم کر لیا۔ لہذا اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ پر اعتراضات کی کوئی حیثیت ہی نہ رہی۔

کمال محمدی ﷺ کا مظہر پنجم

(۱) بحیری راہب کا اعتراف کمال اور اعتراف نبوت اور حضرت ابو طالب کو آپ ﷺ کے بارے میں وصیت۔

جب آپ ﷺ کی عمر بارہ سال کے قریب ہوگئی۔ حضرت ابو طالب نے شام کی طرف ایک تجارتی سفر کا ارادہ کیا۔ لیکن معصوم محمد کریم ﷺ کو پیچھے چھوڑ جانا ان پر شاق گزرا۔ کیونکہ ابو طالب کے دل میں آپ ﷺ کی محبت گھر کر چکی تھی۔ اسی طرح حضور ﷺ کو بھی اپنے چچا کی جدائی گوارا نہ تھی۔ لہذا فیصلہ یہی ہوا کہ آپ ﷺ بھی اس سفر تجارت میں ساتھ تشریف لے جائیں گے۔ یہ قافلہ ثمود اور مدین کی سرزمین سے گزرتا ہوا بصری شہر میں بحیری راہب کے صومعہ کے قریب فروکش ہوا۔ بحیری کو عیسائیت اور کتب سابقہ کا علم حاصل ہونے کی وجہ سے اس علاقے میں مرکزی مقام حاصل تھا۔

اللہ کی مرضی! بحیری نے اپنے صومعہ کی کھڑکی سے باہر جھانکا وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ قافلہ آرہا ہے اور اس قافلے میں ایک ایسا مبارک نوجوان ہے جس کو دھوپ سے بچانے کے لئے بادل کا ٹکڑا سایہ کر رہا ہے۔ جب قافلہ

Marfat.com

رک گیا تو بادل کا ٹکڑا بھی اسی نوجوان کے سر پر رک گیا۔ بحیری سمجھ گیا کہ یہ نوجوان بڑی شان والا ہے۔ لیکن اس تک کیسے پہنچوں اور بات چیت کیسے کروں؟ اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ ضیافت کے نام پر قافلے کو اپنے ہاں مدعو کرے۔ اہل قافلہ نے تھوڑی سی پوچھ گچھ کے بعد دعوت قبول کر لی۔

حاضرین کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ بحیری نے دیکھا کہ جس کے لئے میں نے سارا اہتمام کیا ہے وہ ہستی تو موجود نہیں۔ بحیری نے کہا کوئی آدمی پیچھے نہ رہ جائے۔ انہوں نے کہا ایک نوخیز بچے کے سوا سارے آ گئے ہیں۔ اسے (عمر میں) چھوٹا ہونے کی وجہ سے ہم پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ اس نے کہا: اس نوخیز بچے کو بھی لاؤ۔ جب یہ مہمان ذیشان تشریف لایا۔ بحیری نے آپ ﷺ کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ محفل کے اختتام پر بحیری نے کہا: اے بچے! میں لات وعزیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں جو کچھ میں سوال کروں اس کا صحیح جواب دینا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: لات وعزیٰ کا نام لے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھو! اللہ کی قسم! مجھے سب سے زیادہ لات وعزیٰ سے نفرت ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! دے کر کہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں پوچھو! بحیری نے آپ ﷺ سے نیند اور بیداری اور کچھ دیگر امور کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔ سرکار نے اس کا جواب دیا تو ہو بہو اسی طرح تھا جس طرح بحیری نے سابقہ آسمانی کتابوں میں پڑھا تھا۔ پھر اس نے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا۔

پھر بحیری نے ابو طالب سے آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا: انہوں نے جو کچھ بتایا بحیری جان گیا کہ یہی وہ مبارک بچہ ہے جس کی آمد کا زمانے کو صدیوں سے انتظار ہے۔ یہی نبی آخر الزمان ہے۔

بحیری نے کہا ابو طالب اس بچے کو واپس لے جاؤ۔ شام میں یہودی ہیں وہ اس کے دشمن ہیں۔ ابو طالب نے اپنا سامان وہیں فروخت کیا اور اپنے برادر زادہ مکرم ﷺ کو ساتھ لے کر واپس مکہ آ گئے۔

نتائج

(۱) حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ سے بے حساب محبت تھی۔

(۲) بادل کا سایہ حضور ﷺ کی نبوت کی نشانی ہے۔

(۳) حضور ﷺ کی نبوت پر بحیری راہب کی گواہی۔

(۴) اعلان نبوت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے محفوظ رکھا۔

(۵) غیر اللہ کی قسم کھانا حرام اور شرک ہے۔

عظمت محمدی ﷺ کا چھٹا مظہر

حلف الفضول میں آپ ﷺ کی شرکت بھی آپ کے خصائل وفضائل کا مظہر ہے۔ یہ معاہدہ حرب فجار کے

Marfat.com

بعد طے ہوا تھا۔ اس کو فجار اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ حرمت والے مہینے محرم الحرام کی عزت کا لحاظ کیے بغیر لڑی گئی تھی۔ اس جنگ میں بنی کنانہ اور قریش ایک طرف تھے۔ دوسری طرف بنی قیس تھے۔ جب یہ جنگ ختم ہوئی۔ معاہدہ حلف الفضول طے پایا۔ اس کا پس منظر اس طرح ہے قبیلہ زبید کا ایک شخص مکہ آیا وہ شخص تاجر تھا۔ عاص بن وائل نے اس سے سامان خرید لیا لیکن قیمت دینے سے انکار کر دیا۔ عاص ایک بارسوخ شخص تھا۔ زبیدی تاجر نے عاص کے خلاف اپنے حلیف قبائل عبدالدار، مخزوم، جمح اور سہم کو مدد کے لئے کہا لیکن ان قبائل نے عاص کے خلاف زبیدی کی مدد سے انکار کر دیا۔

لاچار وہ شخص جبل ابی قیس پر چڑھ گیا اپنی مظلومیت کے اظہار کے لئے شعر پڑھنا شروع کر دیئے۔ حضور ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے اس کی آواز سنی تو اس کی امداد کا ارادہ کیا۔

اس مقصد کے لئے بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو تیم بن مرہ، عبداللہ بن جدعان کے گھر اکٹھے ہوئے۔ حضور ﷺ کی عمر مبارک اس وقت بیس سال تھی۔ آپ ﷺ بھی اس اجتماع میں شریک تھے۔ ذی القعدہ کا مہینہ تھا ان لوگوں نے مظلوم کی مدد کے لئے معاہدہ کیا کہ ہم سب اکٹھے ہو کر مظلوم کا ساتھ دیں گے۔ اور یہ ہمارا معاہدہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ عبداللہ بن جدعان نے شرکاء کو کھانا پیش کیا۔ وہاں سے یہ لوگ عاص بن وائل کے گھر گئے اور اس سے زبیدی کا حق وصول کر کے زبیدی کے حوالے کیا۔

زبیر بن عبدالمطلب نے اس موقع پر یوں کہا:

ترجمہ اشعار:۔ اہل فضل نے پختہ معاہدہ کیا کہ مکہ میں کوئی ظالم نہیں رہ سکے گا۔ یہ وہ معاملہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کہ (مکہ میں) ہر شخص کو امن نصیب ہوگا۔

اس حلف کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایک ایسے معاہدہ میں شرکت کی تھی جس معاہدے کو توڑنا مجھے قطعاً گوارا نہیں اگرچہ مجھے اس کے لئے سرخ اونٹ بھی دیئے جائیں۔ اگر اسلام میں مجھے ایسے معاہدے کے لئے بلایا جائے تو میں (بہت خوشی سے) اس کا جواب دوں۔

عبداللہ بن جدعان وہی ہے جو ہر سال حج کے موقع پر ہزار حلے تقسیم کرتا تھا اور ہزار اونٹ ذبح کر کے کھانا کھلاتا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن جدعان کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا عبداللہ کا عمل قیامت کے دن اسے کوئی فائدہ دے گا کیونکہ وہ لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا اور مہمانوں کی تکریم کرتا تھا۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ لانہ لم یقل یوما من الدھر رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین۔

Marfat.com

کیونکہ اس نے ساری زندگی میں ایک بار بھی نہیں کہا: میرے رب قیامت کے دن میری خطائیں معاف کر دینا۔

الٰہی! اپنے محبوب ﷺ کے صدقے قیامت کے دن میری اور حضور ﷺ کی ساری امت کی خطائیں معاف فرما دینا۔ از: مترجم مختار احمد رومی

نتائج

(۱) زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ عزت والے مہینوں کی بے حرمتی کو خطا سمجھتے ہوئے ناپسند کرتے تھے۔ لہٰذا ایسی جنگ کو انہوں نے حرب فجار نام دیا۔ فجار فجور سے ہے۔

(۲) عاص بن وائل ایک ظالم شخص تھا۔ یہ شخص مرتے دم تک اسلامی دعوت کے خلاف رہا اور اسی حالت میں جہنم پہنچ گیا۔

(۳) زبیر بن عبد المطلب صاحب مروت انسان تھے۔ حلف الفضول کے محرک بھی یہی تھے۔ اور عاص بن وائل سے زبیدی کا حق واپس دلانے کا سبب بھی آپ ہی تھے۔

(۴) بنی ہاشم سب کے سب اہل فضائل میں سے ہیں۔ ان کے لئے سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ فخر اولین و آخرین ﷺ بھی ہاشمی ہیں۔

(۵) باب میں مذکور حدیث پاک کے مطابق حضور ﷺ کو اس طرح کا معاہدہ بڑا پسند ہے۔

(۶) باب میں مذکور حدیث پاک کے مطابق مشرک کو عمل صالح کا (آخرت میں) کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

کمالات محمدی ﷺ کا ساتواں مظہر

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی آپ ﷺ میں رغبت اور آپ ﷺ کے ساتھ نکاح۔

آپ ﷺ کی عمر مبارک بیس سال سے زائد تھی۔ کہ آپ ﷺ نے حلف الفضول میں شرکت فرمائی۔ قریش نے تنصیب حجر اسود میں آپ ﷺ کو حکم تسلیم کر لیا۔ شہرت صدق و وفا، امانت و عفت و نزاہت اور خاندانی شرف و وجاہت یہ ساری خوبیاں مکہ مکرمہ کی ایک پاکدامن نفیس اخلاق والی اعلیٰ خاندان والی اور اچھے کردار کی مالک حضرت خدیجہ بنت خویلد قرشیہ اسدیہ رضی اللہ عنہا کے لئے دلچسپی اور رغبت کا باعث تھیں۔

جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تک سرکار ﷺ کا شہرہ پہنچا۔ آپ نے اپنے تجارتی سامان کے ساتھ آپ ﷺ کو شام جانے کی پیشکش کی۔ آپ ﷺ کے ہمراہ اپنے غلام میسرہ کو خدمت کے لئے بھیجا۔ شام کی طرف یہ دوسرا سفر تھا۔

میسرہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ سخت دھوپ میں دو فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر

Marfat.com

سایہ کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ جب آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے۔ ایک راہب نے آپ ﷺ کی زیارت کی۔ میسرہ سے آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ تو میسرہ نے کہا: یہ اہل حرم سے ہیں (اور تاجدار حرم ہیں) قریش آپ ﷺ کا خاندان ہے۔

راہب نے کہا اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے اور کوئی نہیں اترا۔ میسرہ کو نبوت کی وہ ساری نشانیاں نظر آگئیں جو کسی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتیں۔

اسی طرح ایک اعرابی نے سرکار ﷺ کو پہلی نظر دیکھتے ہی کہا: اللہ کی قسم! یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں۔

محبوب رب العالمین ﷺ نفع بخش تجارت کے ساتھ واپس تشریف لائے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس سے بڑی خوشی ہوئی اور اس خوشی میں میسرہ کی رپورٹ نے اور اضافہ کر دیا کہ راہب نے اس طرح کہا ہے اور فرشتے یوں سایہ فگن رہے ہیں۔ جناب خدیجہ ان تمام امور کی وجہ سے حد درجہ رغبت محسوس کرنے لگیں۔ اس رغبت کی بناء پر آپ ﷺ کو پیغام نکاح بھیجا جو آپ ﷺ نے قبول کر لیا۔ سرکار ﷺ سے پہلے جناب خدیجہ کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ زرارۃ تمیمی دوسرے شوہر کا نام عتیق بن عائذ مخزومی ہے۔ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ہند ہے۔ ہند اور ہالہ دونوں حضور ﷺ کی آغوش تربیت میں آ گئے۔

پیغام نکاح

جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی طرف پیغام نکاح اس طرح بھیجا کہ اے میرے عم زاد! آپ کے ساتھ نسبی قرابت، آپ کی عزت و شرافت، آپ کے حسن خلق اور صدق کلام کی وجہ سے میں آپ کی قدر دان ہوں۔ آپ ﷺ کے ساتھ نکاح کے لئے میں حاضر ہوں۔ آپ ایک اچھے خاندان سے تھیں۔ شرف کے اعتبار سے بہترین اور مال کے اعتبار سے بہت زیادہ۔ قریش کے ہر شخص کی خواہش تھی کہ کاش سیدہ خدیجہ سے نکاح ہو جائے۔

نکاح کے وقت محمد ہاشمی ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً چالیس سال تھی۔

آپ ﷺ نے یہ بات اپنے چچاؤں کو بتائی، حضرت حمزہ اور حضرت ابو طالب آپ ﷺ کے ساتھ جناب خدیجہ کے گھر گئے۔ خطبہ نکاح پڑھا گیا۔ سرکار ﷺ نے حق مہر ادا کیا۔ بیس جوان اونٹنیاں حق مہر تھا۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی پہلی شادی تھی جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں سرکار ﷺ نے کسی اور خاتون سے شادی نہ فرمائی۔ حضور ﷺ کی ساری اولاد ان کے بطن پاک سے ہوئی۔ صرف حضرت ابراہیم بن محمد کریم ﷺ سیدہ ماریہ قبطیہ مصریہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھے۔

Marfat.com

نتائج

(۱) سخت دھوپ میں فرشتوں کا سایہ کرنا نبوت مصطفیٰ ﷺ کی دلیل ہے۔
(۲) حضور ﷺ کی نبوت پر ایک عالم راہب کی شہادت۔
(۳) اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہبی کمالات جنہوں نے خاتون عرب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا دل موہ لیا۔
(۴) نکاح کے لئے اگر عورت دلچسپی کا اظہار کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
(۵) مرد کے قریبی رشتہ داروں کا پیغام نکاح کے لئے خاتون کے گھر جانا جس طرح حضرت حمزہ اور حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔
(۶) ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا واقعی خواتین قریش کی سردار ہیں اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو اپنے حبیب ﷺ کے پاس سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کیلئے بہترین خوشخبری دے کر بھیجا اور فرمایا:
میرے حبیب ﷺ میری طرف سے خدیجہ رضی اللہ عنہا تک میرا اسلام پہنچا دیں اور انہیں جنت میں ایسے محل کی خوشخبری سنا دیں جو سونے کا بنا ہوا ہوگا۔

طلوع آفتاب رسالت ﷺ کی سہانی گھڑی

حضور ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہو گئی تھی۔ اب صبح رسالت کے طلوع میں بہت تھوڑی دیر باقی تھی۔ آپ ﷺ کسی بھی کام کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو درخت اور پتھر کہتے: السلام علیک یا رسول اللہ۔ اے اللہ کے رسول آپ پر سلام۔ آپ ﷺ ادھر ادھر دیکھتے تو درختوں اور پتھروں کے سوا کوئی نہ ہوتا۔ اس طرح نبوت کا آغاز ہوا۔

ربیع الاول کا مہینہ تھا سوموار کا بابرکت دن تھا۔ وہ مبارک گھڑی آ گئی جس کا صدیوں سے زمانے کو انتظار تھا۔ آپ ﷺ رات یا دن کے وقت خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ بیداری میں بعینہٖ نظر آ جاتا۔

زہری حضرت عروہ سے اور وہ اپنی خالہ جان ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو نبوت سے سرفراز کرنے اور مخلوق پر کرم فرمانے کا ارادہ فرمایا تو سچے خوابوں سے ابتداء فرمائی۔ حضور ﷺ خواب میں جو کچھ دیکھتے بیدار ہونے کے بعد وہ واقعہ ہو بہو نظر آ جاتا۔ اس مرحلے پر آپ کو تنہائی سے بہت زیادہ لگاؤ ہو گیا۔ خلوت سے زیادہ کوئی شے آپ ﷺ کو پیاری نہ تھی۔ اپنی اسی پسندیدہ خلوت کے لئے غار حراء میں تشریف لے جاتے تھے۔ اور قوم کی بت پرستی کے بارے میں غور و فکر کرتے

Marfat.com

رہتے تھے (کہ کس طرح ان کو بت پرستی سے خدا پرستی کی طرف لایا جائے)

رمضان المبارک کی سترہویں رات جبرائیل علیہ السلام رسالت عامہ کی بشارت لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک بروایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پیش خدمت ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا جو خواب حضور رات کو دیکھتے اس کی تعبیر دن کو ہو بہو صبح کے اجالے کی مانند سامنے آجاتی۔ پھر حضور ﷺ کے دل میں خلوت گزینی کی محبت پیدا ہوگئی۔ خلوت گزینی کے لئے حضور ﷺ غار حراء میں تشریف لے جایا کرتے۔ وہاں عبادت میں مصروف رہتے۔ چند راتیں عبادت الٰہی میں بسر فرماتے۔ پھر اپنے اہل خانہ کی طرف واپس تشریف لے آتے۔ کچھ عرصہ حضرت خدیجہ کے ساتھ گزار کر پھر خورد و نوش کا سامان لے کر غار میں واپس آتے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ آمد و رفت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ حق آگیا۔ جب حضور ﷺ غار حراء میں تھے۔

پھر آپ کے پاس (غار میں) فرشتہ حاضر ہوا اور کہا پڑھئے آپ نے جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ حضور فرماتے ہیں پھر اس فرشتہ نے مجھے پکڑا مجھے سینے سے لگا کر خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے اس کے زور سے بھینچنے سے تکلیف محسوس ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا کہ پڑھیے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے پھر مجھے پکڑا سینے سے لگا کر خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے اس کے زور سے بھینچنے سے تکلیف محسوس ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور تین بار کہا پڑھئے: میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر اس نے مجھے پکڑ کر تیسری بار خوب بھینچا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا (ترجمہ آیات) آپ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے۔ اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (العلق: 5-1)

پس ان آیات کو سن کر اور دل میں محفوظ کر کے رسول اللہ ﷺ واپس گھر تشریف لائے۔ حضور ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ اور فرمایا: مجھے چادر اڑھاؤ! مجھے چادر اڑھاؤ! پس انہوں نے حضور ﷺ پر چادر ڈال دی۔ یہاں تک کہ وہ ہراس دور ہو گیا۔

حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا سنایا۔ اور فرمایا مجھے اپنے بارے میں ڈر لگ رہا ہے۔ آپ نے عرض کیا ہرگز نہیں۔

Marfat.com

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ جو مفلس و نادار ہو اس کو اپنی نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں، حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں اور دستگیری فرماتے ہیں۔ (حدیث پاک کا اردو ترجمہ:۔ ضیاء النبی ﷺ جلد ۲ از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری)

نتائج

(۱) تقریباً تمام انبیاء علیہم السلام کو چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کا حکم۔ اسی سنت غالبہ کے مطابق حضور ﷺ پر بھی چالیس سال کی عمر میں فرشتہ وحی لے کر آیا۔

(۲) درختوں اور پتھروں کو رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام کا شعور۔

(۳) رویاء صالحہ نبوت سرکار ﷺ کا ۴۶واں حصہ ہیں۔ کیونکہ وحی کی کل مدت ۲۳ سال ہے۔ ۶ ماہ ۲۳ سال کا ۴۶واں حصہ ہے۔

(۴) جب لوگ بے دین ہوں تو ان کے شر سے بچنے کے لئے خلوت گزینی جائز ہے۔

(۵) نبوت کی ابتداء اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الخ سے اور رسالت کی ابتداء يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ الخ سے ہوئی اور ان کے درمیان مختصر سا زمانہ فترت ہے۔

(۶) مسلم کے لئے قرأت لازم ہے اور جس چیز کے بغیر واجب کی تکمیل نہ ہو، اس چیز کا علم حاصل کرنا واجب ہے۔

Marfat.com

آفتاب رسالت کی کرنیں

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر

اور ورقہ بن نوفل کا نصیب ارجمند

رسول رحمت ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے سارا واقعہ سنایا تو سیدہ نے عرض کیا میرے سرتاج آپ ﷺ کو مبارک ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں خدیجہ کی جان ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ﷺ اس امت کے نبی ہیں۔ اس کے بعد سیدہ آپ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔

ورقہ عیسائی دین پر تھے اور اہل تورات وانجیل سے کافی علم حاصل کیا تھا۔ سیدہ نے کہا میرے بھائی اپنے ابن اخ کی بات سنو۔ ورقہ نے کہا: میرے بھتیجے فرمائیں: آپ ﷺ نے کیا دیکھا ہے؟ سرکار ﷺ نے انہیں ساری بات تفصیل سے بتادی۔ ورقہ نے کہا یہ وہی ناموس اکبر ہے۔ جس کا نزول موسیٰ علیہ السلام پر ہوا تھا۔ اے کاش! میں اس وقت جواں ہوتا۔ اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو یہاں سے نکالے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: جو شخص بھی آپ ﷺ کے پیغام جیسا پیغام لایا اس کے ساتھ دشمنی کی گئی۔ اگر مجھے آپ ﷺ کا وہ دن دیکھنا نصیب ہوا تو میں آپ ﷺ کی بھرپور مدد کروں گا۔

غار حراء میں جتنے دن گزارنے کا معمول تھا ابھی وہ معمول پورا نہیں ہوا تھا۔ سرکار ﷺ دوبارہ غار حراء تشریف لے گئے۔ مدت مقررہ گزرنے کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لائے۔ بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ دوران طواف ورقہ بن نوفل (1) سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے عرض کیا ابن اخ فرمائیں آپ ﷺ نے کیا دیکھا کیا سنا؟

سرکار ﷺ نے انہیں تفصیل سے آگاہ کیا۔ ورقہ نے کہا مجھے میری جان کے مالک کی قسم آپ ﷺ اس امت کے نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس ایسی ناموس اکبر کا ورود ہوا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئے تھے۔

یقیناً آپ کی تکذیب کی جائے گی۔ آپ ﷺ کو ستایا جائے گا۔ آپ ﷺ کو (یہاں سے) نکالا جائے گا۔ آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کی جائیگی۔ اگر وہ دن دیکھنا میرے نصیب میں ہوا تو میں اللہ کی قسم مدد کروں گا۔

1۔ ترمذی شریف کی روایت ہے سرکار ﷺ نے ورقہ بن نوفل کو خواب میں دیکھا کہ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں۔ دوسری روایت میں سرکار ﷺ نے فرمایا: میں نے قس (ورقہ بن نوفل) پر ریشمی لباس دیکھا کیونکہ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے تھے۔

Marfat.com

(یعنی اللہ کے رسول کی مدد کرکے اللہ کی مدد کروں گا) پھر ورقہ نے قریب ہو کر حضور ﷺ کا سر مبارک چوم لیا۔ سرکار ﷺ اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔

قد حذفت ترجمة بعض السطور لمصلحة۔ (مترجم)

سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آفتاب نبوت سے اکتساب نور کیا۔ حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کو بعد میں یہ اعزاز نصیب ہوا۔ لیکن دست قضا نے ان کی روح قبض کر کے انہیں جمال روئے محمدی ﷺ کی مہلت نہ دی۔

نتائج

(۱) حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وفور عقل، جناب ورقہ کے علم کی صحت کا بیان اور ان کی روحانی بالیدگی کے کمالات کا بیان۔

انقطاع واجراء وحی

حضور ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے لئے خوشگوار روحانی بشارت کے بعد تقریباً چالیس دن تک سلسلہ وحی بند ہو گیا۔ اس عرصے میں جناب ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا۔ رسول کریم ﷺ کے اضطراب میں شدید اضافہ ہو گیا۔ آپ نے سیدہ خدیجہ سے کہا مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ کبھی دل کرتا ہے کہ خود کو پہاڑ سے گرا دیں۔ ان بے چین لمحات میں جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوئے اور عرض کرتے ہیں: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اس سے حزن والم میں کمی آجاتی (1)۔

دن گزرتے رہے اچانک آپ ﷺ نے ایک آواز سنی۔ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو غار حراء میں حاضر ہوا تھا۔ فرشتہ رفرف پر براجمان تھا۔ رفرف نے زمین و آسمان کو ڈھانپ لیا تھا۔ سرکار ﷺ پر رعب (الٰہی) طاری ہو گیا۔ گھر آکر فرمایا: زملوني، زملوني: مجھ پر چادر اڑھا دو، مجھ پر چادر اڑھا دو۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ ترجمہ:۔ اے چادر اوڑھنے والے! (محبوب) اٹھیں اور (لوگوں کو) ڈرائیں اور اپنے رب کی بزرگی بیان کریں۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھئے اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہئے۔ اور کسی پر احسان نہ کیجئے زیادہ لینے کے لئے اور اپنے رب کی رضا کے لئے صبر کیجئے۔

1۔ ضیاء النبی ﷺ میں حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے یہ فقرے اس حدیث کے ساتھ باہر سے چسپاں کر دیئے گئے ہیں۔ (بحوالہ الشیخ محمد الصادق العرجون رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

نتائج

(۱) انقطاع وحی پر سرکار ﷺ کے شوق نے اضطراب میں اضافہ کر دیا۔

(۲) جبرائیل علیہ السلام کو تسلی کے لئے بھیج کر اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف خاص کا اظہار فرمایا۔

(۳) رسالت کے لئے پہلا پیغام آنے والے خطرات سے آگاہی ہے۔ جو شخص ایمان لے آتا ہے اور اس پیغام کو قبول کر لیتا ہے اسے بشارت نصیب ہوتی ہے۔

حضور ﷺ کی طرف وحی کی صورتیں

سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ نے وحی کی صورتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ آیت:۔ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ بلاشبہ وہ اونچی شان والا، بہت دانا ہے۔ (ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری)

ان کا بیان درج ذیل ہے:

(۱) نیند کی حالت میں سچے خواب:۔ وحی کی اس صورت کا سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ اس سلسلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک پہلے گزر چکی ہے۔

(۲) قلب مبارک میں القاء:۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

روح القدس (جبرئیل) نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرسکتا جب تک وہ اپنا رزق مکمل نہ کر لے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور طلب رزق میں خوبصورت طریقے اختیار کرو۔ حصول رزق میں اگر تاخیر ہو جائے تو اس کو خدا کی نافرمانی سے مت طلب کرو۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت سے ہی مل سکتی ہے۔

(۳) وحی کی تیسری صورت ہے کہ گھنٹی کی طرح آواز سنائی دے۔

وحی کی یہ کیفیت حضور ﷺ کے لئے بہت سخت ہوتی تھی۔

حضرت حارث بن ھشام نے حضور ﷺ سے کیفیت وحی کے بارے میں پوچھا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: کبھی کبھی گھنٹی کی طرح اس کی آواز آتی ہے جو میرے لئے انتہائی سخت ہوتی ہے۔ اس (فرشتے) کے جدا ہوتے ہی وہ (وحی) مجھے یاد ہو جاتی ہے۔ (بخاری شریف)

(۴) وحی کی چوتھی صورت فرشتہ بصورت انسان حاضر ہو کر جو کچھ اللہ چاہے وحی کر جاتا ہے۔ یہ طریقہ نسبتا

Marfat.com

زیادہ آسان ہوتا ہے۔ کیونکہ بظاہر دونوں کی جنس ایک ہوتی ہے۔

اس کے بارے میں بھی بخاری شریف کی روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول۔

کبھی کبھی فرشتہ میرے پاس انسانی صورت میں آتا ہے۔ پس وہ میرے ساتھ کلام کرتا ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔

جبرائیل علیہ السلام اکثر حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی انصاری رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔

(۵) وحی کی پانچویں صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا حجاب گفتگو فرمائے جس طرح کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے گفتگو فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر کئی بار ایسے کلام کا شرف حاصل ہوا تھا۔ (لیکن) ان کو صرف کلام سنائی دیتا تھا۔

نتائج

(۱) وحی محمدی ﷺ کی کیفیات کا بیان۔

(۲) رویاء صالحہ بھی وحی کی قسم سے ہیں۔

(۳) قضاء وقدر پر ایمان کے باوجود بندہ حریص ہوتا ہے ایسی حرص قابل مذمت ہے۔

(۴) جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے اطاعت کے ساتھ طلب کرنا چاہئے نہ کہ معصیت کے ساتھ۔

(۵) مخاطِب اور مخاطَب کے درمیان تجانس باہمی مفاہمت کے لئے ضروری ہے۔

(۶) دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کی شکل میں جبرائیل علیہ السلام آیا کرتے تھے۔

(۷) وحی کی بہترین صورت وہ ہے جس میں عبد اور معبود کے درمیان حجاب نہ ہو۔

ابتداء دعوت اور اولین ایمان

سلسلہ وحی کے انقطاع کے بعد اجراء بڑی بھاری ذمہ داری لے کر آیا۔ کیونکہ اس مرتبہ حضور ﷺ کو حکم دیا گیا کہ کفر و شرک، فساد اور شر میں ڈوبی ہوئی قوم کو عذاب الٰہی کے خطرات سے آگاہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی توحید و کبریائی بیان کرنے اور اپنے لباس اطہر کو پاک صاف رکھنے کا بھی حکم دیا گیا۔ کیونکہ اب ہر لمحہ وحی الٰہی متوقع ہوتی تھی۔

لہٰذا ہر لمحہ پہلے سے کہیں زیادہ طہارت کا اہتمام کرنے کا حکم دیا گیا۔ نیز حسب سابق بتوں سے دور رہنے اور

Marfat.com

ان کی طرف توجہ نہ دینے کا حکم دیا گیا۔ قرآن کریم کا فرمان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ۝۲

ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

یہ حکم ملتے ہی نبی پاک ﷺ نے ہر اس شخص تک پیغام حق پہنچانے کا آغاز فرما دیا جس میں قبول حق کی صلاحیت موجود تھی۔

خواتین میں سے سب سے پہلے قبول اسلام کا شرف سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا۔

بچوں میں سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ کو یہ سعادت سب سے پہلے نصیب ہوئی۔ آپ کی عمر مبارک دس سال تھی۔ آپ حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ سرکار ﷺ پوشیدہ طور پر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

مردوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے۔ قبل از اسلام آپ کا نام عتیق تھا۔ آپ کے والد محترم کی کنیت ابو قحافہ اور نام عثمان بن عمرو تیمی تھا۔

زید بن حارثہ بن شرحبیل الکلبی غلاموں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ آپ حکیم بن حزام کے غلام تھے۔ انہوں نے اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بطور تحفہ یہ غلام پیش کیا۔ حضور ﷺ نے آپ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مانگ لیا۔ آپ نے بصد خوشی حضرت زید کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سرکار ﷺ نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ یہ بعثت مبارکہ سے پہلے کی بات ہے۔

حضرت زید کی غلامی کا پس منظر یہ ہے کہ آپ اپنی والدہ کے ساتھ رشتہ داروں کو ملنے گئے۔ وہاں سے بنو قین کے قافلہ نے آپ کو پکڑ لیا۔ وہاں سے انہوں نے عرب کے بازار ”حباشہ“ میں آپ کو حکیم بن حزام کے ہاتھ بیچ دیا۔ آپ کی عمر اس وقت آٹھ سال تھی۔ آپ کے والد نے اپنے بیٹے کے فراق میں پورا قصیدہ کہہ ڈالا جس کے چند اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

ترجمہ اشعار:۔ مجھے یہ پتہ نہیں کہ زید زندہ ہے یا کہ اس کے آنے کی امید رکھوں یا وہ مر چکا ہے۔ لیکن میں مسلسل رو رہا ہوں۔

بخدا میں نہیں جانتا کہ (یہی وجہ ہے کہ) میں (ہر وقت) سوال کر رہا ہوں کہ تجھے کسی (وسیع) میدان نے نگل لیا ہے یا کسی پہاڑ نے کھا لیا ہے۔

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تیری واپسی کا زمانہ لوٹ آئے گا تو تیرا (بچھڑ کر) مل جانا میری خوشی کے لئے کافی ہو جاتا۔

Marfat.com

سورج کا طلوع وغروب مجھے اسی کی یاد دلاتا رہتا ہے۔ جب تیز ہوائیں چلتی ہیں تو دردفراق میں ہیجان آ جاتا ہے۔ ہائے میرے غموں اور اندیشوں کا زمانہ کتنا طویل ہے۔

میں اپنی اعلیٰ نسل کی اونٹنی کو (زید) کی تلاش میں چلاتا ہوں اس مقصد کے لئے نہ میں تھکوں گا اور نہ ہی میری اونٹنی۔

مجھے میری زندگی کی قسم (زید کی تلاش میں) مجھے موت آ جائے گی (کیونکہ) ہر شخص اسی امید پر موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔

کافی عرصہ بعد زید کا والد مکہ میں آیا۔ حضور ﷺ نے زید کو اختیار دے دیا کہ چاہو تو ہمارے پاس رہو چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔

انہوں نے کہا: میں حضور ﷺ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ اس پر سرکار ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا۔

بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ تو لوگوں نے پھر انہیں زید بن محمد ﷺ کی بجائے زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔

نتائج

سیرت مبارکہ کے اس قطعہ سے درج ذیل نکات حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگوں کو ڈرائیں توحید کی دعوت دیں۔ طہارت کا خصوصی اہتمام فرمائیں اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیں۔

(۲) عورتوں، بچوں، مردوں اور غلاموں میں بالترتیب حضرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

(۳) حضرت زید کی آزادی اور رسول اللہ ﷺ کا بیٹا بننے کا سبب اور ان کا اپنے باپ اور چچا کی بجائے سرکار ﷺ کو پسند کرنا، یہ تمام چیزیں بھی اسی باب میں بیان ہوئی ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسلام اور خدمات

آزاد مردوں میں آپ کو سب سے پہلے قبول اسلام کا شرف نصیب ہوا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے غور و فکر، ٹال مٹول یا پس و پیش سے کام لیا۔ مگر جب ابوبکر صدیق کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بلاتردد فوراً اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر بھی حضور ﷺ کے قریب قریب تھی۔ آپ اگرچہ ہاشمی نہیں تھے لیکن عرب میں ایک معزز قبیلے بنی تیم کے چشم و چراغ تھے۔ حسن اخلاق، کرم نفس اور انساب عرب میں ضرب المثل کی حد تک مہارت آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔

آپ نے اسلام قبول کرتے ہی قریش کے بہترین اور مکہ کے مؤثر افراد کو اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی۔ آپ کے دست مبارک پر مکہ کے ان بہترین افراد نے اسلام قبول کیا جن کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان لوگوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

عثمان بن عفان :۔ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس۔

آپ تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عمرو ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دو شہزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما آپ کے نکاح میں آئیں اسی وجہ سے آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔

زبیر بن عوام :۔ بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ القرشی رضی اللہ عنہ) آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے حواری اور حضور ﷺ کی پھوپھی جان سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔

عبد الرحمٰن بن عوف :۔ بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرۃ القرشی رضی اللہ عنہ آپ کو دو ہجرتیں (حبشہ اور مدینہ کی طرف) کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

سعد بن ابی وقاص :۔ بن اہیب بن عبد مناف القرشی رضی اللہ عنہ ابی وقاص کا اصل نام مالک ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ کے ماموں جان ہیں۔ کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دادا اہیب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ آپ مستجاب الدعوات (جن کی ہر دعا قبول ہوتی ہو) تھے۔ اس زمانے میں مشہور تھا کہ حضرت سعد کی بددعا سے بچو۔ (کیونکہ وہ قبول ہو جاتی ہے)

طلحہ بن عبید اللہ :۔ بن عمرو بن کعب القرشی۔ آپ کی کنیت ابو محمد العیاض ہے۔

آپ ان دس خوش نصیبوں میں سے ہیں جن کو ساقی کوثر ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔ آپ جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے۔ رضی اللہ عنہم وارضاھم۔

یہ وہ مبارک لوگ ہیں جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے اسلام لائے۔ ان کے علاوہ حضرت علی اور حضرت زید رضی اللہ عنہما۔ اولین کی کل تعداد تقریباً اسی افراد ہے۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی ہے۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ان کے علاوہ ہیں۔ انہوں نے کاشانہ نبوی میں سب سے پہلے سرکار ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی ہے۔

Marfat.com

نتائج

(۱) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان۔

(۲) اللہ کے دین کی تبلیغ و دعوت بہترین عمل ہے۔

(۳) اسلام میں سبقت لے جانے والے ان اسی نفوس قدسیہ کی فضیلت کا بیان جن کے بارے میں ان کے رب العالمین نے یوں فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (توبہ:100)

"(اسلام قبول کرنے میں) سبقت لے جانے والے، پہل کرنے والے مہاجرین میں سے اور انصار میں سے اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی پیروی کی خوبی کے ساتھ۔ راضی ہو گیا اللہ ان کے ساتھ اور یہ راضی ہو گئے اس (اللہ) سے"۔

اولین کے بعد سابقین

ان معزز و مکرم ہستیوں کے اسلام قبول کر لینے کے بعد اشراف قریش کثرت سے اسلام قبول کرنے لگے۔ انہوں نے اللہ کو اپنا رب، محمد ﷺ کو اپنا نبی اور قرآن کو ہدایت اور نور تسلیم کر لیا۔

سابقین کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے۔

ابو عبیدہ بن الجراح القرشی:۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ امین الامت کے مبارک لقب سے مشہور ہیں۔ غزوۂ احد میں حضور ﷺ کے چہرہ مبارک میں خود کی کڑیاں کھب گئیں۔ آپ نے اپنے دانتوں سے دو حلقے نکال دیئے جس کی وجہ سے آپ کے سامنے کے دونوں دانت ٹوٹ گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال القرشی:۔ آپ حضور ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔

آپ نے دو ہجرتیں کیں۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ تین ہجری میں وفات پائی۔ آپ کے عزت واحترام اور اسلام میں آپ کے مقام کے پیش نظر رسول کریم ﷺ نے آپ کی بیوہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

ارقم بن ابو ارقم:۔ عبد مناف بن اسد القرشی۔ آپ دسویں مسلمان ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کے گھر میں پوشیدہ دعوت اسلام جاری رکھی۔ یہاں تک کہ چالیس آدمی مسلمان ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت عمر بن خطاب چالیسویں مسلمان تھے جس دن آپ نے اسلام قبول کیا مسلمانوں نے کھلے عام نماز ادا کی۔ رضی اللہ عنہ۔

عثمان بن مظعون :۔ آپ بھی قریشی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو سائب ہے۔ آپ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں۔ مدینہ شریف میں وفات پانے والے پہلے مہاجر ہیں۔ آپ کے روحانی فضائل وکمالات کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اسلام سے قبل جاہلیت میں بھی شراب نوشی نہیں کی تھی۔ آپ کا فرمان ہے:۔

میں شراب نہیں پیتا ایسا نہ ہو کہ میری عقل زائل ہو جائے اور گھٹیا لوگ (میری حرکات پر) ہنسنا شروع کر دیں۔ اور میں ان خواتین سے نکاح کرنا جائز نہ سمجھ بیٹھوں جن سے نکاح کرنا میرے لئے حرام ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی :۔ ان کی عمر حضور ﷺ سے دس سال زیادہ تھی۔ آپ نے اپنے دو بھائیوں طفیل اور حصین کے ہمراہ مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ دار ارقم میں تبلیغ رسالت سے پہلے آپ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ بارگاہ رسالت میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ ابو الحارث آپ کی کنیت ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ :۔ بن عمرو بن نفیل العدوی القرشی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی ہیں۔ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت فاطمہ ہی حضرت عمر کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنی تھیں۔

حضرت اسماء وعائشہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما:۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بالکل چھوٹی بچی تھیں جب آپ نے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت اسماء نے جب اسلام قبول کیا تھا اس وقت وہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ رضی اللہ عنہما۔

حضرت خباب بن الارت بنی زہرہ تمیمی کے حلیف۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود،

حضرت سعد کے بھائی عمیر بن ابی وقاص،

مسعود بن قاری بن ربیعہ یہ تیر انداز قبیلہ قارہ سے تعلق رکھتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اسی طرح حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کی زوجہ نے اسلام قبول کیا۔ عیاش اور ان کی زوجہ نے اسلام قبول کر لیا۔ خنیس، عامر بن ربیعہ بن عنز بن وائل، عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد، حاطب بن حارث اور

Marfat.com

ان کی زوجہ فاطمہ بنت مجلل، حضرت ابو بکر کے غلام عامر بن فہیرہ، خالد بن سعد بن عاص، بنی یقظہ کے حلیف عمار بن یاسر العنسی المذحجی، صہیب بن سنان رومی نے اسلام قبول کر لیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت صہیب کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے:

صہیب سابق الروم۔

"اہل روم میں صہیب رضی اللہ عنہ سبقت لے گئے ہیں"۔

اس قدر تعداد کے باوجود کار دعوت ہنوز پوشیدہ تھا۔ کیونکہ یہ تعداد قریش کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اور ابھی تک اللہ تعالیٰ نے جہری دعوت کا حکم بھی نہیں دیا تھا۔ اگر ایسا حکم ہوتا تو حضور ﷺ کے غلام اس کی خاطر ہر اذیت برداشت کر لیتے۔ جس طرح کہ بعد کے ایام میں صحابہ نے ظلم وستم برداشت کئے۔ کیونکہ یہ دکھ راہ خدا میں تھے اور جو دکھ محبوب کی رضا کے لئے ہوں وہ دکھ نہیں ہوتے۔

نتائج

(۱) بھلائی کے کاموں میں پہل کرنا باعث فضیلت ہے۔

(۲) اسلام میں بھی وہی لوگ اچھے ہوتے ہیں جو جاہلیت میں اچھے تھے۔ بشرطیکہ وہ عقل سے کام لیں۔

(۳) ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون سا اعزاز ہو سکتا ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ان کے گھر کو اسلام کی ابتدائی اور پوشیدہ دعوت کے لئے پسند فرما لیا۔ جبکہ اس وقت مخالفت کا خطرہ بہت زیادہ تھا۔

(۴) فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کو دو اعزاز حاصل ہیں۔

(i) اسلام میں سبقت (ii) حضرت عمر کو ان کی وجہ سے ہدایت نصیب ہوئی۔

(۵) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء، حضرت فاطمہ بنت خطاب۔ زوجہ جعفر طیار، حضرت اسماء بنت عمیس۔ ام المومنین حضرت اسماء رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ وہ خوش نصیب خواتین ہیں جن کو اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل ہے۔ رضی اللہ عنھن وارضاھن۔

اعلانیہ دعوت اسلام

چالیس سے کچھ زیادہ مردوں اور اتنی ہی خواتین نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سرکار ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی۔ اللھم اید الاسلام باحد العمرین۔ یا اللہ دو عمروں میں سے کسی ایک کے ذریعے اسلام کو قوت عطا فرما۔ یعنی عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام ابو جہل۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرما لیا اور عمر بن خطاب کو ہدایت عطا کر دی۔

Marfat.com

سیدنا حمزہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے اسلام سے مسلمانوں کی قوت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا فرمان آ گیا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر)

''اے میرے حبیب! حق کھول کر بیان کیجئے اور مشرکین کی طرف سے منہ پھیر لیجئے''۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء)

''اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو''۔

اس حکم کی تعمیل کے لئے آپ ﷺ کوہ صفاء پر چڑھ گئے۔ بلند آواز سے فرمایا: واصباحاہ واصباحاہ جاگو! میری آواز سنو۔ جاگو! میری آواز سنو! (کسی اہم کام کی طرف متوجہ کرنے کے لئے عرب اس طرح کیا کرتے تھے۔ مترجم مختار احمد رومی)

جس کسی کے کانوں میں یہ آواز پڑی وہ جبل صفا کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر میں ہی بہت بڑا اجتماع بن گیا۔ اس اجتماع میں خود حبیب رب العالمین یوں جلوہ گر تھے جس طرح بدر کامل سطح فلک پہ جلوہ نما ہوتا ہے۔

آپ نے پوچھا اے گروہ قریش! اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے دشمن کے سواروں کا دستہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے؟ سب نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں ایک شدید عذاب سے خبردار کر رہا ہوں۔ پس تم اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ (یہ سن کر) ابولہب اٹھا اور کہا تیرے لئے ہلاکت! کیا اس لئے تو نے ہمیں اکٹھا کیا تھا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المسد نازل فرمائی۔

ترجمہ: ۔ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور تباہ و برباد ہو گیا۔ کوئی فائدہ نہ پہنچایا اسے اس کے مال نے اور جو اس نے کمایا عنقریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں۔ اور اس کی جورو بھی بدبخت ایندھن اٹھانے والی۔ اس کے گلے میں مونج کی رسی ہو گی۔ (ترجمہ جمال القرآن)

تین سال تک پوشیدہ طور پر دعوت اسلام جاری رہی بعد میں حکم الٰہی کے مطابق آپ ﷺ نے اعلانیہ دعوت اسلام شروع کر دی۔

نتائج

(۱) پوشیدہ دعوت اسلام کا سہ سالہ دور۔

(۲) مسلمانوں کی قلت اور مشرکین کی کثرت کی وجہ سے سرکار نے ابتداء دعوت اسلام کو پوشیدہ رکھا۔

Marfat.com

(۳) اعلانیہ دعوت اللہ تعالیٰ کے حکم سے شروع ہوئی۔

(۴) ابولہب کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے پوری سورت نازل فرمائی جب اس نے سرکار کی بارگاہ میں گستاخی کی۔

(۵) آج کے دور میں کسی مسلمان ملک میں کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ سرکار ﷺ کی سری دعوت کو دلیل بنا کر اپنی دعوت کو پوشیدہ رکھے۔ کیونکہ سرکار ﷺ کو مشرکین کی طرف سے مخالفت کا خطرہ تھا۔ اور جب آپ ﷺ نے علی الاعلان تبلیغ اسلام شروع کی تو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ایک روز حضور ﷺ کوہ صفا پر تشریف فرما تھے۔ ابوجہل کا ادھر سے گزر ہوا۔ اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی وہ بدزبانی کرتا رہا۔ لیکن سرکار ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ عبدالرحمٰن بن جدعان کا گھر وہاں قریب ہی تھا۔ اس کی لونڈی یہ ساری بدکلامی سن رہی تھی۔ کچھ دیر بعد حمزہ شکار سے واپس آ رہے تھے۔ لونڈی نے کہا: اے ابوعمارہ! آج ابوجہل نے تمہارے بھتیجے کے ساتھ انتہائی بدتمیزی اور سخت کلامی کی ہے۔ یہ سن کر حضرت حمزہ غصے سے آگ بگولہ ہو گئے۔ سیدھے ابوجہل کے پاس آئے وہ مسجد حرام میں اپنی قوم کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے ابوجہل کے سر پر ضربیں لگا کر اسے شدید زخمی کر دیا۔ آپ نے کہا کیا تو انہیں برا بھلا کہتا ہے حالانکہ میں بھی ان کے دین کو قبول کر چکا ہوں۔ اگر تم میں ہمت ہے تو جواب دو۔ بنی مخزوم کے کچھ لوگ ابوجہل کی مدد کے لئے اٹھے۔ لیکن ابوجہل نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ ابوعمارہ (حضرت حمزہ) کو کچھ نہ کہو۔ کیونکہ میں نے ان کے بھتیجے کے ساتھ بدزبانی کی ہے۔ آپ نے جوش میں آ کر جو بات کہی تھی پھر اس پر ہمیشہ کے لئے ثابت قدم رہے۔ اور حضور کی حمایت اور قریش کی مخالفت میں پیش پیش رہے۔

قصہ اسلام عمر رضی اللہ عنہ

بنو مخزوم کے ایک شخص نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ عمر جب اس کے پاس سے گزرے تو ملامت کی۔ اس نے کہا: میرے بجائے ایک اور شخص تیرے لعن طعن اور ملامت کا زیادہ حقدار ہے۔ عمر نے کہا وہ کون ہے؟ اس نے کہا تمہاری بہن اور بہنوئی۔ عمر وہاں سے سیدھا اپنی بہن کے گھر گئے۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب اپنے شوہر حضرت سعید بن زید (عمر کے چچازاد) رضی اللہ عنہما کے ساتھ مصروف تلاوت تھیں۔ عمر نے پوچھا: مجھے تمہارے بارے میں کیا خبر پہنچی ہے؟ انہوں نے پہلے تو انکار کیا۔ انکار سن کر عمر غصے میں آگ بگولہ ہو گئے اور اپنی بہن کو مارنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ بہن کے سر سے خون بہنے لگا۔ خون دیکھ کر جناب عمر تھوڑا سا شرمندہ ہو گئے اور کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: طہارت کے بغیر اس کتاب کو چھونا جائز

Marfat.com

نہیں۔آپ نے غسل کیا قرآن کریم کو کھولا۔لکھا تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰہٰ ۚ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی ۙ (طٰہٰ)

اے ماہ تمام! ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ ﷺ مشقت میں پڑ جائیں۔عمر آیات قرآنی کو دیکھتے رہے۔دل میں ہیجان سا پیا ہوتا گیا۔پوچھا: حضور ﷺ کہاں ہیں؟ بتایا گیا آپ ﷺ دار ارقم میں ہیں۔آپ وہاں پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا۔لوگ دیکھ کر پریشان سے ہو گئے۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اگر ارادہ خیر سے آئے ہیں تو بسم اللہ وگرنہ سر قلم کر دیں گے۔

سرکار ﷺ کمرے میں تشریف فرما تھے جب یہ بات سنی تو حضور باہر تشریف لائے تو عمر نے کلمہ شہادت پڑھ کر توحید ورسالت کی گواہی دی۔حاضرین نے جوش میں آ کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔جس کی گونج صحن حرم تک سنائی دی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم حق پر نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! حضرت عمر نے عرض کیا پھر ہم چھپ کر کیوں عبادت کریں؟

مسلمانوں نے دو صفیں بنائیں ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔اس طرح چلتے چلتے جب بیت اللہ شریف میں قریش نے دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا: عمر تم فاروق ہو۔(رضی اللہ عنہ)

آفتاب محمدی ﷺ کا عروج اور مشرکین کی کور چشمی

دعوت حق کا جہری دور جوں جوں وسیع ہوتا گیا کفار کی نگاہوں پر اتنے ہی پردے پڑتے گئے۔حالانکہ یہ وہ دعوت ہے جس میں نہ ابہام تھا،نہ کوئی عیب۔قریش نے قبول حق کے بجائے حق کے ساتھ ٹکرانے کی ضد کر رکھی تھی۔اپنی اس ضد کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے سارے منفی ہتھکنڈے استعمال کئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے قصہ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ابوجہل نے رسول کریم ﷺ کو کوہ صفاء کے قریب دیکھا تھا تو آپ کے ساتھ بدتمیزی اور بدکلامی کی۔حضور ﷺ نے تو اس کا کوئی جواب نہ دیا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے شیر (حضرت حمزہ) کو مسلط کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت کو شدید زخمی کیا اسے برا بھلا کہا۔اس کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔حضرت عمر اور سیدنا حمزہ کے اسلام سے دعوت حق ایک نئے دور میں داخل ہو گئی۔اعلانیہ تبلیغ اسلام کا وقت آ گیا تھا۔اس نئے چیلنج نے کفار کی نیندیں حرام کر دیں۔مسلمانوں کی تعداد میں اضافے سے مشرکین پیچ وتاب کھانے لگے۔انہیں اس بات پر بھی دکھ ہوتا کہ اب لوگ ان کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اپنے اسلام کا برملا اعلان کر رہے

Marfat.com

ہیں۔ان حالات میں انہوں نے سودابازی کی کوشش بھی کی۔

عتبہ بن ربیعہ کفار کا نمائندہ بن کر اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لئے آیا۔اس نے کہا میرے بھتیجے! حسب ونسب کے اعتبار سے تم ہمارے معاشرے میں بہت عزت والے ہو۔لیکن جو دین آپ ﷺ لے کر آئے ہیں وہ ہم پر بڑا گراں ہے۔آپ نے ہماری وحدت کو ختم کر دیا ہے۔آپ ہمارے عقلمندوں کو نادان کہتے ہیں۔ہمارے دین اور ہمارے معبودوں میں عیب نکالتے ہیں۔ہمارے آباء واجداد کو کافر کہتے ہیں۔

میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں اگر تم ان کو قبول کرلو تو شاید بہتری کی کوئی صورت پیدا ہو سکے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ابوالولید! کہو جو کہنا چاہتے ہو میں سن رہا ہوں۔عتبہ نے کہا: ابن اخ اگر تم اس دعوت کے ذریعے مال جمع کرنا چاہتے ہو تو (یہ دعوت ترک کردو) ہم آپ کے لئے مال کے انبار لگا دینے کے لئے تیار ہیں۔اور اگر اس سے آپ ﷺ کا مقصد سردار بننا ہے تو ہم متفقہ طور پر آپ ﷺ کو اپنا سردار تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔اور اگر آپ ﷺ حکومت کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لئے بھی حاضر ہیں۔اور اگر یہ کسی آسیب کی وجہ سے ہے تو ہم اپنے خرچے پر تمہارا علاج کروانے کے لئے حاضر ہیں۔

ان کی ساری باتیں سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم فارغ ہو چکے ہو اس نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اب میری بات سنو! حبیب دوعالم ﷺ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر: حٰمٓ ① تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② پڑھنا شروع کر دی۔حضور ﷺ پڑھتے گئے عتبہ نے اپنے ہاتھ پشت کے پیچھے کر کے زمین پر رکھ لئے۔وہ خاموشی سے سنتا رہا۔یہاں تک کہ آیت سجدہ پر حضور ﷺ نے اختتام فرمایا۔سجدہ کر کے سرکار ﷺ نے فرمایا: ابوالولید تم نے سن لیا اب تم جانو اور تمہارا کام۔

عتبہ جب لوٹ کر گیا اس کے ساتھیوں نے کہا: یہ وہ عتبہ نہیں جو گیا تھا۔عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا۔اس نے کہا: بخدا! میں نے ایسا کلام سنا ہے جس جیسا کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔بخدا! وہ کلام نہ شعر ہے، نہ جادو، نہ کہانت، میری مانو تو ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔بخدا! اس کلام کا بہت بڑا نتیجہ ہے۔اگر اہل عرب نے انہیں ختم کر دیا تو تمہارا مقصد خود ہی پورا ہو جائے گا۔اور اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور تم سب سے زیادہ خوش بخت بن جاؤ گے۔قریش نے کہا: ابوالولید! تم پر بھی اس کی زبان کا جادو چل گیا ہے۔عتبہ نے کہا: جو میری رائے تھی میں نے تمہیں بتا دی۔آگے تمہاری مرضی۔

ایک اور کوشش

اگر عتبہ کا مقصد سرکار ﷺ کو راہ حق سے روکنا نہ ہوتا تو جو پیشکش عتبہ نے کی تھی وہ بڑی معقول تھی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو حکم دیا کہ:

Marfat.com

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِیۡلًا ﴿۲۳﴾ فَاصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّکَ وَ لَا تُطِعۡ مِنۡہُمۡ اٰثِمًا اَوۡ کَفُوۡرًا ﴿۲۴﴾ (الدھر)

''ہم نے ہی (اے حبیب ﷺ) آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے کلام نازل کیا۔ اور اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے اور نہ کہنا مانئے ان میں کسی بدکار یا احسان فراموش کا''۔

جب قریش نے عتبہ پر مسحور ہونے کی تہمت لگائی ان کا رد بھی عتبہ نے بڑے معقول انداز میں کیا۔ اگر قریش اندھی ہٹ دھرمی میں مبتلا نہ ہوتے تو عتبہ کی تجویز آب زر سے لکھنے کے قابل تھی۔ عتبہ کی تجویز سے انحراف کر کے قریش نے یہ ثبوت فراہم کیا کہ وہ سیاسی سوجھ بوجھ سے بھی بالکل کورے ہیں۔

مزید یہ کہ جو تجاویز عتبہ نے حضور رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھیں وہی تجاویز لے کر وہ دوبارہ وفد کی صورت میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے۔ جب انہوں نے دوبارہ وہی تجاویز سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیں تو سرکار ﷺ نے فرمایا:

جو کچھ تم کہتے ہو مجھے اس سے قطعاً کوئی غرض نہیں۔ میں تم سے مال و جاہ اور حکومت کا طلب گار نہیں۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں عذاب الٰہی اور اس کی نعمتوں سے خبردار کروں۔ تمہیں رب کا پیغام سناؤں۔ تمہیں نصیحت فرماؤں۔ اگر تم میرے پیغام کو قبول کر لو تو یہ تمہارے لئے دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ اگر تم انکار کرو گے تو میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

سید المرسلین ﷺ کی مبارک زبان سے یہ حکیمانہ جواب سن کر ان پر جنون طاری ہو گیا اور اپنے فضول مطالبے کرنے لگے۔ جن سے ان کی عقل کی خرابی ظاہر ہونے لگی وہ کہنے لگیں (اگر آپ اس طرح نہیں کرتے تو) اپنے رب سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گزرے ہوئے بزرگوں کو زندہ کر دے اور مکہ کے اردگرد جتنے پہاڑ ہیں انہیں یہاں سے ہٹا دے۔ اور مکہ پاک میں ایسی نہریں جاری کر دے جن کی وجہ سے کھجوریں اور انگوروں کے باغات لہلہانے لگیں۔ ان کے ان مطالبات کو قرآن کریم نے بھی بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ آیات:۔ اور کفار نے کہا ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ پر۔ جب تک آپ رواں نہ کر دیں ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ یا (پک کر تیار) ہو جائے آپ کے لئے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر آپ جاری کر دیں ندیاں جو اس باغ میں (ہر طرف) بہہ رہی ہوں۔ یا آپ گرا دیں آسمان کو جیسے آپ کا خیال ہے ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے یا آپ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو بے نقاب کر کے ہمارے سامنے لے آئیں یا (تعمیر) ہو جائے آپ کے لئے ایک گھر سونے کا یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں بلکہ ہم تو اس پر بھی ایمان نہیں لائیں گے کہ آپ

Marfat.com

آسمان پر چڑھیں یہاں تک کہ آپ اتار لائیں ہم پر ایک کتاب جسے ہم پڑھیں۔ آپ (ان سب خرافات کے جواب میں اتنا) فرمادیں میرا رب ہر عیب سے پاک ہے اور میں کون ہوں مگر آدمی (اللہ کا) بھیجا ہوا۔

(بنی اسرائیل 93-90، ترجمہ جمال القرآن)

کفار کی ان تجاویز کارد کرنے کے بعد حضور ﷺ جب گھر آنے لگے آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبد المطلب کا بیٹا عبد اللہ بن امیہ مخزومی آپ کے پیچھے آیا۔ اس نے کہا: قریش نے آپ کو بہت ساری باتیں کہی ہیں۔ لیکن آپ نے ایک بھی نہیں مانی۔ بخدا! میں تو کبھی بھی آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ قوم کی طرف سے اس طرح کے جواب سن کر رسول کریم ﷺ انتہائی پریشان اور کبیدہ خاطر ہو کر کاشانہ اقدس میں پہنچے کیونکہ قبولیت اسلام کا ایک اور موقع قریش نے گنوا دیا تھا۔

کفار کی تیسری کوشش

جب قریش نے دیکھا کہ ان کے تمام (طفلانہ اور احمقانہ) مطالبات پورے نہیں ہوئے۔ حضور ﷺ نے نہ تو کوئی دعا مانگی ہے جس سے آسمان سے کسی ثبوت کا نزول ہو اور نہ کوئی عذاب اترا ہے۔ ابو جہل کا سینہ پہلے ہی غیظ و غضب سے بھرا ہوا تھا۔ وہ اور بھی مشتعل ہو گیا۔ اس نے کہا جب محمد ﷺ کعبہ میں نماز پڑھنے لگیں گے تو میں ایک بھاری پتھر اٹھا کر ان کے سر پر دے ماروں گا۔ اس بدبخت کو یہ موقع مل گیا۔ نبی کریم ﷺ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان نماز ادا کرنے لگے۔ وہ لعنتی آگے بڑھا۔ قریشی تماشا دیکھنے کے لئے بیتاب تھے۔ جب ابو جہل حضور کے قریب گیا تو فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ گھبراہٹ طاری تھی، پتھر ہاتھوں کے ساتھ چمٹ چکا تھا۔ تماش بینوں نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا میں نے کل جس ارادے کا اظہار کیا تھا جب اس پر عمل کرنے لگا تو میں نے دیکھا کہ ایک نر اونٹ میرے سامنے منہ کھولے کھڑا ہے۔ بخدا اس کے سر، گردن اور جبڑوں جیسی چیز کسی دوسرے نر اونٹ کی نہیں دیکھیں۔ اگر میں آگے جاتا تو وہ اونٹ مجھے نگل جاتا۔

اسی حادثہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ خبردار! اگر وہ اپنی (روش) سے باز نہ آیا تو ہم ضرور (اسے) گھسیٹیں گے اس کے پیشانی کے بالوں سے وہ پیشانی جو جھوٹی (اور) خطاکار ہے۔ پس وہ بلالے اپنے ہم نشینوں کو (اپنی مدد کے لئے) ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلائیں گے۔ ہاں! ہاں! اس کی ایک نہ سنیے۔ (اے حبیب) سجدہ کیجئے اور (ہم سے اور) قریب ہو جائیے۔ (العلق 15-19، ترجمہ از جمال القرآن)

جب یہ حادثہ نضر بن حارث (کافر) نے سنا اس نے کہا: اے گروہ قریش! تم ایک ایسے معاملے میں پھنس چکے ہو جس کا حل تمہارے پاس نہیں۔

Marfat.com

یہ وہی نوجوان محمد کریم ﷺ ہے جو کل تک تمہاری آنکھوں کا تارا، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ امانت دار تھا۔ اب جب اس کی کنپٹیوں میں سفید بال آ گئے اور وہ ایک مخصوص پیغام تمہارے پاس لایا ہے۔ تم کہتے ہو وہ جادوگر ہے۔ بخدا وہ جادوگر نہیں ہم نے بڑے بڑے جادوگر دیکھے ہیں ان کے پھونکے اور گانٹھیں دیکھی ہیں۔ تم نے کہا وہ کاہن ہے، بخدا وہ کاہن نہیں، ہم نے کاہن بھی دیکھے ہیں، ان کے مسجع و مقفع جملے بھی سنے ہیں تم نے کہا وہ شاعر ہے بخدا! وہ شاعر نہیں ہم شعر اور اس کی تمام اصناف سے واقف ہیں۔ تم نے کہا وہ مجنوں ہے۔ بخدا! وہ مجنوں نہیں ہم نے مجنوں دیکھے ہیں ان میں کوئی ایک بھی علامتِ جنون نہیں۔ اے گروہ قریش! اپنے رویے کے بارے میں غور کرو۔ (اور ان کو مان لو) بخدا! تمہارے پاس ایک بہترین امر آ پہنچا ہے۔ لیکن افسوس کہ نضر بن حارث خود بھی حسد کی وجہ سے اسلام سے محروم رہا۔ کیونکہ اسی نے یہ دعا مانگی تھی جسے قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔

ترجمہ:۔ اے اللہ اگر یہ تمہاری طرف سے حق ہے (تو بھی ہم نے قبول نہیں کرنا لہٰذا تو) ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا بھیج دے ہم پر دردناک عذاب۔

سورۃ انفال: ترجمہ آیات:۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ترجمہ: ایک سائل نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا ہے۔ کافروں کو بلندیوں والے اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں۔

نضر بن حارث قریش کا شیطان تھا۔ انتہائی خبیث اور پکا دشمن رسول۔ وہ کہتا تھا کہ میں محمد ﷺ سے زیادہ خوش بیاں ہوں۔ وہ لوگوں کو فارس کے بادشاہوں کے قصے سناتا تھا بقول قرآن وہ کہتا تھا۔

عنقریب میں بھی نازل کروں گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔

حسد، غرور، اور کور باطنی نے اسے تباہ کر دیا۔

چوتھی کوشش

قریش مکہ کے سارے حیلے ناکام ہو چکے تھے۔ دعوت حق گویا کہ ایک تیز روشنیوں والا نور تھا۔ جس نے اہل کفر کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا تھا۔ (ان حالات میں) انہوں نے ایک وفد تشکیل دے کر اسے یثرب کے یہودی علماء کے پاس بھیجا تا کہ حضور ﷺ کے بارے میں ان اہل کتاب سے صحیح پتہ چل سکے کہ سچے نبی ہیں یا نہیں۔

نضر بن حارث شیطان قریش اور عقبہ بن ابی معیط ان دو افراد پر مشتمل یہ وفد یثرب پہنچا۔ احبار یہود کو حضور ﷺ کے سارے اوصاف اور نشانیاں بتا کر حقیقت حال کے بارے میں پوچھا۔

یہودی علماء نے کہا ہم تمہیں تین سوال بتاتے ہیں اگر محمد ﷺ ان کا جواب دے دیں تو سمجھ لینا کہ یہ سچے رسول ہیں اور اگر جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لینا کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔ ان تین سوالات میں سے پہلا سوال تھا کہ وہ جوان کون تھے جو گذشتہ زمانے میں (ایک ظالم بادشاہ کے خوف سے اپنا) وطن چھوڑ گئے تھے۔

Marfat.com

ان کا دوسرا سوال یہ تھا وہ شخص کون تھا جس نے مشرق و مغرب کی سیاحت کی تھی؟

تیسرا سوال تھا روح کی حقیقت کیا ہے؟

دونوں حضرات (خوش وخرم) واپس آئے اور قریش کو بتایا کہ ہم ایک ایسی چیز لے کر آئے ہیں جس سے ہمارے اور محمد ﷺ کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ انہوں نے قریش کو وہ سوالات بتائے جن کے جوابات پر فیصلہ حق و باطل ہونا تھا۔ سارے قریش اکٹھے ہو گئے اور حضور ﷺ سے تینوں سوالات پوچھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کل تمہارے سوالوں کے جواب دوں گا۔ لیکن سرکار ﷺ نے انشاء اللہ نہ فرمایا۔ جس کی وجہ سے پندرہ دن تک نزول وحی میں تاخیر ہو گئی۔ حضور ﷺ پریشان ہو گئے۔ کفار کو چند دن کے لئے خوش ہونے کا موقع مل گیا۔ جس کے منہ میں جو بات آئی کہہ ڈالی۔ یہاں تک کہ وہ کہنے لگے ان کے شیطان نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ والضحیٰ نازل فرما کر قریش کے دعوؤں کی نفی کر دی۔ پھر سورۃ کہف نازل فرمائی اور بتایا کہ وہ نوجوان جو ظالم بادشاہ کے خوف سے ترک وطن پر مجبور ہوئے تھے وہ اصحاب کہف تھے۔ وہ سیاح جس نے مشرق و مغرب کی سیر کی تھی وہ سکندر ذوالقرنین ہے۔ روح کے بارے میں سورۃ الاسراء میں فرمایا: روح امر الٰہی ہے۔

پانچویں کوشش

اہل کتاب کے پاس وفد بھیج کر حقیقت حال معلوم کرنے کی کوشش بھی ان کے خیال کے مطابق ناکام ہو گئی۔ (کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ احبار یہود نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہمیں کہیں کہ یہ اللہ کے نبی نہیں) اب کفار نے زبانی جنگ کا آغاز کر دیا ان کی ساری کاوشوں کا مقصد یہی تھا کہ شاید وہ نور خدا کی شمع کو گل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ابوجہل نے حضور ﷺ کے ساتھ طنز و مزاح کرتے ہوئے کہا: اے گروہ قریش! محمد ﷺ کا خیال ہے کہ جن فرشتوں نے تمہیں جہنم میں عذاب دینا ہے ان کی تعداد 19 ہے۔ کیا تم میں سے سو آدمی ایک فرشتے سے نہیں نمٹ سکیں گے۔ اس کے انہی خیالات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

اور نہیں مقرر کئے آگ کے داروغے مگر فرشتے اور نہیں بنایا ہم نے ان کی تعداد کو مگر آزمائش ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا۔ (المدثر: 31)

ابوجہل کے دل کا بغض و حسد اس کی زبان پر آ ہی گیا۔

اخنس بن شریق اس کے پاس گیا اور پوچھا محمد ﷺ سے جو قرآن کریم تم نے سنا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوجہل نے کہا سنا کیا تھا؟ عبد مناف کی اولاد سے ہمارا مقابلہ ہے۔ انہوں نے بھی لوگوں کو کھانا کھلایا۔ ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔ انہوں نے کمزوروں کا بوجھ اٹھایا، ہم نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انہوں نے

Marfat.com

محتاجوں کو عطا کیا، ہم نے بھی محتاجوں کو عطا کیا۔ یہاں تک کہ جب ہم دوڑ لگانے والے گھوڑوں کی طرح برابر جا رہے تھے انہوں نے کہہ دیا ہمارے قبیلہ میں ایک نبی ہے جس پر وحی آتی ہے۔ ہم ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں۔ بخدا میں تو کبھی بھی محمد ﷺ پر ایمان نہیں لاؤں گا، نہ ان کی تصدیق کروں گا۔

قرآن کی شیریں تعلیمات سامعین کے دلوں میں اتر جاتی تھیں۔ یہی خطرہ ان کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا۔ وہ لوگوں کو قرآن کریم سننے سے روکتے تھے۔ قرآن کا بیان ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾ (حم السجدہ)

''اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا تھا نہ سنو یہ قرآن اور کرو اس میں شور تا کہ تم غلبہ پا جاؤ''۔

اس کے باوجود اس دلنواز کلام کی سماعت سے رکنا بھی ان کے بس میں نہ تھا۔ ابوسفیان، ابوجہل اور اخنس بن شریق تینوں ایک دوسرے سے بے خبر قرآن کریم سننے کے لئے چھپ کر آ گئے۔ حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ رات کی تاریکی میں زبان رسالت سے تلاوت کلام پاک کی دل موہ لینے والی آواز سنتے رہے۔ فجر طلوع ہوئی تینوں جانے لگے۔ راستے میں ملاقات ہو گئی۔ ایک دوسرے کو ملامت کی اور کہا آئندہ ایسا نہیں کرنا۔ پختہ وعدہ تو کر لیا لیکن دل ناشکیب کے ہاتھوں مجبور ہو کر تینوں ایک دوسرے سے بے خبر پھر اپنی کمین گاہوں پہ آ گئے۔ صبح راستے پر پھر ملاقات ہو گئی۔ پھر ایک دوسرے کو ملامت کی پختہ وعدہ کیا چار بار اس طرح کیا۔

اس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ کفار کی نگاہیں نور محمدی ﷺ کے نظارہ سے محروم ہیں۔ وہ ہدایت کے اس پیغام سے دشمنی کرتے کرتے خود ہادی عالم ﷺ کے دشمن بن گئے۔ بلکہ بخت نارجمند نے انہیں دشمنی میں اس قدر اندھا کر دیا کہ وہ ہر اس شخص سے بھی بر سر پیکار ہو گئے جس نے درس ہدایت کو دل سے قبول کر لیا۔ یہی حال آج کے دور میں کفار کا ہے۔ وہ اسلام اور اہل اسلام سے دائمی جنگ کے اصول پر اڑ چکے ہیں۔ ان کی خواہش تو ہے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کو صفحہ ہستی سے ختم کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنے اولیاء کا حامی و مددگار ہے۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک سارے کفار اپنی نادانی میں ایک جیسے ہیں۔

(۲) اہل باطل ہمیشہ اہل حق کو خریدنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۳) پر کشش پیشکش اور ہیبت ناک دھمکیاں کردار نبوت کے کوہ گراں کو ذرا بھی متزلزل نہ کر سکیں۔

(۴) عتبہ بن ربیعہ جیسے کافر نے دعوت محمدی ﷺ کی عظمت، صحت اور حقانیت کو تسلیم کر لیا۔ سچی بات ہے دشمن بھی حق کی گواہی دیتے ہیں۔

Marfat.com

(۵) شرک انسان کے اندر ہٹ دھرمی اور تکبر پیدا کر دیتا ہے۔ جس طرح کہ اہل مکہ نے تسلیم کر لینے کے باوجود حق کو قبول نہ کیا۔ اور ایسے مطالبات کرتے رہے جو نہ اثبات کیلئے ضروری تھے اور نہ ہی قبول حق کیلئے۔

(۶) ابوجہل سب کافروں میں سب سے بدترین کافر تھا۔

(۷) آئندہ زمانہ میں کام کے لئے انشاء اللہ کہنا مستحب ہے۔

(۸) قرآن کریم اپنے سننے والوں کے دلوں پر ضرور اثر کرتا ہے۔

کفار کی ناکامی کا شبہ اور اہل ایمان پر تشدد

حضور ﷺ کی دعوت حق کو روکنے کے لئے کفار بری طرح ناکام ہو چکے تھے۔ (ناکامی کی خفت مٹانے کے لئے) انہوں نے کمزور مسلمانوں پر ظلم و ستم کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔

حضرت بلال، حضرت عمار، حضرت یاسر، حضرت سمیہ، حضرت صہیب رومی، حضرت خباب بن الارت، حضرت ابوفہیرہ، حضرت ابوفکیہہ، حضرت زنیرہ، حضرت نہدیہ اور حضرت ام عبیس رضی اللہ عنہم وعنہن اجمعین۔

یہ وہ پرخلوص لوگ تھے جن کے دل نور ایمان سے منور تھے۔ لیکن کمزور اور ماتحت تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

یہ امیہ بن خلف جمحی کے غلام تھے۔ یہ کافر آپ رضی اللہ عنہ کو سخت گرمی کے موسم، چلچلاتی دھوپ میں چہرے یا پیٹھ کے بل لٹا دیتا۔ سینہ مبارک پر بھاری پتھر رکھ کر کہتا یا تو تم اس طرح تڑپتے تڑپتے مر جاؤ گے یا پھر محمد ﷺ کا انکار کر کے لات وعزیٰ کے پجاری بن جاؤ۔ لیکن اس عاشق صادق کی زبان پر احد، احد، ہی جاری رہتا۔ بالآخر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے مشرک غلام دے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لے کر آزاد کر دیا۔

آل یاسر رضی اللہ عنہم

حضرت عمار ان کے والد حضرت یاسر اور حضرت عمار کی والدہ محترمہ (رضی اللہ عنہم) ان کو آگ برساتی دھوپ میں گرم پتھریلی زمین پر لٹا دیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ ادھر سے گزرے دیکھا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے یہ وفا شعار غلام مرحلہ جفا سے گزر رہے ہیں۔ بندہ نواز آقا ﷺ نے فرمایا: صبروا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ۔ آل یاسر صبر کرتے رہو تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے۔ حضرت یاسر اسی ظلم وستم کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

ام عمار حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کو اسلام میں پہلی شہیدہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ انہیں ابوجہل نے نیزہ مار کر شہید کر دیا تھا۔

Marfat.com

حضرت عمار رضی اللہ عنہ

حضرت عمار پر اہل کفر نے تشدد کے سارے طریقے استعمال کیے۔ آپ کو گھسیٹا جاتا تھا۔ کبھی آپ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ کبھی پانی میں اس قدر ڈبو دیا جاتا کہ آپ دم گھٹنے کے قریب پہنچ جاتے۔ ہر جفا کے بعد ان کا مطالبہ یہی ہوتا تھا کہ محمد کریم ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات اور لات وعزیٰ کے بارے میں کلمات خیر کہو۔ ایک مرتبہ تنگ آ کر آپ نے اسی طرح کہہ دیا۔ پھر روتے روتے سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عمار تمہیں کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بڑی غلطی کر بیٹھا ہوں۔ کفار کی تکالیف کی وجہ سے اس طرح کہہ بیٹھا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیرے دل کی کیفیت کیا تھی؟ عرض کیا دل تو بالکل ایمان سے مطمئن تھا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر وہ دوبارہ اس طرح کا مطالبہ کریں تو اسی طرح کہہ دیا کرو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا (النحل: 106)

"بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان کے ساتھ (تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا) لیکن وہ (بدنصیب) کھل جائے کفر کے ساتھ (جس کا سینہ)"۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ

آپ سولہویں مسلمان ہیں۔ مشرکین نے آپ کو اذیتیں دینے میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ پتھر اور لوہا گرم کر کے آپ کے سر مبارک کو داغتے اور کبھی پشت کے بل انہی پتھروں پر لٹا دیتے۔ (رضی اللہ عنہ)

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

رسول اکرم ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اہل ظلم کی جفائیں آپ کو کلمہ حق سے باز نہ رکھ سکیں۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ ان کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی اور غار ثور میں قیام فرمایا۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ صبح کے وقت بکریاں غار کے پاس لاتے تازہ دودھ پیش کرتے اور چلے جاتے۔

حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ

ان کا اصل نام افلح یا یسار ہے۔ یہ صفوان بن امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ حضرت بلال کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ امیہ بن خلف ملعون ان کی ٹانگوں میں رسی باندھ کر گھسیٹتا اور پھر دھوپ میں ڈال دیتا۔ ایک مرتبہ ایک کیڑا (جعل) وہاں سے گزر رہا تھا۔ امیہ نے پوچھا کیا یہ تمہارا رب نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں میرا اور ان

Marfat.com

کا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ سن کر اس نے آپ کا گلا سختی سے دبوچ لیا۔ امیہ کے ساتھ اس کا بھائی ابی بن خلف بھی تھا۔ اس نے کہا اسے اور اذیت دو۔ یہاں تک محمد ﷺ اس کے پاس آئیں اور اسے اپنے جادو کے زور سے چھڑا لیں۔ وہ آپ کو مارتے رہے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ آپ مر چکے ہیں لہٰذا چھوڑ دیا۔ آپ کو بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔

خواتین میں سے حضرت زنیرہ، حضرت ام عبیس، حضرت لبیبہ، حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہن ان کو بھی ان کے آقاؤں کی طرف سے سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے اپنے رب کے نام سے ذرا بھی انحراف نہ کیا۔ رضی اللہ عنہن وارضاهن۔

نتائج

(۱) اہل حق پر کفار کے ظلم وستم دیکھ کر قرآن کریم کے اس فرمان کی حقانیت واضح ہو جاتی ہے۔

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝۲ (العنکبوت)

"کیا گمان کیا ہے لوگوں نے کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا ان کے ایمان لانے کے بعد اور انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا"۔

(۲) کفار کے مظالم کا بیان اور یہ کہ لذت ایمان نے صحابہ کو اس قدر سرشار کر رکھا تھا کہ کمزور صحابہ بھی ذرا بھر ڈگمگائے نہیں۔

(۳) اسلام میں پہلی شہادت کا اعزاز بھی ایک غریب عورت ام عمار رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوا۔

(۴) کافروں کے دل میں شدت، سختی اور اسلام دشمنی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ انہیں مجبوروں، غلاموں اور عورتوں پر بھی ترس نہیں آتا۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں استہزاء کرنے والوں کا انجام

کفار کی عداوت فقط کمزور مومنین تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ہر مسلمان کے ساتھ ان کا یہی رویہ تھا۔ یہاں تک کہ سید العالمین ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ بھی ان کا طرز عمل یہی تھا۔ صرف اتنا فرق تھا کہ آزاد خاندانوں کے افراد کے ساتھ وہ اس طرح نہیں کرتے تھے کیونکہ آزاد قبائل کے ساتھ جنگ کرنا ان کے لئے ممکن نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود اگر انہیں موقع مل جاتا تو اپنی فطری کمینگی کا اظہار کئے بغیر نہ رہتے۔

انہوں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ مذاق بھی کیے، استہزاء بھی کیا، سب وشتم بھی کیے، ان کی انہی بے حیائیوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرمایا:

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۝۹۵ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝۹۶

Marfat.com

''ہم کافی ہیں آپ کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لئے جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا۔ سو یہ ابھی جان لیں گے''۔ (الحجر، ترجمہ از جمال القرآن)

آیئے ان حرماں نصیب گستاخوں کے انجام دیکھتے ہیں۔

۱۔ ابولہب

اس کا نام عبد العزیٰ تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کا سگا چچا اور پڑوسی تھا۔ تکذیب رسالت اس کا مشغلہ تھا۔ ایذاء رسانی میں سب کافروں پر سبقت لے گیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ شخص کوڑا کرکٹ اور گندگی اٹھا کر رسول کریم ﷺ کے دروازے کے آگے ڈال دیتا۔ رحمت عالم ﷺ ایسے موقع پر صرف اتنا فرماتے۔ اے اولاد عبد المطلب! یہ کیا اصول ہمسائیگی ہے؟ ایک مرتبہ یہ اسی طرح گندگی پھینکتے ہوئے گندے ہاتھوں پکڑا گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر وہ گندگی اٹھا کر اس کے سر پر ڈال دی۔

اس کی بیوی ام جمیل بھی خباثت میں اپنے شوہر سے کم نہ تھی۔ قرآن نے اسے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ لکڑیاں اٹھانے والی (یا چغل خور) کہا ہے۔

مذمما، عصینا، وامرہ ابینا، ودینہ قلینا۔

ہم نے محمد عربی ﷺ کی نافرمانی، اس کا حکم ہم نہیں مانتے، اس کے دین کے ساتھ ہمیں بغض ہے۔

(وہ ازراہ حسد، حضور ﷺ کو محمد کی بجائے مذمم کہتی تھی: مترجم مختار احمد رومی)

جب سورۃ المسد (ابولہب) نازل ہوئی جس میں ام جمیل اور اس کے شوہر کی مذمت، دنیا و آخرت میں عذاب نار کی بشارت سنائی گئی۔ تو ام جمیل نے مذکورہ بالا فقرے کہے: ساتھ ہی وہ ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر لائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہنے لگی تمہارا دوست کہاں ہے؟ میں نے سنا ہے اس نے میری ہجو کی ہے۔ اگر وہ مجھے مل جائیں تو میں انہیں یہ پتھر دے ماروں۔ بخدا میں بھی شاعرہ ہوں۔ میں بھی اسی طرح کہتی رہوں گی۔

جنگ بدر میں کفار کو بری طرح شکست ہوئی۔ ابولہب کو یہ خبر سنتے ہی ایک خبیث بیماری لگ گئی۔ عربی میں اس بیماری کو عدسہ کہتے ہیں۔ اسی بیماری کی وجہ سے ابولہب کو موت آگئی۔ وہ بہت بری موت مرا۔ اس کی لاش سے اتنی سخت بدبو آتی تھی کہ کوئی اس کے قریب جانے کے لئے تیار نہ تھا۔ غسل دینے کے لئے دور سے اس پر پانی پھینک دیا گیا۔

۲۔ ولید بن مغیرہ مخزومی

یہ وہی شخص ہے جس نے قریش سے کہا تھا۔ تمہارے پاس دور دراز سے لوگ آتے ہیں۔ محمد ﷺ کے بارے میں تمہارا موقف مختلف نہیں ہونا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ بعض کہیں وہ شاعر ہیں، بعض کہیں وہ کاہن ہیں۔ وغیر

Marfat.com

وغیرہ۔ بلکہ سب ایک ہی بات کہا کرو کہ وہ ساحر (جادوگر) ہیں۔ کیونکہ انہوں نے میاں بیوی، بھائی اور بھائی کے درمیان تفریق ڈال دی ہے۔

اس کی ہلاکت اس طرح ہوئی کہ ایک تیر پر اس کا پاؤں آ گیا جس کے زخم کی وجہ سے اس کا پاؤں سوج گیا۔ اسی زخم کی وجہ سے یہ اپنے برے انجام تک پہنچ گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ گستاخوں کی گستاخیوں سے بچانے کے لئے اپنے رسول پاک ﷺ کے لئے خود کافی ہو گیا۔

۳۔ ابوجہل عمرو بن ہشام مخزومی

اس کی کنیت ابو الحکم تھی لیکن مسلمانوں نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی تھی۔ یہ پرلے درجے کا دشمن رسول تھا۔ خباثت، قباحت اور برائی اس پر ختم تھی۔ یہ کہتا تھا اگر محمد عربی ﷺ ہمارے خداؤں کو برا کہتے ہیں تو ہم بھی اس کے خدا کو اسی طرح کہیں گے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں فرمایا:

ترجمہ:۔ نہ گالی دو ان لوگوں کو جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کے بارے میں اسی طرح کہنا شروع کر دیں۔ حد سے تجاوز کرتے ہوئے (اور) علم کے بغیر۔

۴۔ نضر بن حارث

رسول کریم ﷺ کا انکار کرنے، آپ کو تکلیف پہنچانے، آپ کے صحابہ کے ساتھ دشمنی کرنے میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اس نے ایرانی ادب سے کچھ کتابیں پڑھی ہوئی تھی۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ اس کا یارانہ تھا۔ جب اس نے نبی آخر الزمان ﷺ کے بارے میں سنا تو کہا اگر وہ مکرم و معزز رسول تشریف لایا تو ساری قوم سے پہلے میں اس کی تصدیق کر کے ہدایت پا جاؤں گا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ اور (کفار مکہ) اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ زیادہ ہدایت قبول کریں گے پہلی امتوں سے۔ پس جب آ گیا ان کے پاس ڈرانے والا تو ان کی (حق سے) نفرت اور بڑھ گئی۔ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگے زمین میں اور گھناؤنی سازشیں کرنے لگے۔ اور نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے۔ (ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ الازہری)

یہی وہ شخص ہے جو کہتا تھا: بقول قرآن:

ترجمہ آیت:۔ اے اللہ! اگر یہ تمہاری طرف سے حق (پر) ہے تو برسا ہم پر آسمان سے پتھر یا لا ہم پر دردناک عذاب۔

دوسری جگہ قرآن کریم نے فرمایا:

Marfat.com

ترجمہ:۔سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے ہو کر گزرنے والے عذاب کا۔کافروں سے اس عذاب کو دور کرنے والا کوئی نہیں۔وہ (عذاب) بلند درجات والے اللہ کی طرف سے ہے۔

ترجمہ:۔اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو بیوپار کرتے ہیں (مقصد حیات سے) غافل کر دینے والی باتوں کا تاکہ بھٹکاتے رہیں راہ خدا سے (اس کے نتائج بد سے) بے خبر ہو کر اور اس کا مذاق اڑاتے رہیں۔

(لقمان:6، ترجمہ جمال القرآن)

جنگ بدر میں اس ملعون کو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے گرفتار کرلیا تھا۔اس کی شرارتوں کی وجہ سے حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔جس پر حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

۵۔عقبہ بن ابی معیط اموی

یہ وہی سرکش ہے جس نے اونٹ کی اوجھ اٹھا کر رسول انسانیت ﷺ کے کندھوں پر رکھ دی تھی۔حضور کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے قریش قریب بیٹھے دیکھ کر ہنس رہے تھے۔یہاں تک کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔سیدہ معصومہ نے اپنے والد گرامی کی پشت مبارک سے اوجھ ہٹائی۔

یہ بد بخت بھی بدر میں ہی ہلاک ہوا تھا۔یہ پہلا شخص ہے جسے مسلمانوں نے سولی پر چڑھایا تھا۔اس کی آنکھیں سرخ اور نیلی تھیں۔حضور ﷺ نے فرمایا تھا:حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا قدار بن سالف اور عقبہ بن ابی معیط دونوں ایک جیسے ہیں۔(دونوں پر اللہ کی لعنت)

۶۔اسود بن عبد یغوث زہری

مسخرہ، مزاح و جفا پیشہ جب یہ غریب صحابہ کو دیکھتا تو کہتا یہی لوگ ہیں جو بادشاہ بنیں گے اور کسری کے ملک کے وارث بن جائیں گے۔

حضور ﷺ کو طنزاً کہتا آسمان سے آج کوئی کلام اترا ہے۔

یہ دشمن خدا ایک دن اپنے گھر سے نکلا کہ باد سموم نے اس کے منہ کو جھلسا کر سیاہ کر دیا۔اس کو "اکلہ" نامی مرض نے آلیا۔اس کے سارے جسم میں پیپ پڑ گئی۔اللہ اس پر کبھی رحم نہ کرے نہ اس کے عذاب میں کبھی تخفیف ہو۔اکلہ نے اس کے بدن کو کھالیا اسی بیماری سے بدترین موت مر گیا۔

۷۔حارث بن قیس سہمی

یہ بھی ان بد بختوں میں سے ہے جو زندگی بھر اپنی زبانوں سے رحمت عالم ﷺ کو ایذاء دیتے رہے۔جہالت اور بت پرستی اس کی فطرت میں رچ بس چکی تھی۔یہی وجہ ہے کہ یہ پتھر اٹھاتا،اس کی عبادت شروع کر دیتا۔اگر پہلے پتھر سے دوسرا پتھر اچھا نظر آجاتا تو پہلے کو چھوڑ کر دوسرے کی عبادت شروع کر دیتا۔یہ کہا کرتا تھا

Marfat.com

محمد ﷺ نے اپنے دوستوں کو دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔ ان کے ساتھ حیات بعد الموت کا وعدہ کر رکھا ہے۔ بخدا ہمیں دھر کے سوا کون مار سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں فرمایا ہے:

ترجمہ:۔ ذرا اس کی طرف تو دیکھو جس نے بنالیا ہے اپنا خدا اپنی خواہش کو اور گمراہ کر دیا ہے اسے اللہ نے باوجود علم کے اور مہر لگا دی ہے اس کے کانوں اور اس کے دل پر اور ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ۔ پس کون ہدایت دے سکتا ہے اسے اللہ کے بعد (لوگو) کیا تم غور نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں نہیں (کوئی دوسری) زندگی بجز ہماری دنیا کی زندگی کے (یہیں) ہم نے مرنا اور زندہ رہنا ہے۔ اور نہیں کوئی فنا کرتا ہمیں مگر زمانہ۔ حالانکہ انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ محض ظن (و تخمین) سے کام لے رہے ہیں۔ (الجاثیہ:23)

اس نے نمک لگی ہوئی مچھلی کھائی، پیاس کی شدت اسے پانی پینے پر مجبور کرتی۔ یہ بار بار پانی پیتا رہا۔ اسی طرح دم توڑ گیا اس کے سر میں پیپ پڑ گئی تھی۔

8،9۔ ابی اور امیہ پسران خلف

ابی بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ! تمہارا کیا خیال ہے کہ تیرا رب اس ہڈی کو زندہ کرے گا؟ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰس میں فرمایا:

ترجمہ:۔ (گستاخ) کہتا ہے اجی کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔ آپ فرمائیے: (اے گستاخ سن) زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے۔

ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط نے کھانا تیار کر کے شرفاء قریش کی دعوت کی۔ اس نے حضور ﷺ کو بھی دعوت دی۔ آپ نے فرمایا: جب تک تو اسلام قبول نہ کرے میں نہیں آؤں گا۔ اس نے فوراً لا الہ الا اللہ کہہ ڈالا۔ سرکار ﷺ تشریف لے گئے۔ امیہ بن خلف نے عقبہ سے کہا تو نے اس طرح پڑھا ہے۔ اس نے کہا میں نے محض دعوت کی قبولیت کے لیے پڑھا ہے۔ اس کے بارے میں سورۃ الفرقان میں فرمان ہے۔

ترجمہ:۔ اور اس روز ظالم (فرط ندامت سے) کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش میں نے اختیار کیا ہوتا رسول مکرم ﷺ کی معیت میں نجات کا راستہ۔ ہائے افسوس! کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو اپنا دوست واقعی اس نے بہکا دیا مجھے اس قرآن سے اس کے میرے پاس آجانے کے بعد۔ (الفرقان: 27 و مابعد)

امیہ بن خلف بدر میں مر گیا تھا۔ ابی بن خلف کو جنگ احد میں حضور ﷺ نے ایک چھوٹے نیزے سے ضرب لگائی اسی ضرب کی درد سے بے تاب ہو کر جہنم چلا گیا۔

Marfat.com

۱۰۔ابوقیس بن فاکہ

یہ حضور ﷺ کو تنگ کرنے میں ابوجہل لعین کی معاونت کرتا تھا۔جنگ بدر میں حضور ﷺ کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کردیا۔

۱۱۔عاص بن وائل سہمی

اس کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ مسلمان تھے۔لیکن یہ خود بدزبانی سے باز نہیں آتا تھا۔جب حضور ﷺ کے شہزادے سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو عاص نے کہا محمد ﷺ تو ابتر (جس کی نسل باقی نہ رہتی ہو) اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی:

ترجمہ:۔بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد و بے حساب عطا کیا۔پس آپ نماز پڑھا کریں۔ اپنے رب کے لئے اور قربانی دیں (اسی کی خاطر) یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام (ونشان) ہوگا۔

اس کی ٹانگ میں کسی زہریلے کیڑے نے ڈس لیا۔زہر کی وجہ سے اس کی ٹانگ پھول کر اونٹ کی گردن کی طرح ہوگئی۔حضور ﷺ کی جانب مدینہ ہجرت کے تقریباً ایک ماہ بعد یہ بھی جہنم پہنچ گیا۔

۱۲،۱۳۔نبیہ اور منبہ پسران حجاج

یہ بھی بنو سہم میں سے تھے۔ایذاء رسول کریم ﷺ میں انہیں لطف آتا تھا۔یہ جب بھی حضور سے ملتے کہتے تمہارے سوا اللہ تعالیٰ کو اور کوئی نہیں ملا تھا جس کو رسول بنا کر بھیجتا۔ہم میں ایسے لوگ ہیں جو تم سے عمر میں بھی بڑے ہیں اور ان کے پاس مال بھی بہت ہے۔(ان کو اللہ نے اپنا رسول نہ بنایا اور تمہیں بنالیا) یہ دونوں بھی میدان بدر میں قتل ہوئے۔منبہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔جبکہ دوسرے کے قاتل کا علم نہیں۔اللہ کی طرف سے دائمی عذاب اور ابدی ناراضگی ان کا مقدر بن گئی۔

۱۴۔اسود بن مطلب بن اسد

اس کی کنیت ابو زمعہ ہے۔یہ بدفطرت انسان تھا۔یہ جب حضور ﷺ کے ہمراہ صحابہ کرام کو دیکھتا تو اپنے ساتھیوں کو کہتا کہ یہ لوگ ہیں جو زمین کے بادشاہ ہیں۔یہ لوگ کسریٰ اور قیصر کے ملک پر غلبہ پائیں گے۔وہ سارے بے حیاء ان لوگوں کو دیکھ کر طنزاً تالیاں بجاتے۔

رسول کریم ﷺ نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کیا۔مولا! اس کو اندھا کردے۔اس کے بچے کو مار دے۔اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی دعا کو قبول فرمالیا۔

یہ اندھا ہو گیا اس کا بچہ بھی مرگیا۔ذات رسالت مآب ﷺ سے بغض اور دشمنی میں یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ

Marfat.com

شدید مرض لاحق ہونے کے باوجود جنگ احد کے لئے کفار کو حضور ﷺ کے خلاف ڈٹ جانے پر تیار کرتا رہا۔

۱۵۔ طعیمہ بن عدی

بدر میں اس کا کام بھی تمام ہو گیا۔ شتم و تکذیب رسالت میں یہ بھی اپنے ساتھیوں سے پیچھے نہ تھا۔

۱۶۔ مالک بن طلاطلہ

رسول کریم ﷺ کی دعاء ضرر کی وجہ سے اس کے سر میں پیپ پڑ گئی تھی۔ یہ بے وقوف بھی تھا اور گستاخ بھی۔ گروہ مستہزئین کے دیگر افراد کی طرح یہ بھی بری موت مرا۔

۱۷۔ رکانہ بن عبد یزید

اس کو رسول کریم ﷺ سے سخت دشمنی اور بغض تھا۔ اس نے ایک دن آپ کو کہا: بھتیجے! مجھے تمہارے بارے میں ایک خبر ملی ہے۔ مجھے یہ تو پتہ ہے تم جھوٹ نہیں بولتے۔ اگر تم سچے ہو تو میرے ساتھ کشتی کر لو۔ اگر آپ نے مجھے گرا دیا تو میں آپ کو مان لوں گا۔

(وہ پہلوان تھا) اسے گرانا کسی کے بس میں نہ تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس کے ساتھ کشتی کی اور اسے تین مرتبہ گرا دیا۔ پھر حضور ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے کہا جب تک وہ درخت آپ کے بلانے پر یہاں نہ آئے میں آپ کی دعوت کو قبول نہیں کروں گا۔ حضور ﷺ نے درخت کو حکم دیا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا باہر آ گیا۔ رکانہ نے کہا میں نے اس سے بڑھ کر کوئی جادو نہیں دیکھا۔ اس کو کہیں کہ یہ واپس چلا جائے۔ سرکار ﷺ نے درخت کو فرمایا چلے جاؤ۔ درخت واپس چلا گیا۔ رکانہ نے کہا یہ تو بہت بڑا جادو ہے۔ لعنتی کو ایمان نصیب نہ ہوا۔

ابن اثیر کے مطابق مذکورہ لوگ عداوت رسالت میں انتہائی شدید تھے۔ کفار میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اس قدر بدفطرت اور تندخو نہ تھے۔ ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ انہی لوگوں میں سے تھے۔

کچھ لوگ کٹر قسم کے دشمنان اسلام تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں نعمت اسلام سے مشرف فرما دیا۔ مثلاً ابوسفیان بن حرب، حکم بن العاص، عبداللہ بن ابوامیہ مخزومی، جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

نتائج

(۱) اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ استہزاء کفر ہے اور دائمی عذاب کا باعث ہے جبکہ مومنوں کے ساتھ استہزاء اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کا باعث ہے۔

(۲) رسول پاک ﷺ نے بڑے صبر و تحمل سے تمام اذیتوں کو برداشت کیا۔ اسی صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اپنے رسول پاک ﷺ کی مدد فرمائی۔ آپ کو اور آپ ﷺ کے دین کو عزت عطا فرمائی اور مشرکین کو ذلت سے دوچار کیا۔

(۳) مخلوق میں انبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ آزمائشیں آتی ہیں۔ اس کے بعد حسب درجۂ ایمان دیگر مومنوں کو۔

(۴) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ (الحجر) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی آنکھوں کے سامنے مختصر مدت میں گستاخی کرنے والوں کو عبرت ناک عذاب سے دوچار کر کے ہلاک کر دیا۔

(۵) نشانیاں اور معجزات دیکھ کر بھی ایمان رب کی عطا ہے۔ رکانہ نے معجزہ دیکھ کر بھی اسلام قبول نہ کیا۔

اولین ہجرت اسلام

رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک سے جہری دعوت حق کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ اس ترقی نے اہل کفر کو سیخ پا کر دیا۔ ان کے رویے میں عداوت اذیت اور تلخی پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ رسول معظم ﷺ نے ان مشکل اور نازک حالات کے پیش نظر مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔

فخر دو عالم ﷺ (فداہ امی وابی) نے فرمایا: تم حبشہ چلے جاؤ (تو بہتر ہے) کیونکہ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ملک میں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کشادگی فرمادی تو واپس آجانا۔

رجب کا مہینہ تھا نبوت کا چھٹا اور جہری دعوت کا دوسرا سال تھا۔ مسلمان اپنے دین میں آزادی کے لئے مکہ سے حبشہ کی طرف چلے گئے۔ دس مسلمانوں کا یہ گروہ جس میں حضرت عثمان اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول اکرم ﷺ (رضی اللہ عنہما) کے ہمراہ موجود تھے۔ ان کے علاوہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ اور ان کی اہلیہ حضرت سہلہ بنت سہیل اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم زیادہ مشہور ہیں۔

حبشہ میں ان لوگوں کا قیام دو ماہ رہا۔ ماہ شوال میں مکہ کی طرف لوٹ آئے ان کی واپسی کا سبب یہ خبر تھی کہ کفار قریش اور رسول پاک ﷺ کے درمیان صلح ہو گئی ہے۔ اب مکہ میں اہل اسلام کو کوئی اور رکاوٹ نہیں۔ اس جھوٹی افواہ کے پھیلنے کا سبب یہ تھا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ بیت اللہ شریف میں سورۃ النجم کی آیات تلاوت فرما رہے تھے جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے:

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ (النجم)

”(اے کفار!) کبھی تم نے غور کیا لات وعزّیٰ کے بارے میں۔ اور مناۃ کے بارے میں جو تیسری ہے“۔ (ترجمہ جمال القرآن)

شیطان نے قریش کے کانوں میں یہ آواز ڈال دی۔

Marfat.com

تلک الغرانیق العلا وان شفاعتھن لترتجی۔

"یہ بت بلند پرواز پرندے ہیں اور ان کی شفاعت کی امید رکھی جا سکتی ہے"۔

مشرکین کو یہ محسوس ہوا کہ یہ کلمات حضور کی زبان سے نکلے جس سے وہ خوش ہو گئے۔ جب سرکار نے آخر میں سجدہ تلاوت کیا تو خوشی کے مارے مشرکین بھی سجدے میں گر گئے۔ یہاں تک کہ ولید بن مغیرہ نے کنکریاں مٹھی میں لے کر ان پر سجدہ کیا۔ بعد میں رسول کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ قریش کا سجدہ تو اس وجہ سے تھا کہ انہیں محسوس ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے ان کے بتوں کی تعریف کی ہے۔ اس خبر سے سرکار ﷺ بہت پریشان ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج میں اپنے حبیب ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی۔ مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیئے شیطان نے اس کے پڑھنے میں (شکوک) پس مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو دخل اندازی شیطان کرتا ہے۔ پھر پختہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے۔ (الحج: 52)

جس سے سرکار ﷺ کا حزن و ملال جاتا رہا۔

☆ (مصنف کی ذکر کردہ روایت بالکل جھوٹی اور موضوع ہے۔ اگر اس طرح شیطان اپنے ماننے والوں کو وہم میں مبتلا کرتا ہے تو سارا قرآن ہی نعوذ باللہ مشکوک ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بتوں کو کہیں بھی پرندے نہیں کہا گیا۔

نیز یہ کہ کوئی پرندہ اتنا معزز نہیں سننے میں آیا جس کو بارگاہ الٰہی میں اتنی قبولیت حاصل ہو کہ وہ اللہ کے رسول کے مقابلے میں سفارش کر سکے۔

سورۃ حج کی جس آیت کا ترجمہ ہم نے ذکر کیا ہے اسی آیت کے تحت میرے شیخ کریم حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے مذکورہ روایت اور اس سے متعلقہ شبہات پر خوب بحث فرمائی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ (تفسیر ضیاء القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ) (مترجم رومی)

مہاجرین کا یہ گروہ جب مکہ پہنچا تو انہیں معلوم ہوا کہ اہل مکہ پہلے کی طرح کافر ہی ہیں۔ ان کے مظالم میں کمی نہیں بلکہ مزید شدت آگئی ہے۔ ان مسلمانوں کے لئے اہل مکہ میں سے کسی کی پناہ لئے بغیر مکہ میں رہنا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا کچھ نے پناہ لی اور کچھ چھپ کر چند دن مکہ رہے۔ پھر انہیں دوبارہ حبشہ جانا پڑا۔ اب کے تراسی (۸۳) افراد کا قافلہ حبشہ روانہ ہو گیا اسے ہجرت حبشہ ثانیہ کہتے ہیں۔

ان حالات میں حبیب رب العالمین مکہ میں ہی اقامت پذیر رہے۔ حضور ﷺ سراً اور جہراً اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ صبر آپ کا شعار تھا اور نصرت الٰہی پر یقین آپ کا ہتھیار تھا۔ ہر روز قریش سے ٹکراؤ ہوتا۔

Marfat.com

ابن الاثیر اور دیگر اصحاب سیر نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے۔

قریش ایک دن حجر (اسود) کے پاس بیٹھے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا ذکر چل نکلا۔ انہوں نے کہا ہماری برداشت کی انتہا ہو چکی ہے۔ اس شخص (محمد کریم ﷺ) کی طرف سے ہم بڑی تکلیف دیکھ چکے ہیں۔

وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف کرنے لگے۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس سے گزرے انہوں نے طنزاً کوئی بات کی۔ سرکار ﷺ کے رخ اقدس پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے۔ دوسری مرتبہ بھی انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسری مرتبہ بھی قریش نے وہی حرکت دہرائی۔ تیسری بار ان کی یہ بات سن کر سرکار ﷺ نے فرمایا:

أتسمعون یا معشر قریش والذی نفس محمد بیده لقد جئتکم بالذبح۔

اے گروہ قریش! سن لو! میری جان کے مالک کی قسم! میں تمہارے لئے قتل کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ یہ سن کر قریش پر سکوت طاری ہو گیا۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب بولے تو سرکار ﷺ کے بارے میں حسن ظن کا اظہار کیا۔ سرکار ﷺ تشریف لے گئے۔ اگلے دن قریش پھر اسی جگہ اکٹھے ہوئے ان میں سے کسی نے کہا تم محمد ﷺ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ وہ تشریف لا چکے ہیں انہوں نے تمہیں وہ کہا جو تم پسند نہیں کرتے تھے۔ تم پھر چپ کیوں ہو گئے تھے؟

وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ سرکار ﷺ تشریف لے آئے۔ وہ سب مل کر آپ پر جھپٹ پڑے۔ کہنے لگے تم نے ہمیں اس طرح کہا تھا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے ہی کہا تھا۔ عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اس نے آپ ﷺ کی چادر مبارک پکڑ لی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے یہ منظر دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اس طرح کافر وہاں سے ہٹ گئے۔

نتائج

(۱) جب کسی جگہ دین اسلام پر عمل ممکن نہ ہو تو اس جگہ کو چھوڑ کر دوسرے خطے میں جانا مشروع ہے۔

(۲) اسلام کی پہلی ہجرت ہجرت حبشہ ہے۔

(۳) ہجرت حبشہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت محمد کریم ﷺ کے ہمراہ یہ اعزاز حاصل ہوا۔

(۴) حبشہ سے آ کر مسلمانوں کو مزید تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

(۵) قصہ غرانیق پر حاشیہ میں بحث ہو چکی ہے۔ مترجم مختار احمد رومی

Marfat.com

قریش کے نمائندے نجاشی کے دربار میں

مہاجرین مکہ دوسری مرتبہ حبشہ پہنچ گئے نجاشی نے اپنے ملک میں مکمل سکون اور معزز ماحول عطا فرما دیا۔ قریش کو بڑا رنج ہوا۔ انہیں یہ خوف لاحق ہو گیا کہ اگر مسلمانوں نے وہاں اپنی قوت بنالی تو شاید ہم پر دھاوا بول دیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے دو نمائندے نجاشی کے دربار میں بھیجے۔ ان میں سے ایک عمرو بن عاص جنہیں اپنے دور کے مشہور سیاستدانوں میں شمار کیا جاتا تھا اور دوسرا عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی تھا۔

قریش نے انہیں بیش قیمت تحائف بھی دیئے اور ہدایت کی کہ یہ تحائف بادشاہ کے مقربین کو پہلے دیئے جائیں تاکہ بادشاہ کے دربار میں وہ قریش کے ہمنوا بن جائیں۔

مقربین بادشاہ کو تحائف پیش کرنے کے بعد وفد نے بادشاہ کی خدمت میں قیمتی تحفے پیش کیے۔ اور عمرو بن عاص نے نجاشی سے بات کرتے ہوئے یوں کہا:

اے بادشاہ! ہمارے ملک کے کچھ نادان لوگوں نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر ایک نیا دین قبول کر لیا ہے۔ وہ دین ہمارے اور تمہارے لئے بالکل اجنبی ہے۔ ابھی عمرو نے اپنی تقریر ختم بھی نہیں کی تھی کہ مقربین بادشاہ تحائف حلال کرنے کے لئے فوراً بول پڑے کہ ضرور ان کے بھاگے ہوئے ان کے حوالے کیے جائیں۔

نجاشی نے کہا بخدا! میں ان لوگوں کو اس طرح ان کے حوالے نہیں کروں گا۔ انہوں نے دوسرے بادشاہوں کو چھوڑ کر میری پناہ لی ہے۔ میں ان کو بلا کر پوچھتا ہوں اگر وہ سچے ہوئے تو میں ان کی حفاظت کروں گا۔ اور اگر یہ سچے ہوئے تو ان کے حوالے کر دوں گا۔

نجاشی نے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ صحابہ کی ترجمانی خطیب اسلام حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ بادشاہ خوش ہو یا ناراض ہم حق بات کریں گے۔ نجاشی نے کہا کس بناء پر تم نے قوم میں تفریق ڈال دی ہے نہ میرے دین کو قبول کیا ہے نہ کسی اور دین کو؟

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے بادشاہ! ہم جاہل لوگ تھے۔ بتوں کی عبادت کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، بے حیائی کا ارتکاب کرتے تھے، قطع رحمی ہمارا وطیرہ تھا، پڑوسیوں کے حقوق کا پاس نہیں کرتے تھے۔ ہم میں سے طاقت ور کمزور کو ہڑپ کر جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ (نے ہم پر کرم فرمایا اور) ہم میں ایک رسول ﷺ مبعوث فرمایا وہ رسول ﷺ ہمارے خاندان میں سے ہے۔ ہم اس کے نسب، اس کی سچائی، امانت اور پاکیزگی کردار کو بخوبی جانتے ہیں۔ اس رسول مکرم ﷺ نے ہمیں ایک خدا کو ماننے کی دعوت دی۔ ہمیں شرک سے اور بت پرستی سے منع فرمایا۔

Marfat.com

اس رسول پاک ﷺ نے ہمیں سچ بولنے، امانتیں ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا۔ حرام کے ارتکاب اور ناحق خون ریزی، بے حیائی، جھوٹ اور یتیم کا مال کھانے سے منع کیا۔

آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ نماز پڑھا کرو، روزے رکھا کرو، اس کے علاوہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اسلامی تعلیمات گن گن کر نجاشی کو سنائیں (اور فرمایا) ہم اس نبی مکرم ﷺ پر ایمان لائے ان کی تصدیق کی۔ جس چیز کو انہوں نے حرام کہا ہم نے اسے حرام سمجھ لیا اور جو چیز انہوں نے حلال بتائی ہم نے اسے حلال سمجھ لیا۔ (اسی جرم پر) ہماری قوم نے ہمیں اذیتیں دیں، ہمیں مارا پیٹا، ہمیں آزمائشوں میں مبتلا کیا تا کہ ہم اپنے دین کو چھوڑ کر پھر سے بتوں کی عبادت کا پٹہ اپنی گردنوں میں ڈال لیں۔ جب ان کے قہر و ظلم کی حد ہوگئی۔ اور دین پر عمل کرنا ہمارے لئے مشکل ہوگیا۔ ہم تمہارے وطن آ گئے اس امید پر کہ آپ اچھے ہیں، آپ کے ہوتے ہوئے کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

نجاشی نے پوچھا اس ہستی پر اترنے والا کلام بھی کسی کو یاد ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا۔ نجاشی اور اس کے درباریوں پر رقت طاری ہوگئی سب کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ نجاشی نے کہا بخدا یہ کلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اترنے والا کلام ایک ہی شمع کے نور ہیں۔ پھر قریش کے نمائندوں کو کہا تم جا سکتے ہو۔ اللہ کی قسم میں کبھی بھی یہ لوگ تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

دوسرے دن عمرو نے کہا بخدا کل میں ایک ایسی چال چلوں گا جو ان مسلمانوں کو تباہ کر دے گی۔

عبداللہ نے کہا ایسا نہ کرنا آخر وہ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ عبداللہ عمرو کی نسبت رحمدل تھا۔

دوسرے دن یہ دونوں دوبارہ نجاشی کے پاس گئے۔ عمرو نے کہا وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی عجیب باتیں کرتے ہیں۔ نجاشی نے دوبارہ اہل اسلام کو بلوایا اور پوچھا ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی پاکیزہ صفات کنواری بندی کی طرف القاء کیا ہے۔

نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارے نظریات حق ہیں اور ان میں اس تنکے برابر بھی کمی بیشی نہیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگ پرسکون طریقے سے رہیں۔ اگر کوئی مجھے سونے کا پہاڑ بھی دے تو بھی میں تم میں سے کسی ایک آدمی کو بھی تنگ کرنا پسند نہیں کرتا۔

یہ کہہ کر قریش کے سارے تحائف واپس کر دیئے۔ اور کہا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ ملک دیا تھا تو اس نے مجھ سے رشوت نہیں لی تھی اور نہ ہی لوگوں کی بات مانی تھی۔ میں بھی رشوت نہیں لوں گا۔ اور نہ ہی اس بارے میں اپنے

Marfat.com

درباریوں کی بات مانوں گا۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین رہائش اور بہترین پناہ مل گئی۔

نتائج

(۱) مسلمانوں پر قریش مکہ کے مظالم تاریخ عرب میں ریکارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۲) اللہ کے دوستوں کے ساتھ جنگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ ہے۔ اور جو اللہ سے جنگ کرتے ہیں وہ ہمیشہ ناکام ہوتے ہیں جس طرح نجاشی کے دربار میں قریش کو ناکامی ہوئی اور دنیا و آخرت کے خسارے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔

(۳) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے علم اور دین میں کمال عطا فرمایا تھا۔

(۴) نجاشی ایک خوش بخت بادشاہ تھا۔ جس نے مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن سرپرستی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۵) رشوت حرام ہے۔ رشوت لینے اور دینے والے دونوں کا انجام برا ہوتا ہے۔

ہجرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد حبشہ کی طرف چلی گئی ہے اور وہ کفار کے تشدد میں اپنے دینی بھائیوں کی خاطر خواہ مدد نہیں کر سکے۔ آپ نے بھی حبشہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ رسول کریم ﷺ سے اجازت لے کر سوئے حبشہ روانہ ہو گئے۔ مکہ سے دو دن کی مسافت کا سفر طے کر چکے تھے کہ احابیش کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا اے ابوبکر! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری قوم نے مجھ پر سرزمین مکہ تنگ کر دی ہے ان کے اذیت ناک سلوک کی وجہ سے مکہ چھوڑ کر حبشہ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا وہ کیوں؟ آپ تو اپنے معاشرے کی زینت ہیں۔ مصائب میں مدد کرنے والے، نیکی کرنے والے، ناداروں کے لئے مال کما کر خرچ کرنے والے ہیں۔ آپ واپس تشریف لے جائیں۔ آج سے آپ میری پناہ میں ہیں۔ ابن الدغنہ نے مکہ میں آ کر کہا معشر قریش ابن ابی قحافہ آج سے میری پناہ میں ہیں۔ ان سے کوئی برائی کا سلوک نہ کرے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے دروازے کے باہر ایک مسجد بنا رکھی تھی۔ آپ جب نماز پڑھتے تلاوت قرآن کریم کرتے آپ پر رقت طاری ہو جاتی۔

سوز و سرور شوق کی یہ کیفیت دیدنی ہوتی تھی۔ قریش کے معصوم بچے، خواتین، غلام اور لونڈیاں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ قریش کو جب اپنے ماتحتوں کے اس شوق کا علم ہوا تو وہ ابن الدغنہ کے پاس گئے۔ اور کہا کیا تو نے ابوبکر کو اس لئے پناہ دی تھی کہ وہ ہمیں اذیت دے۔ وہ تو محمد عربی ﷺ پر اترنے والے کلام کو جس انداز میں

Marfat.com

پڑھتا ہے ہمیں خطرہ ہے کہ ہمارے بچے، خواتین، غلام اور لونڈیاں سوز محبت کے اس دھارے میں بہہ جائیں گے۔ لہٰذا تم جاؤ اور ابو بکر کو کہو کہ گھر کی چار دیواری میں جو کچھ کرنا ہو کیا کرے۔

ابن الدغنہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ساری صورت حال بتا کر اس نے کہا آپ کی قوم کو آپ کی یہ سرگرمیاں پسند نہیں۔ آپ اپنے گھر میں جو چاہیں کریں۔

پیکر عشق وتوکل نے کہا: مجھے تیری پناہ کی ضرورت نہیں، تم اپنی پناہ واپس لو، مجھے میرے رب کی پناہ کافی ہے۔
ابن الدغنہ واپس آیا اور کہا اے گروہ قریش! ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ) نے میری پناہ واپس کر دی ہے اب تم جانو اور وہ۔

اس کے بعد ایک مرتبہ آپ کعبہ شریف جا رہے تھے کہ ایک احمق دیوانے نے آپ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔ قریش میں سے ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا دیکھ رہے ہو یہ احمق کیا حرکت کر رہا ہے؟ اس (کافر) نے کہا ابو بکر تم خود اپنے ساتھ اس طرح کر رہے ہو۔ (یعنی تم نے اسلام قبول کر کے ہمارے نزدیک اپنی عزت ختم کر دی ہے) آپ نے فرمایا: ای رب ما احلمک۔ میرے رب تو کتنا حلیم ہے۔ (کہ ان بدبختوں کو ڈھیل دے رکھی ہے) آپ نے تین بار یہ جملہ دہرایا۔

نتائج

(۱) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہجرت ہر پریشان حال مومن کے لئے جو اپنی عزت نفس کا طلب گار ہو زندہ مثال ہے۔

(۲) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ ایمان اور فضائل کا اندازہ ممکن نہیں۔

(۳) ابن الدغنہ کی پناہ رد کر کے آپ نے شان توکل کا بہترین مظاہرہ فرمایا۔

(۴) رب ما احلمک کا ارشاد صدیق ہر مومن کے لئے مشعل راہ ہے کہ اسے صبر کے ساتھ حق کی خاطر مصائب کو برداشت کرنا چاہئے۔

شعب ابی طالب

اسلام کی روز افزوں ترقی اور حبشہ میں وفد قریش کی ناکامی نے قریش کو آتش زیر پا کر دیا۔ وہ اس ہزیمت کا بھاری انتقام لینا چاہتے تھے۔

قریش نے متحد ہو کر ایک معاہدہ تحریر کیا۔ جس میں بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھ مکمل قطع تعلقات پر اتفاق ہوا۔

انہوں نے کہا کہ وہ نہ تو ان سے رشتہ لیں گے نہ دیں گے، نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کریں گے اور نہ ان

Marfat.com

سے کوئی چیز خریدیں گے۔ معاہدہ لکھ کر انہوں نے کعبہ شریف میں آویزاں کر دیا۔ منصور بن عکرمہ بن عامر نے یہ معاہدہ تحریر کیا تھا سرکار ﷺ نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو شل کر دیا۔

قریش کے اس ظالمانہ عمل کی وجہ سے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب شعب ابی طالب میں چلے گئے۔ ابولہب بد بخت کے سوا باقی تمام مرد خواتین اور بچے شعب ابی طالب میں رہے۔ یہ مجرمانہ بائیکاٹ تین سال تک جاری رہا۔ محصورین شعب کو بھوک اور تنگی کا اس قدر سامنا کرنا پڑا جس کے بارے میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ بھوکے پیاسے بچوں کے بلکنے کی آوازیں دور سے سنائی دیتی تھیں۔ ان لوگوں کو درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑتا تھا۔

کرب وضبط کے اس امتحان کا دور ختم ہونے کے قریب آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قریش میں چند رحمدل اور ذی حسب لوگوں کے دل میں محصورین کے ساتھ ہمدردی کے جذبات ڈال دیئے۔ ہشام بن عمرو کا نام سرفہرست ہے۔ (انہیں بعد میں اسلام قبول کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی) انہوں نے قریش کے چند لوگوں میں یہ شعور بیدار کیا تھا کہ ہم اس ظالمانہ معاہدے سے متفق نہیں۔

قریش ایک مرتبہ اپنی محفل میں بیٹھے تھے کہ زہیر بن ابی امیہ کھڑا ہوا اور کہا اے اہل مکہ! یہ کہاں کا انصاف ہے ہم کھانا کھاتے رہیں، کپڑے پہنتے رہیں، اور بنو ہاشم اس مصیبت میں گرفتار رہیں کہ نہ کوئی ان سے چیز خریدے، نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچے، بخدا جب تک یہ ظالمانہ صحیفہ پارہ پارہ نہیں کر دیا جاتا میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا۔ (یہ پانچ ساتھی تھے) ان میں سے دوسرا اٹھا اس نے بھی اسی طرح کہا۔ تیسرے اور چوتھے نے بھی اس کی موافقت کی آخر میں مطعم بن عدی اٹھا تا کہ اس دستاویز کو پھاڑ دے۔ دیکھا کہ دیمک نے اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا باقی سب دستاویز چاٹ لیا ہے۔ ابوجہل یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ جسے رات کے وقت تشکیل دیا گیا ہے۔

اس طرح اذیت وابتلاء کا یہ دور ختم ہوا۔

ادھر رسول پاک ﷺ نے اپنے عم محترم کو بتا دیا کہ دیمک نے اس دستاویز کو چاٹ لیا ہے صرف "باسمک اللھم" کے کلمات باقی ہیں۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے قریش کو یہ بات بتا کر سخت تنبیہ کی کہ تم ہی ظالم ہو۔ دستاویز دیکھ کر ان پر شرمندگی طاری ہو گئی اور مارے شرم کے اپنے سر اوپر نہ اٹھا سکے۔ جناب ابو طالب نے اس موقع پر اشعار بھی کہے:

صحیفہ (ظلم) کے بارے میں جب اس ہستی نے خبر دی جو وہاں موجود ہی نہیں تھے (بلکہ شعب ابی طالب میں تھے) یہ بڑی حیرتناک اور باعث عبرت خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان (قریش) کی قطع رحمی کفر اور حق کے ساتھ دشمنی کو مٹا دیا۔ پس جو کچھ ان (ظالموں) نے کہا وہ باطل ہو گیا۔ اور جو ناحق کو حق ثابت کرتے ہیں انہیں اسی طرح جھٹلایا

Marfat.com

جاتا ہے۔

نتائج

(۱) قریش کے ظلم وتعدی اور جور و جفا کا بیان

(۲) رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا صبر وتحمل

(۳) ہر دور میں کچھ غیر جانبدار اور سنجیدہ فکر لوگ موجود ہوتے ہیں

(۴) شعب ابی طالب میں رہتے ہوئے حضور ﷺ نے اطلاع دے دی کہ اس دستاویز ظلم کو دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ یہ سرکار ﷺ کا معجزہ ہے۔

عام الحزن

شعب ابی طالب میں محصوری کا تین سالہ دور ابتلاء کیا ختم ہوا کہ اپنے ساتھ ایک اور تکلیف دہ آزمائش لے کر آ گیا۔

سرپرست وخدمت گار شفیق چچا حضرت ابوطالب وفات پا گئے۔

نبی کریم ﷺ کے لئے جن کی رفاقت کا سائبان شجر سایہ دار کی طرح تنا رہا۔ وہ ایک ایسے کوہسار ثابت ہوئے جس سے ٹکراتے ہوئے قریش گھبراتے تھے۔ ان کی ہیبت اہل کفر کے لئے شیر ببر سے کم نہ تھی۔ ان کی حمایت ایک ناقابل تسخیر قلعہ تھی۔

ایسے چچا کی جدائی سانحہ سے کم نہ تھی کہ مونس وغمگسار زوجہ محترمہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ مادی دنیا میں جن کی رفاقت محبوب رب العالمین ﷺ کے لئے باعث راحت تھی۔ زہرہ گداز حالات میں جن کی تسلی قلب مصطفیٰ ﷺ کے لئے باعث تسکین بنتی تھی۔ اعصاب شکن تھکاوٹ میں جن کی شیریں گفتگو آرام وسکون کا باعث تھی۔ جن کی صائب رائے خاطر عاطر کے اضطراب پر شبنم بن کر برستی تو چین آ جاتا۔

(جس سال یہ دونوں صدمے پیش آئے اسے عام الحزن (غم کا سال) کہتے ہیں) مترجم مختار احمد رومی

جناب ابوطالب کا مرض الموت تھا۔ قریش آخری کوشش کے طور پر آئے شاید کہ وہ اپنے بتوں کا راج بحال رکھنے میں کامیاب ہو جائیں۔ جناب ابوطالب نے حضور ﷺ کو پیغام بھیجا جب سرکار ﷺ تشریف لائے انہوں نے کہا جان عم یہ آپ کی قوم کے سردار آئے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر صلح ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ میری ایک بات مان لیں سارے عرب وعجم کے مالک بن جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا تیرے باپ کی قسم ایک بات نہیں دس کہو۔ ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: بتوں کی

Marfat.com

عبادت چھوڑ کر لا الہ الا اللہ پڑھ لو۔ یہ سن کر انہوں نے بڑی حیرت وحسرت سے کہا اے محمد ﷺ! کیا تم چاہتے ہو کہ اتنے خداؤں کی بجائے ایک خدا کو مان لیا جائے۔ یہ بات تو بڑی عجیب ہے۔ مزید کہا کہ یہ (جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے) تمہاری کوئی بات نہیں مانیں گے۔ چلو اپنے دین پر عمل کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔

اس کے بعد جناب ابوطالب کے مرض نے شدت اختیار کرلی اور وہ اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے تقریباً پچاس دن بعد ام المؤمنین سلام اللہ علیہا کا وصال ہوگیا۔

چچا جان گھر سے باہر اور زوجہ محترمہ گھر کے اندر ظاہری طور پر بہترین سہارا تھے۔ قریش کے لئے اب میدان کھلا تھا۔ وہ اپنے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ پر آپ ﷺ کے دروازے پر بلکہ آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس میں پکتی ہوئی ہانڈی میں غلاظت پھینکنے سے بھی گریز نہ کیا۔

نتائج

(۱) حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سن وصال دس ہجری ہے۔

(۲) مشرکین کی آخری کوشش بھی ناکام ہوگئی کیونکہ وہ شرک پر اڑے ہوئے تھے۔

(۳) ذات پاک رسالت مآب ﷺ پر پے در پے مصائب کا نزول مستقبل میں شاندار کامیابیوں کی ابتداء تھی۔

(۴) رحمت عالم ﷺ پر مصائب وآزمائش کا نزول اور سرکار ﷺ کا صبر تمام مومنین ومومنات کے لئے بہترین نمونہ اور تسلی ہے۔

حضور ﷺ کا سفر طائف

عم محترم کی وفات کے بعد حضور ﷺ طائف تشریف لے گئے اپنی دعوت کی تبلیغ اور دین حق کی حمایت کے لئے بنو ثقیف سے مدد طلب کی۔ آپ ﷺ اس امید پر تشریف لے گئے کہ شاید بنو ثقیف دین حق کے مددگار بن کر (سعادت مند ہو جائیں)

بنو ثقیف کے تین سردار تھے تینوں بھائی تھے۔ عبد یالیل، مسعود اور حبیب ان کے باپ کا نام عمرو بن عمیر تھا۔ ان میں سے ایک کی شادی قریش کے ہاں ہوئی تھی۔

ہادی دوجہاں ﷺ نے ان کے ساتھ نصرت اسلام کے حوالے سے گفتگو کی، ان میں سے ایک نے کہا اگر اللہ نے تجھے نبی بنایا ہے تو میں نے گویا غلاف کعبہ پھاڑ دیا ہے۔

(غلاف کعبہ پھاڑنا سخت گناہ ہے اس کا مطلب تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی نہیں بنایا اور یہ جملہ اس نے طنزاً

Marfat.com

کہا تھا)

دوسرے نے کہا: اللہ تعالیٰ کو تیرے سوا کوئی نہیں ملا کہ اسے رسول بناتا۔

تیسرے نے کہا: بخدا! میں آپ سے کوئی بات نہیں کروں گا۔ اگر آپ ﷺ واقعی رسول ہیں تو میں اس قابل نہیں کہ آپ سے گفتگو کروں اور اگر آپ رسول نہیں ہیں تو پھر میرے لئے مناسب نہیں کہ آپ سے بات کروں۔

رسول اکرم ﷺ نے محسوس فرمالیا کہ یہ سعادت اہل طائف کے نصیب میں نہیں۔ آپ نے تینوں سرداروں سے فرمایا اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو کم از کم اتنا ضرور کرو کہ یہ بات کسی سے آگے نہ کہنا جو میں نے تم سے کہی ہے۔ انہوں نے اس بات کو بھی نہ مانا بلکہ اپنے شہر کے لوفر اور ننگے لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ بدبخت آپ ﷺ پر آوازیں کستے اور پتھر برساتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مبارک ایڑیاں زخمی ہو کر لہولہان ہوگئیں۔ راستے میں ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کا انگوروں کا باغ تھا۔ آپ اس باغ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے جب طبیعت ذرا سنبھل گئی۔ آپ نے اپنے رب کے حضور یوں التجاء کی:

اے اللہ! میں اپنی طاقت کی ناتوانی، اپنی قوت عمل کی کمی، لوگوں کی نگاہوں میں اپنی بے بسی کا شکوہ تیری بارگاہ میں کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے، تو میرا بھی رب ہے، تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے، ایسے بعید کے حوالے جو ترش روئی سے میرے ساتھ پیش آتا ہے۔

کیا کسی دشمن کو تو نے میری قسمت کا مالک بنا دیا ہے۔ اگر تو مجھ پر ناراض نہ ہو مجھے ان تکلیفوں کی ذرا پرواہ نہیں۔ پھر بھی تیری طرف سے عافیت اور سلامتی میرے لئے زیادہ دلکشا ہے۔

میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے نور کے ساتھ، جس سے تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور دنیا و آخرت کے کام سنور جاتے ہیں۔ کہ تو نازل کرے اپنا غضب مجھ پر اور تو اتارے مجھ پر اپنی ناراضگی میں تیری رضا طلب کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، تیری ذات کے بغیر نہ میرے پاس کوئی طاقت ہے نہ قوت۔

(ضیاء النبی ﷺ ج ۲ از قلم ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

جب آپ اپنے رب کے حضور مناجات سے فارغ ہوئے عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام عداس کو کہا جاؤ ایک پلیٹ میں انگور رکھ کر آپ ﷺ کو پیش کرو۔ عداس انگور لے کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے انگور کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی۔ عداس نے سرکار ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر کہا اس طرح کا کلام یہاں کے لوگ تو نہیں پڑھتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عداس تم کس جگہ کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے کہا میں عیسائی ہوں۔ اور میرا وطن نینویٰ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نینویٰ اللہ کے نیک بندے حضرت یونس بن متی کے شہر کے باشندے ہو؟ عداس نے کہا آپ کو یونس بن متی کا علم کیسے ہوا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ

Marfat.com

میرے بھائی ہیں وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

عداس نے آگے بڑھ کر حضور ﷺ کا سر مبارک دونوں ہاتھ اور قدمین شریفین چوم لئے۔

عتبہ اور شیبہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا یہ غلام بھی اب ہمارے کام کا نہ رہا۔

جب عداس واپس آیا انہوں نے کہا: تیرا بھلا نہ ہو۔ اس شخص کے ہاتھ، پاؤں اور سر کیوں چوم رہا تھا؟ عداس نے کہا جناب اس ہستی سے بڑھ کر زمین پر کوئی بہتر ہستی ہے ہی نہیں۔ انہوں نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جو نبی کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ انہوں نے کہا عداس تیرا دین اس کے دین سے بہتر ہے اپنے دین سے پھر نہ جانا۔

واپسی پر نخلہ کے مقام پر سرکار ﷺ نے رات کے وقت نماز شروع کی۔ آپ ﷺ تلاوت فرما رہے تھے کہ جنوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا۔

اس کی تعداد سات تھی وہ پیغام حق کو سن کر اپنی قوم کے پاس یہ پیغام لے کر گئے۔ سورۃ الجن میں اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات بیان فرمائے ہیں۔

قرآن کریم نے سورۃ الاحقاف میں اس واقعہ کی خبر اس طرح دی ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ الخ۔ (الاحقاف:29)

"اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو تا کہ قرآن سنیں۔ تو جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو بولے خاموش ہو کر سنو"۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ کی ثابت قدمی اور عدم یاس کا بیان۔

(۲) سرکار ﷺ کی مردم شناسی کہ ثقیف کے انہی تین آدمیوں کو منتخب فرمایا جن کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور تھی۔ جب انہوں نے بدتمیزی کی تو مزید کسی کو کچھ نہ کہا۔

(۳) اہل طائف حد درجہ بد معاملہ تھے لیکن سرکار ﷺ نے ان کے لئے پھر بھی دعاء خیر فرمائی اور ان کی ہدایت کے لئے دعا مانگی۔

(۴) عداس ایک خوش بخت غلام تھا۔ جس نے سرکار ﷺ کی نبوت کو پہچان لیا۔

(۵) جنوں کے ساتھ (نخلہ کے) مقام پر ملاقات ہوئی تھی۔

Marfat.com

معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شعب ابی طالب میں صبر آزما محصوری کے تین سالہ تکالیف، دل کی گہرائیوں سے چاہنے والے مددگار چچا کی جدائی، ام المومنین رضی اللہ عنہا کی ۲۵ سالہ محبت بھری رفاقتوں کا اختتام، طائف کے اوباشوں کی ذہنی اور جسمانی ایذاء رسانی اور عدم قبولیت اسلام۔ ان سب دکھوں نے قلب مصطفیٰ ﷺ پر گہرا اثر چھوڑا تھا۔ طبع مبارک سے غموں کا بوجھ ہٹانے کے لئے قادر کریم نے اپنے حبیب کریم کو اپنے حریم ناز میں بلالیا۔ اپنا قرب خاص عطا کیا، اپنی رضا کا وہ مشاہدہ عطا کیا جس نے سارے غم، سارے دکھ اور تھکاوٹیں دور کر دیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کی تعداد کے برابر آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجے۔ سفر معراج نبوت کے دسویں سال پیش آیا۔

کیفیت اسراء

ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے ابتداء ہوئی۔ وہاں سے سرکار ﷺ کو حطیم اور حجر کے درمیان مسجد حرام میں لایا گیا۔ شق صدر کا مرحلہ بھی یہاں ہی پیش آیا۔

قلب مبارک کو جسم اقدس سے نکال کر آب زم زم سے دھویا۔ ایمان و حکمت سے معمور ایک طشت لایا گیا وہ طشت قلب مبارک میں انڈیل دیا گیا اور دل پاک کو اپنے مقام پر رکھ دیا گیا۔

سواری کے لئے براق لایا گیا۔ حضور ﷺ اس پر سوار ہوئے۔ بیت المقدس پہنچے۔ حلقہ باب کے ساتھ براق کو باندھ کر سرکار ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز ادا فرمائی۔

بعد ازاں ایک ایسی سیڑھی لائی گئی جو زمین و آسمان تک پھیلی ہوئی تھی۔ جبرائیل امین علیہ السلام کی معیت میں حضور ﷺ آسمان دنیا تک پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ آج آپ ﷺ کو (معراج پر) بلایا گیا ہے۔

اسی طرح یکے بعد دیگرے سات آسمانوں تک پہنچے ہر آسمان کے معزز و مقرب انبیاء و ملائکہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے پر دونوں خالہ زاد حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام، تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

ہر آسمان پر نبی کریم ﷺ کا استقبال اس قدر محبت اور اہتمام سے کیا جاتا تھا جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہو جاتا تھا۔ واقعی آپ کا استقبال اسی طرح ہونا چاہیے تھا۔

Marfat.com

آسمان ہفتم سے سدرۃ المنتہیٰ پہنچے اس (درخت) کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ اور پھل مقام ہجر کے مٹکوں جتنے بڑے بڑے تھے۔ امور عظیمہ نے اسے ڈھانپ رکھا تھا۔ فرشتے پرندوں کی طرح اس پر چڑھے ہوئے تھے۔ یہاں ہر وقت اللہ رب العزت کے انوار برستے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام کو سرکار ﷺ نے اصلی حالت میں دیکھا اس کے چھ سو پر تھے۔ ہر دو پروں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ تھا۔

سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ آیات:۔ اور انہوں نے تو اسے دوبارہ بھی دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے پاس ہی جنت الماوی ہے۔ جب سدرۃ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ نہ درماندہ ہوئی چشم (مصطفیٰ) اور نہ (حد ادب سے) آگے بڑھی۔

(ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری)

حضور ﷺ بیت المعمور بھی تشریف لے گئے۔ یہ وہ گھر ہے کہ روزانہ ستر ہزار ملائکہ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں شراب، دودھ اور شہد سے بھرے ہوئے جام پیش کئے گئے۔ آپ ﷺ نے دودھ کو پسند فرمایا۔ آپ سے عرض کیا گیا یہ (دودھ گویا کہ) فطرت ہے آپ اور آپ کی امت (ہمیشہ) فطرت پر رہے گی۔

بعد ازاں مزید بلندیوں کا سفر شروع ہوا اور آپ ﷺ یہاں تک پہنچے کہ قلم کے چلنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا قرب اور کلام (خاص) کا شرف عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور ﷺ نے بار بار اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کیا۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ بنی اسرائیل کا تجربہ کر چکے تھے اس لئے انہوں نے یہ مشورہ دیا تھا۔

سرکار ﷺ جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ واپس بیت المقدس تشریف لائے۔ سارے انبیاء علیہم السلام بھی الوداع کہنے آئے۔ سرکار ﷺ نے بیت المقدس میں نماز صبح کی امامت کرائی۔ جہاں براق بندھا تھا وہاں سے براق کھولا۔ واپس مکۃ المکرمہ پہنچ گئے۔ کرب و غم اور حزن و ملال کے بوجھ اتار کر طبع مبارک بہت خوشگوار ہو چکی تھی۔ سکون و طمانیت کے انوار رخ انور پر چمک رہے تھے۔ سرکار ﷺ نے جو خبریں زبان مبارک سے دی تھیں انہیں بچشم خود دیکھ لیا۔

صاحب معراج ﷺ معراج شریف سے آکر صحن حرم میں تشریف فرما تھے۔ سوچ رہے تھے کہ قریش کو کس طرح یہ خبر سنائی جائے۔ اسی اثناء میں ابو جہل وہاں سے گزرا۔ اس نے پوچھا آج رات کی کوئی نئی خبر؟ حضور ﷺ نے فرمایا: آج رات مجھے بیت المقدس تک سیر کروائی گئی ہے۔ اس نے کہا اور صبح پھر آپ ہمارے پاس پہنچ

Marfat.com

گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا قوم کو یہ بات بتائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس نے ساری قوم کو بلایا۔ سرکار ﷺ نے سب کے سامنے اپنی بات بیان فرمائی۔ کچھ لوگوں نے تصدیق کی کچھ تعجب کرنے لگے کئی کچے ایمان والے ڈگمگا کر گر گئے۔

مشرکین میں سے کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا تمہارے دوست کا خیال ہے کہ آج رات اسے بیت المقدس تک لے جایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میرے آقا نے یہ بات کہی ہے تو بالکل سچ ہے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں میرے پاس صبح وشام آسمان سے جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور میں مان لیتا ہوں۔ میرے حضور ﷺ کا خادم جبرائیل علیہ السلام اگر اتنی دور سے آسکتا ہے تو آقا ﷺ کیوں نہیں جاسکتے۔ اس دن سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا۔

قریش نے حضور ﷺ کا امتحان لینے کے لئے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں پوچھنا شروع کر دیں۔ (سرکار ﷺ اس لئے تو گئے نہیں تھے کہ مسجد اقصی کی کھڑکیاں یا دروازے گن کر آئیں) مسجد اقصی آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی گئی تاکہ کوئی التباس نہ رہے۔ پھر انہوں نے کہا شام سے ہمارا قافلہ آ رہا ہے ہمیں اس کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا میں روحاء کے مقام پر تھا جب بنی فلاں کا قافلہ وہاں موجود تھا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اسے تلاش کر رہے تھے۔ جب وہ آئیں تو پوچھ لینا۔ فلاں فلاں قافلے کو میں نے اس اس جگہ دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک شخص کا اونٹ بدک گیا تھا۔ جس سے گرنے کی وجہ سے ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا۔ تمہارا قافلہ اس وقت تنعیم کے مقام پر تھا جس کے آگے آگے سیاہی مائل سفید رنگ کا اونٹ ہے اس پر دو غرارے ہیں۔ وہ طلوع آفتاب کے وقت یہاں پہنچے گا۔ یہ سننا تھا کہ قریش "ثنیہ" کے مقام پر بیٹھ کر قافلے کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک ان میں سے ایک شخص نے کہا سورج تو نکل آیا ہے۔ فوراً دوسرا بول پڑا وہ دیکھو قافلہ بھی آپہنچا ہے اس کے آگے آگے وہی اونٹ ہے جو محمد ﷺ نے بتایا ہے۔ لیکن (حق کی واضح نشانیاں دیکھ کر بھی) وہ ایمان نہ لائے کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔

نتائج

(۱) معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نصیب ہونا ضروری نہیں جس طرح کفار قریش کے نصیب میں ایمان نہ تھا۔

(۲) اسراء و معراج دونوں حق ہیں اور روح اور جسم دونوں کو ہوئے ہیں۔

(۳) (حسب روایت سابق) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس موقع پر بھی بازی لے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

Marfat.com

تین عظیم معجزے

سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے حد شمار سے باہر ہیں۔

کتاب کی ابتداء میں کچھ معجزات ہم ذکر کر آئے ہیں۔

انشاء اللہ کتاب کے آخر میں بھی ہم دسیوں معجزات ذکر کریں گے۔

مورخین حدیث نے یہ تین معجزات انفرادی اور خصوصی طور پر بیان کیے ہیں۔ تاریخی ترتیب بھی یہاں ہی ان معجزات کے ذکر کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ معجزات صدق رسالت وعظمت نبوت پر بہترین شہادت پیش کرتے ہیں لہذا ہم انہیں معراج کے بیان کے بعد ذکر کر رہے ہیں۔

شق القمر

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے۔

اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کی نشانی طلب کی (جس کے نتیجے میں) چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور حراء ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان آ گیا۔

قرآن کریم نے سورۃ القمر کی ابتداء میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ترجمہ:۔ قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند شق ہو گیا ہے۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا (رسول خدا کو) اور پیروی کرتے رہے اپنی خواہشات کی اور ہر کام کے لئے ایک انجام ہے۔ (ترجمہ جمال القرآن)

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے مدائن میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: حمد وثناء الہی کے بعد اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ قیامت قریب آ گئی اور چاند ٹوٹ گیا۔

(لوگو!) خبردار دنیا سے رخصت کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ آج کا دن میدان میں اور کل دوڑ شروع ہو جائے گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب لوگوں نے ادھر دیکھا تو کہنے لگے "اشھدوا" دیکھو دیکھو کفار نے کہا یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ ہم مکہ سے باہر کے مسافروں سے پوچھیں گے انہوں نے باہر سے آنے والوں سے پوچھا تو ان لوگوں نے بھی بتایا فلاں رات ہم نے چاند دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔

Marfat.com

اہل مکہ کے لئے قحط کا سوال

جب اہل مکہ نے حد درجہ سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعوت حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تکبر، عناد اور فساد ان کا شیوہ بن گیا۔ تو سرکار ﷺ نے اپنے مولا کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اللهم اعنی علیهم بسبع کسبع یوسف۔

"میرے اللہ! قوم یوسف کی طرح سات سال قحط نازل فرما کر اہل مکہ کے مقابلے میں میری امداد فرما"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا قبول فرمالی۔ اہل مکہ پر خشک سالی مسلط کر دی۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ وہ لوگ مردار، ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ابوسفیان چند آدمیوں کے ہمراہ حاضر ہوا اور عرض کیا: اے محمد ﷺ! آپ کا خیال ہے کہ آپ ﷺ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کی قوم قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا فرمائیے۔ حضور ﷺ نے بارش کی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے باران رحمت نازل فرمادی۔ اہل مکہ اس قدر بھوکے ہو چکے تھے کہ بھوک کی وجہ سے انہیں زمین و آسمان کی درمیانی فضا دھوئیں کی طرح نظر آتی تھی۔

ترجمہ:۔ پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب ظاہر ہوگا آسمان پر صاف نظر آنے والا دھواں جو چھا جائے گا لوگوں پر یہ دردناک عذاب ہوگا۔ (جمال القرآن، الدخان:10۔11)

رحمۃ للعالمین نبی کی دعا کے صدقے انہیں بارش تو مل گئی لیکن ان کے تکبر اور عناد میں کوئی کمی نہ آئی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۞ (الدخان:15)

ہم دور کرنے والے ہیں عذاب کو قلیل عرصہ کے لئے تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

ان کی اس سرکشی کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن لے لیا۔ فرمایا:

جس روز ہم انہیں پوری شدت سے پکڑیں گے (اس روز) ہم (ان سے) بدلہ لے لیں گے۔ (الفرقان)

جنگ بدر میں کفر کے سارے سرغنے مارے گئے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے نصیب میں نعمت ایمان لکھی تھی۔ مثلاً ابوسفیان (یا اس طرح کے دوسرے لوگ)

روم و ایران کی جنگ اور مسلمان

اہل روم اور اہل ایران کے درمیان جنگ چھڑ گئی یہ دونوں عظیم طاقتیں تھیں۔ رومی اہل کتاب تھے لہٰذا مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں۔ جبکہ ایرانی مشرک تھے۔ لہٰذا مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں۔

قرآن کریم نے سورۃ الروم میں یوں خبر دی ہے۔

Marfat.com

الف۔لام۔میم ہرا دیئے گئے رومی پاس کی زمین میں اور وہ ہار جانے کے بعد ضرور غالب آئیں گے چند برس کے اندر۔اللہ ہی کا حکم ہے پہلے بھی اور بعد بھی۔اور اس روز خوش ہوں گے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی غالب ہے ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

بضع کا لفظ تین سے سات تک استعمال ہوتا ہے۔

مشرکین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ کو اہل روم کی فتح کا یقین ہے تو ہمارے ساتھ شرط لگالیں اور کوئی چیز رہن رکھ لیتے ہیں۔

ابی بن خلف نے یہ کہا تھا چنانچہ پانچ اونٹنیاں رہن رکھی گئیں۔مذکورہ مدت کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اہل روم کو فتح عطا فرمادی۔مسلمانوں کو جب یہ خوشخبری ملی وہ جنگ بدر میں فتح کا دن تھا۔ان کو دوسری خوشی نصیب ہوئی۔یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی صداقت کی منہ بولتی دلیلیں مہیا فرمادیں۔

نتائج

(۱) شق القمر حضور ﷺ کے معجزات میں سے عظیم معجزہ ہے۔

یہ کتاب وسنت اور اخبار صادقہ سے ثابت ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی دعا رد نہیں فرماتا۔

(۳) یہ نشانیاں دیکھ کر بھی حرماں نصیب ایمان نہ لاسکے۔

(۴) اسلام ہی دین حق ہے کیونکہ اسلام نے جس چیز کے بارے میں جو اطلاع دی وہ بالکل پوری ہوئی۔

(۵) مشرکین کی نسبت اہل کتاب پھر بھی مسلمانوں کے قریب ہیں۔

بیرون مکہ تبلیغ اسلام

رسول عرب وعجم ﷺ نے محسوس فرمالیا کہ نعمت اسلام کی قدر اہل طائف کے نصیب میں نہیں۔ حضور ﷺ وہاں سے مطعم بن عدی کی پناہ لے کر مکہ میں داخل ہوئے۔ابو جہل نے طنزاً کہا اے بنو عبد مناف! یہ تمہارا نبی ہے؟ جس کے جواب میں عتبہ بن ربیعہ نے کہا اگر ہم میں سے کوئی نبی یا بادشاہ ہو تو کوئی قابل تعجب بات نہیں۔یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: اے عتبہ تو نے محض ذاتی عزت نفس کے لئے ایسا کہا ہے۔اللہ کی رضا کیلئے نہیں۔اور اے ابو جہل اللہ کی قسم! بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جس میں تیری ہنسی کم اور رونا زیادہ ہو جائے گا۔ اور اے گروہ قریش! تمہیں بھی بہت جلد وہاں داخل ہونا پڑے گا جہاں داخل ہونا تمہیں پسند نہیں۔

معاملہ بالکل اسی طرح ہوا یہ (خبر) بھی حضور ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

یہ وہ وقت تھا کہ مکہ میں حضور ﷺ کے مددگار کم اور مخالف زیادہ تھے۔مکہ میں کمزور مسلمان زیادہ تعداد میں

Marfat.com

تھے۔ ان حالات میں سرکار ﷺ نے مکہ سے باہر نکل کر تبلیغ اسلام کے لئے سوچا۔ اس مقصد کے لئے سرکار ﷺ نے خود کو دیگر قبائل پر پیش کیا تا کہ وہ اس سچی دعوت کے مددگار بن جائیں۔

اللہ کے رسول ﷺ حج کے موقع پر تجارتی منڈیوں میں اور سالانہ تہواروں میں قبائل کے پاس تشریف لے جاتے۔ حضور ﷺ نے بنو کندہ پر خود کو پیش کیا۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کیا، بنو کلب کی شاخ بنو عبداللہ نے بھی اس شرف عظیم کو قبول نہ کیا۔ سب سے زیادہ برا جواب مسیلمہ کذاب کے قبیلہ بنو حنیفہ کا تھا۔

بنی عامر کو بھی سرکار ﷺ نے اس سعادت کی دعوت دی انہوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے تو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی نیابت ہمیں ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے رب کی مرضی ہے جسے چاہے عطا کرے۔ انہوں نے کہا پھر ایسی دعوت کی ہمیں ضرورت نہیں کہ گردنیں ہم کٹائیں اور حکومت کسی اور کو ملے۔

جب بنو عامر واپس آگئے انہوں نے یہ بات اپنے ایک پرانے بوڑھے کو بتائی اس نے اپنا ہاتھ سر پر مارا اور (بڑی حسرت سے) کہا اے بنی عامر! اس نقصان کی تلافی کیسے ممکن ہو؟

اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کسی نے آج تک جھوٹی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اے بنی عامر! اس وقت تمہاری عقل کہاں گئی ہوئی تھی؟

حضور ﷺ جہاں بھی تشریف لے جاتے ابولہب بد بخت آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے رہتا۔ جب آپ ﷺ اپنی گفتگو ختم فرماتے۔ ابولہب کہتا اے بنی فلاں! یہ شخص (محمد پاک ﷺ) چاہتا ہے کہ تم لات وعزیٰ کی عبودیت کا پٹہ اپنی گردنوں سے اتار کر بدعت اور گمراہی میں پھنس جاؤ اس کی بات نہ ماننا۔

نتائج

(۱) کسی کو پناہ دینا یہ عربوں کی بہترین روایت ہے۔ آج کل کی سیاسی پناہ بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔

(۲) ابوجہل اور قریش کو جو کچھ سرکار ﷺ نے فرمایا پورا ہوا یہ آپ ﷺ کی نبوت کی واضح علامت ہے۔

(۳) بنو عامر کے بوڑھے نے فطری عربی فراست سے جان لیا کہ حضور ﷺ سچے نبی ہیں۔

(۴) (کینہ پرور) ابولہب مکہ سے باہر بھی دعوت اسلام کی راہ میں روڑے اٹکا تا رہا ہے۔

(۵) دعوت حق کو ابولہب بدعت اور گمراہی کہتا تھا اسی طرح آج کل بھی کچھ کتاب وسنت سے حاصل شدہ عقائد کو بدعت اور گمراہی کہتے ہیں۔

اشاعت اسلام کی تازہ لہر

ہر صاحب حیثیت وصاحب رائے فرد پر سرکار ﷺ اسلام پیش فرماتے رہے۔ سوید بن صامت بھی انہی

Marfat.com

لوگوں میں سے تھا۔ اس کا لقب ''کامل'' تھا کیونکہ یہ بھرپور اور توانا شخصیت کا مالک تھا۔ سوید مدینہ کا رہنے والا تھا۔ حج کے ارادہ سے مکہ آیا۔ رحمت عالم ﷺ سے ملاقات ہوگئی۔ حضور ﷺ نے قرآن کریم پڑھ کر سنایا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے کہا یہ تو خوبصورت کلام ہے۔ سوید کا تعلق اوس سے تھا۔ کچھ عرصہ بعد اوس وخزرج کے درمیان جنگ بعاث چھڑ گئی۔ سوید اس جنگ میں قتل ہو گئے۔ آپ کی قوم کہتی ہے آپ مسلمان تھے۔

ابوالحسیر انیس بن رافع مکہ آیا اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے کچھ نوجوان بھی تھے۔ ان میں ایک نوجوان تھا ایاس بن معاذ۔ یہ لوگ آئے تو تھے کہ بنوخزرج کے مقابلے میں قریش سے مدد طلب کریں۔

حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم جس کام کے لئے آئے ہو کون ہے جس کو اس سے بھی بہتر کی طلب ہو؟ سرکار ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ ان میں نوعمر تھا۔ اس نے کہا بخدا واقعی یہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے ہم آئے ہیں۔

ابوالحسیر نے کچھ ریت اٹھا کر اس کے منہ پر پھینکی اور کہا رہنے دو ہم کسی اور مقصد کے لئے آئے ہیں۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایاس کی وفات ہوگئی۔ ان کی قوم نے سنا کہ وہ تکبیر و تہلیل کہہ رہے تھے۔

اہل یثرب کا ایک گروہ مکہ آیا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں دین حق کی دعوت دی اور فرمایا: میں وہی ہوں جس کے بارے میں یہود تمہیں کہتے تھے کہ عنقریب ایک ذی شان رسول تشریف لانے والا ہے ہم اس کے ساتھ مل کر تمہیں اس طرح قتل کر دیں گے جس طرح عاد و ثمود کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا۔ انہوں نے ایک دوسرے کو کہا بخدا! یہ وہی نبی ہیں۔ انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اور کہا ہماری قوم بے اتفاقی کا شکار ہے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وجہ سے ہمیں متحد کر دیا تو آپ ﷺ سے بڑھ کر ہمارے نزدیک کوئی معزز نہیں ہوگا۔ وہ کل سات آدمی تھے۔

سات افراد کا یہ گروہ واپس اپنے شہر (یثرب) آیا اور اپنے گھر والوں کو یہ نئی خبر سنائی انہیں اسلام کی دعوت دی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کثرت سے ہونے لگا۔ اگلے سال حج کے موقع پر انصار کے بارہ افراد نے عقبہ کے مقام پر ''بیعت نساء'' کی (بیعت نساء سے مراد ہے جہاد کے علاوہ باقی تمام امور خیر پر عمل اور امور شر سے اجتناب کی بیعت چونکہ جہاد عورتوں پر لازم نہیں اس لئے اس بیعت کو بیعت نساء کہا)۔

اس بیعت کو بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ خزرج میں سے اسعد بن زرارہ، عوف اور معاذ پسران حارث، رافع بن مالک بن عجلان اور عبادہ بن صامت وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

اوس میں سے ابوالہیثم بن التیہان اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہم یہ لوگ بیعت کے بعد واپس لوٹ آئے۔ حضور ﷺ نے ان کے ہمراہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو (بطور مبلغ) بھیجا اور فرمایا آپ انہیں قرآن

Marfat.com

کریم اور دیگر تعلیمات اسلامی کا درس دیا کریں۔

حضرت مصعب حضرت اسعد بن زرارہ کے ہاں ٹھہرے۔ دار بنی ظفر میں اہل اسلام اکٹھے ہو جاتے اور حضرت مصعب ان کو پڑھایا کرتے تھے۔ بنی عبد الاشہل کے دونوں سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ابھی تک مشرک تھے۔ انہوں نے بھی حضرت مصعب کی سرگرمیوں کے بارے میں سنا تو ایک نے دوسرے سے کہا آؤ ان دونوں کی خبر لیتے ہیں۔ اسعد بن زرارہ اگر میرا خالہ زاد بھائی نہ ہوتا تو میں تنہا ہی کافی تھا۔ یہ کہہ کر اسید نے اپنا نیزہ لیا اور دار بنی ظفر کے مہمان و میزبان دونوں کو کہا یہ تم نے کیا شروع کر رکھا ہے۔ ہمارے کمزور لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہو فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ہمارے پاس بیٹھ کر سن لو اگر پسند آجائے تو قبول کر لینا ورنہ تمہاری مرضی۔ اسید نے کہا تم نے بہت اچھی بات کی ہے۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اسلام کی تعلیمات اسید کو بتائیں۔ اسید نے کہا یہ کتنا حسین اور عظیم (دین) ہے۔ مجھے بتاؤ اس دین میں داخل ہونے کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے؟

حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہما نے فرمایا: غسل کرو، پاک کپڑے پہنو، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر دو رکعت نفل ادا کرو۔ اسید نے اسی طرح کیا اور مسلمان ہو گئے۔ پھر کہا میرے پیچھے ایک اور شخص ہے اگر وہ مسلمان ہو گیا تو پھر اس کی ساری قوم مسلمان ہو جائے گی۔ اس کا نام سعد بن معاذ ہے۔

حضرت اسید رضی اللہ عنہ سعد اور ان کے قبیلے کے پاس گئے۔ سعد نے کہا اللہ کی قسم! یہ پہلا اسید نہیں رہا۔ اسید سے پوچھا کیا کر آئے ہو؟ اسید نے کہا میں ان کے پاس گیا ہوں ان سے بات کی ہے مجھے تو ان میں کوئی خرابی نہیں نظر آئی۔

سعد بن معاذ بھی مبلغ اسلام حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ ابن معاذ نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ فوراً دار بنی عبد الاشہل میں آئے اپنی قوم سے فرمایا میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ قوم نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں ہم سے افضل ہیں۔ آپ نے فرمایا جب تک تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لاؤ گے تمہارے ساتھ بات کرنا مجھ پر حرام ہے۔

یہ بات سننے کی دیر تھی کہ شام تک بنی عبد الاشہل کے سارے مرد و زن نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت مصعب بن عمیر حضرت اسعد بن زرارہ کے گھر رہ کر لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے۔ انصار کے ہر گھر میں اسلام پہنچ گیا۔ بنی امیہ بن زید، وائل اور واقف ابوقیس بن اسلت کی بات مان کر سابقہ عقائد پر اڑے رہے۔

ان لوگوں نے غزوۂ خندق کے بعد رحمت عالم ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا اور اچھے مسلمان

Marfat.com

بت ہوئے۔

یسری تدبیر

یثرب کے ہر گھر میں نور اسلام جگمگانے لگا۔ سارے انصار نے باہمی مشورہ کر کے طے کیا کہ اس سال حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ سے ملاقات کریں گے اور حضور ﷺ کو اپنے ہاں ہجرت کے لئے عرض کریں گے۔ چنانچہ عقبہ کے مقام پر ایام تشریق کی ایک روشن رات میں ستر نیاز مندوں کا گروہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ سے ملا۔ اس گروہ میں دو خواتین بھی تھیں۔ حضرت نسیبہ بنت کعب ام عمارہ۔ ام عمرو بن عدی حضرت اسماء رضی اللہ عنہما۔

حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے چچا عباس تھے انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

سب سے پہلے آپ ﷺ کے چچا عباس نے گفتگو کی اور کہا اے گروہ خزرج! تم جانتے ہو محمد ﷺ ہمارے ہاں محفوظ و محترم ہیں۔ اگر تم ان کا دفاع کر سکتے ہو تو انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اگر کل ان کو (دشمن کے) حوالے کرنا ہے تو بہتر ہے آج ہی دست بردار ہو جاؤ۔ کیونکہ اب یہ ہمارے دفاع میں ہیں۔

انصار نے کہا جو کچھ آپ نے کہا ہم نے سن لیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اب آپ بات فرمائیں۔ اپنے لئے اور اپنے رب کے لئے ہم سے جو کچھ لینا چاہیں ہم حاضر ہیں۔ حضور ﷺ نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ اسلام کی ترغیب دلائی اور فرمایا جس طرح تم اپنی خواتین اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو (اتنے ہی خلوص و اہتمام سے) میری بھی حفاظت کرنی ہے۔ حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کا دست اقدس تھام لیا اور عرض کیا جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے اس ذات کی قسم! ہم آپ کی حفاظت اسی طرح کریں گے (جس طرح آپ نے فرمایا ہے)

یا رسول اللہ ﷺ ہماری بیعت لیجئے اللہ کی قسم! ہم جنگوں اور ہتھیاروں کی اولاد ہیں۔ یہ فن ہمیں اپنے بزرگوں سے ورثے میں ملا ہے۔

براء کی بات کے درمیان حضرت ابو الہیثم بول اٹھے۔

یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ان (یہودی) لوگوں کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات ہیں جو آپ ﷺ کی وجہ سے ہم ختم کر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ فتح کے بعد آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کے پاس چلے جائیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ایسا نہیں بلکہ میری پناہ تمہاری پناہ اور میری حرمت تمہاری حرمت ہوگی۔ میں تم میں سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ جس سے تمہاری جنگ میری جنگ اور تمہاری صلح میری صلح ہوگی۔

عباس بن نضلہ انصاری رضی اللہ عنہ بول اٹھے۔

اے گروہ خزرج! جانتے ہو تم اس ہستی کے ساتھ کس بات کی بیعت کر رہے ہو؟

Marfat.com

تم اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ تم ہر سرخ وسیاہ کے ساتھ لڑو گے اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ مالی اور جانی مصیبت آنے پر تم انہیں دشمن کے حوالے کر دو گے تو ابھی پیچھے ہٹ جاؤ۔ بخدا تمہارے لئے یہ دنیا و آخرت کی ذلت ہوگی۔ اور اگر تمہارا یہ ارادہ ہے کہ تم ان کے لئے ہر قسم کی مالی و جانی مصیبت اور اپنے اشراف کی جانیں قربان کر دو گے تو آگے بڑھ کر ان کو لے لو۔ بخدا اس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ سب نے بیک زباں کہا: ہم مال کی ہلاکت اور اپنے سرداروں کی موت کے باوجود ان کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اس کے بدلے میں کیا ملے گا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: جنت۔ سب نے کہا اپنا دست مبارک بڑھایئے حضور ﷺ نے دست کرم بڑھادیا سب بیعت کی سعادت سے سرفراز ہو گئے۔

لیکن یہ بیعت، بیعت نساء نہیں تھی بلکہ ہر اسود و احمر کے ساتھ جنگ پر بیعت تھی۔

حضور ﷺ نے بارہ نقیب مقرر فرمائے۔ نو افراد خزرج میں سے اور تین افراد رافع بن مالک، براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو بن حرام، عبادہ بن صامت، سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بن خنیس رضی اللہ عنہم کا تعلق خزرج سے تھا۔

حضرات اسید بن حضیر، سعد بن خیثمہ اور رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہم کا تعلق اوس سے تھا۔ یہ بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔

شیطان نے عقبہ پر کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! محمد ﷺ اور ان کے پیروکاروں کے خلاف کچھ کر سکتے ہو تو کر لو یہ تمہارے ساتھ جنگ کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ عقبہ کا مکار شیطان (چلا رہا) ہے۔ اے دشمن خدا سن لے میں تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔ سرکار ﷺ نے اپنے غلاموں سے فرمایا: اپنے خیموں میں چلے جاؤ۔ عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے اگر آپ ﷺ حکم دیں تو ہم صبح ہی ''منیٰ'' میں موجود کافروں کو تہ تیغ کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

قریش نے جب اس بابرکت بیعت کے بارے میں سنا تو شرکاء بیعت کا پیچھا کیا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے سخت ایذاء رسانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قریش سے نجات دی تو یہ اپنے شہر آ گئے۔ قریش اس (بیعت) سے مزید بپھر گئے۔ مسلمانوں پر ظلم وستم کی رفتار تیز کر دی۔ سرکار ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔

سب سے پہلے مہاجر حضرت ابو سلمہ بن اسد ہیں۔ ان کے بعد عامر بن ربیعہ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت لیلیٰ کے ہمراہ ہجرت کی۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش نے پھر مہاجرین کا تانا بندھ گیا۔ حضرت عمر اور حضرت

Marfat.com

عیاش بن ربیعہ اور دیگر صحابہ کرام نے ہجرت کی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

نتائج

(۱) حضرت سوید بن صامت رضی اللہ عنہ جن کا لقب ''الکامل'' ہے۔ صاحب شرف انسان تھے۔ پہلی ملاقات میں اسلام قبول کرلیا اور سرکار ﷺ کا ذکر خیر مدینہ شریف پہنچایا۔

(۲) حضرت ایاس رضی اللہ عنہ جوانی کی عمر میں مسلمان ہوئے اور جان گئے نعمت ایمان گراں بہا سرمایہ ہے۔

(۳) عقبہ پر ملنے والا گروہ بھی خوش نصیب ہے اور اشاعت اسلام میں ان کا کردار نمایاں ہے۔

(۴) حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے دیار یثرب میں اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔

(۵) طریق دعوت حق میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔ جنہوں نے مصائب برداشت کر کے مدینہ میں اپنے آقا ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ میدان احد میں جام شہادت نوش کیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

(۶) بیعت عقبہ ثانیہ بھی شرف عظیم ہے بارہ نقیب اپنے فضائل میں بے مثال ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

(۷) نصرت اسلام کا پرچم بلند ہوتا دیکھ کر شیطان کی چیخیں نکل گئیں۔ بد بخت نے مشرکین کو مومنین پر ٹوٹ پڑنے کا مشورہ دیا تھا۔ بیعت عقبہ کا راز اسی نے فاش کیا تھا۔

بیان ہجرت سے قبل پاکیزہ نکتے

حدیث بیعت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بارہ نقیبوں میں سے ہیں آپ کا بیان ہے۔

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت حرب کی تھی۔ سنیں گے اور اطاعت کریں گے، تنگی ہو یا خوشحالی، پسند ہو یا ناپسند، چاہے ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے۔ اور اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنے اولوالامر کے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ ہم جہاں بھی ہوں گے حق بات کریں گے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

حضرت عباس بن عبادہ عوفی رضی اللہ عنہ وہ واحد انصاری صحابی ہیں جنہیں مہاجر ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ صحابہ کرام یا مہاجر ہیں یا انصاری جبکہ عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس مکہ گئے وہاں رہے اور پھر ہجرت کر کے واپس مدینہ آئے۔ اس لئے آپ کو مہاجر انصاری کہا جاتا ہے۔ غزوہ احد میں اپنے آقا ﷺ کے نام پر قربان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

بیعت عقبہ ثانیہ کی تکمیل اپنے ساتھ نصرت وتائید کی نوید لے کر آئی تھی حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے (انصار کو) ساتھی بنا دیا ہے۔ اور ایک پرسکون وطن (مدینہ پاک) عطا فرما دیا ہے۔ وہ لوگ گروہ

Marfat.com

در گروہ ہجرت کرتے رہے سرکار ﷺ خود اذن ربانی کا انتظار کرتے رہے۔

سب سے پہلے مہاجر حضرت عبداللہ ابو سلمہ بن اسد بن ہلال مخزومی رضی اللہ عنہ ہیں ان کی داستان ہجرت بڑی دلچسپ ہے۔ آیئے سنتے ہیں:۔

جب حضرت ابو سلمہ حبشہ سے واپس مکہ آئے قریش نے آپ کو اتنا تنگ کیا کہ آپ نے مدینہ ہجرت کا پختہ عزم کرلیا۔ آپ نے اپنے بچے اور بیوی کو سواری پر سوار کیا اور چل پڑے۔

راستے میں آپ کے قبیلے بنو مغیرہ کے لوگ آگئے انہوں نے کہا تم اپنی ذات کی حد تک تو ہماری پہنچ سے باہر ہو لیکن ہم کب تک تمہیں چھوڑے رکھیں کہ اپنی بیوی کو شہر در شہر پھراتے پھرو؟ انہوں نے اونٹ کی مہار ان کے ہاتھ سے لے لی۔ اسی اونٹ پر ان کی بیوی اور بچہ تھا۔ ابو سلمہ کے خاندان والوں نے کہا ہم بچے کو اس کی ماں کے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ ایک طرف سے یہ کھینچنے لگے دوسری طرف سے ام سلمہ کے میکے والے بنو مغیرہ۔ اسی کشمکش میں بچے کا بازو نکل گیا۔ بنو اسد بچے کو اور بنو مغیرہ بچے کی ماں کو لے کر چلے گئے۔

اس طرح سہ طرفہ جدائی طاری ہوگئی۔ بچہ اپنے ماں باپ سے عورت اپنے شوہر اور بچے سے اور مرد اپنی بیوی اور بچے سے جدا ہوگیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں صبح کے وقت مقام ابطح کی طرف نکل جاتی۔ صبح سے شام تک روتی رہتی۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک دن بنو مغیرہ کے قبیلے کا ایک فرد میرے پاس سے گزرا۔ اس نے مجھے دیکھا تو اس کا دل بھر آیا (کیونکہ وہ میرا چچا زاد تھا) اس نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا اس مسکینہ پر رحم کرو اور اس کے شوہر اور بچے ملا دو۔ انہوں نے کہا اگر تم جانا چاہو تو چلی جاؤ۔ اسی طرح بنو اسد نے میرا بیٹا مجھے واپس کر دیا۔ میں نے اپنے اونٹ پر پالان کسا بچے کو گود میں لیا اور سوئے مدینہ چل پڑی۔

اللہ کی مخلوق میں سے میرے ساتھ اور کوئی نہیں تھا۔ راستے میں عثمان بن طلحہ جا رہا تھا تنعیم کے مقام پر وہ ہمیں ملا۔

اس نے کہا اے بنت ابی امیہ! کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا مدینہ میں اپنے شوہر کی طرف جا رہی ہوں۔ اس نے کہا تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟ میں نے کہا یہ بچہ ہے اور اللہ کا آسرا۔ اس نے کہا بخدا آپ کو تنہا نہیں چھوڑا جائے گا۔ اس نے میرے اونٹ کی لگام پکڑ لی۔ میں نے اس سے بڑھ کر کسی (اجنبی) کو صاحب کردار نہیں دیکھا۔ جب بھی پڑاؤ کا وقت آتا وہ اونٹ بٹھا دیتا۔ پھر دور پیچھے ہٹ جاتا۔ جب میں اتر جاتی تو وہ اونٹ کو درخت کے ساتھ باندھ دیتا۔ پھر خود کسی دوسرے درخت کے نیچے آرام کرتا۔ جب چلنے کا وقت آتا مجھے اونٹ پر بیٹھنے کو کہتا جب میں اچھی طرح سنبھل کر بیٹھ جاتی تو اونٹ کی مہار پکڑ لیتا۔ جب ہم مدینہ کے قریب بنی عمرو بن عوف کے محلہ

Marfat.com

میں قباء پہنچے اس نے کہا اس قریہ میں تمہارا شوہر ہوگا۔ اللہ کا نام لو اور اس محلہ میں چلی جاؤ۔ یہ کہہ کر عثمان بن طلحہ واپس مکہ چلا گیا۔ ابھی تک عثمان نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

بخدا میں نہیں جانتی کہ اسلام کی خاطر کسی اور گھرانے نے اتنی تکلیفیں اٹھائی ہوں جتنی ہم نے اٹھائی ہیں۔ اور عثمان بن طلحہ سے بڑھ کر کوئی اور صاحب کردار ہو گزرا ہو۔

برادران اسلام! ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قصہ غور سے دہراتے ہیں۔ شاید (اس داستان درد کو سن کر) ہمارے آنسو نکل آئیں۔ جو ہمارے گناہوں کو دھو دیں اور دل کی سختی کو نرمی میں بدل دیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام ابوسلمہ ہے۔ انہیں حبشہ اور مدینہ پاک کی طرف دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ ان تینوں افراد میں سے ہر ایک کو تین تین صدمے سہنے پڑے۔ کیونکہ تینوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ ابوسلمہ گویا اپنا نصف پیچھے چھوڑ کر قباء پہنچے تھے۔ حضرت ام سلمہ نگاہ اضطراب سے دیکھتی ہیں لیکن اپنا مونس و غمخوار کہیں نظر نہیں آتا۔ سارا دن کنکریوں پر بیٹھ کر تنہا روتی رہتی ہیں۔ کئی ماہ اسی طرح گزر جاتے ہیں۔ پھر جب ہجرت کی اجازت ملتی ہے تو بچے کے سوا کوئی اور ساتھ نہیں۔ آپ نے سچ فرمایا تھا کہ شاید ہی کسی گھر نے اتنی مصیبتیں برداشت کی ہوں اور شاید ہی عثمان بن طلحہ سے زیادہ کوئی مکرم انسان ہو۔

عثمان بن طلحہ نے عظمت کردار میں واقعی ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ایک تنہا خاتون کے ساتھ کئی دن سفر کیا۔ اسے سوار کرنے اور اتارنے میں حسن عمل کا مظاہرہ کیا اور عفت و کرم کا پیکر بن کر ان کی عزت کی حفاظت کی۔

آہ! ایسے کریم النفس با کردار لوگ کہاں گئے؟ ایسے شاداب وجود نہ ہونے کی وجہ سے میدان حیات بنجر ہو چکے ہیں۔ جس معاشرے میں ایسے لوگ نہ ہوں اس معاشرے میں کوئی بھلائی نہیں۔

ہر مہاجر انصار میں سے کسی نہ کسی کے گھر میں مہمان بنا۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا ایثار ہو سکتا ہے؟ اور اس بھائی چارے سے زیادہ پرخلوص بھائی چارہ کہاں ہے؟ اس سے بڑھ کر احسن اسلام کہاں ہے؟ کہیں اس جیسا صبر ہو تو دکھاؤ؟ کسی اور ایمان پر اتنا پھل آیا ہو تو دکھاؤ؟ ان روایات کو ہم نے کیوں بھلا دیا ہے؟

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کی۔ آپ کو کفار قریش نے کہا: تم جب ہمارے پاس آئے تھے تو بالکل کنگال تھے۔ یہاں سے اتنا مال کمایا ہے اب چاہتے ہو کہ اس کو یہاں سے لے کر چلے جاؤ۔ ہم تمہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ آپ نے فرمایا: مال تم رکھ لو اور مجھے جانے دو۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے انہیں بتا دیا کہ فلاں جگہ میرا مال پڑا ہے۔ اسے اٹھا لینا۔ جب سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچے حضور ﷺ نے فوراً فرمایا: ربح البیع صھیب ربح البیع صھیب۔ صہیب نفع کا سودا کر کے آئے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان (عزیز) بھی اللہ کی خوشنودیاں

Marfat.com

حاصل کرنے کے لئے۔ اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر۔ (البقرہ:202)

حضور ﷺ نے بیعت عقبہ اولی والوں کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو تعلیم اسلام اور تعلیم قرآن اور تفہیم دین کے لئے بھیجا تھا۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جن کا لقب "المقری" قرآن پڑھانے والا ہے۔ احد میں حق جان نثاری نبھاتے ہوئے اپنے مالک کے حضور پہنچے۔ سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہم مزار ہیں۔ دونوں کی بارگاہ میں اکٹھی حاضری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور جنت عطا فرمائے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بینائی چلی گئی تھی۔ جب جمعہ کی اذان ہوتی ان کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن انہیں مسجد نبوی ﷺ (اللہ تعالیٰ اسے قیامت تک آباد رکھے) لے جاتے۔ جب وہ اذان (جمعہ) سنتے تو حضرت اسعد بن زرارہ کو دعا دیتے۔ میں نے پوچھا اباجان اس دعا کا سبب کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اسعد بن زرارہ وہ ہستی ہے جس نے حرہ بنی بیاضہ میں بقیع الخضمات کے مقام پر سب سے پہلے جمعہ شروع کیا تھا۔ اس وقت ہماری تعداد چالیس تھی۔

بیعت عقبہ والے جب واپس مدینہ آئے اسلام کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا۔ معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن جبل (باہم دوست) تھے۔ عمرو بن جموح کا شمار اعلیٰ طبقہ میں ہوتا تھا۔ عمرو نے اپنے گھر میں لکڑی کا بت رکھا ہوا تھا۔ اس کی عبادت کرتا۔ دونوں معاذ اندھیری رات میں آتے بت کو اٹھاتے اور اوندھے منہ اس کو کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیتے۔ صبح کے وقت عمرو اس کو تلاش کرتا کرتا اس ڈھیر پر پہنچتا بت کو منہ کے بل گرا ہوا دیکھتا پھر اٹھا کر دھوتا خوشبو لگاتا اور پھر اپنے گھر نصب کر دیتا۔ اگلی رات مسلمان نوجوان اس کے ساتھ پھر وہی سلوک کرتے۔ عمرو اس کے پاس جاتا اور کہتا اگر مجھے علم ہو کہ کس نے تیرے ساتھ اس طرح کیا ہے تو میں اس کو مار ڈالوں۔ لیکن مجھے تو علم نہیں یہ تلوار ہے اگر تیرے اندر ہمت ہے تو اس تلوار کے ساتھ اس کا کام تمام کر دینا۔ اگلی رات نوجوان پھر آئے ایک مردہ کتے کو بت کے ساتھ باندھ کر گندگی کے ڈھیر پر اوندھا گرا دیا۔ عمرو تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچا تو پہچان گیا کہ یہ بت خدا بننے کے قابل نہیں۔

اس کی قوم کے لوگوں نے کہا اسلام قبول کر لو یہ بت کسی کام کا نہیں۔ اللہ نے اس کی نگاہوں سے پردے اٹھا دیئے۔ عمرو نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنے عمل کو شعر میں یوں بیان کیا۔

اگر تو خدا ہوتا تو بخدا کبھی بھی مردہ کتے کے ساتھ روڑی پر نہ پڑا ہوتا۔ احسان کرنے والے رزق عطا کرنے والے، مہربان کا شکر ہے۔ جس نے مجھے اندھیری قبر میں جانے سے پہلے ہدایت عطا فرما کر کفر سے نکال لیا۔

Marfat.com

حبیب دو عالم ﷺ کا سفر ہجرت

مہاجرین، مکہ سے ٹولیوں کی صورت میں مدینہ پہنچنے لگے۔ اب صرف وہی لوگ رہ گئے تھے جنہیں کفار نے بند کر رکھا تھا۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہجرت کے منتظر تھے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سرکار ﷺ نے ضرورت کے لئے مکہ روک رکھا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کئی بار اجازت مانگی لیکن سرکار ﷺ ہر بار فرماتے: لا تعجل لعل اللہ یجعل لک صاحبا۔ جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی ساتھی عطا فرما دے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امید تھی کہ شاید وہ ساتھی خود رسول کریم ﷺ ہی ہوں۔ قریش کو یہ خطرہ بھی تھا کہ حضور ﷺ کے جان نثار پہلے ہی مدینہ طیبہ پہنچ چکے ہیں۔ جب یہ بھی چلے جائیں گے تو ہمارے لئے خطرہ اور بھی بڑھ جائے گا۔ کیونکہ انصار مدینہ مضبوط دفاع اور بھرپور قوت کے مالک ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اکٹھے ہو کر ہم پر حملہ بول دیں۔ لہٰذا انہوں نے فیصلہ کن قدم اٹھانے کے لئے اپنے اصحاب رائے کو دار الندوہ میں اکٹھا کیا۔ جب وہ دار الندوہ پہنچے تو دروازے پر ایک شیخ کو دیکھا۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں نجد کا شیخ ہوں۔ جب میں نے سنا کہ تم محمد ﷺ کے بارے میں مشورہ کرنے لگے ہو میں بھی آ گیا ہوں تاکہ تمہاری آراء سنوں اور شاید کوئی بہتر رائے تمہیں پیش کر سکوں۔ اس اجلاس میں ابوجہل، ابوسفیان، نضر بن حارث اور دیگر اکابرین قریش شامل تھے۔ اس نئی آزمائش سے نکلنے کے لئے بحث چلنے لگی۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا تم اس شخص کو اچھی طرح جانتے ہو بخدا انہیں جب بھی موقع ملا وہ ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔ اس آزمائش کا کوئی حل تلاش کرو۔ ان میں سے ایک دانشور بولا: انہیں (مراد ہے محمد کریم ﷺ) لوہے کے کمرے میں بند کر کے تالا لگا دو۔ پھر ان کے انجام کا انتظار کرو۔ گذشتہ شعراء کی طرح چند دن قید رہنے کے بعد ان کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے گا۔ قرآن کریم نے اس کی طرف یوں اشارہ کیا:

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ (الطور)

"کیا یہ (نابکار) کہتے ہیں کہ آپ شاعر ہیں (اور) ہم انتظار کر رہے ہیں ان کے متعلق گردش زمانہ کا"۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ (الانفال: 30)

"اور یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے۔ آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا۔ تاکہ آپ کو قید کر دیں"۔

Marfat.com

ابلیس لعنتی جو اپنا اعتبار قائم کرنے کے لئے شیخ نجدی کی شکل میں آیا تھا جس نے بیعت عقبہ کے وقت بھی شور مچایا تھا۔ فوراً بول اٹھا اللہ کی قسم! یہ کوئی رائے نہیں۔ اگر تم انہیں قید کر دو گے تو ان کے جان نثار انہیں وہاں سے نکال لیں گے اور پھر تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ کوئی اور سوچ سوچو۔ ایک اور آدمی بولا ہم انہیں اپنے شہر سے نکال دیتے ہیں۔ جب وہ ہمارے شہر میں نہیں رہیں گے ہمیں پرواہ نہیں کہ وہ کہاں جاتے ہیں؟ شیخ نجدی (ملعون) نے پھر کہا یہ بھی کوئی رائے ہے؟ تم ان کی شیریں گفتار سے واقف ہو۔ ان کی آواز میں جو مٹھاس ہے اس کو بھی جانتے ہو۔ ان کا کلام عقل وشعور کو موہ لیتا ہے۔ (وہ کسی دوسری جگہ جا کر اپنا حلقہ احباب پیدا کر لیں گے۔ جو تمہارے لئے پھر خطرہ بن جائیں گے) کوئی اور بولے، ابوجہل نے کہا: میری رائے اس کے علاوہ ہے اور وہ بڑی وقعت والی ہے۔ وہ بولے ابوالحکم بولو تو سہی۔ ابوجہل نے کہا ہم ہر قبیلے سے ایک ایک نوجوان کو منتخب کر لیں جو اچھے خاندان والا ہو اور شریف ہو۔ پھر ہر نوجوان کو تیز دھار تلوار دے دیں۔ وہ سارے مل کر آن واحد میں رب کے حبیب ﷺ پر حملہ کر کے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیں۔ اس طرح ان کا خون مختلف قبائل کے ذمہ ہو جائے گا۔ بنو عبد مناف کے لئے اتنے قبائل سے جنگ کرنا ممکن نہ ہوگا۔ نتیجۃً وہ دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے۔ جتنی انہوں نے دیت مانگی ہم بخوشی دے دیں گے۔ شیطان شیخ نجد نے کہا واہ کیا بات ہے تمہاری! بس یہی رائے ہے۔ اسی پر عمل کرو۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو ان کی بے ہودہ تدابیر کے بارے میں بتا دیا۔ سرکار ﷺ نے اپنے عم زاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر اپنی چادر عطا کر کے فرمایا: سو جاؤ! آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔ خود مٹی کی مٹھی لی اور سورۃ یٰس پڑھتے ہوئے ان کے اوپر پھینک کر باہر تشریف لائے۔ انہیں پتہ تک نہ چلا۔ کچھ دیر کے بعد ان کے پاس کوئی گزرنے والا آیا۔ اس نے پوچھا یہاں کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: محمد ہاشمی ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے کہا تمہارا بیڑا غرق ہو وہ تو کب کے نکل کر جا چکے ہیں۔ اپنے سروں پر پڑی مٹی دیکھو۔ ہر ایک نے سر پر ہاتھ مارا تو مٹی نیچے گری۔ وہ دروازے کی دراڑوں سے دیکھتے تو کہتے اللہ کی قسم! محمد ﷺ تو ابھی اپنی چادر اوڑھ کر سوئے ہوئے ہیں۔ جب صبح ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ بستر سے جاگے تو انہوں نے کہا کہنے والے نے سچ کہا تھا آؤ گھر چلیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی ہجرت کے بارے میں فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ دن میں ایک مرتبہ ضرور ہمارے گھر تشریف لاتے تھے۔ یا صبح کے وقت یا شام کے وقت۔ جب آپ ﷺ کو اذن ہجرت ملا آپ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ عام حالات میں آپ اس وقت نہیں تشریف لاتے تھے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو آتے دیکھا تو فرمایا: ضرور کوئی اہم بات ہے۔ سرکار ﷺ اندر تشریف

Marfat.com

لائے اور چار پائی پر تشریف فرما ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: سب کو باہر نکال دو۔ صدیق اکبر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری ان دو بچیوں کے سوا یہاں اور کوئی نہیں۔ (فداک امی وابی)

سرکار ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی معیت کا شرف عطا فرمائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پہلے مجھے نہیں معلوم تھا کہ خوشی سے بھی آنسو نکل آتے ہیں۔ میں نے اپنے والد گرامی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو دیکھے۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے اسی مقصد کے لئے دو ڈاچیاں عبداللہ بن ابی اریقط کو دے رکھی ہیں تاکہ وہ ہمیں راستہ بتاتا جائے۔ عبداللہ بن ابی اریقط مشرک تھا۔ وہ ڈاچیوں کو اجرت لے کر چراتا رہا۔ یہاں تک کہ ہجرت کا وقت آ گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ امانتیں حوالے کیں کہ میرے بعد جن لوگوں کی ہیں انہیں پہنچا دینا۔ کیونکہ وہ لوگ اپنی قیمتی اشیاء حضور کے پاس رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو الصادق اور الامین کہتے تھے۔ حضور ﷺ اپنے یار جان نثار کے ہمراہ گھر سے نکلے دونوں غار ثور پہنچے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم روزانہ کی خبریں شام کے وقت ہمیں بتا جایا کرنا کہ لوگوں کے ہمارے بارے میں کیا ارادے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی تھی سارا دن بکریاں چرائیں اور شام کے وقت غار کے پاس لائیں تاکہ تازہ دودھ حاصل کیا جا سکے۔

جب حضرت عبداللہ یا حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کھانا لے کر آتے واپسی پر عامر بھی ان کے پیچھے ریوڑ لے کر آتے تاکہ ان کے قدموں کے نشان مٹ جائیں۔

حضور ﷺ اپنے دوست کے ہمراہ تین دن غار میں قیام پذیر رہے۔ مشرکین ان دونوں کو تین دن تک تلاش کرتے رہے۔ قدرت الٰہی کہ مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے۔ یہ بھی معجزات رسالت میں سے ایک معجزہ ہے۔ یوں مشرکین کی نگاہیں اندھی ہو گئیں۔ تین دن گزر گئے۔ مشرکین کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ اب ان کا ملنا مشکل ہے۔ تو انہوں نے عبداللہ بن ابی اریقط کو کہا سواریاں لے کر آؤ۔ (اور جانب مدینہ روانہ ہو گئے)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کھانا لے کر آنے لگیں دیکھا کہ اونٹ کے ساتھ کھانا باندھنے والی رسی نہیں ہے آپ نے اپنا کمر بند کھولا اس کے دو حصے کیئے ایک کو کمر میں باندھ لیا دوسرے کے ساتھ کھانا باندھ کر لٹکا لیا اس کی وجہ سے آپ کا لقب ذات النطاقین ہے۔

Marfat.com

مشرکین ان دونوں ہستیوں کی تلاش میں غار کے منہ پر پہنچ گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی جوتیوں کی آواز سنی تو پریشان ہو کر کہا اگر ان میں سے کسی نے اپنا ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں یوں فرمایا۔

ترجمہ: اگر تم نے نہیں مدد کی اس کی تو تحقیق مدد کی اللہ نے جب نکالا اسے کافروں نے دو کا دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ فرما رہا تھا اپنے ساتھی سے پریشان نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

نتائج

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سچی محبت نے دم ہجرت انہیں حبیب حق کی رفاقت کا سزاوار بنا دیا۔

(۲) حضور ﷺ کے قتل کا ظالمانہ منصوبہ قریش کی ذہنیت کا بھانڈا پھوڑ رہا ہے۔ شیطان ملعون بھی اس سازش میں شریک تھا۔

اس رائے کو اس نے پسند کیا کہ قصاص ممکن نہیں ہوگا۔ دیت جتنی بھی ہوگی ہم ادا کریں گے۔

(۳) مشرکین کے سروں پر مٹی ڈال کر اللہ کے حبیب ﷺ نکل گئے۔ اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

(۴) اسلام میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود کو سرکار ﷺ کے فدیے کے طور پر پیش کیا۔

(۵) حضور ﷺ نے عالم اسباب میں اسباب کو استعمال کیا۔

(i) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا۔ (ii) سفر کے لئے ڈاچی پر سوار ہوئے۔

(iii) مشرکین کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونے کے لئے غار ثور میں قیام فرمایا۔

(۶) مکڑی کا جالا، کبوتری کا گھونسلہ اور انڈے مشرکین کی نگاہوں کو اندھا کرنے اور رسول کریم ﷺ کو چھپانے کے لئے تھا۔

ان حیوانات کو بھی خدمت نبوت کا شعور تھا۔ جس طرح چھپکلی نار نمرود کو تیز جلانے کے لئے پھونک مارتی تھی۔ اس لئے چھپکلی مارنے میں اجر ہے۔ اور یہ کہ چھپکلی حیوانوں میں سے بدترین حیوان ہے۔

(۷) خانوادۂ صدیقی کے سارے مرد و زن (اور غلام) صدق دل سے خادمین نبوت تھے اور ذات النطاقین کا لقب بہت بڑا اعزاز ہے۔

راہ مدینہ

جب حالات پرسکون ہو گئے تو حضور ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جانب مدینہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں ابن اریقط نے دونوں ڈاچیاں پیش کیں۔ حضرت ابوبکر نے دونوں میں سے جو اچھی تھی وہ

Marfat.com

سرکار ﷺ کو پیش کی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: جو اونٹ میرا نہیں میں اس پر کیسے سواری کروں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میری طرف سے ہدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں میں وہ قیمت دوں گا۔ جتنی آپ نے ادا کی ہے۔ انہوں نے عرض کیا ٹھیک ہے یا رسول اللہ ﷺ۔

یہاں ذرا رک کر ہم مکہ چلتے ہیں جہاں دو تین اہم واقعات پیش آ چکے تھے۔

حضرت ابوبکر نے اپنے غلام حضرت عامر بن فہیرہ کو بھی اپنے پیچھے بٹھا لیا تاکہ راستے میں کوئی خدمت ہو تو بجا لایا کروں۔ اللہ کا نام لے کر یہ قافلہ جانب مدینہ گامزن ہوا۔ اللہ رب العزت کی چشم کرم ان کی نگہبانی کر رہی تھی۔

ذرا یہاں رک کر ہم واپس مکہ چلتے ہیں وہاں کچھ نئے واقعات ظاہر ہوئے تھے۔

☆ نبی اکرم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں قریش حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باہر آئیں۔ قریش نے پوچھا: تمہارا باپ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ ابوجہل لعین بڑا بے حیاء تھا۔ اس نے بچی کے منہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ اس کی بالی ٹوٹ کر زمین پر گر گئی۔

☆ تلاش بسیار کے بعد قریش نے اعلان کیا کہ جو شخص محمد ﷺ کو زندہ یا مقتول (نعوذ باللہ) لائے گا ہم اسے سو اونٹ انعام دیں گے۔

☆ حضور کریم ﷺ اپنے یار غار کے ہمراہ مکہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں تین دن تک ہمیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے ہیں۔

تین دن بعد ہم نے سنا کہ مکہ کے نشیبی علاقہ سے ایک جن کچھ شعر گنگنا رہا ہے لوگ اس کی آواز کے پیچھے چلنے لگے یہاں تک کہ وہ مکہ کے بالائی علاقہ سے باہر نکل گیا۔ جس سے ہم نے اندازہ لگا لیا کہ رسول کریم ﷺ اپنے رفیق عتیق کے ہمراہ مدینہ شریف چلے گئے ہیں۔ وہ اشعار درج ذیل ہیں۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ رفیقین حلا خیمتی ام معبد

هما نزلا بالبرثم تروحا مافلح من امسیٰ رفیق محمد ﷺ

لیهن بنی کعب مکان فتاتهم ومقعدها للمؤمنین بمرصد

اللہ تعالیٰ ان دو ساتھیوں کو بہترین جزاء عطا فرمائے جو ام معبد کے خیمے کے پاس تشریف لائے تھے۔ وہ دونوں نیکی ساتھ لے کر آئے تھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ پس جو بھی محمد ﷺ کا ساتھی بن گیا وہ کامیاب ہو گیا۔

بنو کعب کو مبارک باد کیونکہ مومنین ان کی خواتین کے محافظ بن گئے ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے والد گرامی گھر سے ساری نقدی چھ ہزار درہم بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

Marfat.com

میرے دادا ابو قحافہ نے کہا میرا خیال ہے کہ تمہارا باپ خود بھی چلا گیا ہے اور پیسے بھی ساتھ لے گیا ہے۔(اس نے تمہیں سختی میں مبتلا کر دیا ہے) میں نے کہا دادا جان اس طرح نہیں وہ مال گھر ہی چھوڑ گئے ہیں۔ یہ کہہ کر میں نے کنکریاں لیں جس تھیلی میں پیسے ہوتے تھے۔ کنکریاں اس میں رکھیں اور بوڑھے دادا جو کہ نابینا تھے انہیں کہا یہ ہے مال جو وہ چھوڑ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا پھر ٹھیک ہے اس سے گزارہ ہو سکتا ہے۔

اب ہم دوبارہ سفر ہجرت کی طرف آتے ہیں۔

اس بابرکت سفر میں اس قافلے کا گزر ام معبد کے خیمہ سے ہوا۔ انہوں نے ام معبد سے پوچھا تیرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا میرے گھر اس وقت کچھ بھی نہیں۔ اس کے خیمے کے ایک کونے میں ایک دبلی پتلی بکری بندھی تھی۔ جس کی لاغری کی وجہ سے چرواہا اسے ساتھ نہیں لے گیا تھا۔

حبیب مکرم ﷺ نے فرمایا: کیا یہ دودھ نہیں دیتی ہے؟ ام معبد نے کہا یہ دودھ دینے کے قابل نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ نکال لوں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ نکال سکتے ہیں تو بصد خوشی اجازت ہے۔ سرکار ﷺ نے بکری کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی کھیری پر دست مبارک پھیرا۔ بسم اللہ پڑھ کر دعا مانگی بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں۔ دودھ سے تھن بھر گئے۔ سرکار ﷺ نے برتن منگوا کر دودھ دوہنا شروع کیا۔ لگاتار دودھ آنا شروع ہو گیا۔ حضور ﷺ نے ام معبد کو دودھ پلایا۔ اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ یہ بھی سیر ہو گئے۔ آخر میں خود دودھ نوش فرمایا۔ کیونکہ حضور ﷺ کا اپنا فرمان ہے: ساقي القوم آخرهم۔ ساقی کو خود آخر میں پینا چاہئے۔ ام معبد سے اسلام کی بیعت لے کر سرکار ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جانب مدینہ روانہ ہو گئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے بھی عمدہ واقعہ بیان کر رہے ہیں جو کہ نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

سراقہ بن مالک بن جعشم کا بیان ہے:

قریش نے رسول کریم ﷺ کو تلاش کر کے لانے والے کے لئے سو اونٹ بطور انعام رکھے تھے۔ سراقہ کہتا ہے میں اپنی قوم کی محفل میں بیٹھا تھا۔ ایک آدمی باہر سے آیا اس نے کہا میں نے ابھی ابھی تین سوار جاتے دیکھے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان میں ایک محمد ﷺ اور دو ان کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتا ہے میں نے اس شخص کو چپ کرا دیا۔ پھر اپنا گھوڑا اور ہتھیار حاضر کرنے کا حکم دیا۔ مجھے امید تھی کہ میں ان تینوں کو واپس لا کر سو اونٹ حاصل کر لوں گا۔ میں قافلے کے پیچھے بھاگ نکلا تھوڑی دیر بعد میں نے اس قافلے کو جاتے دیکھ لیا۔ جونہی میں قریب پہنچا میرا گھوڑا ٹھوکر کھا کر زمین میں دھنس گیا۔ میں نیچے گر گیا۔ جب گھوڑا باہر نکلا میں نے دیکھا کہ غبار ہی غبار چھا گیا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا اہتمام فرمایا ہے۔

Marfat.com

میں نے بلند آواز سے کہا میں سراقہ بن مالک بن جعشم ہوں۔ ذرا ٹھہر جائیں میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں بخدا! میں تمہارے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر کو فرمایا: اس سے پوچھو کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میرے ترکش سے تیر لے لو۔ میرے اونٹ فلاں جگہ ہیں، یہ تیر دکھا کر تم وہاں سے اونٹ لے لینا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہمیں تمہارے اونٹوں کی ضرورت نہیں۔ سراقہ واپس مڑنے لگا۔ حبیب دو عالم ﷺ نے فرمایا: سراقہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تمہارے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے؟ سراقہ نے کہا کسریٰ بن ہرمز شاہ (ایران کے) سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ سراقہ واپس آ گئے۔ حضور ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے آنے والا جو بھی آدمی ملتا اس کو واپس لوٹا دیتے۔

یہ مبارک قافلہ سوموار کے دن ۱۲ ربیع الاول کو قباء شریف بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں پہنچا۔

حضور ﷺ کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے ہاں اترے۔ کلثوم بن ہدم کنوارے تھے۔ آپ کے پاس مہاجرین میں سے جتنے کنوارے نوجوان تھے وہ آئے تھے۔ یہاں تک کہ گھر کا نام بیت العزاب (کنواروں کا گھر) پڑ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خبیب بن اساف رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے۔ امانتیں واپس کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ تین دن بعد پہنچے تھے۔ زیادہ چلنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے قدمین شریفین پھٹ گئے تھے۔ حضور ﷺ نے آپ کو بلا بھیجا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ (اب) چل نہیں سکتے۔ سرکار ﷺ خود تشریف لائے۔ آپ کو سینے سے لگایا ان کی حالت دیکھ کر سرکار ﷺ رو پڑے۔ اپنے مبارک ہاتھوں پر اپنا لعاب دہن لگا کر مولا علی رضی اللہ عنہ کے مبارک پیروں پر لگایا۔ آپ کے قدم مبارک فوراً ٹھیک ہو گئے اور شہادت تک دوبارہ کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک ایسی خاتون کے ہاں ٹھہرے جس کا خاوند نہیں تھا۔ آپ نے دیکھا کہ اس عورت کے پاس رات کے وقت ایک آدمی آتا ہے۔ آپ کے دل میں کچھ شک پیدا ہوا۔ آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا یہ رات کے وقت آنے والا شخص سہل بن حنیف ہے اس نے جب دیکھا کہ میں تنہا عورت ہوں (کوئی کمانے والا نہیں) تو وہ لکڑی کے بتوں کو توڑ کر رات کے وقت لاتے ہیں تاکہ میں ایندھن کے طور پر استعمال کر سکوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بات کو حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یاد کرتے تھے۔

نتائج

(۱) ابوجہل پر خدا کی لعنت وہ اہل ایمان پر بہت سخت تھا۔

Marfat.com

(۲) حیات رسول ﷺ کا چراغ گل کرنے کے لئے قریش کے حیلے اور ان کی ناکامی۔

(۳) جنوں میں اہل ایمان بھی ہیں اگرچہ وہ نظر نہیں آتے لیکن آواز سنائی دیتی ہے۔

(۴) ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد تھا۔ خوش نصیب خاتون تھیں۔

(۵) لاغر بکری کا دودھ والی ہو جانا معجزہ رسالت ہے۔

(۶) سراقہ کا گرنا اور اپنے پہلے ارادے میں ناکام ہونا پھر دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جانا کسری کے کنگنوں کی خوشخبری زبان رسالت مآب ﷺ کا اعجاز ہے۔

(۷) حضور اکرم ﷺ کا لعاب دہن آب شفاء ہے۔ جس نے مولا علی رضی اللہ عنہ کے قدموں کی دکھن فوراً دور کر دی۔

Marfat.com

مدینہ طیبہ ہجرت گاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعثت سے لے کر ہجرت تک مکی زندگی کے تیرہ سال غموں، دکھوں اور آنسوؤں سے معمور تھے۔ ان ایام میں راحت کا کوئی ایک دن بلکہ ایک گھڑی بھی سرور کی نہ تھی۔ جبکہ مدنی زندگی کے دس سال جہاد پیہم سے لبریز تھے۔ ہر ماہ کسی نئی مہم کا آغاز یا انجام ہوتا۔ یہاں بھی زندگی کی سختیاں اپنے پورے جوبن پر تھیں۔ ایک دن میں دو مرتبہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر کھانے کی نوبت نہ آئی۔

اگرچہ دار الہجرت مدینہ طیبہ کے ایام رسول ﷺ کے لئے (بظاہر) خوشگوار تھے۔ لیکن آپ اوقات راحت و آسائش سے کوسوں دور رہے۔

برادران اسلام! آئیں ذرا روحانی طور پر اپنے حبیب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دس سالہ مدنی زندگی کے شب و روز کا نظارہ کریں۔ یہ دس سال یوں لگتا تھا گویا کہ سو سال سے بھی زیادہ ہیں۔ کیونکہ ان سالوں میں بڑے اہم واقعات رونما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ ہمیں مشکل اوقات کے ذکر کے وقت رونے کی اور خوشگوار واقعات کے ذکر پر خوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ یہی محبت صادقہ کی علامت، ایمان کی نشانی، اسلام اور احسان کا تقاضا ہے۔

حبیب کونین ﷺ قباء میں

قباء مدینہ پاک سے تین میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ انصار مدینہ کو جب یہ علم ہوا کہ ان کے ہادی مرشد ﷺ مکہ سے چل کر ان کی بستی میں تشریف لا رہے ہیں۔ دیدار یار کا شوق فراواں انہیں مدینہ سے نکال کر قباء لاتا۔ صبح کی نماز پڑھ کر مدینہ سے نکلتے اور اس وقت تک محو انتظار رہتے جب تک درختوں اور ٹیلوں کے سائے برقرار رہتے۔

(اور بزبان حال یوں عرض کناں رہتے:

آویں آویں ناں چر لاویں او میرے دلدارا
دید تیری نوں دیدے ترسن سیف الملوکا یارا

مترجم مختار احمد رومی)

جب آمد محبوب ﷺ کا متوقع وقت گزر جاتا تو شوق و محبت کی کئی امیدیں لئے واپس آ جاتے۔ جس دن نبی منتظر تشریف لائے۔ انصار حسب معمول انتظار کے بعد واپس آنے ہی والے تھے کہ کسی نے بلند آواز سے کہا: اے

Marfat.com

قیلہ کے فرزندو! وہ آگئے ہیں (قیلہ اہل مدینہ کی وادی کا نام تھا) یہ اعلان کرنے والا ایک یہودی تھا۔ وہ بھی اسی انتظار میں تھا۔ آواز سنتے ہی سب سراپا استقبال بن گئے۔ حضور اکرم ﷺ اپنے دوست کے ہمراہ ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ ان میں سے اکثر نے حضور ﷺ کی زیارت نہیں کی تھی۔ حضرت ابو بکر حضور ﷺ کے ہم عمر تھے۔ لوگوں نے ان دو ہستیوں کو سوار کر کے مدینہ کا رخ کیا۔ لوگ پہچان نہیں رہے تھے کہ حضور ﷺ کون ہیں اور ابو بکر کون؟ یہاں تک کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر اتار کر سرکار ﷺ پر سایہ کی غرض سے تان دی۔

اب پتہ چل گیا کہ خادم کون ہے اور مخدوم کون؟

(اتباع شیخ میں مرید پر ایک ایسا وقت بھی آجاتا ہے کہ اس کی شکل ہو بہو اپنے شیخ کی طرح ہو جاتی ہے۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اسی منزل پر پہنچ چکے تھے اور جلوہ حسن مصطفیٰ ﷺ کی کثرت کی وجہ سے وہ بالکل ہم شکل رسول بن گئے تھے۔ مترجم مختار احمد رومی)

قباء میں حضور ﷺ کی پہلی مصروفیت

سب سے بہترین اصلاحی کام تعمیر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قباء میں ایک مسجد تعمیر کی جس کی تعمیر پر تقریباً ایک ہفتہ صرف ہوا۔ مسجد قباء کو اسلام کی پہلی مسجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجد قباء اور اس کی تعمیر کرنے والوں کی تعریف فرمائی:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ (التوبہ)

"البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ کھڑے ہوں اس میں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں، صاف ستھرا رہنے کو اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پاک صاف لوگوں سے"۔

حضور ﷺ کی نبوت کی پہچان کے لئے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدینہ سے کھجوریں لے کر قباء آئے۔ انہیں ایک عرصہ سے آپ ﷺ کی آمد کا انتظار تھا۔ سلمان فارسی نے عرض کیا یہ کھجوریں ہیں جو آپ لوگوں کے لئے صدقہ ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ یہ دوسروں میں تقسیم کر دو۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دوسرے دن کھجوریں لے کر آئے اور عرض کیا یہ میری طرف سے ہدیہ ہیں سرکار ﷺ نے کھجوریں قبول فرمالیں اور انہیں دعاء خیر سے نوازا۔

یہ دیکھ کر حضرت سلمان نے پڑھا: اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا رسول الله۔

Marfat.com

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے عمل کی بنیاد یہ تھی کہ انہوں نے سابقہ کتب میں سے پڑھ رکھا تھا کہ وہ نبی ﷺ صدقہ نہیں کھاتے جبکہ ہدیہ کھا لیتے ہیں۔

قباء میں جتنے دن گزارنا اللہ تعالیٰ نے لکھا تھا جب وہ دن گزر گئے حضور ﷺ جانب مدینہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں بنی سالم بن عوف کے محلہ میں ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔ سرکار ﷺ نے بنی سالم کی مسجد جو وادی رانونا میں تھی۔ اس مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اسلام میں یہ پہلا جمعہ تھا۔

جب سرکار ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے راستے میں عتبان بن مالک اور عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بھی اتنے دن قیام فرمائیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے ڈاچی کو بٹھانے کے لئے اس کی مہار پکڑ لی سرکار ﷺ نے فرمایا:

دعوها فانها مامورة۔

اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ رب کے حکم سے چل رہی ہے۔ ڈاچی چلتے چلتے مدینہ طیبہ پہنچ گئی اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کو تا ابد آباد و شاد رکھے۔ ساکنین مدینہ پر سلام۔

نتائج

(۱) اسلام کی سب سے پہلی مسجد مسجد قباء ہے۔

(۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے صداقت نبوت کے لئے جو طریقہ اختیار کیا اس میں کامیاب رہے۔

(۳) اسلام میں سب سے پہلے جمعہ بنی سالم بن عوف کی مسجد میں پڑھا گیا۔

(۴) بنی سالم کے مرد و زن کی جنگی صلاحیت اور رسول کریم ﷺ کی رہائش کی پر خلوص پیشکش نے انہیں ہمیشہ کے لئے معزز بنا دیا۔

اہل مدینہ کا استقبال اور اظہار فرحت و انبساط

حضور ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر بنی سالم کے محلہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ انصار کے جس گھر کے سامنے سے یہ خوش نصیب ناقہ گزرتی ہر گھر والے ڈاچی کی مہار پکڑ کر کہتے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائیے۔ ہماری تعداد ہماری جنگی تیاری اور دفاعی صلاحیت بہت زیادہ ہے۔ حضور ﷺ فرماتے اس (ناقہ کی مہار) کو چھوڑ دو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔

اہل مدینہ آج اپنے مرشد قلب و نگاہ کے استقبال کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے ہیں۔ مکانوں کی چھتوں پر عورتوں اور بچوں کا ہجوم ہے۔ سب کی زبانوں پر ایک ہی نعرہ ہے۔

اللّٰہ اکبر جاء رسول اللّٰہ، اللّٰہ اکبر جاء محمد، اللہ اکبر جاء رسول اللّٰہ، اللہ اکبر کیا

Marfat.com

سہانا منظر ہے۔ آج اللہ کا رسول ہمارے گھر تشریف لا چکا ہے۔

عورتیں اور بچے خوشی سے دف کی دھن پہ یوں مدح سراء ہیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

جئت شرفت المدینہ مرحبا یاخیر داع

ترجمہ:۔ ثنیات الوداع سے ہم پر چودھویں کے چاند نے طلوع کیا ہم پر (اس نعمت کا) شکر واجب ہے جب تک اللہ کے لئے بلانے والا بلاتا رہے۔

اے وہ ذات! جسے اللہ نے (ساری مخلوق کی طرف) مبعوث کیا ہے۔ آپ کا ہر حکم پورا کیا جائے گا۔ آپ کی آمد سے (یثرب) مدینہ شریف بن گیا ہے۔ اے سب سے بہتر دعوت دینے والے آپ کی راہ میں دیدہ و دل بچھے ہوئے ہیں۔ عاشقان جمال کے جم غفیر میں آسمان رسالت کے بدر منیر ﷺ اپنا سفر مبارک طے کرتے رہے۔ یہ ایک عظیم تاریخی دن تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول کریم ﷺ کے آنے کا دن بھی دیکھا ہے۔ اور حضور ﷺ کے وصال کا دن بھی دیکھا ہے۔ ان دنوں جیسا کوئی دن ان کے علاوہ میری زندگی میں نہیں آیا۔

یہاں تک کہ ناقہ جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب پہنچی تو بیٹھ گئی۔ سرکار ﷺ نے اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی۔ ڈاچی تھوڑا اچھلی اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی۔ حضرت ابوایوب نے کجاوہ اٹھا کر اپنے گھر رکھ لیا۔ سرکار ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوایوب کا تعلق سرکار ﷺ کے والد گرامی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ننھیال سے تھا۔

سرکار ﷺ گھر کی نچلی منزل میں اور ابوایوب اپنی زوجہ ام ایوب کے ہمراہ بالائی منزل میں ٹھہر گئے۔ حضرت ابوایوب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نچلی منزل میں ہوں اور ہم بالائی منزل میں مجھے یہ بات پسند نہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا:

میرے لئے اور ملاقات کرنے والوں کے لئے زیادہ مناسب ہے کہ ہم نچلی منزل میں رہیں۔

اس جواب سے ان کو کچھ تسلی ہوئی۔

رسول اکرم ﷺ کے لئے کچھ کھانا تیار کیا جاتا۔ سرکار ﷺ تناول فرماتے جو بچ جاتا حضرت ابوایوب حصول برکت کے لئے اس جگہ سے کھاتے جہاں سے سرکار ﷺ نے کھایا ہوتا۔ ایک مرتبہ کھانے میں لہسن تھا۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے کھائے بغیر کھانا واپس بھیج دیا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے حاضر ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ لہسن حرام ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن مجھے لہسن پسند نہیں۔

یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ فرشتے کے ساتھ کلام فرماتے تھے۔ لیکن دوسروں کے لئے جائز ہے۔ جہاں ناقہ بیٹھی تھی یہ جگہ دو یتیموں کی تھی اس میں کچھ کھجوروں کے درخت اور چند قبریں تھیں۔ حضور ﷺ نے جگہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ ان دو یتیم بچوں کی ہے جو میری سرپرستی میں ہیں۔ میں انہیں راضی کرلوں گا سرکار ﷺ نے یہ جگہ لے کر یہاں مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ کی آمد پر انصار نے جس قدر خوشی کا اظہار کیا تاریخ بشر میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

(۲) سرکار ﷺ کی اونٹنی چلنے اور رکنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند تھی۔

(۳) مسجد نبوی اور حجرات مقدسہ کی تعمیر تک حضور ﷺ کی میزبانی کا شرف حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔

(۴) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا حد درجہ ادب کہ رسول کریم ﷺ بالائی منزل میں رہیں اور وہ خود نچلی منزل میں۔

(۵) سرکار ﷺ کے آثار سے تبرک مشروع اور سنت صحابہ ہے۔

خواہ حضور ﷺ کا بچا ہوا کھانا اور پانی یا سرکار ﷺ کے موئے مبارک ہوں یا لعاب دہن یا لباس مبارک ہو۔

مسجد نبوی کی تعمیر شرف مدینہ واہل مدینہ

بروز جمعہ ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں ناقۂ رسول ﷺ جس میدان میں بیٹھی تھی اس جگہ کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے گروہ انصار! اس جگہ کی قیمت وصول کرلو تاکہ میں یہاں مسجد تعمیر کر سکوں۔ حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ سہل اور سہیل دو یتیم بچوں کی ہے جو میری سرپرستی میں ہیں۔ میں انہیں راضی کرلوں گا آپ مسجد تعمیر فرمالیں۔

سرکار ﷺ نے اپنے صحابہ کو کام شروع کرنے کا حکم دیا ان کی حوصلہ افزائی کے لئے خود بھی حصہ لیا۔ یہاں تک کہ مہاجرین وانصار کہنے لگے۔

اگر ہم بیٹھ جائیں اور حضور ﷺ کام کرتے رہیں تو یہ ہمارے لئے گمراہی کا عمل ہے۔

اس میدان سے مشرکین کی قبریں کھود کر ہڈیاں باہر پھینک دی گئیں۔ ٹیلے ہموار کردیئے گئے۔ اور درختوں کو

Marfat.com

کاٹ دیا گیا۔انصار ومہاجرین پتھر بھی اٹھا رہے تھے۔اور زبان پر یہ شعر بھی جاری تھا۔

اے ہمارے رب! بھلائی تو فقط آخرت کی بھلائی ہے۔

یا اللہ انصار ومہاجرین کی مدد فرما۔

رحمت عالم ﷺ خود بھی پتھر اٹھا رہے تھے اور زبان اقدس پر جاری تھا۔

لا عیش الا عیش الاخرۃ اللھم ارحم المھاجرین والا نصار۔

زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔میرے مولا! مہاجرین وانصار پر رحم فرما۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ کہا:

جو اپنے آپ کو گرد وغبار سے بچانے کے لئے (عمل سے) گریزاں رہتا ہے وہ کبھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو اٹھتے بیٹھتے تعمیر مسجد میں کوشاں رہتا ہے۔

حضرت عمار نے ان اشعار کو پڑھنا شروع کر دیا ان کے ساتھیوں میں سے ایک نے سمجھا کہ حضرت عمار اس کے لئے طنزاً یہ اشعار پڑھ رہے ہیں۔اس نے کہا اے ابن سمیہ! میں اس لاٹھی سے تیری ناک توڑ دوں گا۔ حضور ﷺ نے سنا تو ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: انہیں عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے۔عمار انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے آگ کی دعوت دیتے ہیں۔

مسجد نبوی ﷺ کی دیواریں پتھر کی اور چھت کھجور کی شاخوں کا تھا۔اس کے ساتھ ازواج مطہرات رسول ﷺ کے لئے حجرات مقدسہ بنائے گئے تھے۔یہ مسجد پاک ان تین مسجدوں میں سے ایک ہے جن کی طرف کجاوے کس کر جانے کی فضیلت ہے۔

☆حضور ﷺ کا فرمان ہے تین مساجد کی زیارت کے لئے خصوصی اہتمام کیا جائے۔مسجد حرام، میری مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصی۔ان کے علاوہ باقی تمام مساجد فضیلت میں برابر ہیں۔مسجد نبوی کے بارے میں آقاء دو عالم ﷺ کا فرمان ہے۔

☆صلاۃ فی مسجدی ھذا بالف صلاۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام۔

میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب مسجد حرام کے علاوہ باقی مسجدوں میں ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

سرکار ﷺ کا فرمان ہے:

☆جو شخص میری اس مسجد (نبوی) میں آیا۔بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے لئے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ہے۔

☆قال رسول اللہ ﷺ ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔

Marfat.com

میرے حجرے مبارک اور منبر شریف کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

مدینہ شریف اور اس کے باسیوں کی فضیلت میں سرکار ﷺ نے فرمایا:

ایمان مدینہ شریف کی طرف اس طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد پاک ہے۔

مجھے ایک ایسے قریہ کا حکم دیا گیا ہے جو تمام قریوں کو کھالیتا ہے۔ اس کا نام یثرب ہے (اب) یہ مدینہ ہے۔ یہ لوگوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔

حدیث پاک ہے۔

☆**اللھم انک اخرجتنی من احب البلاد الیّ فاسکنی فی احب البلاد الیک۔**

میرے مولا! تو نے مجھے میرے پسندیدہ شہر سے نکالا ہے تو اپنے پسندیدہ شہر میں مجھے سکونت عطا فرما۔

دوسری حدیث پاک میں ہے:

بخدا تو اللہ کی زمین میں سے سب سے بہتر ہے۔ اور مجھے اللہ کی ساری زمین سے پیاری ہے۔ الخ

حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے مدینہ کی محبت اور اس میں سکونت کی حرص زیادہ ہو جاتی ہے۔

من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بھا فانی اکون لہ شاھدا او شفیعا یوم القیامة۔

جس کے لئے مدینہ طیبہ میں مرنا ممکن ہو وہ ضرور اس طرح کرے کیونکہ میں قیامت کے دن ایسے شخص کے لئے گواہ یا سفارشی بنوں گا۔

اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے۔

میرے اللہ میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت اور مدینہ شریف میں موت کا سوال کرتا ہوں۔

مدینہ شریف کے شرف و عزت کیلئے یہی کافی ہے کہ اس میں سید المرسلین ﷺ کی رہائش گاہ، سرکار ﷺ کی مسجد، سرکار ﷺ کا روضہ انور اور قیامت کے دن سرکار ﷺ کے اٹھنے کی جگہ ہے۔

اہل مدینہ انصار رسول ہیں۔ ان کا شرف یہ ہے کہ یہ لوگ فوراً ایمان لائے رسول کریم ﷺ اور اہل ایمان کو اپنے شہر میں بسایا ان کی مدد کی اور سارا ساز و سامان تقسیم کر کے ان کو پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف اس طرح کی ہے۔

ترجمہ آیات: اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرت میں مقیم ہیں۔ اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں۔ مہاجرین (کی آمد) سے پہلے محبت کرتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور نہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی خلش اس چیز کے بارے میں جو مہاجرین کو دے دی جائے۔ اور ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے

Marfat.com

آپ پر۔ اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔ (الحشر:9)

حضور ﷺ نے ان کے فضل و شرف کو اس طرح بیان فرمایا۔

آیۃ الایمان حب الانصار و آیۃ النفاق بغض الانصار۔

انصار سے محبت ایمان کی علامت اور انصار سے نفرت منافقت کی علامت ہے۔

مومن انصار سے محبت کرتا ہے منافق انصار سے بغض کرتا ہے۔ جس نے انصار کے ساتھ محبت کی اللہ اس سے محبت کرے گا۔ جس نے انصار کے ساتھ بغض رکھا اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرے گا۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا۔ انصار جس وادی اور گھاٹی میں چلیں گے میں بھی اسی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار اندر کا کپڑا (یعنی بہت قریبی) اور دوسرے باہر کا کپڑا ہیں۔

شاعر انصار ابو قیس صرمۃ بن ابی انس رضی اللہ عنہ انصار کے اعزاز اور خصائل بیان کر رہے ہیں۔

ترجمہ اشعار:۔ قریش کے پاس دس سے زائد سال محبوب مکرم ﷺ یہی یاد کرتے رہے کہ کوئی مددگار دوست مل جائے۔ ہر سال حج کے موقع پر سرکار ﷺ خود کو قبائل پر پیش کرتے رہے کہ شاید کوئی حق کا داعی یا مددگار مل جائے۔

جب حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اللہ نے آپ کے دین کو غالب کر دیا اور مدینہ طیبہ میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ حالات پر سکون ہو گئے۔ جان نثار دوست اور دین کے مددگار خادم حاضر ہو گئے۔

حضور ﷺ نے ہمیں بتایا کہ حضرت نوح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام (اور دیگر انبیاء علیہم السلام) نے اپنی قوموں سے کہا تھا۔ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے سوا) کوئی کسی (مخلوق) سے نہیں ڈرتا۔

جنگ کے موقع پر ہم نے جنت کے بدلے اپنی جانیں اور اموال حضور ﷺ کے نام پر قربان کر دیئے۔

جس نے ہمارے محبوب سے جنگ کی ہم اس کے دشمن بن گئے خواہ وہ ہمارا کتنا ہی قریبی کیوں نہ تھا۔

نتائج

(۱) مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اللہ کے محبوب نے مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔

(۲) مسجد نبوی شریف کے فضائل بے شمار ہیں۔

(۳) مدینہ شریف اور اہل مدینہ انصار رضی اللہ عنہم کی شان اور مدینہ شریف میں وفات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا درجہ ہے۔

Marfat.com

اصلاح وتعمیر معاشرہ کے لئے حضور ﷺ کی کاوشیں

مسلم معاشرہ اور اسلامی حکومت جس نے آگے چل کر روم اور ایران جیسی دو عظیم طاقتوں کا وارث بننا تھا۔ اس معاشرہ کی اصلاح اور تعمیر کی اہم ذمہ داری سرورِ عالم ﷺ نے اپنے مبارک کندھوں پر لے لی۔

درج ذیل اقدامات کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

پہلا اقدام:۔ سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ نے معاشرے کے دینی اور ملکی مرکز مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر فرمائی جس کے ساتھ حجرات مقدسہ تعمیر کئے گئے۔

دوسرا اقدام:۔ عبداللہ بن ابی اریقط سفر ہجرت میں راستہ دکھانے کے لئے کرائے پر لیا گیا تھا۔ مدینہ سے واپسی پر حضور ﷺ نے اس کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہما کو مال دے کر بھیجا کہ وہ حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو مکہ سے مدینہ لے آئیں۔ یہ لوگ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی صاحبزادی مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کی صاحبزادی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر افراد کو ساتھ لائے۔ حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کو نہ لایا جا سکا۔ کیونکہ وہ ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں۔ اور ابوالعاص ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت زید کی زوجہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو بھی لایا گیا۔

تیسرا اقدام:۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے یہود کے ساتھ اتصال۔ اور یہود کو دعوت اسلام جونہی سرکار دوعالم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ عبداللہ بن سلام حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت جاننے کے لئے آئے اور کہا میں آپ سے تین سوال پوچھنے لگا ہوں جن کا جواب نبی کے سوا کوئی اور نہیں دے سکتا۔

قیامت کی نشانیاں کیا ہیں؟

اہل جنت کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟

بچہ اپنے باپ یا ماں کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ان کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ابھی بتایا ہے۔ عبداللہ نے کہا جبرائیل نے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں اس نے کہا جبرائیل تو یہودیوں کا دشمن فرشتہ ہے۔ سرکار ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا:

قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو مشرق سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو مغرب کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ اہل جنت کی پہلی خوراک مچھلی کا جگر ہوگی۔

Marfat.com

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب مرد کو عورت سے پہلے انزال ہو تو بچہ مرد کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کو مرد سے پہلے انزال ہو تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔

یہ سن کر عبداللہ بن سلام نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہود کے ساتھ رابطے اور ان کو دعوت اسلام دینے کے لئے بہترین ذریعہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہود ایک مبہوت قوم ہے وہ جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں ان کے سردار کا بیٹا ہوں۔ ان کا سب سے بڑا عالم ہوں اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں۔ آپ انہیں یہ نہ بتائیں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں ان کو بلائیں اور میرے بارے میں ان سے پوچھیں۔ کیونکہ اگر انہیں علم ہو گیا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے تو وہ مجھ پر ایسے الزامات لگائیں گے جو میرے اندر نہیں۔

حضور ﷺ نے انہیں بلا بھیجا جب وہ آئے تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اے گروہ یہود! تمہارا ستیاناس ہو اللہ سے ڈرو۔ اللہ معبود برحق کی قسم تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور میں تمہارے پاس حق لے کر آیا ہوں پس تم اسلام قبول کرلو۔

انہوں نے جواباً کہا ہمیں اس بات کا علم نہیں (جو آپ فرمارہے ہیں) سرکار ﷺ نے تین بار انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے ہر بار یہی جواب دیا:

پھر سرکار ﷺ نے فرمایا: تم میں سے عبداللہ بن سلام کون ہے؟

انہوں نے کہا وہ ہمارا سردار ہے۔ ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ ہمارا سب سے بڑا عالم ہے، سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہو جائے تو پھر تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ابن سلام رضی اللہ عنہ ذرا باہر آئیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر آئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور معبود برحق کی قسم تم جانتے ہو کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ ﷺ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ جب یہودیوں نے یہ سنا تو کہا یہ بہت برا ہے۔ (نعوذ باللہ) اس کا باپ بھی بہت برا تھا۔ وہ عیب چینی کرنے لگے۔ سرکار ﷺ نے انہیں واپس بھیج دیا۔

حضرت عبداللہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا مجھے اسی بات کا خطرہ تھا۔ حضرت عبداللہ نے جب سرکار ﷺ کو پہلی نظر دیکھا تو کہا تھا "یہ چہرہ جھوٹا نہیں"۔

Marfat.com

جو پہلی بات آپ نے رسول پاک ﷺ سے سنی تھی وہ یہ تھی۔

سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کو نماز (نفل) پڑھا کرو۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

چوتھا اقدام:۔ حضور ﷺ نے یہود کے ساتھ معاہدہ کیا تھا جس کو میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔ یہ معاہدہ بھی اس معاشرے کی تشکیل و تاسیس میں بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں انصار و مہاجرین اور یہود نے مل کر عہد کیا تھا کہ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہر دشمن کا مقابلہ جسد واحد کی طرح کیا جائے گا۔

اس معاہدے کی چند دفعات حسب ذیل ہیں

یہ تحریری دستاویز ہے اللہ کے نبی محمد ﷺ کی جو امی نبی ہیں۔ قریش اور یثرب کے مومنین و مسلمین اور ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے اتباع میں ان کے ساتھ شامل ہوں اور ان کے ساتھ مل کر جنگوں میں حصہ لیں۔

☆ اہل ایمان اپنے کسی مقروض کو (قرض ادا کرنے کے لئے) تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ بلکہ فدیہ اور دیت دینے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔

☆ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے آزاد کردہ غلام کو اپنا حلیف نہیں بنائے گا۔

☆ تمام اہل تقویٰ مومنین متحد ہو کر ہر سرکش ظالم اور زیادتی کرنے والے کی مخالفت کریں گے ایسے شخص کو روکنے کے لئے تمام مومنین متفقہ کوشش کریں گے خواہ وہ ان میں سے کسی ایک کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

☆ کوئی مومن کسی کافر کے بدلے میں کسی مومن کو قتل نہیں کرے گا۔ نہ مومن کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا۔

☆ مسلمانوں میں سے ہر ایک کو پناہ دینے کا اختیار ہے اور یہ کہ پناہ ہر ایک کے لئے یکساں ہے۔

☆ مسلمان ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یہود میں سے جو ہماری پیروی کرے گا تو اسے ہماری مدد اور ہماری طرف سے برابری کا سلوک حاصل ہوگا۔ ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

☆ سارے مسلمانوں کی صلح ایک ہوگی۔ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو یا جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ کر کسی کافر سے صلح نہیں کرے گا۔ عدل و مساوات ہر مومن کے پیش نظر رہنی چاہیے۔

☆ جو شخص ناحق کسی مومن کو قتل کرے گا تو قاتل کو بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ مقتول کا ولی عوض لینے پر رضامند ہو جائے۔ سارے ایمان والے قاتل کے خلاف رہیں گے۔

☆ جب تک جنگ رہے گی مسلمان اور یہودی مل کر اخراجات برداشت کریں گے۔ بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ فریق تصور کئے جائیں گے۔ یہودیوں کو اپنے دین پر رہنے کی اجازت ہے۔ مومن اپنے دین پر عمل پیرا رہیں گے۔ لیکن جس نے ظلم یا گناہ کیا تو خود کو اور اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔

Marfat.com

☆ یہودی اپنے مصارف اور مسلمان اپنے مصارف کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ اس معاہدہ والوں کے خلاف جو بھی جنگ کرے گا دونوں فریقوں پر اس کے خلاف مدد لازم ہے۔ دونوں قوموں کو بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ رہنا ہوگا۔ ایک دوسرے سے حسن سلوک کرنا ہوگا نہ کہ برائی۔ نیز اپنے حلیف سے شرارت نہیں کرنی ہوگی۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی۔ پڑوسی (پناہ گزین) پناہ دینے والے کی طرح ہوگا۔ جب تک کہ گناہ اور ضرر کا ارتکاب نہ کرے۔

☆ ہر وہ مومن جس نے اس صحیفہ کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ اور روز محشر پر اس کا ایمان ہے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی محدث (نئی بات گھڑنے والے) کی مدد کرے یا پناہ دے اور جس نے ایسا کیا اس پر اللہ کی لعنت اور قیامت کے دن اللہ کا غضب ہوگا۔ اس کی فرضی اور نفلی عبادات بھی قبول نہیں کی جائیں گی۔

☆ متنازعہ فیہ امر میں اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کا فیصلہ نافذ ہوگا۔ اور انہی کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع کیا جائے گا۔

پانچواں اقدام: مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ پانچواں اقدام ہے۔ مہاجرین اپنا وطن چھوڑ کر آئے تھے۔ اب وہ پردیس میں تھے۔ فاقہ وفرقت کا درد انہیں درپیش تھا۔ کیونکہ وہ اپنا گھر بار اپنے اموال اور رشتے دار چھوڑ کر آئے تھے۔ ان دکھوں میں تخفیف کے لئے انہیں اسی طرح کے بھائی چارے کی ضرورت تھی۔ موقع کی نزاکت سمجھتے ہوئے سرکار ﷺ نے انہیں اس رشتے میں پرودیا یہ حکمت نبوت ﷺ اور سیاسی پختگی کی واضح دلیل ہے۔

حکیم وخبیر رسول کریم ﷺ کے اس اقدام کا نتیجہ یہ ہوا کہ میزبان انصاری اپنے مہمان مہاجر بھائی کو کہتا۔ میری بیویوں میں سے جو تمہیں پسند ہو میں تمہیں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مہاجرین وانصار کپڑے کے تانے بانے کی طرح ایک دوسرے میں جذب ہوگئے۔ اور جسد واحد کی طرح ہوگئے۔ اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوگئے۔ سرکار عالم ﷺ نے ان سے بیعت ہی اس بات پر لی تھی کہ اگر تمہیں اصفر (زرد) اور ابیض کے ساتھ جنگ بھی کرنا پڑے گی تو دریغ نہیں کرو گے۔ اپنے قریب وبعید اور اہل کفر وشرک سے لڑنے کے لئے تمہاری تلواریں ہر وقت تیار رہنی چاہئیں۔

مہاجرین وانصار کی برادرانہ فہرست کے چند اہم اسماء

مہاجر	انصاری
(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	حضرت خارجہ بن زہیر رضی اللہ عنہ
(۲) حضرت ابوعبیدہ بن عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

Marfat.com

(۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ — حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ — حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ
(۶) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ — حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ
(۷) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ — حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ
(۸) حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ — حضرت رویحہ رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہما اجمعین

مؤاخات کے اختتام پر رحمت عالم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

ان اخوانکم قد ترکوا الاموال والاولاد وخرجوا الیکم۔

"بے شک تمہارے مہاجر بھائی اپنا مال اور اولاد چھوڑ کر تمہارے پاس آ گئے ہیں"۔

ابھی سرکار ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہمارے مال میں ہمارے بھائی برابر کے حصہ دار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ بھی؟ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے علاوہ اور کیا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ کام سے ناواقف ہیں۔ تم انہیں کام (سکھانے سے) کفایت کرو اور اپنے پھل ان کو تقسیم کر کے عطا کرو۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس کے لئے بھی حاضر ہیں۔ بعد میں مہاجرین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اتنا اچھا سلوک کرنے والی کوئی قوم آج تک نہیں دیکھی۔ قلیل و کثیر میں ہمیں حصہ دیتے ہیں۔ کام خود کرتے ہیں پیداوار میں ہمیں شریک کر لیتے ہیں۔ ہمیں تو یوں لگتا ہے کہ سارا اجر یہی لوگ لے جائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم ان کی تعریف کیا کرو اور ان کو دعا دیا کرو۔
(تمہیں بھی اجر ملے گا)

جب تک ضرورت برقرار رہی مواخات اسی نہج پر استوار رہی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وسعت عطا فرمائی۔ تو (اموال میں) توارث منسوخ ہو گیا۔ جبکہ محبت و تعلق خاطر باقی رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ آیت:
(واولوا الارحام الخ)

نتائج

(۱) مسلم معاشرے میں مسجد ہر خیر اور کمال کا مرکز ہے جس میں جہالت سوء خلق اور برے اعمال کے خاتمے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔

(۲) ہر اقدام میں حکمت و فراست نبوت کا ظہور اپنے عروج پر ہے۔

(۳) میثاق مدینہ محمد کریم ﷺ کے علم و حکمت، حسن سیاست، بصیرت عامہ و تامہ کا آئینہ دار ہے۔

Marfat.com

(۴) مواخات اور میثاق کے انعقاد سے مترشح ہوتا ہے کہ نگاہ نبوت مستقبل کی جنگوں کو دیکھ رہی تھی۔ اور ان جنگوں کی طویل مدت بھی پیش نظر تھی۔ انہی اصولوں پر چل کر حضور ﷺ کے غلاموں نے تمام فتنہ ہائے کفر کو فرو کیا۔ قرآن کریم کا یہ فرمان بھی اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

ترجمہ: اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور ہو جائے دین سارے کا سارا اللہ کے لئے۔

چند واقعات کا ظہور

درج ذیل عنوانات کے تحت ہم ان واقعات کو بیان کرتے ہیں جو مدنی زندگی میں پیش آئے۔

نماز

سب کو معلوم ہے کہ معراج شریف سے پہلے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ دو رکعت صبح اور دو رکعت شام کو ادا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے حبیب ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

پس آپ صبر کیجئے! بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے استغفار کیجئے اپنے ذنب پر اور اپنے رب کی ثناء کیجئے شام کو اور صبح کو۔

بیت المقدس اور ملکوت اعلیٰ کی سیر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔ جبرائیل علیہ السلام کعبہ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو نماز کی کیفیت اور نماز کے اختیاری اور ضروری اوقات سے آگاہ کیا۔ تین سال بعد جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو چار رکعت والی نماز میں مسافر کے لئے دو رکعت کی رخصت عطا کر دی گئی۔ جس طرح کہ معراج سے قبل پوری نماز دو رکعت تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کا یہی مطلب ہے۔ آپ کا فرمان ہے:

"نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی (بعد میں) مقیم کے لئے دو رکعت کا اضافہ کر دیا گیا اور سفر کی نماز (قصر) دو رکعت برقرار رہی۔ (بخاری)

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے نماز قصر کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اور جب تم سفر کرو زمین میں تم پر کوئی حرج نہیں کہ قصر کرو نماز میں اگر تمہیں خوف ہو کہ فتنہ میں مبتلا کریں گے تمہیں کافر لوگ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

اذان

حبیب دو عالم ﷺ مدینہ شریف میں قیام پذیر ہو گئے۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد صحابہ کرام اس میں نماز کے لئے جمع ہونا شروع ہو گئے۔ ابتداءً یہ لوگ بغیر کسی اعلان کے مسجد میں آتے نماز پڑھ کر واپس چلے جاتے۔ حضور ﷺ نے مناسب سمجھا کہ کوئی ایسا اعلان کیا جائے جس سے سب کو علم ہو کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ سرکار

Marfat.com

ﷺ نے صحابہ سے مشورہ لیا۔ چند ایک نے بگل کا مشورہ دیا۔ سرکار ﷺ نے اس کو ناپسند کیا کیونکہ یہ یہود کا طریقہ تھا۔ بعض نے ناقوس کا مشورہ دیا۔ سرکار ﷺ نے اس کو بھی ناپسند فرمایا۔ کیونکہ یہ نصاریٰ کا طریقہ تھا کسی بات پر اتفاق کے بغیر سب گھروں کو لوٹ گئے۔

(اس کے بعد) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے دو سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس کے پاس ناقوس تھا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا بندہ خدا یہ ناقوس میرے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے کہا تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا ہم اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لئے بلایا کریں گے۔ اس نے کہا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟

میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا تم (ہر نماز کے وقت) کہا کرو!

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ۔

حی علی الصلاۃ۔ حی علی الصلاۃ۔ حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔

حضرت عبداللہ نے یہ خواب حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یہ سچا خواب ہے ان شاء اللہ۔

تم ایسا کرو کہ یہ کلمات بلال رضی اللہ عنہ کو سکھا دو۔ کیونکہ ان کی آواز آپ کی آواز سے بلند ہے۔

جب حضرت بلال نے ان کلمات کے ساتھ اذان دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے (تیزی سے) حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے سرکار ﷺ نے فرمایا: فللہ الحمد اللہ کا شکر ہے۔

اذان فجر میں حی علی الفلاح کے بعد الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیر من النوم کا اضافہ حضرت بلال نے کیا۔ سرکار ﷺ نے اس اضافے کو برقرار رکھا۔

اقامت کے لئے سرکار ﷺ نے حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ کے کلمات دوبار دہرانے کا حکم سرکار ﷺ نے خود ارشاد فرمایا۔

نتائج

(۱) معراج شریف سے پہلے صرف صبح وشام نماز دوگانہ فرض تھی۔ بعد میں ظہر، عصر، عشاء چار رکعت، مغرب تین رکعت اور فجر دو رکعت قرار دے دی گئی۔

سفر میں چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کی رخصت دے دی گئی۔ خواہ سفر میں خوف ہو یا نہ ہو۔

Marfat.com

(۲) مومن کا خواب سچا ہوتا ہے اور باعث خوشی و خوشخبری بھی۔

(۳) اذان و اقامت کے صیغے (حدیث پاک سے) ثابت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس خواب کی وجہ سے خصوصی فضیلت حاصل ہے۔

(۴) یہود و نصاریٰ کی مخالفت سنت سے ثابت ہے۔

(۵) مؤذن کا بلند آواز ہونا دوسرے کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔

(۶) اولین موذن اسلام ہونا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اعزاز ہے۔

حضرت کلثوم بن الہدم اور حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کی وفات

نبی اکرم ﷺ کے مدینہ شریف پہنچنے سے پہلے حضرت کلثوم بن الہدم مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ آپ ہی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ کے پیارے نبی ﷺ مدینہ تشریف لانے سے پہلے آپ کے مہمان بنے تھے۔ آپ عمر رسیدہ آدمی تھے۔ ہجرت نبوی کے کچھ عرصہ بعد عالم جاوداں کو سدھار گئے۔

حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے بعد رسول کریم ﷺ کے مقرر کردہ نقیب جنہیں بیعت عقبہ ثانیہ میں سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ حضرت ابوامامہ، اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے مالک و خالق کے حضور جا پہنچے۔ آپ کی وفات کا سبب سینے کا درد تھا۔ آپ کی وفات پر یہود اور منافقین کہنے لگے اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو ان کے ساتھی کی وفات نہ ہوتی۔ جب یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی آپ نے فرمایا: میں اللہ کے مقابلے میں اپنے لئے یا اپنے کسی ساتھی کے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔

حضرت اسعد کی وفات کے بعد بنو نجار نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں حضرت ابوامامہ کی جگہ نیا نقیب عطا فرمائیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: انتم اخوالی و أنا بما فیکم و انا نقیبکم۔

تم میرے (دادا کے) ننھیال ہو میں ہی تمہارا نقیب ہوں۔

حضور ﷺ نے ان میں سے کسی کو نقیب نہ بنایا تاکہ ان کی باہمی افضلیت کا مقابلہ نہ چھڑ جائے۔ یہ سرکار ﷺ کی حکمت کا آئینہ دار تھا۔

نتائج

(۱) عظیم لوگوں کا اٹھ جانا بعد والوں کے لئے باعث حزن و ملال ہوتا ہے۔

(۲) حضور ﷺ اللہ کی مرضی سے نفع اور نقصان کے مالک ہیں۔

(۳) سرکار ﷺ کی حکمت و بصیرت کی کوئی حد نہیں۔

Marfat.com

مدینہ منورہ میں پہلا مولود مسعود

ہجرت کے پہلے سال کا خوشگوار واقعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہے۔

حضرت صدیق اکبر کے خاندان میں ان کی بیٹی جناب اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے آئیں۔ قباء شریف پہنچیں تو اللہ تعالیٰ نے فرزند ارجمند عطا فرمادیا۔ جب مدینہ پہنچیں تو نومولود کو سرکار ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے کھجور چبا کر معصوم امتی کے منہ میں ڈالی۔ اور برکت کی دعا فرمائی۔ مہاجرین صحابہ کو آپ کی پیدائش پر بڑی خوشی ہوئی۔ اسی طرح انصار کے گھر اسلام میں پہلے فرزند حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔

ان دونوں کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہود کی زبانوں کو گونگا کر دیا۔ کیونکہ وہ کہتے تھے ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے ان کے ہاں اب بچے نہیں پیدا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے کو جھوٹا کر دیا۔

نتائج

(۱) جھوٹی افواہیں پھیلانا یہود کی پرانی عادت ہے۔

(۲) یہودی بہت بڑے جادوگر ہیں۔

(۳) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ان کے لخت جگر کی بڑی شان ہے اس مولود مسعود کو رسول کریم ﷺ نے خود گھٹی عطا فرمائی۔

(۴) اللہ کے فضل پر خوش ہونا اچھی بات ہے۔

(۵) مہاجرین وانصار کے گھر اسلام میں پہلے دو فرزندوں کے اسماء گرامی حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت نعمان بن بشیر ہیں۔ رضی اللہ عنہما اجمعین۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حرم نبوی میں

ہجرت سے قبل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت رشتہ سرور کونین ﷺ سے طے ہو چکی تھی۔ ہجرت کے پہلے سال آپ کی رخصتی ہوئی اور کاشانہ نبوت میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ منگنی کے وقت آپ کی عمر مبارک چھ سال تھی۔ آپ کی منگنی شوال المکرم میں ہوئی ۹ سال کی عمر میں شوال کے ماہ مبارک میں ہی رخصتی ہوئی۔ کچھ لوگ بدشگونی کے طور پر کہتے ہیں کہ دو عیدوں کے درمیان شادی اچھی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا: میری منگنی بھی اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی ہے۔ مجھ سے زیادہ کون سی زوجہ حضور ﷺ کو پیاری تھی؟ آپ کی رخصتی مقام "سنخ" میں دار ابی بکر میں ہوئی تھی۔

بخاری کی روایت ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ کی سب سے زیادہ پیاری زوجہ کون سی ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے پوچھا سب سے زیادہ پیارا دوست کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

حضور ﷺ دن کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ شوہر کا زوجہ کے پاس رات کے وقت جانا ضروری نہیں۔

نتائج

(۱) بلوغت سے پہلے بچی کی منگنی کرنا جائز ہے۔

(۲) تمام ازواج مطہرات سے بڑھ کر ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سرکار ﷺ کی محبت نصیب ہوئی۔

(۳) دولہا، دلہن کے پاس دن کے وقت بھی جا سکتا ہے۔ بوقت شب جانا کوئی ضروری نہیں۔

(۴) دونوں عیدوں کے درمیان شادی کے بارے میں بدشگونی باطل ہے۔

(۵) صحابہ میں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو محبت رسول ﷺ کا شرف حاصل ہے۔

ہجرت کے سال اول میں تین جنگی مہمیں

یہود و مشرکین اور منافقین کے علی الرغم مدینہ منورہ اسلامی سلطنت کا دار الحکومت بن چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قوت شوکت عطا فرمادی۔ ساتھ ہی جہاد کی اجازت بھی عطا فرمادی۔

ترجمہ:۔ اذن دے دیا گیا ہے (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس بناء پر کہ ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر پوری طرح قادر ہے۔ (الحج:39)

اذن ربانی ملتے ہی سرکار دوعالم ﷺ نے مشرکین کے تجارتی قافلوں کے تعاقب میں اپنے صحابہ کو روانہ کرنا شروع کر دیا تاکہ ان کے اموال جن پر مسلمانوں کا زیادہ حق تھا حاصل ہو سکیں۔ آپ نے پہلے سریہ میں اپنے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ آپ کو سفید پرچم عطا فرمایا۔ اسلام میں یہ پہلا پرچم تھا۔ آپ کے ساتھ تیس مہاجرین کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔ اس دستے کو حکم تھا کہ ابوجہل کی قیادت میں آنے والے قریش کے تجارتی کاروان پر حملہ کرے۔ قریش کا یہ دستہ تین سو افراد پر مشتمل تھا۔ اس وقت وہ قافلہ سیف البحر کے مقام سے گزر رہا تھا۔ مجدی بن عمرو الجہنی کے درمیان میں حائل ہو جانے کی وجہ سے جنگ کی نوبت نہ آئی۔

یہ سریہ ہجرت کے ساتویں ماہ رمضان المبارک میں پیش آیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پرچم حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے اٹھایا ہوا تھا۔

Marfat.com

نتائج

(۱) حضور ﷺ کا ہر عمل اذن ربانی سے مقید ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قتال کی اجازت دی تب سرکار ﷺ نے صحابہ کرام کو سریہ پر بھیجا۔

(۲) اسلام میں سب سے پہلا سریہ سریۂ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہے۔

(۳) کاروان قریش سے ٹکراؤ کے لئے اللہ کے محبوب نے قریش مہاجرین کو ہی روانہ فرمایا۔

(۴) سریۂ حمزہ رضی اللہ عنہ میں ہی سب سے پہلا پرچم اسلام باندھا گیا۔

سریۂ حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

ہجرت کے آٹھویں ماہ شوال المکرم میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے لئے سفید پرچم باندھا اور انہیں بطن رابغ کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ یہ پرچم مسطح بن اثاثہ کے پاس تھا۔ ساٹھ مجاہدین کا یہ دستہ بھی فقط مہاجرین پر مشتمل تھا۔ اس دستے کے ذمے مشرکین کے اس قافلے سے تصادم تھا۔ جس کے افراد کی تعداد دوسو تھی۔ ''احیاء'' نامی کنوئیں پر دونوں لشکروں کا سامنا ہوا۔ مشرکین کا قائد عکرمہ بن ابی جہل یا مکرز بن حفص تھا۔ یہاں بھی قتال نہیں ہوا تھا۔ دونوں طرف سے تیروں کا تبادلہ ہوا۔ ایک تیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لگا۔ اسلام میں یہ پہلا تیر تھا۔ جو آپ کو لگا تھا۔

یہاں سے حضرت مقداد بن عمرو بہرانی اور عتبہ بن غزوان مازنی رضی اللہ عنہما بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے۔ کیونکہ کفار نے انہیں ہجرت کرنے سے روک دیا تھا۔ یہ لوگ اس قافلے کے ساتھ اسی غرض سے آئے تھے۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ نے اپنے اقرباء کو جنگ سے بچا چھپا کر نہ رکھا بلکہ سب سے پہلے اپنے ہی خاندان کے افراد کو جنگ کے لئے روانہ فرمایا۔ مثلاً حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ۔

(۲) حضرت مسطح بن اثاثہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے ماموں زاد بھائی ہیں ان کو لشکر میں علمبردار بننے کا شرف حاصل ہے۔

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسلام کی جنگی تاریخ میں اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر کھایا۔

سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

ہجرت کے پہلے سال ذوالقعدہ کے مبارک مہینے میں مذکورہ دو سریوں کے بعد حضور ﷺ نے حضرت سعد

Marfat.com

بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے بھی سفید پرچم باندھا۔اس دستے کے مجاہدین کی تعداد بیس تھی۔یہ بھی سارے مہاجرین تھے۔انہیں حکم تھا کہ رات کے وقت پیدل چلیں، دن کے وقت چھپ جایا کریں۔لشکر کے علمبردار حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ تھے۔انہیں خرار نامی قافلے پر یلغار کا حکم تھا۔لیکن ان کے پہنچنے سے ایک دن پہلے مشرکین کا قافلہ نکل چکا تھا۔اس دفعہ بھی جنگ کی نوبت نہ آئی۔چنانچہ یہ دستہ اجر عظیم اپنے دامن میں سمیٹے واپس آگیا۔

(تینوں سرایا میں سرکار دو عالم ﷺ نے سفید پرچم باندھا اس رنگ کا انتخاب اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئے گی۔نگاہ نبوت مستقبل کے حالات کو ملاحظہ فرما رہی تھی)۔(مترجم مختار احمد رومی)

نتائج

(۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان خوش بختوں میں سے ہیں۔جنہیں نگاہ رسالت مآب ﷺ نے قیادت کے لئے پسند فرمایا۔

(۲) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو علمبردار بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(۳) اس دستے کو "خرار" سے تجاوز کرنے سے منع کیا گیا تھا۔لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے کمال اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقررہ حد سے تجاوز نہ کیا۔

داخلی اضطراب اور شدید عداوت

ہجرت کا پہلا سال ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت وشہرت عطا فرمادی۔یہ ترقی اور عزت دشمنان اسلام کو ایک آنکھ نہ بھائی۔یہود اور مشرکین نے طرز نفاق اپنا کر اسلام اور اہل اسلام کے خلاف گروہ بندی شروع کردی۔چنانچہ اس وجہ سے مدینہ منورہ داخلی اضطراب کی لپیٹ میں آگیا۔آئندہ صفحات میں منافقین یہود اور مشرک منافقین کے نام اور ان کے مکروہ کرتوت ذکر کئے جارہے ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں۔

منافقین یہود

مدینہ منورہ میں کچھ یہودی ایسے تھے جنہوں نے محض دھوکہ دہی کے لئے اسلام قبول کیا تھا۔حقیقت میں وہ اپنے یہودیانہ کفر پر قائم تھے۔

اس لعنتی گروہ کا پہلا فرد

(۱) زید بن اللصیت تھا۔جب حضور ﷺ کی ناقہ گم ہوگئی یہی بدبخت تھا جس نے کہا تھا محمد ﷺ کا خیال ہے کہ وہ نبی ہیں اور ان کے پاس آسمانی خبریں آتی ہیں۔حالانکہ انہیں یہ بھی نہیں پتہ کہ ان کی ڈاچی کہاں کھوگئی

Marfat.com

ہے۔ جب یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی آپ نے فرمایا جو بات میرا اللہ مجھے بتاتا ہے وہی مجھے معلوم ہوتی ہے۔ اب میرے مولا نے مجھے آگاہ فرمادیا ہے کہ میری ناقہ فلاں گھاٹی میں ہے اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ اڑ گئی ہے۔

واللہ لا اعلم الا ما علمنی اللہ وقد دلّنی اللہ علیھا فھی فی ھذا الشعب قد حبسھا شجرۃ بزمامھا۔

(یہ سن کر) صحابہ کرام وہاں پہنچے جس طرح سرکار ﷺ نے فرمایا تھا ڈاچی اسی جگہ اسی طرح رکی ہوئی تھی۔

(۲) رافع بن حریملہ :۔ اس ملعون کی موت پر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا آج ایک بہت بڑا منافق مرگیا ہے۔

(۳،۴) رفاعہ بن زید بن تابوت / سوید بن حارث :۔ انہوں نے مکر و نفاق کی وجہ سے اسلام قبول کرلیا۔ غلط فہمی کی وجہ سے چند مسلمان ان سے دوستی کرنے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو فرمایا کہ ان کے ساتھ دوستی نہ رکھی جائے۔

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! مت بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور کفار سے (اپنے) دوست اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان دار۔ (المائدہ: 57)

رفاعہ، یہ وہ بدبخت انسان تھا کہ جب حضور ﷺ گفتگو فرماتے یہ اپنی زبان کو ٹیڑھا کر کے کہتا: **ارعنا سمعک یا محمد حتی نفھمک۔**

اسلام میں بھی عیب نکالتا رہتا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

ترجمہ :۔ کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ مول لے رہے ہیں گمراہی کو اور (یہ بھی) چاہتے ہیں بہک جاؤ تم بھی راہ راست سے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ حمایتی اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ تعالیٰ مددگار۔ کچھ لوگ جو یہودی ہیں، پھیر دیتے ہیں (اللہ کے) کلام کو اس کی اصل جگہوں سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سناتے جاؤ اور (کہتے ہیں) "راعنا" بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں۔ اور اگر وہ (یوں) کہتے ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اسے) مان لیا اور (ہماری عرض) سنیے اور نگاہ (کرم) فرمائیے۔ ہم پر تو ہوتا بہت بہتر ان کے لئے اور بہت درست لیکن (اپنی رحمت سے) دور کر دیا انہیں اللہ نے بوجہ ان کے کفر کے پس نہیں ایمان لائیں گے مگر تھوڑے سے۔ (النساء: 44-46)

(۵،۶،۷) سعد بن حنیف، نعمان بن اوفی بن عمرو، عثمان بن اوفی بن عمرو۔

Marfat.com

(9،8) سلسلہ بن زہام رکنانہ بن صوریا: یہ تمام کے تمام یہود کے بڑے عالم تھے۔ یہ فتنہ گری، سازش اور مسلمانوں میں ناچاقی ڈالنے کے لئے مسلمان ہوئے تھے۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ یہ تو افراد یہود کے بڑے عالم تھے۔ ظاہری طور پر مسلمان، لیکن باطنی طور پر کافران کا مقصد صرف مسلمانوں میں بے اتفاقی، کمزور یقین والے نومسلموں کو گمراہ کرنا۔ اور مسلمانوں کے اندرونی حالات سے آگاہی حاصل کرنا تھا تاکہ وہ دعوت اسلام کے کام میں رکاوٹ ڈال سکیں۔ ان کی اس سوچ کے پیچھے یہ مقصد کارفرما تھا کہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی عظمت کو شاید اس دھوکہ دہی کے ذریعے بحال کیا جاسکے۔

مشرک منافقین

یہودی منافقین کا مشرک منافقین پر بڑا اثر تھا۔ اور یہ لوگ ان کو نصیحت اور خیر خواہی کے نام پر نفاق کا درس دیتے تھے۔ اور انہیں بتاتے تھے کہ شاید اس طرح تمہارا وجود برقرار رہ سکے۔

خفتہ بختوں کے اس گروہ کا پہلا فرد تھا۔

(1) زوی بن حارث: ۔ اس کا تعلق بنی عمرو بن عوف سے تھا۔

(2) جلاس بن سوید: ۔ یہ بنی حبیب سے تھا۔ یہ بد بخت غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھا۔ یہ کہتا اگر یہ شخص (محمد کریم ﷺ) سچا ہے تو پھر ہم تو گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔

اس کا یہ بکواس اس کے ربیب (گود میں پلنے والے بیٹے) عمیر بن سعد نے سن لیا۔ اس نے کہا بخدا اے جلاس! تو مجھے بہت پیارا تھا۔ تیرے احسانات مجھ پر بے شمار ہیں۔ تیرا تکلیف میں مبتلا ہونا مجھے ناگوار تھا۔ لیکن اب تو نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر میں اسے آگے بیان کردوں تو تیری عزت خاک میں مل جائے۔ اور اگر میں خاموش رہوں تو میرا دین میرے ہاتھ سے نکل جائے۔ سچی بات ہے پہلا کام میرے لئے زیادہ آسان ہے۔ یہ کہہ کر عمیر رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ جلاس نے کہا تھا حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کردیا۔ جلاس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا عمیر نے جھوٹ بولا ہے۔ اور جو کچھ عمیر کہہ رہا ہے میں نے نہیں کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیات نازل فرمائیں۔ (اور عمیر کی صداقت ثابت کردی)

ترجمہ آیات: (منافق) قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی کہ انہوں نے یہ نہیں کہا حالانکہ یقیناً انہوں نے کہی تھی کوئی بات اور انہوں نے کفر اختیار کیا اسلام لانے کے بعد اور انہوں نے ارادہ بھی کیا ایسی چیز کا جسے وہ نہ پاسکے اور نہیں خشمناک ہوئے وہ مگر اس پر کہ غنی کردیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے اپنے فضل و کرم سے سو اگر وہ توبہ کرلیں تو یہ بہتر ہوگا ان کے لئے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو عذاب دے گا انہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دنیا اور آخرت میں اور نہیں ہوگا ان کا روئے زمین میں (کوئی) دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (التوبہ: 74)

Marfat.com

روایت کیا جاتا ہے کہ جلاس نے سچی توبہ کرلی اور بہترین مسلمانوں میں شمار ہونے لگا۔

(۳) حارث بن سوید، یہ جلاس کا بھائی تھا۔

یہ منافق تھا۔ جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ گیا۔ محذر بلوی اور قیس بن زید نے دور جاہلیت میں اس کے باپ کو قتل کرڈالا تھا۔ اس نے میدان احد میں اپنے باپ کے قاتلوں کو قتل کر دیا۔ پھر قریش مکہ سے مل گیا اور اپنے بھائی جلاس کو پیغام بھیجا کہ مجھے معافی لے کر دو۔ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور واپس مدینہ آنا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم نے فرمایا:

ترجمہ آیت:۔ کس طرح ہدایت دے اللہ تعالیٰ اس قوم کو کفر کیا جنہوں نے ایمان لانے کے بعد اور انہوں نے گواہی دی (یا دیکھ لیا کہ) یہ رسول حق پر ہے اور لے کر آیا وہ (رسول) ان کے پاس واضح (نشانیاں) اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو۔

(۴) نبتل بن حارث:۔ یہ بھی بنی عمرو بن عوف سے تھا۔

اسی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا: جو شخص شیطان کو دیکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ نبتل بن حارث کو دیکھ لے۔

اس کا جسم موٹا تازہ قد لمبا سر کے بال بکھرے ہوئے، آنکھیں سرخ اور گال سیاہی مائل سرخ تھے۔ یہ سرکار ﷺ کی محفل میں آتا کلام مبارک سنتا اور منافقوں کو بتا دیتا تھا۔

اسی نے کہا تھا کہ محمد ﷺ کانوں کے کچے ہیں جس کی بات سنتے ہیں مان لیتے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو نبی (بدزبانی) سے اذیت دیتے ہیں نبی کریم کو اور کہتے ہیں کہ یہ کانوں کا کچا ہے۔ فرمایئے وہ سنتا ہے جس میں بھلا ہے تمہارا۔ (ترجمہ جمال القرآن، التوبہ:61)

(۵) مربع بن قیظی:۔ یہ وہی شخص ہے جس نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ! اگر آپ نبی ہیں (تو بھی) میں آپ کو اپنے باغ سے گزرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

رسول کریم ﷺ اس وقت جنگ احد کے لئے تشریف لے جارہے تھے۔ آپ نے اس سے باغ میں سے گزرنے کی اجازت مانگی تھی۔

اس منحوس نے زمین سے ایک مٹھی مٹی کی اٹھائی اور کہا: بخدا اگر مجھے علم ہو کہ آپ کے سوا یہ مٹھی کسی اور کو نہیں لگے گی تو میں فوراً یہ آپ پر گرادوں۔ صحابہ کرام تیزی سے اس کو قتل کرنے کے لئے دوڑے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ یہ اندھا ہے اس کا دل بھی اندھا ہے۔ بصیرت سے خالی ہے۔ سعد بن زید نے کمان مار کر اس

Marfat.com

کا سر پھوڑ دیا۔

(٦) اوس بن قیظی:۔ یہ مربع کا بھائی تھا۔ اس نے غزوہ خندق کے موقع پر کہا تھا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں۔ ہمیں (جنگ سے) واپس جانے کی اجازت دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

ترجمہ:۔ وہ کہتے ہیں ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ غیر محفوظ نہیں ہیں۔ نہیں چاہتے وہ مگر (میدان جنگ سے) فرار۔

(٧) حاطب بن امیہ بن رافع خزرجی:۔ زمانہ جاہلیت میں یہ اپنے معاشرے کا ''شیخ کبیر'' تھا۔ اس کے صاحبزادے حضرت یزید بن حاطب کا شمار عظیم مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ حضرت یزید رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ زخموں سے چور چور آپ کو دار بنی ظفر میں لایا گیا۔ مسلمان مرد وزن ان کے آخری وقت میں ان کے پاس اکٹھے تھے۔ سب نے کہا: اے یزید! تم کو جنت مبارک ہو۔ اس پر حاطب ملعون نے طنزاً کہا ہاں جنت۔ تم لوگ دھوکے میں ہو۔ بخدا یہ تو اپنی جان سے بھی عاجز ہے۔

(٨) بشیر بن ابیرق:۔ یہ زرہیں چرایا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا:

اور مت جھگڑیں آپ ان کی طرف سے جو خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا اسے جو بڑا بددیانت (اور) بدکار ہے۔ (النساء:107)

(٩) قزمان:۔ یہ بنی بیرق کا حلیف تھا۔ اس کے بارے میں رسول دو عالم ﷺ نے فرمایا تھا: انه من اهل النار یہ دوزخی ہے۔

جنگ احد میں اس نے حصہ لیا تھا کئی مشرکین کو قتل کیا تھا۔ خود زخموں کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتا تھا۔ اسے دار بنی ظفر میں لایا گیا صحابہ نے اسے کہا تجھے مبارک ہو آج تو نے خوب جہاد کیا ہے۔ اس نے کہا: میں نے اللہ کے لئے نہیں بلکہ اپنی قومی حمیت کے لئے جنگ کی ہے۔ اس کو زخموں سے شدید درد شروع ہو گیا تو اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور خودکشی کر لی۔

نبی صادق ﷺ کا فرمان سچ ثابت ہو گیا۔

(١٠) عبداللہ بن ابی بن سلول:۔ اسے رأس المنافقین کہتے ہیں۔ اس کا ڈیرا منافقوں کی آماجگاہ تھا۔ غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر اس نے کہا تھا اگر ہم مدینہ کی طرف واپس لوٹ کر آئے تو سب سے معزز شخص سب سے زیادہ ذلیل کو نکال دے گا۔ سورۃ المنافقون ساری اس کے اور اس کے گروہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

جب حضور ﷺ نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو یہ ان کے ساتھ مل کر سازشیں کر رہا تھا۔ اور انہیں کہتا ثابت قدم رہو بخدا!

Marfat.com

ترجمہ:۔ اگر تمہیں (یہاں سے) نکالا گیا تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ یہاں سے نکل کر جائیں گے۔ اور ہم تمہارے بارے میں کسی کی بات ہر گز نہیں مانیں گے۔ اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔ (الحشر: 11)

یہ وہ دس آدمی تھے جن کے دل میں نفاق اور شرک بھرا ہوا تھا۔ کچھ ان میں سے اسلام لائے اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ کچھ نفاق پر مر گئے۔ سرکار ﷺ کے وصال کے وقت تک کوئی منافق باقی نہ رہا۔

یہودیوں کا خاتمہ خود سرکار ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کر ڈالا تھا۔

بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ پہلے دو قبیلوں کو مدینہ طیبہ سے جلا وطن کر دیا گیا۔ جب کہ بنو قریظہ کو خیانت اور بد عہدی کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ ان میں سے بہت تھوڑے لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے علماء اور دانش مندوں میں سے حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت مخیریق رضی اللہ عنہما کو نعمت ایمان نصیب ہوئی۔

حضرت مخیریق نے یوم احد کے دن اسلام قبول کیا تھا۔ آپ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: مخیریق خیر یھود. یہود میں سے اسلام قبول کرنے والوں میں مخیریق سب سے بہتر ہے۔

غزوہ احد کے موقع پر آپ نے اپنی قوم کو وعظ کیا اور اسلام کی دعوت دی۔ پھر سرکار ﷺ کی طرف سے لڑتے لڑتے جان قربان کر دی۔ آپ نے کہا تھا میرے بعد میرا مال میرے آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

کھل کر دشمنی کرنے والے یہودی

کچھ یہودی تو وہ تھے جنہوں نے منافقانہ طرز عمل سے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ کچھ یہودی ایسے تھے جو برملا دشمن اسلام رہے۔ ان میں سے اکثر یہودی تورات کے عالم تھے۔ انہیں عربوں سے بغض تھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کے سردار محمد ﷺ کو اہل عرب سے کیوں منتخب فرمایا۔

ہم یہاں ان کے چیدہ چیدہ سرداروں کے بارے میں بیان کریں گے کہ کس طرح کفر، سرکشی اور حسد کی آگ نے ان کے کلیجے پھونک ڈالے تھے۔ رسول برحق ﷺ اور آپ کے صحابہ کے بارے میں جو بات بھی ان کی زبان پر آتی اس کے پیچھے یہی سرکشی، عناد اور بغض کارفرما ہوتا تھا۔ مثلاً:

حیی بن اخطب نضری:۔ یہ سب سے زیادہ خبیث دشمن رسول تھا۔ (قدرت کی تقسیم عجب ہے کہ اس کی بیٹی) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حیی کا بھائی ابو یاسر بن اخطب اور دوسرا بھائی جدی بن اخطب، سلام بن مشکم، کنانہ بن ربیع، سلام بن ابی الحقیق، عمرو بن حجاش، کعب بن اشرف طائی، حجاج بن عمرو اور کردم بن قیس یہ سارے نضری (بنو نضیر کے قبیلے سے تھے)

Marfat.com

عبداللہ بن صوریا الاعور، یہ بنی ثعلبہ سے تھا۔ حجاز میں سب سے بڑا یہودی عالم تھا۔

رفاعہ بن قیس :۔سوید بن حارث، فخاس شاس بن عدی، مالک بن صیف، رافع بن ابی رافع، رافع بن حریملہ، مالک بن عوف، کعب بن راشد، اور عازر یہ سارے، بنو قینقاع سے تھے۔

زبیر بن باطا، عزال بن شمیل، کعب، وہب بن یہوذا اسامہ بن حبیب، رافع بن رمیلہ، نافع بن ابی نافع، عدی بن زید یہ سارے، بنو قریظہ میں سے تھے۔

لبید بن عاصم جس نے حضور ﷺ پر جادو کیا تھا یہ بنی رزیق میں سے تھا۔ کنانہ بن موریا بنی حارثہ میں سے تھا۔

نتائج

(۱) کار دعوت حق بہت دشوار ہے۔ ہجرت کے بعد بھی داعیان حق کی مشکلات میں کمی نہ آئی۔

(۲) منافقین، کافروں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن سلام اور مخیریق رضی اللہ عنہما کی فضیلت پہ

(۴) یہودی محض کفر، حسد، بغض اور سرکشی کی وجہ سے اللہ کے رسول سے برسرپیکار رہے۔ انہیں دکھ تھا کہ نبوت بنی اسرائیل سے نکال کر بنی اسماعیل علیہ السلام میں کیوں چلی گئی ہے۔

یہود کے عناد کے مظاہرے

منافقین یہود خفیہ طور پر اپنے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے۔ لیکن کچھ یہودی ایسے بھی تھے جو برملا اپنے حسد، کینہ اور عداوت کا اظہار کرتے رہے، اللہ کے رسول ﷺ ہوں یا دین حق اسلام یا اہل اسلام یہود نے اظہار عناد میں کوئی کمی نہ کی۔

بطور عبرت چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

رافع بن حریملہ لعنتی اپنی خسیس عداوت کا اظہار یوں کرتا:

اے محمد ﷺ! اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اپنے رب سے کہیں ہمارے ساتھ باتیں کرے تاکہ ہم بھی اس کا کلام سنیں۔

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے کہ کیوں نہیں کلام کرتا ہمارے ساتھ (خود) اللہ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی۔ اسی طرح کہی تھی ان لوگوں نے جو ان سے پہلے (گزرے) تھے ان کی سی (بے سروپا) بات ملتے جلتے ہیں ان سب کے دل۔ بے شک ہم نے صاف صاف بیان کردی ہیں (اپنی) نشانیاں ان کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔ (البقرہ:118)

سلام بن مشکم، نعمان بن ابی اوفی، محمود بن دحیہ، شاس بن قیس اور مالک بن صیف نے رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

سے کہا: ہم آپ کی اتباع کیونکر کریں حالانکہ آپ نے تو ہمارا قبلہ (بیت المقدس) ترک کر دیا ہے اور آپ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بھی نہیں مانتے۔ قرآن نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

اور یہود نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی (بے سروپا) بات ہے ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی نقل اتار رہے ہیں ان لوگوں کے قول کی جنہوں نے کفر کیا پہلے، ہلاک کرے انہیں اللہ تعالیٰ کدھر بھٹکے چلے جا رہے ہیں۔ (التوبہ:30)

جبل بن ابی قشیر اور شمویل نے ہادی عالم ﷺ سے کہا: اے محمد ﷺ! اگر آپ نبی ہیں تو بتائیں قیامت کب قائم ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ:۔ وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے قیامت کے متعلق کہ کب ہوگا اس کا وقوع۔ آپ کہیے کہ اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے۔ نہیں ظاہر کرے گا اسے اپنے وقت پر مگر وہیں یہ (حادثہ) ہے بہت گراں ہے آسمانوں اور زمین میں نہ آئے گی تم پر مگر اچانک وہ پوچھتے ہیں آپ سے گویا آپ خوب تحقیق کر چکے ہیں اس کے متعلق۔ آپ فرمائیے: اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (الاعراف:186)

نعمان، بحری بن عمرو اور شاس بن عدی، حضور رحمت عالم ﷺ کے پاس آئے۔ دھمکی آمیز باتیں کرنے لگے۔ سرکار ﷺ نے اللہ کی طرف بلایا اور اللہ کے عذاب سے خبردار کیا۔ جواباً انہوں نے کہا اے محمد ﷺ آپ کیوں ہمیں ڈراتے ہیں؟ بخدا! ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں ان کے رد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور یہود اور نصاریٰ نے کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں آپ فرمائیے: (اگر تم اس طرح ہو) وہ (اللہ) کیوں عذاب دیتا ہے تمہیں تمہارے گناہوں پر۔ بلکہ تم بشر ہو اس کی مخلوق میں سے۔ وہ معاف فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے اور عذاب دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور اسی (اللہ) کی طرف ہے لوٹ کر جانے کی جگہ۔ (المائدہ)

رافع بن حارثہ، سلام بن مشکم، مالک بن صیف اور رافع بن حریملہ سرور دو عالم ﷺ سے جھگڑا کرتے ہوئے کہنے لگے:

اے محمد ﷺ! کیا آپ کا گمان نہیں ہے کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور ان کے دین پر ہیں۔ اور جو کچھ تورات میں ہے اس پر بھی آپ کا ایمان ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ یہ تورات اللہ کی طرف سے ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ لیکن تم نے خود تورات میں اضافے کر دیئے ہیں۔ تم انکار بھی کرتے ہو اس کا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تم سے عہد لیا تھا اور جس چیز کو واضح کرنے کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا تھا تم نے اس کو چھپا دیا ہے۔ میں تمہارے اس ردوبدل سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

Marfat.com

وہ چڑ گئے اور کہا ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ہدایت اور حق ہے۔ ہم آپ پر نہ ایمان لائیں گے نہ آپ کی اتباع کریں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آپ فرمایئے: اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ (عمل سے) قائم کرو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور انکار میں۔ پس آپ افسوس نہ کریں قوم کفار پر۔ (المائدہ:68)

نحام بن زید، کردم بن کعب، بحری بن عمرو پیکر رشد و ہدایت ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ جھگڑا کرتے ہوئے کہنے لگے اے محمد ﷺ کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ لاالہ الاھو بذلک بعثت والی ذلک ادعو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہی بتانے کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ اور اسی بات کی میں دعوت دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

ترجمہ: آپ پوچھئے کونسی چیز بڑی (معتبر) ہے گواہی کے لحاظ سے۔ آپ ہی بتایئے اللہ تعالیٰ وہی گواہ ہے میرے درمیان اور تمہارے درمیان اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ میں ڈراؤں تمہیں اس کے ساتھ اور (ڈراؤں) اسے جس تک یہ پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا اور بھی ہیں؟ آپ فرمایئے: میں تو (ایسی جھوٹی) گواہی نہیں دیتا۔

آپ فرمایئے: وہ تو صرف ایک خدا ہی ہے اور بے شک بیزار ہوں ان (بتوں) سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔ جنہیں ہم نے دی ہے کتاب وہ پہچانتے ہیں اس نبی کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جنہوں نے نقصان میں ڈال دیا ہے اپنے آپ کو تو وہ نہیں ایمان لائیں گے۔ (الانعام:18-19)

انہی یہود کا ایک بدبخت گروہ آیا۔ وہ کہنے لگا مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ آپ ﷺ بتائیں اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے۔ رسول کریم ﷺ جلال میں آگئے۔ رخ اقدس کی رنگت بدل گئی۔ اٹھ کر ان کو پکڑنے کے لئے سرکار ﷺ آگے بڑھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو گئے۔ عرض کیا گیا یا محمد ﷺ ٹھہریئے اور ضبط فرمایئے ان کے سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ۬ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

"(اے حبیب!) فرمادیجئے وہ اللہ یکتا ہے، اللہ صمد (بے نیاز ہے) نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے"۔ (الاخلاص)

Marfat.com

نتائج

(۱) یہود کی اکثریت دوغلی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

(۲) یہود نے اپنی زبانوں سے بھی رحمت عالم ﷺ کو بہت ایذا دی۔

(۳) یہود کی بے تکی باتوں اور باطل دلیلوں کا قرآن کریم نے خوب رد کیا۔

نصاریٰ بھی یہود سے کم نہ تھے

وفد نجران

یہود کے بارے میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا نصاری میں بھی بغض وعناد اسی طرح بھرا ہوا تھا۔ ہم یہاں نجران کے نصاری کا مجادلہ بطور مثال پیش کر رہے ہیں۔ گو یہ یہود کی طرح ہجرت کے سال اول کا واقعہ نہیں بلکہ ہجرت کے نویں سال یہ وفد بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تھا۔

یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے چودہ افراد کا تعلق اعلی طبقے سے تھا۔ ان کے تین افراد ایسے تھے جن کی طرف ہر مشکل معاملہ میں رجوع کیا جاتا تھا۔ وہ درج ذیل ہیں۔

عبدالمسیح اس کا لقب العاقب تھا۔

الایہم اس کا لقب السید تھا۔

ابو حارثہ یہ بنی بکر بن وائل کے خاندان سے تھا۔ یہی لارڈ پادری تھا۔ شاہان روم کے دربار میں اس کا بڑا مقام تھا۔ ان کے دینی مقامات (کنیسے) کا انچارج تھا۔ اور علم میں سب سے بڑھ کر تھا۔ شاہان روم نے اسے بہت زیادہ مالا مال کر رکھا تھا۔

جب ان کا وفد مدینہ شریف آنے کے لئے تیار ہوا ابو حارثہ اپنی خچر پر سوار ہوا اس کے پہلو میں اس کا بھائی کرز بن علقمہ بھی تھا۔ ابو حارثہ کی خچر کو ٹھوکر لگی۔ تو کرز نے کہا: تعس الابعد۔ جو دور ہے وہ ہلاک ہو۔ الابعد سے اس کی مراد حضور ﷺ کی ذات تھی۔ اس کی یہ بے ہودہ بات سن کر ابو حارثہ نے کہا وہ نہیں بلکہ تو ہلاک ہو۔ کرز نے کہا میرے بھائی تم مجھے اس طرح کہہ رہے ہو؟ ابو حارثہ نے کہا (جس کو تو نے کہا ہے) بخدا وہ تو وہی نبی ہے جس کا صدیوں سے زمانے کو انتظار ہے۔ کرز نے کہا پھر تم ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے ہو؟ ابو حارثہ نے کہا: ان لوگوں نے ہمیں بے حساب مراعات دے رکھی ہیں۔ مال وجاہ اور شرف سے ہمیں مالا مال کر رکھا ہے۔ اگر ہم اس نبی ﷺ پر ایمان لائیں تو (شاہان روم) ہم سے سب کچھ چھین لیں گے۔ کرز نے اس بات کو پلے باندھ لیا اور کچھ عرصہ بعد اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

جب وہ لوگ مسجد نبوی ﷺ میں آئے تو اس وقت عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ صحابہ کرام نے انہیں روکنا چاہا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: انہیں اس طرح نماز پڑھنے دو کیونکہ ان کے گرجا گھروں میں ان کا قبلہ جانب مشرق ہوتا ہے۔

ان میں سے ایک نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں کہا: وہ (مسیح) بذات خود اللہ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ بیماروں کو شفا دیا کرتے تھے۔ غیب کی خبریں بتایا کرتے تھے۔ مٹی سے پرندہ بنا کر پھونک مارتے تو وہ (اڑنے والا) پرندہ بن جاتا تھا۔

دوسرے نے کہا: حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے تھے۔ کیونکہ ان کا باپ نہیں تھا۔ آپ نے پنگھوڑے میں کلام کیا تھا۔ تیسرے سردار نے کہا: آپ ثالث ثلاثہ تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کئی افعال کا ذکر کرتے وقت جمع کا صیغہ ذکر فرمایا۔ مثلاً کسی جگہ فرمایا: خلقنا ہم نے پیدا کیا۔ کسی جگہ فرمایا: امر نا ہم نے حکم دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک ہوتا تو پھر خلقت اور امرت فرماتا میں نے پیدا کیا میں نے حکم دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نظام کائنات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے ساتھ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

سرکار ﷺ نے فرمایا: ''اسلموا'' اسلام قبول کرلو، انہوں نے کہا: ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں تم ابھی مسلمان نہیں ہوئے ہو۔ اسلام قبول کرلو، انہوں نے کہا ہم آپ سے پہلے کے مسلمان ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اسلام کی راہ میں تمہارے لئے یہ رکاوٹ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا تسلیم کرتے ہو۔ صلیب کی عبادت کرتے ہو۔ اور خنزیر کھاتے ہو۔

انہوں نے کہا یا محمد ﷺ پھر آپ بتائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے؟ سرکار ﷺ خاموش رہے۔ کوئی جواب نہ دیا۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اسی (۸۰) سے زائد آیات نازل فرمائیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوری تفصیل سے بتایا گیا۔ قرآن کریم نے فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۞

''بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی مانند ہے۔ پیدا کیا آپ کو مٹی سے پھر اسے کہا ہو جاؤ تو وہ ہو گیا''۔ (آل عمران)

سرکار ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی ''حنہ'' کی پیدائش کے بارے میں بھی بتایا جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے بندے ہیں اور سرکار ﷺ کی شان نبوت بھی اس بیان سے واضح ہوتی ہے (کہ سرکار ﷺ نے گزرے ہوئے زمانے کی خبر پوری تفصیل سے بیان فرما دی)

(جب اپنے باطل عقائد پر ان کا اصرار بڑھا تو) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ہمارے ساتھ مباہلہ کرلو۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ جب نجرانیوں نے ان روشن اور چمک دار چہروں کو دیکھا تو کہا اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ یا اللہ یہ پہاڑ اس جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ ان کی بات مان لے گا۔ (لہٰذا اگر یہ کہیں کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہے اس کو ہلاک فرمادے تو اللہ تعالیٰ فوراً ہمیں ہلاک کردے گا۔ مترجم مختار احمد رومی)

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آ گیا آپ کے پاس (یقینی) علم تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجاء کریں۔ پھر بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔ (آل عمران: 61)

نصرانیوں نے عرض کیا یا ابا القاسم! ہمیں مہلت دیجئے! مہلت لے کر انہوں نے تنہائی میں اپنے سردار العاقب سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا بخدا! تم بھی جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور تمہارے نبی عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تفصیلی خبریں لے کر تشریف لائے ہیں۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جس قوم نے بھی اللہ کے کسی نبی سے مقابلہ کیا وہ صفحہ ہستی سے مٹادی گئی اگر تم نے بھی اسی طرح کیا تو جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیئے جاؤ گے۔ تمہارا انکار محض اپنے عقائد سے محبت کی وجہ سے ہوگا۔ بہتر ہے کہ اس ہستی سے صلح کرلو اور اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔

(آپس میں یہ باتیں کرنے کے بعد) وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہمارا خیال ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ نہ کریں۔ آپ اپنے دین پر رہیں اور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے دین پر رہیں۔ لیکن آپ ہمارے ساتھ ایک آدمی روانہ فرمادیں۔ جو (جزیہ لینے میں ہمارا) حکم ہو۔ ہم اسے راضی کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امین الامت حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے اس شرط پر صلح کی کہ وہ دو ہزار حلے دیا کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جانے والے لوگوں کی مہمان نوازی کیا کریں گے۔ سود نہیں کھائیں گے اور نہ ہی سود کا کاروبار کریں گے۔

نتائج

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (بقرہ: 120)

"اور ہر گز نہیں خوش ہوں گے آپ سے یہودی اور عیسائی یہاں تک کہ آپ پیروی کریں ان کی ملتوں کی"۔

قرآن کریم کا یہ فرمان بالکل حق ہے۔ جس کی تصدیق کی مثالیں آپ اس باب میں پڑھ چکے ہیں۔۔ اسلام کے

Marfat.com

بارے میں دونوں کا موقف ایک ہے۔ یعنی ہمیشہ کے لئے جنگ اور دشمنی۔

(۲) مادی فوائد انسان کو باطل کی حمایت پر مجبور کر دیتے ہیں۔ جس طرح نصرانیوں نے شاہان روم کی عنایات کی وجہ سے حق کو قبول نہ کیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ ان کی کم عقلی پر گواہ ہے۔ کبھی وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں کبھی خدا کا بیٹا اور کبھی ثالث ثلاثہ۔

(۴) اسلام وہی معتبر ہے جو زبان رسالت سے نکلی ہوئی تعلیمات کے مطابق ہو اور اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال اور عبادات پر کامل ایمان ہو۔

(۵) کسی چیز کی محبت انسان کو باطل کا معتقد بنا دیتی ہے۔ (جس طرح نصرانی اپنے مذہب کی محبت میں باطل پر ڈٹ گئے تھے)

(۶) گذشتہ ادیان کی طرح اسلام میں بھی مباہلہ جائز ہے۔

دارالہجرت کی حالت

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم ﷺ یثرب آئے یہ جگہ روئے زمین پر سب سے زیادہ وبا والی تھی۔ مہاجرین صحابہ کو سخت بخار کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک کو اس سے محفوظ رکھا۔

حضرت ابوبکر اور آپ کے دونوں غلام حضرت عامر بن فہیرہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما ایک مکان میں رہتے تھے۔ تینوں کو بخار ہو گیا۔ ابھی پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ میں تینوں کی عیادت کے لئے گئی۔ ان کے بخار کی شدت اللہ ہی جانتا ہے۔ میں نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا:

كل امرئ مصبح فی اهله. والموت ادنی من شراک نعله

"ہر شخص اپنے گھر میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے"۔

میں نے کہا میرے باپ کو ابھی یہ خبر نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر میں نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا:

ترجمہ:۔ میں نے موت سے پہلے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔

بے شک بزدل پر موت غلبہ پا لیتی ہے۔ ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتا ہے۔ جس طرح بیل اپنے سینگوں سے اپنی حفاظت کرتا ہے۔

میں نے کہا ان کا حال بھی وہی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تھوڑا سا افاقہ ہوا تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔

Marfat.com

ترجمہ:۔اے کاش اذخر اور اذخر (گھاس) کے قریب مجھے رات گزارنے کا موقع مل جائے۔شاید کبھی مجنہ کے پانی پر مجھے اترنا نصیب ہو جائے تاکہ شامہ اور طفیل (دونوں پہاڑ) مجھے نظر آجائیں۔

(اشعار میں مذکور ساری چیزیں مکہ میں تھیں ان کی خواہش تھی کہ شاید دوبارہ مکہ میں جانا نصیب ہو جائے۔ مترجم رومی)

بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یثرب کی مجموعی فضا حبیب رب العالمین اور آپ کے صحابہ کے لئے قطعا خوشگوار نہ تھی۔آب وہوا وبا سے پر تھی۔یہودیوں کے مکروفریب،منافقین کی چالیں اور سازشیں مشرکین کی دشمنی اور جنگیں۔بخار اور بیماریاں اس کے علاوہ تھیں۔ان نامساعد حالات میں اللہ کے محبوب نے تبلیغ رسالت کے لئے غیر معمولی تھکا دینے والی مشقتیں برداشت کر کے کوئی ایک لمحہ بھی ضائع نہ فرمایا۔اس طرح ہجرت کا پہلا سال گزر گیا۔ہجرت کا سال دوم ایک اور بڑی ذمہ داری لے کر آیا۔وہ ذمہ داری کیا تھی؟مشرکین کے ساتھ جنگ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ:۔اے ایمان والو!ان کافر لوگوں کے ساتھ جنگ کرو۔جو تمہارے آس پاس ہیں۔اور چاہیے کہ وہ پائیں تم میں سختی اور جان لو بے شک اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔(التوبہ:123)

یہ فرمان جہاد کے حکم کے بعد کا ہے۔جہاد کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا۔

ترجمہ آیت:۔اے نبی!جہاد کرو کافروں اور منافقوں کے ساتھ اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ آیت:۔آپ آگاہ فرما دیجئے ان لوگوں کو جو جہاد کر رہے ہیں کہ ان پر بھی ظلم کیا گیا تھا۔اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

ہجرت سے پہلے جہاد کی اجازت نہ تھی۔ہجرت کے پہلے سال سرکار دوعالم ﷺ نے تین سریے روانہ فرمائے تھے۔دوسرے سال غزوات وسرایا کی تعداد اٹھارہ تک پہنچ گئی۔دوسرے سال جو غزوات پیش آئے ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

غزوہ ابواء

اس غزوے کا دوسرا نام غزوہ ودان ہے۔کیونکہ یہ ودان اور ابواء کے قرب میں پیش آیا تھا۔اس لئے انہی دوناموں سے مشہور ہے۔ان کے درمیان تقریباً چھ میل کا فاصلہ ہے۔

یہ پہلا غزوہ ہے جس میں خود ہادی عالم ﷺ شریک ہوئے۔یہ غزوہ ہجرت کے دوسرے سال ماہ صفر میں

Marfat.com

پیش آیا۔

اس کا مقصد بھی قریش کے تجارتی قافلے پر چھاپہ مارنا تھا۔ سرکار ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اسی راستے میں بنو ضمرہ بن بکر کا قبیلہ آباد تھا۔ انہوں نے اپنے سردار مخش بن عمرو کے ذریعے حضور ﷺ کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرلیا۔ قریش کا قافلہ تو بچ نکلا (لیکن یہ معاہدہ اس سے بھی زیادہ فوائد کا حامل تھا) سرکار ﷺ نے صفر کا سارا مہینہ وہاں بسر فرمایا۔ ربیع الاول میں واپس تشریف لائے۔

اس غزوہ میں بھی آپ کا پرچم سفید تھا۔ جو عم رسول ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

غزوہ بواط

غزوہ ابواء سے واپس تشریف لاکر ماہ ربیع الاول میں ہی سرکار ﷺ غزوہ بواط کے لئے روانہ ہوگئے۔ حضرت سائب بن عثمان بن مظعون یا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کو مدینہ کا عامل بنایا۔ مجاہدین کی تعداد دوسو تھی۔ اس غزوہ کا مقصد بھی قریش کے تجارتی قافلے پر چھاپہ مارنا تھا۔

قافلے میں اونٹوں کی تعداد ۲۵۰۰ تھی امیہ بن خلف بھی اس قافلے میں شامل تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ علمبردار تھے۔ سرکار جبل رضویٰ کے قریب فروکش ہوگئے۔ ربیع الثانی کا مہینہ بھی اسی مہم میں صرف ہوگیا۔ جمادی الاول میں واپسی ہوئی۔ یہ قافلہ بھی بچ کر نکل گیا۔ اللہ کی تقدیر ہی اس طرح تھی۔ یہ بھی کیا کم ہے کہ مجاہدین اسلام اپنے اسباب بروئے کار لاکر وہاں پہنچ گئے آگے اللہ کی مرضی ہے جب چاہے عطا فرمائے۔

غزوہ عشیرۃ

جمادی الاول کے آخری ایام سن ۲ھ میں یہ غزوہ پیش آیا۔

حضور ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ قریش کے بہت سارے قافلے شام جارہے ہیں۔ سرکار ﷺ نے ان کی طرف جانے کا پروگرام بنایا کہ شاید اللہ تعالیٰ کسی قافلے پر کامیابی عطا فرمائے۔

حضرت ابوسلمہ بن اسد رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اپنے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو علم عطا فرمایا۔

ینبع کے دامن میں "عشیرہ" کے مقام پر نزول فرمایا۔ قریش کے قافلے تو بچ نکلے لیکن بنو مدلج کے ساتھ دوستی کا معاہدہ قرار پایا جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے باعث خیر و برکت ثابت ہوا۔

غزوہ بدر الاولیٰ

حضور ﷺ کو غزوہ عشیرہ سے تشریف لائے دس یا اس سے بھی کم دن ہوئے تھے کہ کرز بن جابر الفہری نے

Marfat.com

مدینہ شریف کی ایک چراگاہ پر حملہ کر کے کچھ جانور ہانک لئے۔

رسول اکرم ﷺ نے جانور واپس لینے کے لئے اپنے صحابہ کے ہمراہ اس کا تعاقب فرمایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا پرچم عطا فرمایا۔ اور خود چلتے چلتے سفوان نامی وادی تک پہنچ گئے۔ یہ وادی میدان بدر کے قریب ہے۔ اس نسبت سے اس غزوے کو غزوہ بدر الاولی کہتے ہیں۔ کرز تو جانور لے کر بھاگ گیا (لہٰذا لڑائی کی نوبت نہ آئی) اس غزوہ کو الاولی اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس کے بعد غزوہ بدر الکبریٰ پیش آیا تھا۔

جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ اور مومنین کو فتح عطا فرمائی تھی۔

سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

یہ سریہ غزوہ بدر الکبری کا قوی سبب بنا۔ کیونکہ غزوہ بدر رمضان المبارک میں اور یہ سریہ رجب المرجب میں پیش آیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ جہاد پر روانگی کے لئے تیار ہو کر آئیں۔ جب وہ روانہ ہونے لگے تو اپنے حبیب جاں ﷺ کے فراق کا خیال آتے ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: آپ نہ جائیں پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو لشکر کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ انہیں ایک مکتوب گرامی عطا فرمایا اور حکم دیا دو دن سفر کرنے کے بعد اسے کھول کر پڑھنا اور جو کچھ اس میں حکم ہو اس پر عمل کرنا اور اپنے کسی ساتھی کو حقیر نہ سمجھنا۔ دو دن کے بعد انہوں نے نامہ مبارک کھول کر پڑھا تو حکم تھا۔

مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ کے مقام پر اتر جاؤ۔ قریش کی حرکات اور جنگی تیاریوں پر نگاہ رکھو۔ حضرت عبداللہ نے اپنے ساتھیوں کو سرکار ﷺ کے حکم سے آگاہ فرمادیا۔

حضرت عبداللہ کے ہمراہ ۸۰ مجاہدین تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم ہو گیا۔ وہ اونٹ کی تلاش میں نکلے اور پیچھے رہ گئے۔ حضرت عبداللہ اپنے دیگر ساتھیوں کو لے کر چلے اور نخلہ کے مقام پر نزول کیا۔ وہاں سے قریش کا تجارتی قافلہ گزر رہا تھا۔ جن کے اونٹوں پر کشمش لدی تھی۔

عمرو بن الحضرمی، عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ، نوفل بن عبداللہ، حکم بن کیسان اس قافلے میں شامل تھے۔ حضرت عکاشہ بن محصن نے انہیں دیکھا تو بال منڈوا دیئے تاکہ وہ سمجھیں کہ یہ لوگ عمرہ ادا کرنے کے لئے جارہے ہیں۔

اب مجاہدین اسلام آپس میں مشورہ کرنے لگے آج رجب شریف کا آخری دن ہے اگر آج جنگ کریں تو حرمت رجب پر حرف آتا ہے اور اگر آج انہیں چھوڑ دیں تو کل یہ حدود حرم میں داخل ہو جائیں گے۔ جہاں جنگ کرنا جائز نہیں۔ کافی سوچ بچار کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ انہیں نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ حرمت والے مہینے میں جنگ کرنا تھوڑا جرم ہے۔ جب کہ مشرکین کے جرائم اس سے بھی بڑے ہیں۔

Marfat.com

واقد بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ عنہ نے نشانہ باندھ کر عمرو بن الحضرمی کو تیر مارا جس سے وہ مر گیا۔ ان لوگوں نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا۔ جبکہ نوفل بن عبداللہ بھاگ نکلا۔

یہ لوگ قیدیوں اور اونٹوں کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ عبداللہ بن جحش کے ساتھیوں نے کہا کہ عبداللہ نے ہمیں کہا تھا اس مال غنیمت میں حضور ﷺ کے لئے خمس ہے۔ یہ حکم خمس سے پہلے کی بات ہے جو اللہ نے ان کے دل میں ڈال دی تھی۔ حضرت عبداللہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے۔

سرکار ﷺ نے حرمت والے مہینے میں جنگ کی وجہ سے کوئی چیز قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ یہ سن کر اہل سریہ کے ہوش اڑ گئے۔ دیگر مسلمان بھی ان سے سختی کا سلوک کرنے لگ گئے۔ مجاہدین نے سمجھ لیا کہ ان کے دونوں جہاں تاریک ہو گئے ہیں۔

ادھر قریش نے واویلا مچا دیا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی اشہر حرم کا بھی خیال نہیں کرتے۔ مکہ میں جو مسلمان تھے وہ اس واقعہ کی تاویلیں کرتے کرتے عاجز آ گئے۔

جب ہر زبان سے سوالات کی بوچھاڑ ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل فرمائی۔

ترجمہ:۔ وہ پوچھتے ہیں آپ سے کہ ماہ حرام میں جنگ کرنے کا حکم کیا ہے؟ آپ فرمایئے: کہ لڑائی کرنا اس میں بڑا گناہ ہے لیکن روک دینا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اس کے ساتھ اور روک دینا مسجد حرام سے اور نکال دینا اس میں بسنے والوں کو اس سے اس سے بھی بڑے گناہ ہیں اللہ کے نزدیک۔ اور فتنہ و فساد قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

(البقرہ:217)

اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا کہ مشرکین کے جرائم اس سے بھی بہت بڑے ہیں۔ وہ دین اسلام کی قبولیت میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ مومنوں کو مسجد حرام میں داخل ہو کر عبادت نہیں کرنے دیتے۔ اہل حرم کو ہجرت پر مجبور کرتے ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی اہل سریہ نے سرکار ﷺ سے پوچھا کیا اس جنگ سے ہمیں کوئی اجر بھی ملے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں یہی لوگ امید رکھتے ہیں اللہ کی رحمت کی اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

شور و غوغا اپنے انجام کو پہنچا قریش نے اپنے اسیروں کی رہائی کیلئے فدیہ بھیجا۔ سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا: جب تک حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عتبہ بن غزوان واپس نہیں آتے ہم فدیہ نہیں لیں گے۔

Marfat.com

جب وہ دونوں ساتھی بخیر و عافیت واپس آ گئے۔ سرکار ﷺ نے فدیہ قبول فرمالیا۔ عثمان بن عبد اللہ آزاد ہو کر مکہ چلا گیا۔ جبکہ حکم بن کیسان نے اسلام قبول کر لیا۔ اور خوب عمل کیا۔ سریہ بئر معونہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔

اس موقع کی مناسبت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کچھ شعر بھی کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

تم ماہ حرام میں جنگ کو بڑا گناہ سمجھتے ہو حالانکہ اگر کوئی صاحب بصیرت اپنی بصیرت سے دیکھے تو اس سے بھی بڑے گناہ ہیں (جو تم کرتے ہو)

(وہ گناہ یہ ہیں) حضور ﷺ کے ارشادات سے لوگوں کو پھیرنا اور انکار کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ (تمہارا یہ فعل) دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو محض اس لئے نکال دینا کہ یہاں کوئی اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے والا نظر نہ آئے۔ (یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے) اس جنگ کی وجہ سے تم ہم پر الزام لگاتے ہو (تو لگاؤ) کیونکہ باغیوں اور حاسدوں کا کام ہی دین اسلام کے نظام میں اضطراب پیدا کرنا ہے۔

نخلہ کے مقام پر ہم نے ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو سیراب کیا جب واقد نے جنگ کی آگ بھڑکائی۔ جبکہ عثمان بن عبد اللہ ہمارے پاس اس طرح پڑا ہوا ہے کہ خون آلود تسمے کی مشکیں اس کو سختی سے جکڑے ہوئے ہیں۔

نتائج

(۱) اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے جہاد اور تبلیغ اسلام کے لئے بے حساب تکلیفیں برداشت کیں یہاں تک کہ ایک غزوہ سے فارغ ہوتے تو دوسرے کے لئے تیاری کرنا پڑتی۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی طرف سے اور آپ کی امت کی طرف سے آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر اجر عطا فرمائے۔

(۲) حضور ﷺ کے حسن تدبیر، کمال تصرف اور عظیم ہدایت کی مثال لانا ناممکن ہے۔

(۳) اسلام میں سب سے پہلا مال غنیمت سریہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ میں حاصل ہوا۔ سرکار ﷺ کے لئے خمس اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسے ہی مقرر کر دیا۔

(۴) اسلام میں سب سے پہلا فدیہ بھی انہی اسیروں سے لیا گیا۔

(۵) صحابہ کرام کو حضور ﷺ سے کس قدر محبت تھی کہ جہاد پر جاتے ہوئے بھی جدائی برداشت کرنا گوارا نہ تھی۔ سرکار ﷺ نے بھی ان کے جذبہ صادق کی لاج رکھ لی۔

(۶) سریہ عبد اللہ بن جحش جنگ بدر کا مقدمہ تھا۔

Marfat.com

غزوہ بدر الکبریٰ

تاریخ اسلام میں اس غزوہ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ قرآن کریم نے اس دن کو یوم الفرقان (حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا) فرمایا ہے۔

اس جنگ میں اور اس کے بعد بڑے معرکہ آراء امور ظاہر ہوئے جنہوں نے توحید و شرک اور ایمان و کفر کے خطوط واضح کر دیئے۔

چند ایک امور کا بیان

(۱) قریش کا بہت بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام سے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

(۲) قافلہ کی روانگی کی خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہے آپ ﷺ اپنے صحابہ کو رضا کارانہ طور پر جانے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ کہ جب یہ قافلہ حجاز سے گزرے تو اس کو روک لیں۔ شاید اللہ تعالیٰ انہیں مال غنیمت عطا فرمائے۔ کیونکہ ان لوگوں کی جائیدادوں پر کفار نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اور یہ صرف اپنی جانیں لے کر مکہ سے مدینہ پہنچ گئے تھے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا۔

یہ قریش کا قافلہ آ رہا ہے جس میں ان کے اموال ہیں۔

تم اس کی طرف نکلو شاید اللہ تعالیٰ تمہیں کچھ مال غنیمت عطا فرما دے۔

(یہ سن کر) بعض فوراً تیار ہو گئے۔ بعض نے تامل کیا کیونکہ لازمی طور پر مقابلے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ نیز یہ بھی گمان تھا کہ جنگ کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔

(۳) ابوسفیان جوں جوں حجاز کے قریب آ رہا تھا اس کا خوف بڑھتا جا رہا تھا کہ کہیں محمد ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ اس کے قافلہ پر حملہ نہ کر دیں۔ اس مقصد کے لئے وہ ادھر ادھر سے خبریں اکٹھی کرتا رہا جو بھی قافلہ ملتا اس سے یہی پوچھتا ایک قافلے نے اسے بتایا کہ محمد ﷺ واقعی تیرے قافلے کو روکنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اس نے فوراً ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت پر لیا اور کہا مکہ جا کر قریش سے کہو اپنے قافلے کے تحفظ کے لئے نکل آؤ ورنہ تمہارے اموال لٹ جائیں گے۔

(۴) مکہ میں عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔

یہ ضمضم کے مکہ پہنچنے سے تین رات پہلے کی بات ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی عباس کو بلایا اور کہا میرے بھائی میں نے ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے مجھے خطرہ ہے کہ تیری قوم پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ انہوں نے پوچھا خواب تو بتاؤ۔ عاتکہ نے بتایا میں نے ایک اونٹ سوار دیکھا ہے جو ابطح کے مقام پر آ کر

Marfat.com

رک گیا ہے پھر وہ بلند آواز سے بولا۔ اے اہل غدر! تین دن کے اندر اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل چلو۔ لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا لوگ اس کے ساتھ ہی تھے۔ پھر وہ شخص کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ اور پہلے کی طرح کہا اے غدارو! تین دن کے اندر اندر اپنے مقتل کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ پھر اس کا اونٹ اسے لئے ہوئے جبل ابی قبیس پر چڑھ گیا۔

وہاں سے بھی پہلے کی طرح چلا کر وہی اعلان دہرایا۔ پھر وہاں سے ایک چٹان زمین کی طرف لڑھکا دی یہاں تک کہ وہ چٹان راستے میں پھٹ گئی۔ مکہ کے گھروں اور صحنوں میں سے کوئی جگہ بھی ایسی نہ رہی جہاں اس چٹان کا ٹکڑا نہ پہنچا ہو۔

جناب عباس نے کہا: بخدا! یہ خواب تو بڑا اہم ہے اسے کسی کے آگے بیان نہ کرنا۔ عاتکہ نے بھی کہا تم بھی کسی کے آگے نہ بیان کرنا۔

لیکن انہوں نے اپنے دوست ولید بن عتبہ کے سامنے خواب بیان کر دیا اور اسے خواب کو مخفی رکھنے کی ہدایت کی۔ ولید نے یہ خواب اپنے باپ کو بتا دیا اس طرح راز راز نہ رہا۔ اور ابوجہل تک بات پہنچ گئی۔ ابوجہل سخت غصے میں تھا جب اس نے عباس بن عبد المطلب کو طواف کرتے ہوئے دیکھا تو پکارا اے ابو الفضل! فارغ ہو کر ادھر آنا۔ جب آپ آ گئے اس نے کہا عبد المطلب کی اولاد میں یہ نبیہ کب سے پیدا ہوئی ہے؟ انہوں نے پوچھا بات کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا میں عاتکہ کے خواب کی بات کر رہا ہوں۔ عباس نے پوچھا اس نے کیا دیکھا ہے؟

ابوجہل نے کہا اے آل عبد المطلب! کیا تم اس بات پر اکتفا نہیں کرتے کہ تمہارے مردوں نے نبوت کا دعوی کیا ہے اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کے دعوے کر رہی ہیں۔

اس نے جو کچھ کہا ہے اگر تین دن کے اندر پورا ہو گیا پھر تو صحیح ہے ورنہ ہم لکھ دیں گے کہ عرب میں سب سے جھوٹا گھرانہ تمہارا گھرانہ ہے۔ (نعوذ باللہ)

تین دن کے بعد ضمضم بھی پہنچ گیا۔ اپنے اونٹ کو بطن وادی میں روک دیا۔ کجاوہ الٹ دیا۔ قمیص پھاڑ دی۔ اپنے اونٹ کا نتھنا چیر دیا۔ بلند آواز سے کہنے لگا اپنے سامان تجارت کی خبر لو۔ تیار ہو جاؤ۔ قافلے کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ابوسفیان کے قافلے پر محمد ﷺ حملہ بولنا چاہتے ہیں۔ مدد کرو مدد کرو۔

قریش نے تیاری کر لی وہ (غصے سے بھرے ہوئے) کہہ رہے تھے کیا محمد ﷺ نے اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی والا قافلہ سمجھ لیا ہے۔ ہرگز نہیں بخدا اس سے انہیں کچھ اور ہی محسوس ہوگا۔

قریش اکٹھے ہو کر آنے لگے تو انہیں یاد آیا کہ بنی بکر کے ساتھ ان کی دشمنی ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارے گھروں کو خالی دیکھ کر بنی بکر حملہ کر دیں۔ شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا اس نے کہا:

Marfat.com

اس چیز کی ضمانت میں دیتا ہوں کہ بنی بکر تمہارے بعد حملہ نہیں کریں گے۔ اس اطمینان کے بعد قریش تیزی سے (اپنی قتل گاہ کی طرف) چلے۔

(۵) رسول پاک ﷺ پیر کے دن ۸ رمضان المبارک کو روانہ ہوئے۔ عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ طیبہ کا عامل بنا دیا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو پرچم عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کے آگے آگے دو سیاہ پرچم تھے۔ عقاب نامی پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ دوسرا پرچم انصار کے پاس تھا۔ اس لشکر میں کل ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سب سواری کرتے تھے۔ لشکر کی کل تعداد ۳۱۴ تھی۔ حضرت زبیر بن عوام اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہما کے پاس گھوڑے تھے۔ پورے لشکر میں یہی دو گھوڑے تھے۔ یہ لشکر العقیق کے راستے پر چلتے چلتے بئر روحا پر اترا۔ وہاں سے چلے تو مکہ کے راستے کو اپنے بائیں طرف چھوڑا اور مضیق الصفراء تک وادی کو عبور کیا۔ یہاں سے بسبس الجہنی اور عدی بن الزغباء کو بدر کی طرف روانہ کیا تا کہ وہاں کے حالات سے آگاہی حاصل ہو۔ پھر دائیں طرف وادی ظفران تک چلے وادی عبور کر کے رک گئے۔ یہاں حضور ﷺ کو خبر ملی کہ قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لئے مکہ سے چل پڑے ہیں۔ سرکار ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس سے آگاہ فرما کر ان سے مشورہ لیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بہت خوب باتیں کیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اچھی خیالات کا اظہار کیا، پھر حضرت مقداد کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو کچھ آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے اس پر عمل کیجئے۔ بخدا ہم آپ کو اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح بنی اسرائیل نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔

اے موسیٰ! تو جا اور تیرا رب جائے اور دونوں جنگ کرو بے شک ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو کہیں گے ہم آپ کے رب کی اور آپ کی مدد سے جنگ کریں گے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد تک لے جائیں تو ہم آپ کے ہمراہ وہاں تک جنگ کرتے جائیں گے۔ سرکار ﷺ نے انہیں دعاء خیر دی۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔ حضرت سعد بن معاذ اٹھے اور عرض کیا بخدا یا رسول اللہ ﷺ لگتا ہے آپ ﷺ کا روئے سخن ہماری طرف ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! حضرت سعد نے عرض کیا ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ جو کچھ آپ ﷺ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے اور اس پر اپنے عہد و میثاق پیش کیے۔

آپ جو کچھ چاہتے ہیں کر گزریئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ یہ سمندر عبور کر جائیں تو ہم پیچھے نہیں رہیں گے۔ ہم بھی اس میں کود جائیں گے۔ کل آپ

Marfat.com

کے ساتھ مل کر دشمن سے جنگ کرنے کو ہم ذرا بھی ناپسند نہیں کرتے۔ ہم جنگ میں صبر کرتے ہیں اور مقابلے کے وقت (اپنے دعویٰ میں) سچے ثابت ہوتے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ ﷺ کو وہ کچھ دکھادے جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ اللہ کا نام لے کر ہمیں جہاں چاہیں لے جائیں ہم حاضر ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ کے اس جواب سے سرکار ﷺ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا: سیروا وابشروا فان اللہ قد وعدنی احدی الطائفتین، واللہ لکانی الان انظر الی مصارع القوم۔

(اللہ کا نام لے کر) چلو تمہارے لئے خوشخبری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو میں سے ایک گروہ (گروہ ابوسفیان یا گروہ ابوجہل پر فتح) کا وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا گویا اب میں ان (قریش) کی لاشوں کے گرنے کی جگہ کو دیکھ رہا ہوں۔

حضور ﷺ نے بار بار صحابہ کو فرمایا: مجھے مشورہ دو۔ اس سے مراد انصار کی رائے معلوم کرنا تھا۔ کیونکہ بیعت عقبہ میں جو وعدہ ہوا تھا وہ مدینہ کے اندر دفاع کا تھا۔ مدینہ سے باہر اس کا ذکر نہیں تھا۔ اس لئے گمان تھا کہ شاید وہ بیرون مدینہ طیبہ جنگ کے لئے تیار نہ ہوں۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو سرکار ﷺ بہت خوش ہوئے۔ بدر کی جانب روانہ ہو گئے اور بدر کے قریب ہی نزول فرمایا۔

جنگی حکمت عملی

باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہما اجمعین وہیں موجود رہے۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر میدان بدر کا جائزہ لینے کیلئے تشریف لے گئے۔ اس جگہ ایک بوڑھے سے ملاقات ہوئی جس کا نام سفیان ضمری تھا۔

حضور ﷺ نے اس سے پوچھا قریش کے قافلے اور محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

اس نے کہا جب تک آپ دونوں اپنے بارے میں نہیں بتائیں گے میں آپ کو کچھ بھی نہیں بتاؤں گا۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمہیں بتائیں گے۔ سرکار ﷺ نے احتیاطاً اس طرح فرمایا تھا۔ اس نے کہا واقعی اس طرح ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ فلاں دن اپنے شہر سے روانہ ہو چکے ہیں اگر یہ خبر واقعی صحیح ہے تو آج انہیں فلاں مقام پر ہونا چاہئے۔ اور واقعی حضور ﷺ اسی مقام پر تھے۔ اس نے کہا مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قریش فلاں دن مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں اگر یہ واقعی صحیح ہے تو آج انہیں العدوۃ القصوی کے مقام پر ہونا چاہئے اور وہ واقعی اس جگہ تھے۔

پھر اس نے پوچھا آپ دونوں کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نحن من ماء۔ ہم پانی سے ہیں۔

سرکار ﷺ نے اصل حقیقت کو پوشیدہ بھی رکھا اور سچ بھی ظاہر فرمادیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اور بنایا ہم نے پانی سے ہر زندہ شے کو۔

Marfat.com

بوڑھے نے حیرت سے اس کلمہ کو دہرانا شروع کر دیا اور پوچھتا رہا کیا عراق کے پانی سے یا کسی اور سے؟
سرکار ﷺ واپس اپنے لشکر میں پہنچ گئے۔

شام کے وقت حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے ہمراہ کچھ لوگوں کو قریش کے حالات کا کھوج لگانے کے لئے بھیجا۔ ان حضرات کو دو آدمی ملے جو قریش کے لئے پانی لے کر جا رہے تھے انہوں نے ان کو پکڑ لیا اور اپنے لشکر کے پاس لے کر آئے۔ ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم قریش کے لئے پانی لانے والے ہیں۔ اہل لشکر نے ان کے اس جواب کو پسند نہ کیا اور کہا تم اس قافلے کے لئے پانی لے کر جا رہے ہو۔ اسی کے بارے میں ارشاد باری ہے۔

ترجمہ:۔ اور (یاد کرو اس وقت کو) جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کر رہا تھا دو گروہوں میں سے ایک بے شک تمہارے لئے ہے۔ تم پسند کرتے تھے کہ نہتا (گروہ) تمہارے (ساتھ جنگ کے لئے) ہو۔ (الانفال)

ان سے پھر پوچھا جب انہوں نے اپنے جواب پر اصرار کیا تو انہیں مارا پیٹا۔ (ڈر کی وجہ سے) انہوں نے کہا ہم ابوسفیان کے قافلے کے لئے پانی لا رہے ہیں۔

حضور ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ سرکار ﷺ نے سلام پھیرا تو صحابہ کو فرمایا: جب انہوں نے سچ بولا تو تم نے انہیں مارا اور جب انہوں نے جھوٹ بولا تو تم نے انہیں چھوڑ دیا۔

بخدا! انہوں نے سچ کہا: یہ قریش کے ساقی ہیں۔ (پھر ان دونوں کو فرمایا) ہمیں قریش کے بارے میں بتاؤ۔ انہوں نے کہا: قریش العدوۃ القصوی کے پیچھے ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا ان کی تعداد کیا ہے انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں انہوں نے کہا نو یا دس اونٹ۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: پھر ان کی تعداد نو سو سے ہزار کے درمیان ہے۔ سرکار ﷺ نے پوچھا اشراف قریش میں سے ان کے ساتھ کون کون ہے؟ انہوں نے کہا عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام وغیرہ۔ (یہ سن کر) رسول دو عالم ﷺ نے فرمایا: لوگو! مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کے ہمراہ العدوۃ الدنیا کے قریب ایسی جگہ نزول فرمایا جہاں پانی نہیں تھا۔ لشکر کو شدید پیاس نے آلیا۔ بعض کو احتلام ہو گیا۔ لیکن غسل کے لئے پانی نہ تھا۔ شیطان دلوں میں وسوسے ڈالنے لگا۔ جنابت کی حالت میں تم جہاد کس طرح کرو گے؟ تمہارے پاس پانی ہی نہیں تم جنگ کس طرح کرو گے؟ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا: بارش عطا فرمائی، سب نے غسل بھی کر لیا خوب سیر ہو گئے۔ ریت سخت ہو گئی۔ جس پر بھاگنا دوڑنا آسان ہو گیا۔ قرآن کریم کا فرمان ہے۔

Marfat.com

ترجمہ آیت: یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے تاکہ باعث تسکین ہو اس کی طرف سے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کر دے تمہیں اس سے اور دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے تمہارے قدموں کو۔ (الانفال: 10)

تدبیر

اسلامی لشکر نے بسبس بن عمرو اور عدی بن زغباء کو دشمن کی سرگرمیاں معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ ایک چشمے کے قریب ٹیلے پر اترے۔ وہاں سے اپنے مشکیزے میں پانی بھرا۔ وہاں قریب ہی مجدی بن عمرو الجہنی موجود تھا۔ انہوں نے دو نوجوان عورتوں کو دیکھا جن میں ایک دوسری کو کہہ رہی تھی کل یا پرسوں (قریش کا) قافلہ آنے والا ہے۔ میں ان کی خدمت کر کے جو معاوضہ ملا تمہارا قرض ادا کر دوں گی۔ یہ گفتگو سن کر دونوں حضرات جلدی جلدی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور قافلے کی آمد کے بارے میں جو کچھ سنا تھا عرض کر دیا۔ لیکن ابوسفیان حد درجہ احتیاط کرتے ہوئے قافلے کو چلا کر بدر کے قریب پانی پر آ گیا۔ جب وہ چشمے کے پاس پہنچا مجدی کو وہاں دیکھا ابوسفیان نے پوچھا کوئی قابل ذکر واقعہ ہو تو بتاؤ۔ اس نے کہا اور تو کچھ نہیں صرف دو سوار دیکھے تھے جو اس ٹیلے کے قریب آئے پانی سے مشکیزہ ابھرا اور چل دیئے۔ ابوسفیان وہاں پہنچا جہاں انہوں نے اونٹ بٹھایا تھا اس نے اونٹ کی مینگنی اٹھا کر توڑی۔ اس میں کھجور کی گٹھلی تھی ابوسفیان نے کہا: بخدا یہ اہل یثرب کے جانوروں کا چارہ ہے۔

ابوسفیان نے واپس آ کر قافلے کا رخ بدل لیا۔ میدان بدر کو اپنی بائیں طرف چھوڑ کر چلنا شروع کر دیا۔ اسی وجہ سے اس کا قافلہ بچ گیا۔

جب ابوسفیان مسلمانوں کی زد سے بچ گیا اس نے قریش کے پاس آدمی بھیج کر اپنی بخیریت واپسی کی اطلاع دی اور کہا تم واپس آ جاؤ۔

ابوجہل نے کہا: اللہ کی قسم! ہم (کبھی بھی) واپس نہیں آئیں گے۔ یہاں تک کہ ہم میدان میں اتریں گے۔ وہاں تین دن رہیں گے۔ اونٹ ذبح کریں گے، کھانا کھائیں گے، شراب پئیں گے، گانے بجانے والیاں ہمارے سامنے اپنے فن کا مظاہرہ کریں گی۔ سارا عرب ہمارے بارے میں سنے گا ہمارے سفر کو دیکھے گا۔ اور وہ سارے ہمیشہ کے لئے ہم سے مرعوب رہیں گے۔

بدر ایک ایسی جگہ تھی جہاں سالانہ ایک تہوار منعقد ہوتا تھا۔ اخنس بن شریق ثقفی بنو زہرہ کا حلیف تھا۔ اس نے بنو زہرہ کو مشورہ دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہارے اموال کو بچا لیا ہے تو اب جنگ سے تمہیں کیا غرض ہے؟ وہ لوگ اخنس کے مشورہ سے واپس چلے گئے۔ جبکہ قریش (اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف) چلتے رہے۔

ادھر جس جگہ سرکار ﷺ نے نزول فرمایا تھا۔ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کو دیکھا تو

Marfat.com

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس جگہ اترنے کا حکم دیا ہے۔ یا یہ آپ کی رائے اور جنگی تدبیر ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: یہ محض جنگی تدبیر ہے۔ انہوں نے عرض کیا یہ جگہ اس مقصد کے لائق نہیں۔ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ پانی کے بالکل قریب اتریں۔ وہاں حوض بنا کر پانی محفوظ کرلیں۔ جنگ کے وقت ہمارے پاس پانی ہوگا جبکہ ہمارا دشمن (اونچی جگہ پر ہونے کی وجہ سے) پانی سے محروم ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: (اے حباب!) تم نے بہت اچھی رائے دی ہے۔ پھر سرکار ﷺ اپنے غلاموں کو لے کر اسی جگہ تشریف لے گئے اور اسی طرح کیا جس طرح آپ کے غلام حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا تھا۔

ایک بہترین تدبیر

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا نبی فلاں! کیا ہم آپ کے لئے ایک عریش (چھپر) نہ بنا دیں۔ جس میں آپ تشریف فرما ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے لئے سواریاں موجود ہوں۔ پھر ہم جنگ کریں اگر اللہ تعالیٰ ہمیں عزت (فتح) عطا فرمائے تو یہ چیز تو ہم سب کو عزیز ہے۔ بصورت دیگر آپ ﷺ سواری پر سوار ہو کر ان غلاموں کے پاس چلے جائیں جو (پیچھے) مدینہ شریف میں موجود ہیں۔ ہم ان سے زیادہ آپ ﷺ کے شیدائی نہیں۔ (یعنی وہ بھی آپ کے اتنے ہی جان نثار ہیں جتنے ہم ہیں) اگر انہیں معلوم ہوا کہ آپ ﷺ دشمن سے جنگ کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ ﷺ سے قطعاً پیچھے نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

وہ پورے خلوص سے آپ کے ہمراہ جہاد کریں گے۔ حضور ﷺ نے ان کی یہ رائے سن کر ان کی تحسین فرمائی۔ سرکار ﷺ کے لئے عریش بنا دیا گیا۔ حضور ﷺ اس میں تشریف فرما ہے۔ یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی (دوسری) بہترین تدبیر تھی۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب

لشکر قریش وادی جنگ کی جانب بڑھنے لگا۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: میرے مولا! یہ (لشکر) قریش ہے جو اپنے غرور و تکبر میں مست ہے۔، تیرے ساتھ جنگ آزما ہے اور تیرے رسول کی تکذیب کر رہا ہے۔ میرے اللہ اپنی وہ مدد عطا فرما جس کا تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ میرے مالک کل انہیں ان کے انجام تک پہنچا۔

حضور ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کو دیکھا وہ سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر قریش میں سے کسی کے پاس بھلائی ہے تو اس سرخ اونٹ والے کے پاس ہے۔ اگر وہ اس کی بات مان لیں تو نجات پا جائیں۔

لشکر کفار

لشکر قریش نے اپنی قیامگاہ میں آ کر عمیر بن وہب جمحی کو اسلامی لشکر کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا۔ اس نے اپنا

Marfat.com

گھوڑا لشکر کے گرد گھمایا۔ واپس جا کر کہا تین سو سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہیں۔ لیکن مجھے دیکھنے دو کہ ان کو مدد یا کمک کہاں سے مل سکتی ہے۔ اس نے وادی میں چکر لگایا واپس آ کر کہا کسی ایسی چیز کے آثار تو مجھے نظر نہیں آئے۔ لیکن اے گروہ قریش! میں نے ایسی اونٹنیاں دیکھی ہیں۔ جو اپنے اوپر بہت سی اموات کو لئے ہوئے ہیں۔ یثرب کے اونٹوں پر یقینی موت لدی ہے۔ وہ ایسی قوم ہے جن کے پاس تلواروں کے سوا نہ کوئی بچاؤ کا سامان ہے نہ کوئی پناہ گاہ۔ بخدا! میں تو دیکھ رہا ہوں کہ ان میں سے ہر شخص تب جان دے گا جب تک تم میں سے کسی کو قتل نہ کر لے۔ جب تم میں سے اتنے لوگ قتل ہو جائیں گے۔ پھر زندگی میں کیا لطف رہ جائے گا؟ پھر سوچ لو۔ عمیر کی یہ رائے گویا کہ لشکر کے اندر کسی شخص کا لشکر کو ڈرانے کے مترادف تھی۔

جب حکیم بن حزام نے عمیر کی رائے سنی تو عتبہ کے پاس آیا اور کہا اے ابو الولید! تم قریش میں بڑے بھی ہو۔ سردار بھی ہو۔ تمہاری بات بھی مانی جاتی ہے۔ کیا تمہیں اس بات کی خواہش ہے کہ قیامت تک تمہارا ذکر بھلائی سے ہوتا رہے؟

عتبہ نے کہا کیا بات ہے؟ حکیم نے کہا لوگوں کو واپس لے جاؤ اور اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کا معاملہ اپنے ذمہ لے لے۔ عتبہ نے کہا اس کی دیت میرے ذمے اور جو کچھ اس کو مالی نقصان ہوا ہے وہ بھی میں پورا کروں گا۔ تم ابو جہل سے بات کرو۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ کوئی اور گل نہ کھلا دے۔

عتبہ نے لشکر کو مخاطب ہو کر کہا: اے گروہ قریش! محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کر کے اگر تم نے ان کا نقصان بھی کر دیا تو کیا کرو گے اپنے ہی بھتیجوں، بھانجوں اور قبیلے کے لوگوں کو قتل کر کے ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہوئے بھی شرمندہ ہو گے۔ (میری رائے ہے) اب بھی واپس چلے جاؤ۔ محمد ﷺ کا معاملہ اہل عرب پر چھوڑ دو۔ اگر عربوں نے ان پر قابو پالیا تو یہی تمہاری اپنی خواہش ہے۔ (وہ اس طرح پوری ہو جائے گی) اور اگر ان کو فتح نصیب ہو گئی تو تم جس سلوک کے مستحق ہو وہ سلوک تمہارے ساتھ نہیں کیا جائے گا۔ (بلکہ صاحب خلق عظیم ﷺ تمہیں معاف فرما دیں گے)

حکیم بن حزام ابو جہل کے پاس آیا اسے بتایا کہ عتبہ نے اس طرح لشکر کو واپسی کا حکم دیا ہے۔ ابو جہل نے کہا: بخدا! (شدت خوف کی وجہ سے) عتبہ کی سانس پھول گئی ہے۔ اللہ کی قسم! ہم اس وقت تک نہیں واپس جائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ محمد ﷺ اور ہمارے درمیان فیصلہ نہ فرما دے۔ اور عتبہ نے جو کچھ کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان تو فقط اونٹ کے ایک نوالے کی طرح ہیں۔ (یعنی ان کا قتل انتہائی آسان ہے) اور انہی میں عتبہ کا بیٹا بھی ہے۔ لہٰذا وہ اس لئے جنگ ٹالنا چاہتا ہے۔

جب عتبہ کو ابو جہل کی بات معلوم ہوئی تو اس نے کہا اس ذلیل کو عنقریب پتہ چل جائے گا کہ کس کی سانس

Marfat.com

پھول گئی ہے میری یاس کی۔

لشکر اسلام کی سرگرمیاں

سالارِ دو جہاں ﷺ اپنے صحابہ کی صفوں کو درست فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک تیر تھا۔ حضور ﷺ کے صحابی حضرت سواد بن عزیہ رضی اللہ عنہ صف سے تھوڑا آگے تھے۔ سرکار ﷺ نے تیر لگا کر ان کو فرمایا استو یا سواد! اے سواد! برابر ہو جاؤ۔ حضرت سواد نے عرض کیا آپ کے تیر سے مجھے درد ہوئی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق اور عدل کا علمبردار بنا کر بھیجا ہے مجھے بدلہ چاہئے حضور ﷺ نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا لے لو بدلہ! جب حضرت سواد نے جسم اطہر کو یوں دیکھا آگے بڑھے اور بطن مبارک کو چومنا شروع کر دیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: **حضر ماتری فاردت ان یکون آخر العھد بک ان یمس جلدی جلدک۔**

یا رسول اللہ ﷺ موقع کی نزاکت آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آخری وقت میں آپ ﷺ کے جسم کے ساتھ اپنا جسم مل لوں۔ حضور ﷺ نے انہیں دعاء خیر سے نوازا۔

صفوف اصحاب درست کرنے کے بعد رسول اکرم ﷺ عریش مبارک میں تشریف لائے۔ وہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضور اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کو وہ وعدہ یاد دلایا جو اس نے اپنے حبیب ﷺ سے کیا تھا۔ حضور ﷺ نے عرض کیا: **اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ الیوم لا تعبد بعدھا فی الارض۔** میرے اللہ اگر یہ گروہ آج ہلاک ہو گیا تو قیامت تک زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔

زبان رسالت مآب ﷺ پر یہ الفاظ بھی جاری تھے۔ **اللھم انجز لی ما وعدتنی اللھم نصرک۔**

میرے اللہ میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرما۔ مولا اپنی مدد (عطا فرما) بارگاہ رب العزت میں دست دعا بلند کرتے کرتے چادر مبارک کندھوں سے سرک گئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پشت کی جانب سے سرکار ﷺ کو سینے سے لگایا۔ آپ کی چادر مبارک درست کی۔ سرکار ﷺ کی کثرت گریہ کی وجہ سے آپ ڈر گئے۔ اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اب بس کیجئے۔ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد سرکار ﷺ نے فرمایا: ابو بکر مبارک ہو تمہارے پاس اللہ کی مدد آ پہنچی ہے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کی لگامیں پکڑے ہوئے۔ اس کے سامنے کے پاؤں پر غبار پڑا ہوا ہے۔

Marfat.com

فریقین آمنے سامنے

جمعہ کا دن تھا۔ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی۔ ہجرت کا دوسرا سال تھا جب توحید اور شرک کے علمبردار ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔ فریقین میں سے ہر ایک دوسرے کو کم سمجھ رہا تھا۔ قرآن کریم کا فرمان ہے۔

ترجمہ آیت: اور یاد کرو جب اللہ نے دکھایا تمہیں لشکر کفار جب تمہارا مقابلہ ہوا تمہاری نگاہوں میں قلیل اور قلیل کر دیا تمہیں ان کی نظروں میں تاکہ کر دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا۔ (الانفال: 34)

جنگ کا آغاز ہو گیا مشرکین نے پہلا تیر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت مہجع رضی اللہ عنہ کو مارا۔

حضرت مہجع کو اسلام میں پہلا شہید ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

اس کے بعد بنی عدی بن نجار میں سے حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو گردن پر تیر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ آپ بوقت شہادت حوض سے پانی پی رہے تھے۔ جب رسول کریم ﷺ مدینہ پاک پہنچے آپ کی والدہ نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے میرے بیٹے (حارثہ) کے بارے میں بتایئے اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں وگرنہ آہ و زاری اور نوحہ کی انتہاء کر دوں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ویحک اھبلت انھا جنان ثمان وان اینک اصاب الفردوس الاعلی۔

تیرا بھلا ہو آٹھ جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا فردوس بریں میں پہنچ گیا ہے۔

مشرکین کے لشکر میں سے اسود بن عبد الاسد مخزومی نکلا یہ شریر اور بد اخلاق شخص تھا۔ اس نے (نکلتے ہی) کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا ہے یا مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا حوض کو توڑ دوں گا یا اس طرح کرتے کرتے جان دے دوں گا۔

اس کے مقابلے میں شیر خدا و رسول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ نے تلوار مار کر درمیان سے اس کی پنڈلی کاٹ دی۔ وہ پیٹھ گھسیٹ کر زخمی ٹانگ سے خون گراتا ہوا حوض کی طرف جانے لگا۔ یہاں تک کہ حوض میں چھلانگ لگا دی۔ وہ اپنی قسم پوری کرنے کے قریب ہی تھا کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اسے حوض کے اندر ہی قتل کر دیا مشرکین میں سے یہ پہلا شخص تھا جو بدر میں قتل ہوا تھا۔

مبارزت

زمانہ قدیم میں جنگ کا یہ بھی ایک انداز ہوتا تھا۔ عام جنگ سے پہلے انفرادی طور پر فریقین کے جنگجو باہم مقابلہ کرتے تھے۔ اس سے فریقین میں جوش و خروش اور ولولہ پیدا ہوتا تھا۔ جنگ بدر میں قریش کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ سامنے آئے اور مسلمانوں سے مد مقابل طلب کیا۔ مسلمانوں میں عوف بن

Marfat.com

عفرا، معوذ بن عفرا اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم ان کے مقابلے میں نکلے۔

(غرور شرک سے بدمست) قریشیوں نے پوچھا تم کون ہو؟

(لذت ایمان سے سرشار) انصاریوں نے کہا: ہم گروہ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں۔ قریش کے منادی نے کہا: اے محمد ﷺ! ہمارے مقابلے میں ہماری برادری کے بندے بھیج۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے عبیدہ بن حارث، اے حمزہ، اے علی رضی اللہ عنہما اٹھو اور مقابلہ کرو۔ جب یہ لوگ ان کے سامنے گئے انہوں نے پوچھا کون ہو؟ انہوں نے فرمایا: عبیدہ، حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما ہیں۔ مشرکین نے کہا ہاں ہماری برادری کے معتزز لوگ ہیں۔ حضرت عبیدہ نے عتبہ کے ساتھ حضرت حمزہ نے شیبہ کے ساتھ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ولید بن عتبہ کے ساتھ جنگ کی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تو شیبہ کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا کہ موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو آن واحد میں قتل کر دیا۔ جبکہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ نے ایک دوسرے کو کاری زخم لگائے ادھر حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما فارغ ہو چکے تھے۔ دونوں نے مل کے عتبہ کا کام تمام کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنی چھاؤنی میں لے کر آ گئے۔

حضور ﷺ اپنے غلاموں کے سامنے تشریف لائے۔ انہیں جنگ پر ابھارا اور فرمایا: محمد ﷺ کی جان کے مالک کی قسم! جو شخص آج کفار کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو جائے گا اس حال میں کہ وہ صبر کرنے والا تھا اپنے رب کی رضا کا طلب گار تھا اور آگے بڑھ رہا تھا نہ کہ پیچھے ہٹ رہا تھا (ایسے شہید کو) اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرما دے گا۔

حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ کھجوریں کھا رہے تھے۔ اپنے آقا ﷺ کی یہ بات سنی تو کہنے لگے واہ واہ! صرف قتل ہونے کی دیر ہے کہ میں تو جنت میں چلا جاؤں گا۔ یہ کہہ کر کھجوریں پھینک دیں۔ خوب جنگ کی اور راہ حق میں نثار ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بندوں کی کونسی ادائیں اللہ تعالیٰ کو خوش کرتی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: بندے کا ننگے سر دشمن کی صفوں میں ہاتھ ڈال دینا (اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا ہے) انہوں نے اپنی زرہ اتار دی، تلوار ہاتھ میں پکڑی جنگ میں دشمن کے چھکے چھڑا دیئے۔ اور جان اپنے مالک کے حضور پیش کر دی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

اس موقع پر خود رحمت عالم ﷺ آگے بڑھے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی۔ قریش کی طرف منہ کر کے کنکریاں پھینک دیں اور فرمایا: شاھت الوجوہ۔ چہرے بگڑ گئے۔ پھر اپنے صحابہ کو فرمایا: ہمت سے کام لو۔ حضور ﷺ اپنے عریش مبارک میں تشریف لائے فریقین سے خوب جنگ کی کفار کو شکست ہوئی۔ بہت سارے قتل ہو گئے اور

Marfat.com

اتنے ہی قیدی بنالئے گئے۔ مسلمان کافروں کو پکڑ پکڑ کر قیدی بنا رہے تھے۔ ان لمحات میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار سونتے۔ گروہ انصار کے ساتھ عریش کے دروازے پر کھڑے پہرہ دے رہے تھے کہ شاید کفار شکست کی ذلت مٹانے کے لیے عریش پر حملہ نہ کردیں۔

اختتام

اس معرکے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے ساتھی ملائکہ (علیہم السلام) کے ہمراہ شریک ہوئے تھے۔ ملائکہ کی تعداد ایک ہزار تھی۔ فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے۔ ان کے عمامے سفید تھے۔ جن کے شملے پشتوں تک لٹک رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے ان میں سے کچھ کو دیکھا۔ تو رسول اکرم ﷺ کو اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر فرمایا:

ترجمہ آیت: یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو سن لی اس نے تمہاری فریاد (اور فرمایا) یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے درپے آنے والے ہیں۔

(ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

دوسری جگہ فرمایا: ترجمہ آیت: یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس تم ثابت قدم رکھو ایمان والوں کو۔ (ترجمہ از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری، الانفال:12)

کچھ ملائکہ نے بذات خود جنگ کی اور کچھ مومنین کے دلوں میں صبر (کے جذبات) ڈالتے رہے۔

یہ معرکہ مسلمانوں کی شاندار کامیابی پر اختتام پذیر ہوا۔ قریش کے ستر سردار قتل ہوئے اور ستر ہی گرفتار ہوگئے۔ سرکش مقتولوں میں فرعون امت محمد یہ ابوجہل سرفہرست تھا۔ عتبہ، شیبہ، پسران ربیعہ، ولید بن عتبہ، حنظلہ بن ابی سفیان، عقبہ بن ابی معیط، ابوالبختری، عبیدہ بن سعید بن عاص، نوفل بن خویلد، نضر بن حارث، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف وغیرہ اس کے علاوہ تھے۔

اسیروں میں عم رسول ﷺ عباس بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، عمرو بن ابی سفیان، داماد رسول ﷺ ابوالعاص بن ربیع، مصعب بن عمیر کا بھائی ابوعزیز بن عمیر اور سہیل بن عمرو وغیرہ شامل تھے۔

معجزہ رسالت ﷺ

جنگ اپنے زوروں پر تھی کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اب وہ کیسے جنگ کر سکتے تھے؟ حضرت عکاشہ عریش رسول ﷺ پر حاضر ہوئے اور اپنی تلوار ٹوٹنے کے بارے میں عرض کیا۔ رسول پاک ﷺ نے انہیں لکڑی کی ایک شاخ اٹھا کر دی اور فرمایا: اے عکاشہ! اس کے ساتھ جنگ کرو۔ جب حضرت

Marfat.com

عکاشہ نے رسول پاک ﷺ کے دست مبارک سے وہ شاخ پکڑی تو وہ سفید لوہے والی لمبی اور مضبوط تلوار نظر آرہی تھی۔ آپ اس کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمادی۔ یہ تلوار حضرت عکاشہ کے پاس رہی۔ آپ اس کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ اس تلوار کا نام "العون" تھا۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں مرتدین کے ساتھ جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ یہ تلوار حضور ﷺ کے معجزات میں سے ایک بہترین معجزہ ہے۔

مشرکین کے بدبودار لاشے

آتش جنگ سرد ہوگئی۔ چودہ مجاہدین کو درجۂ شہادت پہ سرفرازی ملی۔ مسلمانوں نے اپنے شہداء کو دفن کیا۔ کفار کے لاشوں کو ایک اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ اس کنوئیں میں پانی نہیں تھا، امیہ بن خلف کا جسم پھول کر بدبودار ہوگیا تھا۔ جب اسے گھسیٹ کر کنوئیں کی طرف جانے لگے تو اس کے اعضاء کٹنے لگے اور پھر وہاں ہی اس کی لاش رکھ کر اوپر مٹی اور پتھر ڈال دیئے۔

میدان بدر میں جام شہادت نوش کر کے سوئے فردوس اعلیٰ جانے والوں کے مقدس اسماء حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جب آپ کی روح ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ آپ کا رخسار محبوب رب العالمین ﷺ کے قدم مبارک پر تھا۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ابو طالب رضی اللہ عنہ مجھے اس حالت میں دیکھتے تو بول اٹھتے کہ میں نے ان کے قول کی لاج رکھ لی ہے۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

کذبتم وبیت اللہ نبذی محمدا　　ولما نطاعن حولہ ونناضل

اللہ کے گھر کی قسم! (کافرو!) تم جھوٹ کہہ رہے ہو کہ ہم محمد ﷺ کو چھوڑ دیں گے اور اس کے ارد گرد تیروں اور نیزوں سے جنگ نہیں کریں گے۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ　　ونذھل عن ابناء نا والحلائل

ہم انہیں تمہارے حوالے نہیں کریں گے جب تک ہماری لاشوں کے ڈھیر اس کے آس پاس نہ لگ جائیں۔ ہم اس کے دفاع میں اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بھی بے پرواہ ہوجائیں گے۔

اپنے جان بلب عاشق کا یہ نعرہ مستانہ سن کر حضور نے انہیں مژدہ سنایا۔ اشھد انک شھیدہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو شہید ہے۔ (ضیاء النبی ﷺ ج 3)

(۲) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت ذوالشمالین بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ　(۴) حضرت عاقل بن البکیر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

(۵) حضرت مہجع مولیٰ عمر رضی اللہ عنہما (۶) حضرت صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ

ان چھ کا تعلق مہاجرین سے تھا۔

انصار میں سے حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ، حضرت عفراء رضی اللہ عنہ، حضرت معوذ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ، حضرت مبشر بن منذر رضی اللہ عنہ، حضرت یزید بن حارث رضی اللہ عنہ حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ حضرت رافع بن معلّٰی رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہما اجمعین وارضاہم۔

گروہ اعداء کو توبیخ رسالت

آدھی رات کا وقت تھا حضور ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لائے جس میں کفار کے لاشے پھینکے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

اے اندھے کنوئیں والو تم اپنے نبی کے بہت برے رشتہ دار تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا جب دوسروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔

تم نے میرے ساتھ جنگ کی جب کہ اور لوگوں نے میری مدد کی۔

کیا تم نے اس وعدہ کو سچا پایا جو اللہ نے تمہارے ساتھ کیا تھا کیونکہ میں نے تو اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا۔

صحابہ میں سے بعض نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ان کو بلا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ تو مردار ہو چکے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔ لیکن وہ اب جواب کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کچھ اشعار کہے ہیں۔

ترجمہ اشعار: گزری ہوئی باتوں کو روزانہ یاد کرنا چھوڑ دے اور پریشان حال دل کی تسلی کا کوئی سامان پیدا کر۔ اور اس ہستی کے بارے میں کچھ بتا جو عیب سے پاک ہے اس طرح بتا کہ جس میں جھوٹ نہ ہو۔ بدر کی صبح سعید کے بارے میں بتا۔ جب مالک الملک نے ہمیں مشرکین پر کامیابی نصیب کی تھی۔ جس روز غروب آفتاب کے وقت ان کا لشکر کوہ حراء کی طرح مضبوط لگ رہا تھا۔ تو ہم نے ان سے ایک ایسے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جس میں گھنے جنگل کے شیروں جیسے مجاہد تھے۔ کچھ بالکل جوان اور کچھ سفید ریش عمر رسیدہ لوگ۔

محمد کریم ﷺ کے سامنے انہوں نے دشمن کے مقابلے میں جنگ کی لہروں میں آپ کی مدد کی۔ جن کے ہاتھوں میں تیز تلواریں اور موٹی گانٹھوں والے آزمائے ہوئے نیزے تھے۔ بنی عوف کے سردار جن کی بنو نجار نے مدد کی جن کا دین مضبوط تھا۔ ہم نے ابوجہل کو گرا کر پھینک دیا اور عتبہ کو سخت زمین پر گرا ہوا چھوڑ دیا۔ شیبہ کو بھی قتل کر

Marfat.com

دیا۔ اب وہ اس طرح پڑے ہوئے ہیں کہ اگر کوئی ان کا نسب پوچھے تو بڑے نسب والے نکلیں گے۔

جب ہم نے ان کے گروہوں کو گڑھے میں ڈالا تو حضور ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: کیا تم نے میرے کلام کو حق نہ پایا؟ لہٰذا اللہ کا حکم دلوں پر گرفت کر لیتا ہے۔ وہ نہ بولے اگر بولتے تو یہی کہتے کہ آپ نے سچ فرمایا لہٰذا آپ کی رائے بالکل صحیح تھی۔

تقسیم غنائم

مشرکین کے قتل اور گرفتاری کے بعد رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو غنائم جمع کرنے کا حکم دیا۔ مال غنیمت میں مجاہدین کا اختلاف ہو گیا کہ اس کا حق دار سب سے زیادہ کون ہے؟ جمع کرنے والوں نے کہا اس مال پر ہمارا حق زیادہ ہے۔

جنگ کرنے والوں نے کہا اس پر ہمارا حق زیادہ ہے کیونکہ اگر ہم جنگ نہ کرتے تو تمہیں جمع کرنے کا موقع کہاں سے ملتا؟

جو صحابہ عریش مبارک پر پہرہ دے رہے تھے انہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ اس مال کے ہم حقدار ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انفال کا حکم نازل فرمایا۔

ترجمہ آیات: (اے حبیب!) آپ سے پوچھتے ہیں یہ لوگ مال غنیمت کے بارے میں آپ فرما دیجئے اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ اس لئے ڈرو اللہ سے اور اپنے تعلقات درست رکھو اور کرو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اگر تم ایمان والے ہو اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار اپنے رسول پاک کو عطا فرما دیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے۔ اور قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر تمہارا ایمان ہے جو ہم نے اتاری ہے اپنے (ذیشان) بندے پر (حق و باطل کے درمیان) فرق کرنے والے دن۔ جس دن دو گروہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے تھے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (اس طرح سارا اختلاف ختم ہو گیا)

نوید فتح

حضور ﷺ نے اہل مدینہ کی طرف خوشخبری سنانے کے لئے بالائی محلہ والوں کی طرف حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور زیریں محلہ والوں کی طرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔

حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں دختر رسول ﷺ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عثمان کی زوجہ تھیں ہم ان کی قبر مبارک پر مٹی برابر کر چکے تھے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آئے لوگ ان کے ارد گرد اکٹھے ہو چکے

Marfat.com

تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ عتبہ، شیبہ، ابوجہل، زمعہ بن اسود، ابوالبختری، امیہ بن خلف، نبیہ، منبہ، پسران حجاج سب قتل ہو چکے ہیں۔ میں نے عرض کیا ابا جان کیا یہ صحیح ہے؟ انہوں نے فرمایا: بخدا میرے بیٹے یہ خبر بالکل صحیح ہے۔

بدر سے واپسی

سالار دو عالم ﷺ فتح مبین کے بعد بدر سے روانہ ہوئے اسیران قریش آپ کے ہمراہ تھے۔ مال غنیمت حضرت عبداللہ بن کعب نجاری رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں ساتھ ساتھ آ رہا تھا۔ مضیق الصفراء اور نازیہ کے درمیان ایک جگہ پر آپ نے تمام مسلمانوں میں برابر برابر مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ پھر وہاں سے کوچ فرمایا۔ روحاء کے مقام پر مدینہ طیبہ سے آنے والے مسلمان آپ سے ملے۔ اور فتح پر مبارک باد پیش کی۔ راستے میں نضر بن حارث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔

اسی طرح عقبہ بن ابی معیط کو حضرت عاصم بن ثابت انصاری نے عرق الظبیہ کے مقام پر قتل کر دیا۔ (یہ دونوں بہت شریر اور بدمعاش تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ستانے میں کوئی کمی نہ چھوڑی تھی مترجم مختار احمد رومی)

حضور ﷺ کے حجام حضرت ابوہند رضی اللہ عنہ بھی راستے میں سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے پاس چمڑے کی ایک مشک تھی جس میں کھجور، پنیر اور گھی سے بنا ہوا حلوہ تھا۔

ان کے بارے میں سرکار ﷺ نے فرمایا: ابوہند بھی انصار کا ایک فرد ہے۔ اس کی شادی کر دو۔ صحابہ کرام نے سرکار ﷺ کے حکم کی تعمیل کر دی۔

ابوہند رضی اللہ عنہ فروہ بن عمرو بیاضی کے غلام تھے۔ حضور ﷺ مدینہ شریف پہنچ گئے۔ اسیران قریش ایک دن بعد پہنچے۔

قیدیوں کا قتل یا فدیہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ اور مومنین کی مدد فرمائی۔ کفار کو شکست فاش ہوئی انہوں نے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ ستر آدمی چھوڑ کر بھاگ گئے ستر لاشوں کو کنوئیں میں پھینکنا پڑا۔ واپسی پر سرکار ﷺ نے ایک جگہ قیام فرمایا اپنے صحابہ سے مشورہ لیا۔ کیا ان کو قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر جہاد کے لئے ساز و سامان خرید لیا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا انہیں قتل کر دیا جائے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی آپ کو (مکہ سے) نکالا۔

حضور ﷺ نے رخ انور دوسری طرف پھیر لیا اور پھر مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان سے فدیہ لے کر ان کو معاف کر دیا جائے۔ (اس مشورہ پر) سرکار ﷺ کے رخ اقدس پر غم کے آثار ختم ہو گئے۔ سرکار ﷺ نے فدیہ قبول کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

Marfat.com

ترجمہ آیت: نہیں مناسب نبی کے لئے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی یہاں تک کہ غلبہ حاصل کر لے زمین میں تم چاہتے ہو دنیا کا سامان اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے (تمہارے لئے) آخرت اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور دانا ہے۔

(الانفال 67، ترجمہ از قلم ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں آیت پاک اتر آئی اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا (الانفال: 69-68)

"اگر نہ ہوتا حکم الٰہی پہلے سے (کہ خطاء اجتہادی معاف ہے) تو ضرور پہنچتی تمہیں بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے بڑی سزا۔ سو کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے حلال اور پاکیزہ"۔

قیدیوں کے بارے میں فرمایا:

اے نبی (کریم) آپ فرمایئے: ان قیدیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں اگر جان لی اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں کوئی خوبی تو عطا فرمائے گا تمہیں بہتر اس سے جو لیا گیا ہے تم سے اور بخشے گا تمہارے قصور اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ (الانفال: 69، ترجمہ جمال القرآن از حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

اس طرح انہیں فدیہ ادا کرنے پر ابھارا اور اسلام لانے کی صورت میں ان کے ساتھ مغفرت اور رحمت کا وعدہ فرمایا۔

ان قیدیوں میں عم رسول ﷺ عباس بن عبدالمطلب اور عقیل بن ابی طالب بھی تھے۔

اس موقع پر فدیہ کی بجائے قتل اس لئے بہتر تھا کیونکہ یہ پہلا معرکہ تھا اس کے علاوہ باقی غزوات میں اگرچہ فدیہ بہتر تھا۔ بہر حال دونوں میں بھلائی تھی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں ہی فرمایا۔

ترجمہ:۔ پھر جب (میدان جنگ میں) تمہارا کفار سے آمنا سامنا ہو تو ان کی گردنیں اڑا دو۔ یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو پھر کس کر باندھو رسیاں بعد ازاں یا تو احسان کر کے ان کو رہا کر دو یا ان سے فدیہ لے لو۔ یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔ (محمد: 4)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حاکم وقت کو اختیار دیا ہے چاہے تو بلا معاوضہ کسی قیدی کو آزاد کر دے چاہے تو فدیہ لے لے یا پھر قتل کر دے۔ پس چاہئے کہ امام کو اسلام اور مسلمین کی مصلحت کا علم ہو۔ اگر فدیہ لینے میں فائدہ ہو تو فدیہ لے لے اور قتل کرنے میں فائدہ ہو تو قتل کر دے اور اگر بلا معاوضہ آزاد کرنے میں فائدہ ہو تو بلا معاوضہ آزاد کر دے۔

Marfat.com

کرم محمدی ﷺ

یہ بھی حضور ﷺ کا عظیم کرم اور حد درجہ رحمت ہے کہ جب صحابہ کرام قیدیوں کو لے کر آ رہے تھے آپ نے صحابہ سے فرمایا: قیدیوں سے اچھا سلوک کرنا۔ مصعب بن عمیر کا بھائی ابوعزیز بیان کرتا ہے کہ میں حالت اسیری میں تھا۔ میرے بھائی مصعب رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا انہوں نے اس شخص کو کہا جس نے مجھے قید کیا ہوا تھا اسے خوب باندھ کر رکھنا اس کی ماں کے پاس بڑا سرمایہ ہے تمہیں بھاری فدیہ ملے گا۔

ابوعزیز کا بیان ہے میں انصار کے ہاں اسیر تھا۔ صبح و شام کھانے کا وقت ہوتا تو وہ مجھے روٹی پیش کرتے اور خود کھجوروں پر گزارہ کر لیتے کیونکہ رسول پاک ﷺ کی وصیت ان کے پیش نظر تھی اگر ان کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا آتا تو جھاڑ کر مجھے دے دیتے۔ مجھے اس سے بڑی شرم محسوس ہوتی میں انہیں واپس کر دیتا وہ پھر مجھے واپس کر دیتے۔

اللہ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس قدر اپنے آقا ﷺ کے مطیع و فرمانبردار تھے آپ کی رحمت پہ قربان جائیں جن کی رحمت سے دشمنوں کو بھی خوب حصہ ملا۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کرام پر خوب رحمت فرمائے۔ جو اطاعت اور خیر و برکت کا پیکر تھے۔ رضی اللہ عنھم وارضاھم

مکہ میں صدائے ہزیمت

حیسمان بن عبداللہ خزاعی وہ پہلا شخص تھا جو شکست خوردہ لشکر سے بھاگ کر مکہ پہنچا اہل مکہ نے پوچھا بتاؤ کیا حالات ہیں؟

اس نے کہا عتبہ، شیبہ، ابوجہل، امیہ بن خلف، زمعہ بن اسود، نبیہ، منبہ، ابوالبختری وغیرہ لشکر اسلام کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ صفوان بن امیہ حجر میں بیٹھا اس کی باتیں سن رہا تھا۔ جب اس نے مقتولین کے یوں نام گنوانا شروع کر دیئے۔ صفوان نے کہا: بخدا اس شخص کی عقل جواب دے چکی ہے۔ (تب یہ ایسی باتیں کر رہا ہے) صفوان نے کہا اس سے میرے بارے میں پوچھو؟ لوگوں نے پوچھا صفوان کا کیا بنا؟ اس نے کہا صفوان تو وہ حجر کے پاس بیٹھا ہے۔ البتہ اس کے باپ اور بھائی کو میں نے قتل ہوتے دیکھا ہے۔

حضور ﷺ کے غلام حضرت رافع رضی اللہ عنہ قریش کی شکست کا قصہ اس طرح سناتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔

ابولہب جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام کو بھیجا تھا۔ جب اسے شکست کی خبر پہنچی تو اپنی ٹانگیں بری طرح رگڑتا ہوا چشمہ زمزم کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ ابوسفیان بن حارث آ گیا۔ ابولہب نے دیکھتے ہی کہا میرے بھتیجے میرے پاس آؤ شاید تمہارے پاس کوئی خبر ہو۔ ابوسفیان بیٹھ گیا

Marfat.com

لوگ کھڑے تھے۔ ابولہب نے کہا بتاؤ کیا ہوا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! ہم جس قوم سے مزاحم ہوئے تھے یوں لگتا تھا ہم نے اپنے کندھے انہیں پیش کر دیئے تھے کہ جس طرح چاہو تلواریں مارو۔ یا جس طرح چاہو ہمیں اسیر بنالو۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اپنی قوم کو بھی ملامت نہیں کرتا۔ ہمارا مقابلہ ایسے مردان جنگ آزما سے ہوا تھا جن کے رنگ سفید تھے۔ وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ زمین سے لے کر آسمان تک ساری فضا ان سے پُر تھی۔ بخدا ان کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ٹھہرتی تھی۔ ابورافع کہتے ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم! وہ تو فرشتے تھے۔ ابولہب نے یہ سن کر مجھے زبردست طمانچہ مارا۔

اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ پھر میرے اوپر بیٹھ کر مجھے مارنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر ام الفضل زوجہ عباس نے ستون کی لکڑی اٹھا کر ابولہب کے سر پر دے ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ ام الفضل نے کہا اس کا آقا گھر نہیں ہے تو تو نے اسے کمزور سمجھ لیا ہے۔ ابولہب وہاں سے ذلیل ہو کر اٹھ گیا۔ اس واقعہ کے سات دن بعد ابولہب ایک خطرناک پھوڑے کی وجہ سے مر گیا۔ شکست قریش کی یہ پہلی صدائے بازگشت تھی۔

صدائے دوم

اہل مکہ کو جب اس ناگہانی حادثے کی اطلاع ملی تو خواتین قریش نے (شدت غم سے سر پیٹ لئے اور) نوحہ بازی کرتے کرتے حشر بپا کر دیا۔ پھر جب انہیں خبر ملی کہ یہ تو محمد ﷺ اور ان اصحاب کے لئے باعث خوشی ہے تو مردوں نے یہ حکم جاری کیا کہ آئندہ کوئی نوحہ نہ کیا جائے۔

انہوں نے فدیہ دینے کے بارے میں بھی عدم دلچسپی ظاہر کی تاکہ ایسا نہ ہو کہیں ان کی بے چینی دیکھ کر مسلمان زیادہ فدیہ نہ طلب کریں۔

ایک عجیب صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ اسود بن مطلب کے تین بیٹے زمعہ، عقیل اور حارث اس جنگ میں قتل ہو گئے تھے۔ اس کا دل چاہتا کہ بلک بلک کر رو دے لیکن قریش کا قانون سرمہ درگلو بن جاتا۔ اسی کرب میں لیل ونہار گزر رہے تھے کہ ایک رات اس نے کسی نوحہ کرنے والی کے نوحہ کی آواز سنی۔ اس نے اپنے غلام کو بھیجا کہ پتہ کرو کیا نوحہ سے پابندی ہٹا دی گئی ہے؟ اگر اس طرح ہے تو وہ بھی اپنے زمعہ پر دل کھول کر رو لے۔ کیونکہ اس کے قلب وجگر غم کی آگ میں جھلس چکے تھے۔ غلام نے واپس آ کر بتایا ایک عورت اپنا اونٹ گم ہونے کی وجہ سے رو رہی ہے۔

اسود نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

ترجمہ اشعار: وہ عورت اپنا اونٹ گم ہونے پر رو رہی ہے اور بے خوابی اسے سونے نہیں دیتی۔

(اسے کہو کہ) اونٹ پر نہ رو بلکہ سانحہ بدر پر آنسو بہا۔ جب (ہماری) قسمتیں ہمارا ساتھ چھوڑ گئی تھیں۔ بدر

Marfat.com

میں بنی ھصیص کے سرداروں پر، بنومخزوم اور ابوالولید کی جماعت کے قتل پر آنسو بہا۔

معرکہ بدر کے آثار و اثرات

واقعات بدر بذات خود اپنے اثرات رکھتے ہیں لیکن اس تاریخی معرکہ کے دور رس اثرات کے نقوش کی اہمیت اپنی جگہ پر ہے۔

ابووداعہ کا فدیہ

اسیران بدر میں ابووداعہ، سہمی بھی تھا۔ جب سرکار ﷺ نے اس کو دیکھا یا اس کے بارے میں سنا تو آپ نے فرمایا: مکہ میں اس کا ایک بیٹا ہے جو بڑا زیرک تاجر ہے۔ وہ اپنے باپ کو آزاد کرانے کے لئے تمہارے پاس پہنچنے ہی والا ہے۔

ادھر قریش نے آپس میں طے کیا کہ قیدیوں کی رہائی میں جلدی نہیں کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ مسلمان ہم سے زیادہ رقم وصول کرلیں۔ وداعہ کے بیٹے مطلب نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ یہ کہہ کر خود چپکے سے رات کو مدینہ شریف کی طرف نکل آیا۔ چار ہزار درہم دے کر اپنے باپ کو آزاد کرا لیا۔ فرمانبردار اولاد اپنے والدین سے اسی طرح کرتی ہے۔ سرکار ﷺ نے جو خبر دی تھی وہ بالکل سچ نکلی یہ معجزہ نبوت ہے۔

سہیل بن عمرو

سہیل بن عمرو کو آزاد کرانے کے لئے مکرز بن حفص آیا۔ سہیل بن عمرو مالک بن دخشم رضی اللہ عنہ کی قید میں تھا۔ مکرز نے سہیل کی رہائی کے لئے بات چیت کی۔ مسلمانوں نے کہا زرفدیہ ادا کرو۔ اس نے کہا تم سہیل کی بجائے میری ٹانگ میں رسی ڈال لو۔ سہیل کو چھوڑ دو یہ گھر جا کر زرفدیہ روانہ کر دے گا۔ مسلمانوں نے ایسا ہی کر دیا۔ سہیل کامیاب خطیب تھا۔ اس کا ایک ہونٹ کٹ گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کے سامنے کے دو دو دانت (اوپر نیچے والے) توڑ دوں۔ تاکہ آئندہ یہ کبھی آپ ﷺ کے خلاف تقریر نہ کر سکے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: اگرچہ میں نبی ہوں لیکن اس کا مثلہ نہیں کروں گا۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میرا مثلہ کر دے اور عنقریب سہیل ایسا کردار پیش کرے گا جس کی تم مذمت نہیں کرو گے۔ (اس میں بھی مستقبل کے حالات کی خبر تھی۔)

ابوالعاص بن ربیع

ابوالعاص بن ربیع کو خیر الرسل ﷺ کا داماد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کی شادی بعثت سے پہلے ہوئی

Marfat.com

تھی۔ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا بھانجہ ہونے کی وجہ سے اس شادی میں سیدہ خدیجہ کی خصوصی توجہ شامل تھی۔

جب سرکار ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی ساری صاحبزادیاں اپنے والد مکرم پر ایمان لائیں۔ ابو العاص نے اسلام قبول نہ کیا۔ بدر میں شرکت کی اور گرفتار ہونا پڑا۔ سیدہ زینب دختر رسول ﷺ نے ان کی رہائی کے لئے وہ ہار فدیہ کے طور پر بھیجا جو ان کی مادر مہربان نے شادی کے موقع پر انہیں پہنایا تھا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی۔ اور فرمایا: (میرے صحابہ) اگر مناسب سمجھو تو بغیر فدیہ لئے ہی اس اسیر کو رہا کر دو۔ صحابہ نے فوراً بخوشی رہا کر دیا اور ہار واپس کر دیا۔ اس واقعہ میں صحابہ کی محبت اور رسول اکرم ﷺ کا بشری رشتوں کے لئے مضطرب ہو جانے کا اظہار ہے۔ (کیونکہ ہار دیکھ کر سرکار ﷺ کو اپنی وفا شعار رفیقہ حیات ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آگئیں تھیں۔ مترجم مختار احمد رومی)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت

حضور ﷺ نے ابو العاص کو بلا فدیہ آزاد کر کے احسان فرمایا۔ گویا ابو العاص نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ وہ بھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بحفاظت اپنے والد کریم ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ بھیج دیں گے۔ جب ابو العاص مکہ پہنچ گئے حضور نے حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری صحابی کو روانہ فرمایا تا کہ وہ سیدہ کو بحفاظت مدینہ طیبہ لے آئیں۔ آپ نے انہیں فرمایا تم "بطن یأجج" کے مقام پر ٹھہرنا یہاں تک کہ سیدہ رضی اللہ عنہا تمہارے پاس پہنچ جائیں۔ تم انہیں لے کر یہاں پہنچ جانا۔ جنگ بدر کے ایک ماہ بعد یہ دونوں حضرات مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ ابو العاص نے گھر جا کر سیدہ کو مدینہ شریف آنے کی اجازت دے دی تھی۔

جب آپ سفر کی تیاری کر رہی تھیں ہندہ بنت عتبہ سیدہ رضی اللہ عنہا سے ملی اور پوچھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنت محمد ﷺ اپنے باپ کے گھر جانا چاہتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟ سیدہ نے مصلحت کی وجہ سے اس کو ٹال دیا۔ اس نے کہا میرے چچا کی بیٹی اس طرح نہ کرو اگر تمہیں سفر میں کسی سامان کی یا مال کی ضرورت ہو تو بتاؤ مجھ سے شرماؤ نہیں۔ مردوں کے معاملات آپس میں ہیں ہم عورتوں میں کوئی لڑائی نہیں۔

آپ فرماتی ہیں میرا اندازہ ہے کہ اس کی یہ پیشکش مخلصانہ تھی لیکن میں نے پھر بھی اسے کوئی بات نہ بتائی۔

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تیاری سے فارغ ہو گئیں تو ابو العاص کا بھائی کنانہ بن ربیع اونٹ لے کر آیا آپ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ کنانہ نے اپنا کمان اور ترکش سنبھال لئے۔ دن کے وقت روانگی ہوئی آپ ہودج میں بیٹھی تھیں۔ قریش کے لوگوں کو علم ہوا تو انہوں نے ذی طوی کے مقام پر ان کو روک لیا۔ سب سے پہلے جس نے

Marfat.com

آپ کو خوف زدہ کیا وہ اسود بن مطلب کا بد بخت بیٹا ہبار تھا۔ وہ اپنے نیزے سے آپ کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ آپ امید سے تھیں خوف کی وجہ سے وہ امید باقی نہ رہی۔ کنانہ اپنے تیر کمان لے کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور کہا مجھے اللہ کی قسم جو بھی قریب آئے گا میں تیر اس میں سے پار کر دوں گا۔ یہ سن کر سب لوگ پیچھے ہٹ گئے۔

ابو سفیان (سمجھانے کے انداز سے) آگے بڑھا اس نے کنانہ کو کہا۔

تمہیں پتہ ہے کہ ہم کن حالات سے گزر رہے ہیں اور محمد ﷺ کی وجہ سے ہمیں کن مصائب اور کتنی ذلتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اب تم ان کی صاحبزادی کو دن کے اجالے میں ہمارے سامنے لے کر جا رہے ہو۔ لوگ کیا کہیں گے کہ ہم اتنے کمزور ہو چکے ہیں۔

ہمیں ان کی صاحبزادی کو یہاں روکنے سے کیا سروکار ہے؟

اور نہ اس طرح ہمارا غصہ ٹھنڈا ہو سکتا ہے اب اس بچی کو لے جاؤ جب حالات پر سکون ہو جائیں تو چپکے سے ان کو مدینہ چھوڑ کر آ جانا۔ کنانہ نے بات مان لی۔ بعد میں جب حالات پر سکون ہو گئے تو وہ سیدہ رضی اللہ عنہا کو لے کر حضرت زید بن حارثہ کے حوالے کیا آپ ان کو لے کر مدینہ طیبہ آ گئے۔ اس قصہ میں بھی عقل والوں کے لئے سامان بصیرت پنہاں ہے۔

ابو العاص کا قبول اسلام

فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل ابو العاص تجارت کے لئے شام چلا گیا۔ لوگ اس پر اعتماد کرتے تھے۔ یہ لوگوں کے اموال لے کر تجارت کیا کرتا تھا۔ جب یہ شام سے واپس آ رہا تھا راستے میں ایک سریہ کے مجاہدین کے ہتھے چڑھ گیا مجاہدین نے اس سے سارا مال لے لیا۔ لیکن ابو العاص خود جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ رات کے وقت مدینہ شریف حاضر ہوا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے پناہ طلب کی آپ نے اسے پناہ دی۔ وہ اس لئے آیا تھا تاکہ اسے اس کا مال واپس مل جائے۔

جب حضور ﷺ نے نماز فجر کے لئے تکبیر کہی خواتین کی صف میں سے سیدہ زینب نے کہا لوگو! میں نے ابو العاص کو پناہ دے دی ہے۔ حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: جو کچھ میں نے سنا ہے تم نے بھی سنا ہے؟ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے میں نے بھی ابھی سنا ہے بے شک ایک عام مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے۔

اس کے بعد سرکار ﷺ اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: میری بیٹی اس کا خاص خیال رکھنا لیکن وہ تمہارے قریب نہ آئے کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔

بعد ازاں سرکار ﷺ نے مجاہدین سریہ کو بلا کر فرمایا: اس شخص کا ہمارے ساتھ جو رشتہ ہے وہ تم جانتے ہی ہو۔ تم

Marfat.com

نے اس سے مال لیا ہے اگر احسان کر کے واپس کردو تو یہ مجھے بہت پسند ہے۔لیکن اگر تم انکار کرو تو یہ مال غنیمت ہے جو اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے۔تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔صحابہ کرام نے سارا مال واپس کر دیا۔یہاں تک کہ ڈول اور مشک کا منہ بند کرنے والا ڈاٹ جس کے پاس تھا وہ بھی واپس کر دیا۔ابوالعاص سارا مال لے کر مکہ چلا گیا۔

اور تمام حقداروں کو ان کا مال واپس کر کے کہا کسی کی کوئی چیز رہ تو نہیں گئی؟ سب نے کہا نہیں بالکل نہیں ہم نے تمہیں بڑا وفادار اور کریم پایا ہے۔اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا کرے۔اس کے بعد ابوالعاص نے یہ کلمہ پڑھا

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و ان محمدًا عبدہ و رسولہ۔

پھر فرمایا: میں نے مدینہ میں اسلام کا اعلان اس لئے نہیں کیا تھا تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے لوگوں کے مال ہضم کرنے کے لئے اسلام قبول کیا ہے۔اب جب میں اس فرض سے فارغ ہو گیا ہوں تو اسلام کا اعلان کر دیا ہے۔حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ وہاں سے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح بحال ہو گیا۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے ایک قابل تقلید خوشگوار نمونہ قائم فرمایا ہے۔آپ کو کسی نے مشورہ دیا تھا کہ مشرکین کے اموال ہیں تم اسلام کا اعلان کر دو تو سارا مال تمہیں مل جائے گا۔آپ نے فرمایا: بئس ما ابدابہ اسلامی ان اخون امانتی۔

امانت میں خیانت کر کے اسلام کی ابتداء کروں کتنی بری ہے یہ ابتداء۔آپ نے امانتیں واپس کیں پھر اسلام کا اعلان کیا۔سچ ہے رسول کریم ﷺ کے داماد کو اسی طرح ہونا چاہئے تھا۔رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ ماواہ وماوانا آمین۔

شیطان قریش کا قبول اسلام

عمیر بن وہب اپنی شرارتوں اور خباثتوں کی وجہ سے مسلمانوں کے نزدیک شیطان کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ایک دن عمیر اور صفوان بن امیہ باہم گفتگو کر رہے تھے۔صفوان نے مقتولین بدر کو یاد کرتے ہوئے کہا ان کے بغیر زندگی بے مزہ ہو کر رہ گئی ہے۔عمیر نے کہا بات تو بالکل سچی ہے۔بخدا اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا تو میں مدینہ جا کر محمد ﷺ کو قتل کر دیتا میں اس وجہ سے یہ کام نہیں کر سکتا کہ میری اولاد میرے بعد مصیبت میں پھنس جائے گی۔ میرا بیٹا ان کی قید میں ہے۔میرے پاس وہاں جانے کا بہانہ بھی ہے۔صفوان نے کہا تیرے قرض کی ادائیگی اور تیرے بچوں کی دیکھ بھال میرے ذمہ ہے۔اگر تم یہ کام کر گزرو تو کیا بات ہے۔

عمیر نے کہا: بس کرو اس بات کو آگے نہ پھیلانا۔صفوان نے کہا بالکل صحیح ہے۔عمیر نے اپنی تلوار تیز کروائی اسے زہر آلود کروایا۔اور تیار ہو کر مدینہ پہنچ گیا۔ادھر مدینہ طیبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ایک گروہ

Marfat.com

میں بیٹھے جنگ بدر کے موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک آپ کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی۔ جس نے مسجد کے دروازے پر اپنا اونٹ بٹھایا۔ اس کے گلے میں تلوار تھی۔ آپ نے فرمایا: یہ کتا دشمن خدا ہے ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دشمن خدا عمیر بن وہب آیا ہے اس کے گلے میں تلوار ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس بھیج دو۔ حضرت عمر نے اس کی تلوار کے حمائل اور گریبان کو ایک ساتھ ملا کر پکڑ لیا اسے لے گئے اور انصار کے کچھ لوگوں کو کہا تم سرکار ﷺ کے پاس بیٹھو۔ دھیان رکھنا یہ خبیث اعتماد کے قابل نہیں۔

جب حضور ﷺ نے اس حالت میں اس کو دیکھا تو فرمایا: عمر! اسے چھوڑ دو۔ عمیر تم میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آیا۔ اس نے کہا: انعموا صباحا۔ آپ کی صبح اچھی گزرے یہ اہل جاہلیت کا سلام تھا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے سلام سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے۔ (السلام علیکم) یہ اہل جنت کا سلام ہے۔

اس نے کہا یا محمد ﷺ مجھے سلام سے ابھی تازہ تازہ ہی شناسائی ہوئی ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: عمیر تمہیں کون سی چیز لائی ہے؟ اس نے کہا میرا بیٹا وہیب آپ کے پاس قیدی ہے۔ اس کے لئے آیا ہوں۔ اس کو رہا کر کے احسان فرمائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھر یہ تلوار کس لئے لائے ہو؟ اس نے کہا اللہ ان تلواروں کو تباہ کرے انہوں نے (پہلے) ہمیں کونسا فائدہ دیا ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: سچ بات بتاؤ جس مقصد کے لئے آئے ہو اس نے کہا اس کے علاوہ تو کوئی مقصد نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

بل قعدت مع صفوان بن امية في الحجر فذكر تما اصحاب القليب من قريش ثم قلت لولا دين علي، وعيال عندي لخرجت حتى اقتل محمدا فتحمل لك صفوان دينك وعيالك على ان تقتلني له والله حائل بينك وبين ذلك۔

بلکہ تو اور صفوان بن امیہ حجر کے پاس بیٹھے تھے تم نے (بدر کے) گڑھے والوں کو یاد کیا پھر تم نے کہا اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا اور بچوں کی پرورش کا بوجھ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کو قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے تیرا قرض اور تیرے بچوں کی کفالت اپنے ذمہ لی تاکہ تو مجھے قتل کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تیرے ارادے کے درمیان حائل ہے۔

(یہ سن کر) عمیر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے پہلے ہم آپ کی تکذیب کرتے رہے کہ آپ کے پاس وحی آتی ہے یا آسمانی خبریں آتی ہیں۔

لیکن اب میں مان گیا ہوں کیونکہ صفوان کے اور میرے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی وہاں کوئی تیسرا آدمی موجود نہیں تھا۔

Marfat.com

بخدا! آپ کے اللہ نے آپ کو سب کچھ بتا دیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس سفر کے ذریعے اسلام کی طرف رہنمائی کی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی گواہی اسلام کے بعد صحابہ سے فرمایا: اپنے بھائی کو دین سکھاؤ اسے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ اور اس کے قیدی کو آزاد کر دو۔ تعلیمات اسلام سیکھنے کے بعد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مکہ واپس چلے گئے۔ اور جس شدت سے اسلام کی مخالفت کی تھی اس سے کہیں زیادہ قوت کے ساتھ اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ آپ کو اس راہ میں بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی تبلیغ سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ اس طرح نگاہ نبوت ﷺ کا فیضان بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جس کو اللہ ہدایت دے اسے گمراہ نہیں کیا جاسکتا اور جس کو ازل سے گمراہی ملی ہو اس کو ہدایت نہیں دی جاسکتی۔

اہل بدر کی عظمت

اہل بدر سے مراد وہ صحابہ ہیں جو ہادی عالم ﷺ کے ہمراہ مدینہ شریف سے نکلے تھے تاکہ شام سے آنے والے قریش کے قافلے کو روکا جاسکے۔ قافلہ تو بچ کر نکل گیا۔ وادی بدر میں مسلمانوں کو ابوجہل کے لشکر سے جنگ کرنا پڑی اصحاب بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد بھی لشکر طالوت کی تعداد کے مطابق تین سو چودہ تھی۔ درج ذیل امور سے اہل بدر کی عظمت واضح ہوتی ہے۔

(۱) جب ام حارثہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ بتائیں میرا بیٹا اگر جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر نہیں ہے تو خوب نوحہ کروں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو آٹھ جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا سب سے اونچی جنت الفردوس میں ہے۔ اگرچہ شہداء کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے لیکن بدر کے شہید کو فردوس اعلیٰ نصیب ہوئی۔

(۲) حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے۔ لن یدخل النار رجل شهد بدرا او الحدیبیة۔ جس نے جنگ بدر یا حدیبیہ میں شرکت کی کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (رواہ احمد)

(۳) حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اہل بدر کا آپ کے نزدیک کیا مقام ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا فرشتوں میں بھی وہ فرشتے سب سے افضل ہیں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ (رواہ البخاری)

(۴) شیخین کی روایت ہے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے اہل مکہ کو اسلامی لشکر کی اطلاع دینے کے لئے خط لکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے میں حاطب کا سر قلم کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ غزوہ بدر میں شریک ہوا ہے اور تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے یہ فرما دیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں جنت عطا کر دی ہے۔ یا میں نے تمہیں معاف

Marfat.com

کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ کریم و مہربان ہمیں بھی ان کے ساتھ حشر نصیب فرمائے۔ فضائل اہل بدر کی تو کوئی حد نہیں۔

نتائج

(۱) ظالم کے ساتھ اسی جیسا سلوک کرنا ظلم نہیں جس طرح کہ قریش نے مسلمانوں سے اموال چھین کر ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔

لہٰذا مسلمانوں نے بھی ان کے قافلے کو روکنے کا ارادہ کیا۔ یہ بالکل عادلانہ فیصلہ تھا۔

(۲) اپنے دفاع کے لئے جنگ جائز ہے۔ قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے۔

ترجمہ آیت:۔ اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جو جنگ کر رہے ہیں کہ ان پر بھی ظلم کیا گیا تھا بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قدرت رکھتا ہے۔

(۳) امر مستحب کے ترک پر کوئی گناہ نہیں۔ لہٰذا زبانی اور عملی طور پر کوئی ایسا رویہ نہیں ظاہر کرنا چاہئے جس سے تارک مستحب کی دل آزاری ہو۔ غزوہ بدر میں حاضری مستحب تھی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے حاضر نہ ہو سکنے والوں پر کسی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔

(۴) مسلمانوں کے اہم امور کے لئے باہمی مشورہ بہت ضروری ہے۔ جس طرح سرکار ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر (امت کی تعلیم کے لئے) صحابہ سے مشورہ فرمایا تھا۔

(۵) عہد و میثاق کی پابندی کا لحاظ رکھنا چاہئے جس طرح سرکار ﷺ نے مدینہ سے باہر جنگ کے لئے انصار کی رائے معلوم فرمائی۔ کیونکہ بیعت عقبہ میں یہ شرط شامل نہیں تھی۔

(۶) دشمن کی قوت اور طاقت کا اندازہ کرنے کے لئے اور دیگر معلومات کے لئے جاسوس بھیجنا ضروریات جنگ میں سے ہے۔

(۷) رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرات سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر، سیدنا مقداد، سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے مومنانہ جذبات کا اظہار کر کے قلب مبارک کو خوش کر دیا۔ اس سے ان لوگوں کا شرف بھی ظاہر ہوتا ہے۔

(۸) مشکوک اور خطرناک حالات میں دشمن سے اخفاء کیلئے کنایات و رموز اور توریہ استعمال کرنا جائز ہے۔

نیز دشمن کا راستہ روکنا یا اس کے مفادات پر ضرب لگانا اور ان کی قوت ختم کرنا بھی جائز ہے۔

(۹) رائے اور جنگی چال بھی جائز ہے۔

Marfat.com

(۱۰) عصا کا تلوار بن جانا معجزات نبوت میں سے ہے۔

(۱۱) حضور ﷺ کے دست مبارک سے مٹھی بھر کنکریوں نے جیش کفار کو شکست سے دوچار کر دیا۔ یہ بھی معجزہ ہے۔

(۱۲) مومن اور کافر میں کوئی رشتہ داری نہیں کیونکہ جنگ بدر میں صحابہ نے اپنے کافر رشتہ داروں کو قتل کر دیا۔

(۱۳) جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری بھی معجزہ رسالت ہے۔

(۱۴) شیطان اپنے بھائیوں کو مشکل وقت میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

(۱۵) حضور ﷺ کے ساتھ جنہوں نے بھی استہزاء کیا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اکثر کو جنگ بدر میں فنا کر دیا۔ جس طرح کہ ابو جہل، عتبہ، امیہ، ولید اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ۔

(۱۶) ہر اختلاف میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرنا واجب ہے جس طرح مال غنیمت کے بارے میں اختلاف ہوا تو صحابہ نے حضور ﷺ کی طرف رجوع کیا تھا۔

(۱۷) قیدیوں سے فدیہ لینا بلا فدیہ آزاد کر دینا یا قتل کر دینا امام وقت کی رائے پر منحصر ہے جس میں مسلمانوں کا فائدہ ہو اسی طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔

(۱۸) قیدیوں کے قتل میں قرآن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت کی۔

(۱۹) قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت سرکار ﷺ کی رحمت کا آئینہ دار ہے اور صحابہ کا اس پر عمل اطاعت کی نشانی ہے۔

(۲۰) اسلام میں عورت مرد امیر غریب سب کی پناہ برابر ہے۔ اور سب پر وہ پناہ لازم ہو جاتی ہے۔

(۲۱) پناہ دینا، سخاوت کرنا اور پاک دامنی یہ اہل عرب کی قبل از اسلام بھی اچھی صفات تھیں۔

(۲۲) عمیر اور صفوان کی گفتگو بیان کرنا سرکار ﷺ کا معجزہ ہے۔

(۲۳) غزوہ بدر ۱۷ رمضان المبارک بروز جمعہ ۲ ھ میں پیش آیا تھا۔

۲ھ کے اہم واقعات

ہجرت کے دوسرے سال جو اہم واقعات پیش آئے حسب ذیل ہیں۔

☆ ذوالحج ۲ ھ میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی آپ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ سرکار ﷺ نے ان کی قبر مبارک پر پتھر رکھ کر فرمایا اعلم به قبر اخی اس سے میں اپنے بھائی کی قبر پہچان لوں گا۔

☆ بیت المقدس سے کعبہ شریف کی طرف تحویل قبلہ۔

Marfat.com

☆رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت اور عاشوراہ کے روزے کا نسخ۔صوم عاشورہ کا وجوب ختم ہو گیا استحباب باقی رہا۔صوم عاشورہ کا استحباب سنت سے ثابت ہے۔اور یہ گزشتہ سال کے گناہوں کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔

☆نماز عید اور صدقہ فطر کی مشروعیت اور وجوب۔

☆زکوۃ کی فرضیت اور اس کی شرائط کا بیان۔

☆معاقل (دیتوں) کا بیان اور ان کا تحریری صورت میں حضور ﷺ کی تلوار کے قرب میں رکھا جانا۔

☆دختر رسول ﷺ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات۔

☆سیدہ رقیہ کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شادی۔

☆سیدہ زینب بنت نبی ﷺ کا ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچنا۔

☆ابو العاص بن ربیع کا قبول اسلام اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے بحالی نکاح۔

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دختر رسول ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی۔

☆پہلی نماز عید اور قربانی:۔حضور ﷺ نے قربانی بھی دی اور نماز عید بھی پڑھائی اور خوشحال صحابہ نے بھی قربانی دی۔

☆حضور ﷺ نے فرمایا: الا اخبرکم باشقی الناس رجلین کیا میں تمہیں سب سے زیادہ دو بدبختوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور۔فرمایا: احیمر ثمود عاقر الناقة والذی یضربک یا علی علی ھذہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ثمود میں سے احیمر جس نے صالح علیہ السلام کی ڈاچی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔

(دوسرا بدبخت) اے علی رضی اللہ عنہ وہ جو تمہیں یہاں ضرب لگائے گا اور اس سے یہ تر ہو جائے گی۔پہلی دفعہ سرکار ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور دوسری دفعہ داڑھی مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جس سے یہ (داڑھی) تر ہو جائے گی۔(سر کے زخم سے ریش مبارک خون آلود ہو جائے گی) جس طرح سرکار ﷺ نے بتایا تھا بالکل اسی طرح ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک خارجی نے شہید کیا تھا۔

(۷) غزوہ بنو قینقاع

بنو قینقاع یہود کے ان تین قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا جو طویل عرصہ پہلے یثرب میں آ کر مقیم ہو گئے تھے۔یہ لوگ اپنے وطن سے اس لئے فرار ہوئے تھے کہ شاہان روم نے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔نیز یہ نبوت محمدیہ ﷺ کے منتظر بھی تھے۔تورات اور انجیل کی پیشین گوئیاں اور بشارتیں ان کے پیش نظر تھیں۔ جب رسول

Marfat.com

کریم ﷺ مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے تو پہلے سال ہی آپ نے یہود سے سلامتی اور حسن جوار (پڑوس) کا معاہدہ فرمایا وہ دستاویز آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

(اپنی فطرت فتنہ پرور سے تنگ آکر) ان کے بہت سارے مذہبی رہنماؤں نے منافقت سے کام لیتے ہوئے مشرکین کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کر لئے۔ (جس نبی کا انہیں صدیوں سے انتظار تھا اب اسی) نبی مکرم ﷺ اور ان کے غلاموں کے لئے تکالیف اور مصائب کے لئے گھات لگائے بیٹھے تھے۔ جب مسلمان جنگ بدر کے لئے آئے تو ان کی خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ انہیں گمان تھا کہ مسلمان ضرور شکست کھا جائیں گے جس سے مسلمانوں کی قوت کا ستارہ غروب ہو جائے گا۔ اور ان کے رعب کا شیشہ بھی چکنا چور ہو جائے گا۔ لیکن جب مسلمانوں کو فتح اور مشرکین کو شکست فاش ہوئی تو یہ ازراہ مزاح اور اظہار حسد و بغض کے لئے ہرزہ سرائی کرنے لگے۔

رسول کریم ﷺ نے آخری کوشش کے طور پر انہیں بنی قینقاع کے بازار میں جمع کیا اور فرمایا قریش کے انجام سے سبق سیکھو، اسلام قبول کر لو کیونکہ تم جان چکے ہو کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہوں۔ یہود نے بڑی بے حیائی سے کہا اے محمد ﷺ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ایک ایسی قوم پر آپ کو فتح نصیب ہوگئی ہے جسے فنون حرب و ضرب سے واقفیت نہ تھی۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے ساتھ نبرد آزما ہوئے تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم ہی مردان جنگ آزما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو رد کرتے ہوئے دھمکی آمیز انداز میں فرمایا:

ترجمہ آیات: اے (میرے رسول) فرما دو ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا کہ عنقریب تم مغلوب کئے جاؤ گے اور ہانکے جاؤ گے جہنم کی طرف اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بے شک تھا تمہارے لئے (عبرت کا) نشان (ان) دو گروہوں میں جو ملے تھے (میدان بدر) میں ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں اور دوسرا کافر تھا دیکھ رہے تھے (مسلمان انہیں) اپنے سے دو چند (اپنی) آنکھوں سے اور اللہ مدد کرتا ہے اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے یقیناً اس واقعہ (بدر) میں بڑا سبق ہے آنکھ والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو حکم دیا کہ انہیں آنے والی ہزیمت سے آگاہ فرما دیں۔ اور یہ بھی بتا دیں کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور انہیں یاد کرا دیں کہ تمہارے دوست قریش اپنی کثرت اور قوت کے باوجود مار کھا گئے ہیں۔

تھوڑے دن گزرے تھے کہ ایک مسلم خاتون قینقاع کے بازار میں کوئی سودا بیچنے آئی۔ سودا بیچ کر وہ ایک یہودی سنار کے پاس آئی تاکہ کوئی زیور خرید سکے وہ خاتون اس یہودی کے پاس بیٹھی تھی ساتھ ہی دوسرے یہودی بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس کے پردے کی وجہ سے کوئی نازیبا بات کہی اور کہا اپنا پردہ ہٹا دو۔

خاتون نے اپنی عفت و شرف کی حفاظت کرتے ہوئے چہرہ ظاہر کرنے سے انکار کر دیا۔ ان لعنتیوں میں سے

Marfat.com

ایک بدبخت نے اس مسلمان عورت کے تہبند کا ایک پلو اس کے دوپٹے کے ساتھ باندھ دیا۔ جب وہ عورت اٹھی تو اس کے جسم کا کچھ حصہ ننگا ہو گیا۔ خاتون نے ایک افسوس ناک چیخ ماری۔

آواز سن کر ایک مسلمان مرد وہاں پہنچا اس نے یہودی کو قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر یہودیوں نے مسلمان کو شہید کر دیا۔ جب مسلمانوں نے یہ واقعہ دیکھا تو یہودیوں کے ساتھ برسرپیکار ہو گئے۔ اس طرح یہود بنی قینقاع نے اپنا کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا۔ پھر قلعہ بند ہو گئے۔ عزت وغیرت کے علمبردار نبی نے مجاہدین کا ایک لشکر ساتھ لیا اور یہود کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ پندرہ دن جاری رہا۔ (انہیں حضور ﷺ کے مقابلے میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی) اور حضور کو اپنا حکم تسلیم کر کے ہتھیار ڈال دیئے۔

معاہدہ توڑنے کی وجہ سے ان کے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے باندھ دیئے گئے تا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ حکم نافذ ہونے سے پہلے رأس المنافقین عبداللہ بن ابی درمیان میں ٹپک پڑا۔ اس نے ان کی خلاصی کے بارے میں سرکار ﷺ کی خدمت میں گزارش کی کہنے لگا یہ لوگ میرے حلیف ہیں اس کی یہ بات سن کر نبی پاک ﷺ کو جلال آ گیا حضور ﷺ نے اسے جھڑک کر فرمایا خانہ خراب مجھے چھوڑ دے۔ منافق نے آپ ﷺ کی چادر مبارک پکڑ لی حضور سخت غصے میں اس کی طرف سے چہرہ مبارک موڑے ہوئے تھے۔ منافق نے کہا جب تک آپ میرے حلیفوں کو معاف نہیں کریں گے میں آپ کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ (منافق اخلاق کریمانہ سے واقف تھا) اس نے کہا ان کے چار سو جوان بغیر زرہ کے اور تین سو زرہوں والے ہیں جنہوں نے ہر سرخ وسیاہ کے مقابلے میں میرا دفاع کیا ہے۔ بخدا اب میں ان کے اس انجام کی وجہ سے مصائب سے ڈر رہا ہوں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: وہ تیرے جیسے ہی ہیں۔

یہود پر بھی اور یہود کے دوست پر بھی اللہ کی لعنتیں ہوں۔ اسی کے بارے میں فرمان باری ہے:

ترجمہ آیات:۔ اے ایمان والو نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست (اور مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے بنایا انہیں تم میں سے سو وہ ان میں سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔

سو آپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے کہ وہ دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں یہود ونصاریٰ کی طرف کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش نہ آئے۔ وہ وقت دور نہیں جب اللہ تعالیٰ دے دے (تمہیں) فتح کامل یا (ظاہر کر دے کامیابی کی) کوئی بات اپنی طرف سے تو پھر ہو جائیں گے اس پر جو انہوں نے چھپا کر رکھا تھا اپنے دلوں میں نادم۔ (المائدہ: 51-52)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ یہود بنی قینقاع کے حلیف تھے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو وہ

Marfat.com

حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنین کو اپنا دوست اور مددگار سمجھتا ہوں اور ان کافروں کی دوستی سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (پاک) ہے اور ایمان والے ہیں۔ (المائدہ:55)

اس سے آگے ارشاد فرمایا:

اور (یادرکھو!) جس نے مددگار بنایا اللہ کو اور اس کے رسول کریم کو اور ایمان والوں کو (تو وہ اللہ کے گروہ سے ہیں) بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے۔ (المائدہ:56)

حضور ﷺ نے بنو قینقاع کے معاملے میں عبداللہ بن ابی کی سفارش قبول کر کے انہیں چھوڑ دیا۔ جب وہ مدینہ سے نکلے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ موضع ذباب تک ان کے ساتھ گئے۔ اس سے آگے شام تک اکیلے ہی گئے تھوڑے عرصہ میں ہی سارے ہلاک ہو گئے۔ حضور ﷺ نے بنو قینقاع سے حاصل ہونے والا مال صحابہ میں تقسیم کر دیا اس میں سے اللہ کے حکم کے مطابق ''خمس'' اپنے لئے نکالا۔ جس کا حکم سورۃ الانفال کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے۔ راجح اقوال کے مطابق یہ غزوہ شوال ۲ھ میں پیش آیا۔

نتائج

(۱) یہ پکی بات ہے کہ یہود غدر کے خوگر ہیں اور ان سے وفا کی توقع عبث ہے۔

(۲) عورت کے لئے اجنبی مردوں سے چہرہ چھپانا انتہائی لازمی ہے۔

(۳) مسلمان بہن کی پکار سن کر مسلمان بھائی نے یہودی کو قتل کر دیا۔ اس عظیم مسلمان کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

(۴) حد درجہ کریم نبی ﷺ نے ابن ابی جیسے منافق کی سفارش قبول فرمائی یہ بھی شان رحمت کا ایک اظہار ہے۔

(۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں یہود کی دوستی ٹھکرا دی۔

(۶) سورۃ آل عمران کی آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہود کا رد فرمایا۔ جب انہوں نے حضور ﷺ کو بڑی بے حیائی سے جواب دیا۔

(۷) سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے ابن ابی کی باتوں کا رد فرمایا۔

Marfat.com

غزوۃ الکدر

غزوہ بدر میں شاندار فتح کے بعد اور غزوہ بنوقینقاع میں یہود کے اخراج کے بعد حضور ﷺ کو خبر ملی کہ بنی سلیم ''کدر'' نامی چشمے یا کنوئیں کے پاس اکٹھے ہو رہے ہیں اور وہ آپ ﷺ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے مدینہ میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر بنایا اور بنی سلیم کی طرف کوچ فرمایا۔ آپ کا پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ کدر کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہاں صرف ان کے جانور اور چرواہے تھے۔ جنہیں مسلمان ہانک کر مدینہ لے آئے۔ چند دن بعد حضور ﷺ نے غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو بنی سلیم اور بنی غطفان کی طرف ایک سریہ میں بھیجا۔

مجاہدین نے اعداء اسلام کو قتل کیا مال غنیمت میں ان کے ریوڑ ہانک کر لے آئے اس سریہ میں تین مجاہد شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

نتائج

(۱) صلح کرنے والے کے ساتھ (صلح) اور جنگ کرنے والے کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔

(۲) حاکم کی عدم موجودگی میں کسی کو نائب بنانا جائز ہے۔

(۳) اس امت کے خصائص میں سے ہے کہ مال غنیمت ان کے لئے حلال ہے۔

غزوۃ السویق

میدان بدر میں عبرتناک شکست کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ محمد ﷺ پر حملہ کر کے ان کے صحابہ کو اسیر اور قتل نہیں کرے گا اس وقت تک وہ عورت کے پاس نہیں جائے گا۔ اس کی قسم کا زمانہ طویل ہو گیا۔ تو اس نے دوسو سپاہیوں کو ساتھ لیا اور جانب مدینہ چل دیا۔ مدینہ پہنچ کر اس نے فوج کو باہر کھڑا کیا اور خود حیی بن اخطب یہودی کے پاس گیا لیکن حیی بن اخطب نے اس کے لئے دروازہ نہ کھولا۔ وہاں سے ابوسفیان سلام بن مشکم کے پاس گیا۔ سلام بنونضیر کا سردار اور صاحب خزانہ تھا۔

سلام نے دروازہ کھولا خاطر مدارت کی اور مسلمانوں کے بارے میں کچھ اہم معلومات اسے فراہم کیں۔ وہاں سے ابوسفیان واپس آیا اور اپنے جوانوں کو کہا مدینہ شریف میں داخل ہو کر کھجوروں کے باغات کو آگ لگا دو۔ جوانوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی ایک کسان اور ایک حلیف فرد کو قتل بھی کر دیا۔ اس کارگزاری کے بعد وہ مکہ کی طرف بھاگنے لگے۔

حضور ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ صحابہ کے ہمراہ ان کے پیچھے نکلے لیکن ابوسفیان بھاگ گیا۔ ان کے پاس

Marfat.com

ستو (سویق) بھی تھے۔ بوجھ کم کرنے کے لئے انہوں نے ستو راستے میں پھینک دیئے تاکہ بھاگنے میں آسانی ہو۔ صحابہ کرام نے وہ ستو اپنے قبضے میں کر لئے۔ اسی لئے اس غزوہ کو غزوہ سویق کہتے ہیں۔

اس موقع پر جنگ کی نوبت نہ آئی۔ صحابہ نے سرکار ﷺ سے پوچھا: کیا یہ غزوہ ہمارے فائدہ کے لئے ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں!

ابوسفیان نے اس موقع پر کچھ شعر بھی کہے تھے۔

ترجمہ اشعار:۔ یثرب اور اہل یثرب کے اموال پر حملہ کردو کیونکہ یہ تمہارے لئے جائز ہے۔ گڑھے والا دن (یوم بدر) ان کے لئے ہے تو آج کا دن تمہارے لئے ہو جائے۔

میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ عورتوں کے قریب نہیں جاؤں گا نہ غسل کروں گا نہ سر میں تیل لگاؤں گا یہاں تک کہ تم لوگ (قریش مکہ) اوس اور خزرج کو ہلاک کر دو۔ کیونکہ (بدر کی وجہ سے) دل سے شعلے نکل رہے ہیں۔

نتائج

(۱) مشرکین عرب غسل جنابت اور ختنے کے پابند تھے۔ اور یہ دین ابراہیمی کی باقیات میں سے ہیں۔

(۲) مشرکین کا اللہ تعالیٰ پر ایمان تھا (اور بتوں پر بھی) نیز وہ قسم کھا کر پورا کرنا ضروری سمجھتے تھے۔

(۳) جہاد کی نیت سے جانے پر بھی ثواب ملتا ہے۔ اگرچہ جنگ کی نوبت نہ آئے۔

Marfat.com

ہجرت کا تیسرا سال

غزوہ ذی امر

غزوہ ذی امر ۳ھ کا پہلا غزوہ ہے۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنو غطفان کی شاخ بنو ثعلبہ بن محارب اپنے چشمے ذوامر کے قریب جمع ہو رہے ہیں یہ نجد کا علاقہ تھا ان کے جمع ہونے کا مقصد حضور ﷺ کے ساتھ جنگ کرنا تھا۔ حضور ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۳ھ بروز جمعرات ساڑھے چار سو مجاہدین کے ہمراہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ طیبہ میں نیابت کی سعادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حصے آئی۔

جب اسلامی لشکر نے امر کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ گروہ اعداء بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا۔ اس دن موسلا دھار بارش ہوئی۔ جس سے سب کے کپڑے بھیگ گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے کپڑے خشک کرنے کے لئے پھیلا دیئے اور خود ایک درخت کے نیچے محو استراحت ہو گئے۔ جب مشرکین نے سرکار ﷺ کو اس طرح اکیلا دیکھا تو ان میں سے ایک شخص جس کا نام غورث یا دعثور تھا۔ وہ پہاڑ کی چوٹی سے اترا تاکہ حضور ﷺ کو شہید کر دے۔ چپکے چپکے وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے۔ اس نے تلوار سونت لی اور کہا: **یا محمد من یمنعک الیوم منی۔** اے محمد ﷺ! آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ یہ کہہ کر اس نے حضور پر وار کرنے کی کوشش کی۔ سرکار ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: "اللہ" یہ سنتے ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ سرکار ﷺ نے تلوار پکڑ کر فرمایا: **من یمنعک منی** ؟ تم بتاؤ تمہیں کون بچائے گا اس نے کہا کوئی بھی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ کی قسم اس کے بعد میں آپ ﷺ سے کبھی بھی نہیں جنگ کروں گا۔ حضور ﷺ نے اس کی تلوار اسے عطا فرما دی وہ واپس اپنی قوم کے پاس چلا گیا۔ قوم نے دیکھا تو کہا تیرا ستیاناس ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے (نبی کریم ﷺ کے پاس) ایک لمبے قد والا آدمی دیکھا ہے۔ (جب میں وہاں گیا) اس نے میرے سینے میں مکا مار کر گرا دیا۔ میں پہچان گیا کہ یہ (ان کی حفاظت کیلئے) فرشتہ ہے۔ پس میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور بخدا کبھی بھی آپ ﷺ کے ساتھ جنگ نہیں کروں گا۔ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلانا شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو اس نے تم پر کی جب ارادہ کیا ایک قوم نے کہ وہ بڑھائیں اپنے ہاتھ تمہاری طرف۔ پس روک دیا اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیے کہ توکل کریں

Marfat.com

اللہ پر ایمان والے۔ (المائدہ)

حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ واپس تشریف لے آئے۔ اس غزوہ میں بھی جنگ کی نوبت نہ آئی۔

نتائج

(۱) وفا کرو گے وفا کریں گے۔

(۲) دشمن کا پیچھا کرنا اور اسے ڈرانا جائز ہے۔

(۳) دعثور والا واقعہ معجزات نبوت میں سے ہے۔

(۴) دعثور جو قتل کے ارادے سے آیا تھا رحمۃ للعالمین نے اسے معاف فرما دیا۔

(۵) مواخذہ کی طاقت ہوتے ہوئے معاف کرنے کا انجام کتنا حسین ثابت ہوا کہ قاتل بن کر آنے والا غلام بن کر واپس گیا۔

غزوۃ الفرع

حجاز میں بحران کے مقام پر (سونے کی) کان ہے۔ بحران کے ایک گوشے میں فرع کے مقام پر حضور ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بنوسلیم کا ایک لشکر اکٹھا ہونے لگا۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف کا عامل بنایا اور خود تین سو رضا کار مجاہدین کے ہمراہ بنوسلیم کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب انہیں حضور ﷺ کی آمد کا علم ہوا تو بھاگ گئے۔ یہ نصرت بالرعب مسیرۃ شھر کا عملی مظاہرہ تھا۔ مجھے ایک ماہ کی مسافت تک کا رعب عطا کیا گیا ہے۔ جنگ کی نوبت نہ آئی۔ دس دن کے بعد سرکار ﷺ واپس تشریف لائے۔

نتائج

(۱) یہ سفر حضور ﷺ کے عزم وہمت اور احتیاط کے آئینہ دار ہیں۔

(۲) سرکار ﷺ کی روانگی سے ہی دشمن خوفزدہ ہو گیا۔ یہ معجزہ رسالت ہے۔

(۳) ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو کئی بار نیابت رسول ﷺ کا شرف نصیب ہوا۔

(۴) اگر کوئی نابینا ایمان اور علم وعمل میں کامل ہو تو اسے والی بنایا جاسکتا ہے۔

قردکی طرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ

میدان بدر میں شکست کے بعد قریش نے جان لیا کہ اب وہ اپنے تجارتی قافلوں کی سابقہ راستوں پر حفاظت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا انہوں نے مدینہ کے قریب سے گزرنے والا راستہ بدل کر براستہ عراق، شام جانا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ کو اس تبدیلی کی خبر ملی اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ وہاں سے ابوسفیان اور صفوان بن امیہ کی نگرانی میں ایک

Marfat.com

قافلہ آرہا ہے جس پر چاندی لدی ہوئی ہے۔ سرکار ﷺ نے اپنے محبوب غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ روانہ فرمایا۔ قردۃ نامی چشمہ کے قریب مجاہدین نے مشرکین کو پالیا۔ مشرکین اپنا سامان چھوڑ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ قافلہ قریش کا رہنما فرات بن حبان گرفتار ہوگیا۔ جسے ابوسفیان نے نئی راہوں سے شناسائی کے لئے اجرت پر لیا ہوا تھا۔

مدینہ طیبہ پہنچ کر حضرت زید نے مال غنیمت سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ سرکار ﷺ نے خمس اپنے لئے رکھ کر باقی مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ فرات بن حبان وائلی نے مدینہ پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ اور بڑا اچھا مسلمان ثابت ہوا اس مال میں خمس کی مقدار بیس ہزار درہم تھی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کچھ شعر کہے ہیں۔

ترجمہ اشعار:۔ شام کی چھوٹی نہروں (کی طرف جانا) چھوڑ دو کیونکہ ان کے درمیان ایسی تیز تلواریں حائل ہو چکی ہیں جو پیلو کھانے والی ڈاچیوں کے منہ کی طرح ڈراونی ہیں۔ (وہ تلواریں) ایسے مردوں اور ملائکہ کے ہاتھوں میں ہیں۔ جن مردوں نے اپنے رب کے سوا سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ وہی ان کا حقیقی مددگار ہے۔

بطن عالج (ایک جگہ کا نام ہے) کے نشیب کی طرف کوئی قافلہ جائے تو اسے (ہماری طرف سے) کہہ دینا کہ ادھر راستہ نہیں۔

نتائج

(۱) میدان بدر میں شکست نے قریش کے اعصاب شل کر دیئے تھے۔ اور اس کے دوررس اثرات نے انہیں انتہائی خوفزدہ کر دیا تھا۔

(۲) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو کامیاب قیادت کا اعزاز حاصل ہے۔

(۳) بیعت عقبہ کے معاہدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ مہاجرین کو سرایا پر روانہ فرمایا کرتے تھے۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور کعب بن اشرف یہودی کا قتل

بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ قریش کو شکست فاش ہوئی۔ رسول کریم ﷺ کی طرف سے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما فتح کی خوشخبری لے کر آئے۔ جب یہ خبر کعب بن اشرف کو معلوم ہوئی تو اس نے کہا: اگر محمد ﷺ نے واقعی سرداران قریش کو قتل کر دیا ہے تو پھر زمین کی پشت سے زمین کا پیٹ بہتر ہے۔

یہ دیوانے کتے کی طرح دانت چلانے لگا رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا اور مسلم خواتین کے نام لے کر اپنے اشعار میں ان سے فرضی عشق ومحبت کے افسانے گھڑنے لگا۔ قریش کے پاس گیا انہیں نبی

Marfat.com

اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ پر ابھارا۔ قریش نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کی خوب میزبانی کی وہاں بھی ہرزہ سرائی اور بدزبانی ہی اس کا معمول رہا۔ قریش نے اس سے اپنے دین کے بارے میں پوچھا اس نے کہا تمہارا دین محمد ﷺ کے دین سے بہتر ہے۔

لعین نے بالکل جھوٹ بولا تھا قرآن کریم نے اس کے فریب کا پردہ یوں چاک کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ آیت:۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف۔ دیا گیا جنہیں کچھ حصہ کتاب سے وہ ایمان لاتے ہیں بتوں پر اور شیطان پر اور کہتے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا یہ لوگ (کافر) زیادہ سیدھے راستے پر ہیں بہ نسبت ایمان والوں کے۔

جب یہ لعین مکہ سے واپس مدینہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو اس کے سارے کرتوتوں سے آگاہ فرما دیا۔ نقض عہد کی وجہ سے اب یہ واجب القتل ہو چکا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: من لی بابن اشرف۔

(میرے صحابہ) کعب بن اشرف کو قتل کر کے کون مجھے خوش کر سکتا ہے؟

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور میں اس کام کے لئے حاضر ہوں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر تم کر سکتے ہو تو ضرور کرو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس مقصد کے لئے مجھے کچھ خلاف واقعہ باتیں کرنا پڑیں گی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: جو کچھ کہنا چاہو کہہ دینا۔ کیونکہ اس مقصد کے لئے ایسی بات کہنا تمہارے لئے حلال ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت سلکان بن سلامہ، حضرت عباد بن بشر، حضرت حارث بن اوس اور حضرت ابوعیس بن جبر رضی اللہ عنہم اجمعین نے مل کر اس کافر کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ ان میں حضرت سلکان رضی اللہ عنہ کعب کے رضاعی بھائی تھے۔ یہ لوگ اس کے محل کی طرف چلے جب قریب پہنچ گئے تو حضرت سلکان کو کہا کہ آپ آگے جائیں۔ حضرت سلکان رضی اللہ عنہ اس کے محل میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بیٹھے اشعار کا تبادلہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا: ابن اشرف میں تمہارے پاس ایک ضروری کام کے لئے آیا ہوں میرے راز کو پوشیدہ رکھنا۔ اس نے کہا: بولو میں تمہارا راز پوشیدہ رکھوں گا۔

آپ نے فرمایا: اس شخص یعنی (حضور ﷺ) کا مدینہ آنا ہمارے لئے تو وبال بن گیا ہے سارا عرب ہمارا دشمن بن گیا ہے۔ اور ہمارے خلاف سب متحد ہو گئے ہیں۔ ہمارے سارے رشتے منقطع ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے اہل وعیال فاقوں سے مر رہے ہیں۔ اور خود ہم مشقت میں مبتلا ہیں۔ یہ سن کر یہودی نے کہا میں اشرف کا بیٹا ہوں میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ تمہارا انجام یہی ہوگا جو تم کہہ رہے ہو۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں تم کچھ غلہ ہمارے ہاتھ بیچ دو ہم تیری تسلی کے لئے کوئی چیز تیرے پاس گروی رکھ دیتے ہیں۔ اس نے کہا تم اپنے بچے میرے پاس گروی رکھ دو۔ آپ نے فرمایا: کیا تم ہمیں سارے عرب میں رسوا کرنا چاہتے ہو؟ میرے کچھ اور ساتھی بھی ہیں وہ بھی غلہ خریدنا چاہتے ہیں ہم تیرے پاس اپنے ہتھیار رکھ دیں گے۔ کعب نے کہا مجھے منظور ہے۔ یہ کہہ کر حضرت سلکان (جن کی کنیت ابونائلہ ہے) واپس اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے۔

وہ سارے احباب اپنے ہتھیار لے کر اس کے پاس آنے سے پہلے سرکار ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ سرکار ﷺ بقیع الغرقد تک ان کے ہمراہ آئے بوقت رخصت سرکار ﷺ نے دعا مانگی یا اللہ ان کی مدد فرما۔ سرکار ﷺ واپس تشریف لائے۔ صحابہ قصر ابن اشرف پر پہنچ گئے۔ حضرت سلکان (ابونائلہ) نے اس کو آواز دی وہ اپنی موٹی چادر میں نیچے آنے لگا۔ تو اس کی نئی نویلی دلہن نے کہا: تم دشمنی والے آدمی ہو اس وقت باہر نہ نکلو۔ اس نے کہا یہ میرا رضاعی بھائی ابونائلہ ہے (جس کو مجھ سے اتنا پیار ہے کہ) اگر میں سویا ہوا ہوں تو یہ مجھے جگانا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ اس کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم! مجھے اس آواز سے شر کی بو آرہی ہے۔ لیکن کعب نے اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اور نیچے آکر حضرت ابونائلہ سے باتیں کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابونائلہ نے فرمایا: آؤ یار شعب العجوز تک چلیں۔ وہاں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ اس نے کہا: جیسے تمہاری مرضی۔ چنانچہ سارے شعب العجوز تک جانے کے لئے چلنے لگے۔ راستے میں حضرت ابونائلہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر سونگھا اور کہا اس جیسا عطر میں نے آج تک نہیں سونگھا۔ آپ نے دو تین بار ایسا کیا تاکہ کعب کو اطمینان ہو جائے۔ آخری بار آپ نے اس کے بال پکڑ کر ساتھیوں سے کہا اس دشمن خدا کو چیر ڈالو۔ سب نے یکبارگی اپنی تلواریں اس پر چلا دیں۔ حضرت ابونائلہ فرماتے ہیں۔ میرے پاس مغول (ایک خاص قسم کی چھری) تھی میں نے وہ چھری اس کے زیر ناف گھونپ دی۔

اب وہ اس طرح چلایا کہ تمام قلعوں تک اس کی آواز پہنچ گئی۔ سب قلعوں میں آگ روشن کردی گئی۔ ہم نے اس کو مردار بنا کر وہیں چھوڑ دیا۔ ہمارے ساتھی حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو ہماری ہی تلوار سے زخم آگیا ہم نے انہیں اٹھالیا اور مدینہ شریف پہنچ گئے۔ ہم نے سرکار ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دشمن خدا کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ حضور ﷺ نے حضرت حارث کے زخم پر لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل صحیح ہو گئے۔ صبح ہم بہت ہشاش بشاش تھے اور ہر یہودی کی جان پر بنی ہوئی تھی۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ کے لعاب دہن میں ہر مرض کی شفاء ہے۔

Marfat.com

(۲) نقض عہد اور کفار کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے والوں کو قتل کرنے کے لئے حیلہ جائز ہے۔

(۳) اسی طرح ان مقاصد کے لئے کنایات اور توریہ کا استعمال بھی جائز ہے۔

(۴) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار کہ انہوں نے ایک سرکش یہودی کو قتل کر ڈالا۔

(۵) کعب کے قتل سے ہر یہودی خائف ہو گیا۔

غزوۂ احد

عوامل

اس غزوہ کے اسباب وعوامل بالکل واضح ہیں۔

سرداران قریش گذشتہ سال قلیب بدر میں انڈیل دیئے گئے تھے۔ مکہ کے چند افراد حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے (اس ذلت کا) بدلہ لینے کے لئے اپنے ہم وطنوں کو جنگ پر اکسانے لگے۔ عبد اللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ اس حربی تحریک میں پیش پیش تھے۔ یہ سارے مل کر ابوسفیان کے پاس آئے اور اسے کہا کہ تم تجارتی قافلے والے لوگوں سے کہو کہ وہ اپنا سارا سرمایہ اس فیصلہ کن جنگ کے لئے رضا کارانہ مہیا کریں۔

ان کے بارے میں ہی یہ ارشاد باری ہے۔

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔ خرچ کرتے ہیں اپنے اموال تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) پس وہ عنقریب خرچ کریں گے اپنے مالوں کو۔ پھر ہو جائے گا ان پر (یہ خرچ کرنا) حسرت (کا باعث) پھر (بھی) وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔ (الانفال)

ایک سبب تو یہ تھا۔

سبب دوم

مہاجرین وانصار میں سے وہ لوگ جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے کہ ایک مرتبہ پھر مشرکین کے ساتھ جنگ کا موقع ملے۔ گویا یہ انہیں کو موقع عطا کیا گیا تھا کہ وہ مشرکین کے ساتھ قتال اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان، ثواب کی طلب اور اجر وغنیمت کے حصول کے لئے اپنی ہمتوں کا مظاہرہ کریں۔

ظاہری طور پر یہی دو عوامل ہیں اور کئی مخفی عوامل بھی ہیں۔ جس طرح کہ سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ آیت: اور یہ (ہار جیت کے) دن ہم پھراتے رہتے ہیں انہیں لوگوں میں اور یہ اس لئے کہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ ان کو جو ایمان لائے اور بنا لے تم میں سے کچھ شہید اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لئے کہ نکھار دے اللہ تعالیٰ انہیں جو ایمان لائے اور مٹا دے کافروں کو۔ (آل عمران: 141)

Marfat.com

ہجرت کے تیسرے سال شوال المکرم میں قریش مکہ ابوسفیان کی قیادت میں مردوں، عورتوں، اور اپنے حمایتیوں کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لئے نکل آئے۔ جنگ میں کام آنے والی کوئی چیز بھی انہوں نے پیچھے نہ چھوڑی۔ ابوجہل کی ہلاکت کے بعد ابوسفیان ہی قائد اہل کفر تھا۔ ابوسفیان نے اپنے لشکر کو مدینہ طیبہ کے مقابل وادی قنات میں اتار دیا۔ ان کی آمد کی خبر سرور عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچی۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا کہ مدینہ طیبہ میں رہ کر مشرکین کے ساتھ جنگ کی جائے یا بیرون مدینہ۔

اندرون مدینہ جنگ کو ترجیح دی گئی۔ کیونکہ اس طرح مدد اور کمک آسان تھی۔ حضور ﷺ نے اپنا خواب بیان فرمایا۔ کہ میں نے ایک گائے ذبح ہوتی دیکھی ہے اور یہ کہ آپ ﷺ نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے دیکھے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک ایک مضبوط زرہ میں ڈال لیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: زرہ سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ لیکن کچھ اصحاب نے بیرون مدینہ جنگ پر اصرار کیا۔

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کے اصرار پر بیرون مدینہ جنگ کا فیصلہ فرمالیا۔ کیونکہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پابندی نہ تھی۔

حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ زرہ مبارک پہنی خود مبارک زیب سر اقدس کیا اور مسلح ہو کر باہر تشریف لائے۔ جن لوگوں نے باہر نکل کر جنگ کا مشورہ دیا تھا جب اس حالت میں سرور عالم ﷺ کو دیکھا تو بہت شرمندہ ہوئے انہوں نے سوچا ہم نے خواہ مخواہ حضور ﷺ کو باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ اب وہ چاہتے تھے کہ سرکار ﷺ اپنا فیصلہ بدل لیں۔ انہوں نے عرض کیا حضور ﷺ آپ یہاں ہی تشریف رکھئے۔ جو آپ ﷺ کی رائے ہے وہی اصل ہے۔ بیرون مدینہ جانے پر اصرار کرنے والے وہی لوگ تھے۔ جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ (ان کی باتیں سن کر)

حضور ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ہتھیار پہننے کے بعد اتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اعداء اور اس کے درمیان فیصلہ نہ فرما دے۔ میں نے تمہیں اسی طرح فرمایا تھا۔ (یعنی اندرون مدینہ جنگ کی جائے) لیکن تم نے انکار کر دیا تھا اب تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ دشمن سے ملاقات کے وقت صبر کرو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دے اس پر عمل کرو۔

حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کا عامل بنایا۔ خود ایک ہزار کا لشکر لے کر جانب اعداء روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ فریضہ رہنمائی انجام دے رہے تھے۔ راستے میں مربع بن قیظی کے باغ سے گزر ہوا یہ منافق شخص تھا۔

جب سرکار ﷺ گزرنے لگے اس نے مٹی کی ایک مٹھی اٹھا کر کہا اگر مجھے علم ہو کہ یہ آپ کے سوا کسی اور کو نہیں

Marfat.com

لگے گی تو یہ مٹی آپ کے (چہرہ اقدس) پر پھینک دوں۔ سعد بن زید رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر ضرب لگا کر زخمی کر دیا۔ صحابہ اس کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: دعوه لایقتلوه فانه اعمی القلب اعمی البصر۔ اس کو چھوڑ دو قتل نہ کرو کیونکہ یہ دل ونگاہ کا اندھا ہے۔

لشکر اسلام جب مدینہ شریف اور احد کے درمیان شوط کے مقام پر پہنچا عبد اللہ بن ابی راس المنافقین اپنے ایک تہائی آدمی لے کر پیچھے ہٹ آیا۔ اس نے کہا میری رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کی جائے تم نے میری بات نہیں مانی میں کیوں تمہاری اطاعت کروں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا: اپنی قوم اور اپنے نبی کو اس طرح نہ چھوڑو۔ انہوں نے کہا: اگر یہ جنگ ہوتی تو ہم اس طرح نہ کرتے یہ تو بالکل خودکشی ہے۔ انہوں نے بالکل انکار کر دیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اللہ کے دشمنو! اللہ تعالیٰ تمہیں (کہیں) دور پھینک دے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے نیاز کر دے گا۔

انہیں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:۔ اور دیکھ لے جو نفاق کرتے تھے اور کہا گیا ان سے آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا بچاؤ کرو (اپنے شہر کا) بولے اگر ہم جانتے کہ جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے وہ کفر سے اس روز زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے کہتے ہیں اپنے منہ سے (ایسی باتیں) جو نہیں ہیں ان کے دلوں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔

جب یہ منافق واپس جانے لگے کچھ مسلمانوں نے کہا آؤ ان سے ہی دو دو ہاتھ کرلیں، کچھ نے کہا دفع کرو ان کو جانے دو۔

ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سو کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ منافقوں کے بارے میں (تم) دو گروہ بن گئے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے انہیں بوجہ ان کرتوتوں کے جو انہوں نے کئے۔ (النساء:88)

بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے قدم بھی ڈگمگانے لگے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ثابت قدم کر دیا۔ ان کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔ جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ دونوں کا مددگار تھا۔ (اس لئے اس نے لغزش سے بچالیا) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہیے مومنوں کو۔ (آل عمران:122)

حضور ﷺ اپنے ہمراہ سات سو مجاہدین کو لے کر چلے جبل احد پہنچ کر جبل احد کو اپنی پشت کی جانب کر لیا۔ اس سفر میں رسول کریم ﷺ کے علاوہ فقط ایک شخص کے پاس گھوڑا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تک میں حکم

Marfat.com

نہ دوں کوئی شخص جنگ (کی ابتداء) نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت اسامہ بن زید، حضرت زید بن ثابت، اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم اجمعین کو کم عمری کی وجہ سے واپس کر دیا گیا۔ جبکہ حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما کو (خصوصی طور پر) اجازت دی گئی تھی۔ اگرچہ ان کی عمر پندرہ پندرہ سال تھی۔ لیکن یہ مضبوط اور قوی تھے۔

قریش کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ جس میں دو سو گھوڑ سوار تھے۔ خالد بن ولید میمنہ اور عکرمہ بن ابی جہل میسرہ پر متعین تھا۔ ہفتہ کے دن قریش اس جگہ موجود تھے۔

اس موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا: من یاخذ ھذا السیف بحقہ؟ اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟

بہت سارے لوگوں نے خواہش ظاہر کی لیکن سرکار ﷺ نے انہیں تلوار نہ عطا فرمائی۔ جب حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس تلوار کا حق کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے دشمن پر اس قدر مارنا کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا حق ادا کروں گا؟ سرکار ﷺ نے تلوار انہیں عطا فرما دی۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بہادر مرد تھے۔ آپ کا پٹکا سرخ رنگ کا تھا۔ آپ نے پٹکا سر پر باندھا اور اتراتے ہوئے لشکر کی صفوں میں چلنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس طرح کے مواقع کے علاوہ اللہ تعالیٰ ایسی چال کو ناپسند کرتا ہے۔

لشکر توحید کے یہ انداز تھے۔ جبکہ لشکر کفر میں ابوسفیان نے ترتیب صفوف کے بعد کہا: اے بنو عبد الدار! تم نے بدر کے روز ہمارے پرچم کو جھکا دیا تھا۔ پھر تم نے دیکھ لیا اس دن ہمارے ساتھ کیا ہوا تھا۔

حالانکہ جنگ میں لشکروں کی فتح و شکست پرچم کے بالا و پست ہونے کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ پرچم جب تک بلند رہے لشکر کے حوصلے بلند رہتے ہیں۔ اور جب پرچم سرنگوں ہو جائے قوم بھی ہتھیار پھینک دیتی ہے۔ اگر تو تم پرچم کا حق ادا کر سکتے ہو تو ٹھیک وگرنہ تم پیچھے ہٹ جاؤ ہم خود پرچم سنبھال لیں گے۔ بنو عبد الدار کے جوان جوش میں آگئے اور کہا: کیا ہم علمبرداری کا اعزاز کسی اور کے حوالے کر دیں؟ کل تم دیکھ لو گے کہ ہم پرچم کو کس طرح سربلند رکھتے ہیں۔ ابوسفیان کا مقصد بھی ان کو برانگیختہ کرنا تھا۔

جب لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ عورتوں کے ہمراہ لشکر میں نکل آئی۔ ان سب نے دف بجا بجا کر جنگی جوش اور جذبہ بیدار کرنے والے اشعار گائے۔ ان کے اشعار درج ذیل ہیں۔

ویھا بنی عبد الدار ویھا حماۃ الادبار

ضربا بکل بتار نحن بنات طارق

أن تقبلو لغانق ونفرش النمارق

Marfat.com

او تدبر والفارق فراق غیر وامق

ترجمہ:۔ بنی عبد الدار بڑھتے چلو۔ پیچھے والوں کی حمایت کرنے والو ہر تیز تلوار کے ساتھ کاٹنے والو۔

ہم بنات طارق ہیں اگر تم آگے بڑھو گے تو ہم تم کو گلے لگائیں گی اور تمہارے لئے قالین بچھائیں گی۔ اگر پیچھے ہٹو گے تو ہم تم سے جدا ہو جائیں گی اور وہ ایسی جدائی ہوگی جس کے بعد وصال نہیں ہوگا۔

اب ہم پھر لشکر اہل ایمان کی طرف لوٹتے ہیں۔

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے تلوار ہاتھ میں لے لی۔ پٹکا سر پر باندھ لیا۔ یہ پٹکا گویا (مقابل کے لئے) موت کی علامت تھی۔ اور یہ کہتے ہوئے معرکہ کارزار میں کود پڑے۔

انا الذی عاهدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل

الا اقوم الدهر فی الکیول اضرب بسیف الله والرسول

ترجمہ:۔ میں وہ ہوں جس سے اس کے خلیل نے معاہدہ کیا تھا۔ جب ہم کھجوروں کے جھنڈ کے قریب پہاڑ کے پاس تھے۔

(وہ عہد کیا تھا کہ) میں کبھی بھی پچھلی صفوں میں نہیں کھڑا ہوں گا۔

اور میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی تلوار کے ساتھ جنگ کروں گا۔

اب جو بھی ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آتا قتل ہو جاتا۔ آپ نے دیکھا کہ لشکر کفار میں ایک شخص ہے جو لڑنے والوں کو خوب بھڑکا رہا ہے۔ آپ نے اسے قتل کرنے کے ارادے سے تلوار اس پر لہرائی۔ پھر روک لی کیونکہ وہ ہند بنت عتبہ تھی آپ نے رسول کریم ﷺ کی تلوار سے ایک عورت کو قتل کرنا مناسب نہ سمجھا۔

جنگ کی بھٹی خوب گرم تھی اور اس کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں بہادر مردوں کو قتل کیے جا رہے تھے۔ جبیر بن مطعم کا غلام وحشی آپ کی تاک میں تھا۔ کیونکہ وحشی کے آقا نے اس کے ساتھ وعدہ کر رکھا تھا کہ اگر تم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دو گے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ وحشی نیزہ زنی میں ماہر تھا۔ اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا تھا۔ ہندہ کا باپ عتبہ بھی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ہندہ بھی اس وجہ سے پیچ و تاب کھا رہی تھی وہ جب بھی وحشی کے پاس سے گزرتی تو کہتی اے ابو دسمہ (وحشی کی کنیت) ہمارا جگر بھی ٹھنڈا کرو اور اپنا بھی (یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ہمارا جذبہ انتقام اور اپنا مقصد آزادی پورا کرو۔ مترجم رومی۔

وحشی کہتا ہے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا تعاقب کرتا رہا۔ مجھ سے پہلے سباع بن عبد العزیٰ الغبشانی آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے اسے فرمایا: اے لڑکیوں کو ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آ۔ آپ ایک مست اونٹ

Marfat.com

کی طرح تھے۔ سباع کو آپ نے سر پر ضرب کاری لگائی۔ جس سے وہ اسی جگہ ٹھنڈا ہو گیا۔ وحشی کہتا ہے میں نے اپنا نیزہ آپ کی طرف پھینکا جو آپ کو ناف کے قریب لگا۔ آپ کو زخم کاری لگا تھا لہٰذا آپ سنبھل نہ سکے۔ اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ میں نے آگے بڑھ کر اپنا نیزہ نکال لیا۔ میرا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ اب اس کے علاوہ مجھے جنگ سے کوئی اور غرض نہ تھی۔

حضور ﷺ نے اپنا پرچم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔ آپ کو خلعت شہادت نصیب ہوئی۔ تو سرکار ﷺ نے اسلامی پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔ آپ فرما رہے تھے میں ابوالقصم ہوں۔ قصم کا معنی ہے توڑ دینے والا۔ مشرکین کے علمبردار ابوسعد بن طلحہ نے آپ کو بلاتے ہوئے کہا: کیا آپ کو مبارزت کی ضرورت ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! دونوں آمنے سامنے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اس کو زمین پر گرا دیا۔ پھر آپ پیچھے ہٹ آئے۔ آپ سے پوچھا گیا آپ نے دوبارہ اس پر وار کیوں نہیں کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا ستر کھل گیا تھا میں نے اس حالت میں اس پر وار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مجھے معلوم تھا کہ اللہ نے اسے قتل کر دیا ہے۔

جنگ خوب زوروں پر تھی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ جب آپ نے مشرک کو تلوار مارنے کے لئے بلند فرمائی تو شداد بن اوس کافر نے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تمہارے دوست کو ملائکہ غسل کے لئے لے گئے ہیں اس کے گھر والوں سے پوچھو معاملہ کیا ہے؟ آپ کی زوجہ محترمہ سے پوچھا گیا؟ انہوں نے فرمایا: ان کی شادی کی پہلی رات تھی۔ جب انہوں نے اعلان جہاد سنا تو غسل کئے بغیر ہی چلے گئے۔ اس لئے ملائکہ انہیں غسل دینے کے لئے لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی مدد سے نوازا۔ اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ مسلمانوں نے کفار کو تلواروں سے چیر ڈالا کفار کی شکست میں کوئی شک نہیں رہا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ہند اور اس کی ہمجولیوں کو دیکھا کہ اپنی پازیبیں اتارے بھاگ رہی ہیں۔

سورۃ آل عمران میں ارشاد باری ہے۔

ترجمہ آیات: ”ابھی ہم ڈال دیں گے کافروں کے دلوں میں رعب اس لئے کہ انہوں نے شریک بنالیا اللہ کے ساتھ اس کو جس کے لئے نہیں اتاری اللہ نے کوئی دلیل اور ان کا ٹھکانہ آتش (جہنم) ہے۔ اور بہت بری جگہ ہے ظالموں کی۔ اور بے شک سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ جبکہ تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اس کے حکم سے۔ یہاں تک کہ جب تم بزدل ہو گئے اور جھگڑنے لگے (رسول کے) حکم کے بارے میں اور نافرمانی کی تم نے اس کے بعد کہ اللہ نے دکھا دیا تمہیں جو تم پسند کرتے تھے۔ بعض تم میں سے طلب گار ہیں دنیا کے اور بعض تم میں سے طلب گا

Marfat.com

رہیں آخرت کے۔ پھر پیچھے ہٹا دیا تمہیں ان کے تعاقب سے تا کہ آزمائے تمہیں۔

اور بے شک اس نے معاف فرما دیا تم کو اور اللہ تعالیٰ بہت فضل و کرم فرمانے والا ہے مومنوں پر۔ یاد کرو جب تم دور بھاگے جا رہے تھے۔ اور مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے کسی کو اور رسول کریم ﷺ بلا رہے تھے تمہیں پیچھے سے۔ پس اللہ نے پہنچایا تمہیں غم کے بدلے غم تا کہ تم نہ غمگین ہو اس چیز پر جو کھوگئی ہے تم سے اور نہ اس مصیبت پر جو پہنچی ہے تمہیں اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

(آل عمران: 151، 152، ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

جب تیر اندازوں نے مشرکین کو بھاگتے دیکھا اور مسلمانوں کو اموال غنیمت اکٹھا کرتے دیکھا تو وہ بھی لشکر کی طرف آ گئے۔ اب مسلمانوں کی پشت کی جانب مشرکین کے لئے بالکل خالی تھی۔ اس طرح جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ ادھر کسی نے بلند آواز سے کہہ دیا کہ محمد ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس خبر سے اہل اسلام کی عقلیں جواب دے گئیں۔ ان حالات میں دشمن کو رسول کریم ﷺ کے قریب پہنچنے کا موقع مل گیا۔ ابن قمیہ نامراد نے آپ ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کی ناک مبارک اور چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ سامنے کے چار دندان مبارک بھی ٹوٹ گئے۔ چند ایک صحابہ کے علاوہ باقی سب (شدت غم کی وجہ سے) جہاں جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے۔ قرآن کریم نے اس سارے منظر کو جس طرح بیان کیا ہے اسے درج بالا ترجمہ آیات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

ہزیمت کا سبب

حضور ﷺ نے جبل احد کے دہانے پر تیر اندازوں کا ایک دستہ متعین فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ حضور ﷺ نے انہیں انتہائی تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔ ہماری پشت کی جانب سے لشکر کفار سے کوئی فرد ادھر نہ آسکے۔ جنگ میں ہم جیت جائیں یا قریش! تم نے اپنی جگہ پر قائم رہنا ہے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو فتح اور نصرت عطا فرما دی۔ مشرکین کو شکست ہوئی اور انہوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ ان کی عورتوں نے اپنی شلواروں کے پائنچے اوپر چڑھائے اور تیزی سے بھاگنے لگیں۔ ان کا جھنڈا نیچے گر گیا تھا کوئی اس کو اٹھانے والا نہ تھا۔ تیر اندازوں کے دستے نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

مشرکین کے لشکر میں سے خالد بن ولید نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تیر اندازوں پر حملہ کر دیا۔ درے پر چند ایک صحابہ تیر انداز موجود تھے وہ سب شہید ہو گئے۔ قریش کی ایک عورت نے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھا لیا۔ اس طرح بھاگے ہوئے کافر پھر واپس آ گئے۔ مسلمانوں کو اس ناگہانی صورت حال میں سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اب وہ دونوں طرف سے اس طرح کفار کے نرغے میں آ گئے تھے جس طرح قینچی کے دونوں پروں کے درمیان آ کر

Marfat.com

کپڑا کٹ جاتا ہے)

رسول کریم ﷺ کو سخت تکلیف پہنچی ادھر شیطان نے اعلان کر دیا۔ محمد ﷺ شہید ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سن کر اہل ایمان کے ہاتھوں سے ہتھیار گر گئے اور وہ حیرت و دہشت کے عالم میں (دنیا و مافیہا سے) بے خبر کھڑے تھے۔ حضرت عمر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔ اس صورت حال میں حضرت انس بن مالک کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہما ان دونوں صاحبان کے پاس آئے اور فرمایا: کیوں رک گئے ہو؟ انہوں نے کہا: حضور ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ (اب جنگ کا کیا فائدہ؟) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اٹھو جس مقصد کے لئے رسول پاک نے جان دی ہے تم بھی اسی مقصد کے لئے جان قربان کر دو۔ حضور کے بعد زندگی کس کام کی؟ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ مشرکین کے مقابلے میں نکل آئے۔ جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ آپ کے جسم پر ستر سے زیادہ کاری زخم لگے تھے۔ آپ کی ہمشیرہ نے انگلی کے پوروں کے نشان سے آپ کو پہچانا (کہ یہ میرا بھائی انس بن نضر ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔)

لشکر اسلام کی یہ حالت ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے کہا کہ کاش کوئی آدمی رأس المنافقین عبداللہ بن ابی کے پاس جائے اور وہ ابوسفیان سے ہمیں امان لے کر دے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو آپ کا رب تو نہیں قتل ہوا۔ اٹھو اور آپ ﷺ نے جس مقصد کے لئے جان دی ہے تم بھی اس مقصد کے لئے جان دے دو۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا اللہ! یہ لوگ جو باتیں کر رہے ہیں میں ان سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اور مشرکین کے عمل سے بھی بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے جنگ کرتے کرتے جام شہادت نوش فرمالیا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے پتہ چلا کہ سرکار ﷺ شہید نہیں ہوئے۔ انہوں نے فوراً باآواز بلند اعلان کیا۔

اے گروہ اہل اسلام! خوشخبری ہو کہ رحمت دو جہاں ﷺ بخیریت ہیں۔ حضور ﷺ پکار پکار کر فرما رہے تھے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ۔ جوں جوں مجاہدین تک یہ خبر پہنچتی گئی وہ آپ کے گرد اکٹھے ہوتے گئے۔ اور جنگ کرتے رہے۔ حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہما نے اس آزمائش کو بڑے احسن انداز سے برداشت کیا۔ مجاہدین اپنا دفاع اور جنگ کرتے ہوئے گھاٹی کی طرف بڑھتے گئے۔ جب سرکار ﷺ گھاٹی کے اوپر چڑھے تو ابی بن خلف سامنے آ گیا۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ! اگر تم بچ گئے تو پھر میں نہیں بچ سکوں گا۔ وہ حضور ﷺ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سرکار ﷺ نے کسی صحابی سے نیزہ لے کر اس کی گردن میں چبھا دیا۔ اب وہ (زخمی) بیل کی طرح خرخر کرنے لگا۔ اسی طرح کرتے ہوئے واپسی پر مقام سرف پہنچ کر وہ جہنم رسید ہو گیا۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ اس چٹان پر چڑھنے لگے جس پر کچھ صحابہ موجود تھے۔ صحابہ نے جب اپنے آقا ﷺ کو دیکھا تو ان کی جان میں جان آگئی۔ ابوسفیان چٹان پر آنے کی کوشش کرنے لگا تو صحابہ نے اسے ناکام واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ (ادھر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور) صحابہ کرام پر غنودگی طاری کر دی جس کی وجہ سے ان کا اضطراب جاتا رہا اور طبیعت پرسکون ہو گئی اس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔ پھر اتاری اللہ تعالیٰ نے تم پر غم واندوہ کے بعد راحت (یعنی) غنودگی جو چھا رہی تھی ایک گروہ پر تم میں سے۔ (آل عمران:154)

یہ معرکہ ختم تو ہو گیا لیکن مسلمانوں کو ایک بہت بڑا سبق دے گیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے شہداء کا مثلہ کیا۔ شہداء کے کان ناک اور آلات تناسل کاٹ لئے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ مبارک چاک کر کے آپ کا جگر نکال کر چبانا چاہا لیکن ایسا نہ کر سکی تو پھینک دیا۔

ابوسفیان چٹان کے قریب آیا اور پوچھا: کیا تم میں محمد ﷺ ہیں؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: اس کو جواب نہ دیا جائے۔ اس نے تین بار پوچھا۔ پھر اس نے پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر تین بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ تینوں تو شہید ہو چکے ہیں (یہ سن کر) حضرت عمر (ضبط نہ کر سکے) اور فرمایا: اے دشمن خدا تم نے جھوٹ کہا تیری پریشانی کے لئے ہمیں اللہ نے بچا لیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اعل ھبل ہبل زندہ باد۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم کہو اللہ اعلی واجل اللہ سب سے بلند عزت والا ہے ابوسفیان نے کہا: ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارے لئے عزیٰ نہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم کہو اللہ مولانا ولا مولی لکم۔ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا مددگار کوئی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے عمر! اللہ کے لئے بتاؤ کیا ہم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں حضور تو تمہاری آواز سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا ابن قمیہ کی نسبت آپ کی بات زیادہ سچی ہے۔ اس نے کہا: آج کا دن بدر کے بدلے میں اور جنگ تو ایک ڈول ہے (کبھی ادھر کبھی ادھر) تمہارے مقتولوں میں بعض مثلہ شدہ ہوں گے۔ بخدا مجھے اس پر نہ خوشی ہے نہ افسوس نہ میں نے اس کا حکم دیا تھا۔ اور نہ میں نے اس سے منع کیا ہے۔ آئندہ سال پھر ملاقات ہو گی۔ یہ کہہ کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس ہو گیا۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا دیکھیں اگر وہ گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہوئے تو مکہ جائیں گے اور اگر گھوڑوں پر سوار اور اونٹ ساتھ لے گئے تو مدینہ شریف پر حملہ کرنے کے لئے آئیں گے۔ میری جان کے مالک کی قسم اگر انہوں نے مدینہ طیبہ کا قصد کیا تو ہم ان کے ساتھ خوب جنگ کریں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر بلند آواز سے کہا وہ اونٹوں پر سوار ہو کر گئے ہیں۔ خوشی کے جذبات میں

Marfat.com

آپ نے بلند آواز سے کہہ دیا۔ حالانکہ سرکار ﷺ نے انہیں اس راز کو چھپانے کے لئے کہا تھا۔

حضور ﷺ نے شہداء کی خبر لانے کے لئے کہا سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ زخمی پڑے تھے۔ ابھی ان کے کچھ سانس باقی تھے۔ انہوں نے اپنے ملنے والے کو کہا میری طرف سے جان عالم ﷺ کو سلام عرض کر دینا اور عرض کرنا اللہ تعالیٰ آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ اجر عطا فرمائے۔

پھر حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا میری طرف سے میری قوم کو بھی سلام کہہ دینا اور انہیں کہنا جب تک تم میں ایک آدمی بھی موجود ہے اور دشمن رسول کریم ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی عذر بھی قبول نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دی۔ رضی اللہ عنہ۔

ادھر شہید حسن لم یزل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک درون وادی پڑی تھی۔ پیٹ مبارک چاک ہو چکا تھا آپ کا مثلہ بھی کیا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے جب انہیں اس حالت میں دیکھا تو فرمایا:

اگر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی پریشانی اور اس طرح رواج بن جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کی لاش کو اسی طرح چھوڑ دیتا یہاں تک کہ درندوں کے بطن اور پرندوں کے پوٹوں سے ان کا حشر ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش پر غلبہ عطا فرمایا تو میں قریش کے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ مسلمانوں نے بھی اپنے دل میں عہد کیا کہ ہم بھی قریش کا مثلہ کریں گے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ آیت:۔ اور اگر تم سزا دینا چاہو تو انہیں سزا دو لیکن اس قدر جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم (ان کی ستم رانیوں پر) صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔ (النحل:126)

سرکار ﷺ اور آپ کے صحابہ نے صبر اختیار فرمایا اور مثلہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ صحابہ کرام نے ارادہ کیا کہ اپنے شہداء کو مدینہ طیبہ لے جا کر دفن کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انہیں وہیں دفن کیا جائے جہاں انہوں نے شہادت پائی۔ ایک قبر مبارک میں دو یا تین شہداء کو دفن کرنے کا حکم دیا اور جانب قبلہ اس کو مقدم کرنے کا حکم دیا جس کو زیادہ قرآن پاک کا علم ہو سرکار ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جب بھی کسی شہید کو لایا جاتا حضرت حمزہ رضی اللہ کو ہر شہید کے ساتھ رکھ کر نماز جنازہ پڑھائی جاتی۔

حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم حضرت حمزہ کی قبر مبارک کے اندر اترے۔ حضور ﷺ خود قبر مبارک کے کنارے تشریف فرما تھے۔

حضور ﷺ ہفتہ کے دن واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ سورۃ آل عمران کا بیشتر حصہ غزوہ احد کے متعلق نازل ہوا۔

Marfat.com

غزوہ احد میں اہل ایمان کی طرف سے قابل رشک مظاہرے

اس معرکہ میں بہت سے ایسے واقعات پیش آئے جو خوشگوار اور ناخوشگوار یادیں چھوڑ گئے۔

ان میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا کردار بھی نہایت قابل رشک ہے۔ جب تک اسلام اور مسلمان زندہ ہیں آپ کا نام روشن رہے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے احد کے دن سارے لوگ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ سے ادھر ادھر ہو گئے۔ لیکن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے آقا سے جدا نہ ہوئے۔ آپ نے خود کو رسول کریم ﷺ کی ڈھال بنالیا۔ آپ بڑے ماہر تیر انداز تھے۔ آپ نے احد کے دن دو یا تین کمانیں توڑیں۔ جب بھی کوئی آدمی تیر لے کر گزرتا آپ ﷺ فرماتے ان کو ابوطلحہ کے لئے یہاں رکھ دو۔ حضور ﷺ بطور فخر فرمایا کرتے تھے ابوطلحہ میرے ماں باپ تم پر قربان۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت عطا فرمائے۔

اور ان سے محبت کے صدقے ہمیں بھی قیامت کے دن ان کی معیت عطا فرمائے آمین۔

☆ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلیم انصاریہ رضی اللہ عنہما یوم احد مشکوں میں پانی بھر کر زخمیوں کو پلاتی رہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

☆ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کے ہمراہ پہاڑ کی بلند چوٹی پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا لیکن دو زرہیں پہنے ہوئے ہونے کی وجہ سے اوپر نہ چڑھ سکے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے آپ پر قدم مبارک رکھ کر سرکار ﷺ اوپر چڑھ گئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کے رسول کی خدمت کر کے طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی ہے۔

☆ حضور ﷺ کے تمام اقدامات قابل صد رشک و افتخار ہیں۔ آپ نے ابی بن خلف کو نیزے کی ہلکی سی ضرب لگا کر زخمی کر دیا وہ درد کی شدت سے بلبلا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ کہہ رہا تھا مجھے محمد ﷺ نے قتل کر دیا ہے۔ قریش اس کو اٹھا کر لا رہے تھے کہ راستے میں سرف کے مقام پر مر گیا۔ حضور ﷺ نے وہ حربہ (نیزہ) حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے لیا تھا جس سے اس کو زخمی کیا تھا۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا مظاہرہ سرفروشی

جب شیطان لعین گھاٹی کے پیچھے سے چلایا کہ محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ جوانان اسلام حیرت و وحشت کے عالم میں دشمنان اسلام سے جنگ کرنے سے رک گئے۔

ان حالات میں حضرت انس بن نضر نے انہیں فرمایا: کس چیز نے تمہیں جنگ سے روک دیا ہے؟ انہوں نے کہا: حضور شہید ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا: پھر آپ کے بعد زندگی کیا کرنی ہے جس مقصد کے لئے آپ نے جان

Marfat.com

دی ہے تم بھی اسی مقصد پر نثار ہو جاؤ۔ اگر محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں تو رب محمد تو قتل نہیں ہوا۔ رب کے نام پر قتال کرو۔ آپ نے کہا: میرے مولا! جو یہ کہہ رہے ہیں میں اس پر معذرت کرتا ہوں اور جو مشرکین کر رہے ہیں میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

شان رحمت للعالمینی کا اظہار

یوم احد درد والم سے بھر پور اور زخموں سے چور چور نبی کریم ﷺ خون مبارک صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

وہ قوم کس طرح کامیاب ہو سکے گی جس نے (خون سے) اپنے نبی کا چہرہ (مبارک) رنگ دیا ہے۔ حالانکہ وہ نبی تو انہیں رب کی طرف بلا رہا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اور فرمایا:

ترجمہ: نہیں ہے آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل چاہے تو اللہ ان کی توبہ قبول فرمالے اور چاہے تو عذاب دے انہیں۔ پس بے شک وہ ظالم ہیں۔ (آل عمران: 128)

پھر بھی آپ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: **اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون۔** اے میرے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ وہ جانتے نہیں۔

سیدۃ نساء العالمین حضرت زہراء سلام اللہ علیہا

سیدہ خاتون جنت احد کے میدان میں پہنچیں اپنے والد گرامی کو زخمی دیکھا تو آپ کے زخم دھونے لگیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے رہے آپ دھوتی رہیں۔

جب آپ نے دیکھا کہ خون نہیں رک رہا تو آپ نے چٹائی جلا کر اس کی گرم گرم راکھ زخموں پر رکھ دی جس سے افاقہ ہوا اور خون مبارک بہنا رک گیا۔

بنت رسول پاک ﷺ کا یہ عمل دیوان خدمت کا زریں باب ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کا عمل

جب آپ نے ابن ابی کو ایک تہائی لشکر لے کر واپس جاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا: آؤ ہمارے ساتھ مل کر جنگ کرو یا دفاع کرو؟ لیکن انہوں نے کہا یہ جنگ ہے ہی نہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیات نازل فرمائیں۔ جن کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا عمل

آپ کی شادی کی شب اول تھی اعلان جہاد سے آپ کی آنکھ کھلی تو غسل کیے بغیر زرہ پہنی ہتھیار سجائے اور لشکر

Marfat.com

میں شامل ہو گئے۔ مشرکین کے ساتھ جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ آپ کو غسل دینے کے لئے فرشتے آئے اور آپ کو (آسمان پر لے جا کر) غسل دیا۔ حضور ﷺ نے یہ خبر دے کر فرمایا ان کے گھر والوں سے پوچھیں۔ آپ کی زوجہ نے بتایا کہ وہ غسل کئے بغیر ہی چلے گئے تھے۔ جس کو چاہے اللہ تعالیٰ یہ اعزاز عطا فرمائے۔

ام عمارہ حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا کا عمل

آپ کے پاس مشک تھی جس میں پانی تھا۔ آپ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں مسلمانوں کا پلڑا اس وقت تک بھاری تھا جب مسلمانوں پر شدید وقت آ گیا حضرت ام عمارہ نے تلوار پکڑ لی اور اپنے آقا کے دفاع میں تلوار بھی چلا رہی تھیں۔ اور تیر بھی پھینک رہی تھیں۔ آپ کو کئی زخم آئے تھے۔ یہ اعزاز بھی بڑے نصیب کی بات ہے۔

غزوۂ احد اور کفار و منافقین کے ذلت آمیز رویے

عبداللہ بن ابی رأس المنافقین اس بدنہاد نے عین موقع پر غداری کرتے ہوئے اپنے جیسے تین سو منافقوں کو واپس بلا لیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اور مخلص مومنین کو تنہا چھوڑ دیا۔ اس کا یہ عمل قیامت تک اس کے لئے باعث عار رہے گا۔

مربع بن قیظی لعنت اللہ علیہ

یہ بدطینت انسان ظاہر و باطن کی آنکھوں سے اندھا تھا۔ جب حضور ﷺ کی قیادت میں اسلامی لشکر اس کے باغ میں سے گزرا تو اس نے مٹی اور کنکر اٹھا کر کہا: اگر مجھے معلوم ہو کہ یہ محمد ﷺ کو ہی لگیں گے تو میں آپ کے چہرے پر ان کو پھینک دوں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو میرے (جیسے ناپاک شخص کے) باغ سے گزرنا آپ کے لئے حلال نہیں۔ اس بدبخت کا یہ عمل بھی قیامت تک اس کے لئے لعنت کا باعث رہے گا۔

ابو عامر فاسق

جاہلیت میں اسے ابو عامر راہب کہا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے راہب کی بجائے (فاسق) فرمایا۔ یہ ملعون بھی میدان جنگ میں آیا۔ اور دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! رسول پاک ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر مشرکین کے ساتھ مل جاؤ۔ اسکے قبیلے کے انصار نے کہا: خدا تمہیں ذلیل و رسوا کرے ہم تیری بات کبھی بھی تسلیم نہیں کریں گے۔ اس نے کہا میرے بعد میری قوم شر میں مبتلا ہو گئی ہے۔ زمانہ اس کی یہ بات کبھی نہیں بھولے گا۔

ہند بنت عتبہ کا عمل

ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے وحشی کو قتل حمزہ رضی اللہ عنہ پر اکسایا۔ مشرکین کو جنگ کرنے کے لئے مشتعل کرتی

Marfat.com

رہی۔ شہداء اسلام کا مثلہ کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ مبارک چاک کر کے جگر مبارک کو چبانا چاہا لیکن چبا نہ سکی۔ اگر وہ اسی حال پر مرجاتی تو اس کا انجام ابی بن خلف اور ابوجہل جیسا ہوتا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر کرم فرمایا اور ہدایت عطا فرمادی۔ اس کی ساری غلطیاں معاف کر دیں کیونکہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ کی تلوار میں دندانے پڑ گئے ہیں۔ اس کی تعبیر میں آپ نے فرمایا: میرے خاندان میں سے کچھ لوگ مجھ سے جدا ہو جائیں گے۔ غزوہ احد میں حضور کے چچا حضرت حمزہ اور حضور کے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے۔ اس طرح وہ خواب پورا ہو گیا۔

(۲) ہجرت سے پہلے سرکار ﷺ نے فرمایا تھا ابی بن خلف کو میں قتل کروں گا۔ فرمان رسالت پورا ہو گیا۔ اس کے علاوہ سرکار ﷺ نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ سب سے برا ہے وہ شخص جس کو کوئی نبی قتل کرے (یا وہ جو کسی نبی کو قتل کرے)

(۳) حضور ﷺ نے اندرون مدینہ یا بیرون مدینہ مقابلہ کرنے کے لئے صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ لہٰذا اپنے ساتھیوں سے مشورہ لینا جائز ہے۔ (اور یہ سنت بھی ہے)

(۴) اس جنگ میں حضور ﷺ کی جرأت و ہمت کے مظاہرے بھی نگاہوں کے سامنے آئے۔ ابن ابی کی واپسی بھی آپ کے عزم و توکل میں ضعف نہ لاسکی۔ صحابہ کرام کا ادھر ادھر بکھر جانا بھی آپ کو نہ ڈرا سکا۔ زخموں اور زرہوں کے بوجھ کے باوجود آپ نے ابی بن خلف کو نیزہ مار کر قتل کر دیا۔

(۵) اگر درہ پر کھڑے ہونے والے تیر انداز مجاہدین اپنی جگہ نہ چھوڑتے تو جنگ کی یہ محشر سامانیاں نہ جنم لیتیں۔ اس کے بعد فرمان رسالت مآب ﷺ کی حکمت ظاہر ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قریش کے تعاقب میں بھیجنا کہ ان کے مستقبل کے عزائم کا پتہ چل جائے یہ بھی فراست نبوت ہے۔

(۶) مربع بن قیظی کی بدسلوکی کے باوجود اسے قتل نہ کروانا شان رحمت کا اظہار ہے۔

قوم کے لئے مغفرت کا سوال بھی اسی رحمت کا مظاہرہ ہے۔ اپنے عم عالی شان کے جنازے پر شدت گریہ کی وجہ سے بے خود ہو جانا یہ بھی اسی شان کرم و محبت کا مظاہرہ ہے۔

(۷) جیتی ہوئی جنگ کا نقشہ بدل جانے کے باوجود طبع نیاز مند میں کوئی شکوہ یا اشتعال نہ پیدا ہوا بلکہ آپ اپنے رب کی رضا پر راضی رہے۔

(۸) رسول پاک ﷺ کی رائے کے خلاف پر اصرار کرنا کسی صورت بھی باعث خیر و برکت نہیں ہوتا۔ جس

Marfat.com

کی عملی مثال غزوۂ احد میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۹) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کر کے دنیا میں دلچسپی کا اظہار ہی ہر مصیبت اور ہزیمت کا سبب ہے۔

(۱۰) وعدہ نصرت الٰہی غزوۂ احد کے دن جنگ کی ابتداء میں پورا ہو گیا۔

(۱۱) تیر اندازوں نے اپنے مرکز کو چھوڑ دیا تو سب پر بلاء ناگہانی اتر آئی جس کے بارے میں قرآن پاک کا فرمان ہے۔

ترجمہ:۔ آپ فرما دیجئے یہ (شکست) تمہاری اپنی طرف سے ہی ہے۔

اس کے علاوہ فرمایا:

اور بے شک سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ جبکہ تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اس کے حکم سے یہاں تک کہ جب تم بزدل ہو گئے اور جھگڑنے لگے رسول کے حکم کے بارے میں۔ اور نافرمانی کی تم نے اس کے بعد کہ اللہ نے دکھایا تھا۔ تمہیں جو تم پسند کرتے تھے بعض تم میں سے طلب گار ہیں دنیا کے اور بعض تم میں سے طلب گار ہیں آخرت کے۔ پھر پیچھے ہٹا دیا تمہیں ان کے تعاقب سے تا کہ آزمائے تمہیں۔ اور بیشک اس نے معاف فرما دیا تم کو اور اللہ تعالیٰ بہت فضل و کرم فرمانے والا ہے مومنوں پر۔ (آل عمران: 152)

غزوۂ حمراء الاسد

رسول محترم ﷺ کی عسکری اور مدنی زندگی بہترین توازن کا عملی نمونہ ہے۔ ہفتہ کے روز میدان احد سے واپسی کے بعد اتوار کے دن مقامی اور بیرونی دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لئے رسول کائنات ﷺ حمراء الاسد کے مقام پر تشریف لے گئے۔

مؤذن رسول ﷺ نے اعلان کیا کہ ابو سفیان کے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے سارے مجاہدین تیار ہو جائیں۔ لیکن اس لشکر میں صرف وہی لوگ شامل ہوں گے۔ جو کل غزوہ احد میں شامل تھے۔ مجاہدین میں دو بھائی تھے جو دونوں شدید زخمی تھے۔ ان میں ایک قدرے کم زخمی تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے دوسرے بھائی کو اٹھا لیا اور چلنا شروع کر دیا۔ جب طاقت جواب دے جاتی تو تھوڑی دیر کے لئے اسے اتار کر کہتا۔ تھوڑا چلو جب وہ چلنے سے عاجز آ جاتا تو بھائی اپنے کندھے پیش کر دیتا۔ یوں گرتے پڑتے آٹھ میل کا فاصلہ طے کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ میدان احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی شدید خواہش تھی کہ احد میں حاضری کا موقع مل جائے لیکن ان کے باپ نے کہا: کہ تم اپنی سات بہنوں کی حفاظت کے لئے گھر رہو میں جنگ میں جاتا ہوں اسی وجہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں نہ جا سکے۔

Marfat.com

اب انہوں نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ پہلے میرا عذر تھا اب مجھے جانے کی اجازت عطا فرمائیں۔ سرکار ﷺ نے ان کا عذر قبول فرمالیا اور انہیں ساتھ آنے کی اجازت عطا فرمادی۔

ابھی حضور ﷺ حمراء الاسد کے مقام پر ہی تشریف فرما تھے کہ بنوخزاعہ میں سے معبد خزاعی آپ کے پاس سے گزرا۔ بنوخزاعہ کے مومن و کافر سب حضور ﷺ کے رازدان تھے۔ معبد نے کہا: اے محمد ﷺ! احد میں آپ کو جو تکلیف پہنچی ہے وہ ہم پر بڑی شاق گزری ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت سے رکھے۔

ایک روایت میں ہے کہ معبد نے اسلام قبول کرلیا تھا اور حضور کے حکم پر ابوسفیان کو مرعوب کرنے کے لئے اس کے پاس گئے۔ لیکن اس پر اپنا اسلام نہ ظاہر کیا۔ (مترجم مختار احمد رومی)

روحاء کے مقام پر معبد کی ملاقات ابوسفیان سے ہوگئی۔ کفار نے پروگرام بنا رکھا تھا کہ واپس جاکر مسلمانوں پر فیصلہ کن حملہ کریں۔ اور ان کا خاتمہ کردیں۔ ابوسفیان نے معبد سے پوچھا پیچھے کے حالات کیا ہیں؟ اس نے محمد ﷺ ایک ایسے لشکر کے ساتھ تیرا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں جس جیسا لشکر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ ابوسفیان نے کہا: چھوڑو کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا میرا خیال ہے کہ تیرے کوچ سے پہلے مسلمانوں کے گھوڑسوار تم پر آدھمکیں گے۔ ابوسفیان نے کہا ہم نے تو ارادہ کیا ہے کہ ان کا بالکل خاتمہ کردیں۔ معبد نے کہا: ناں ایسا نہ کرنا (وگرنہ مرجاؤ گے)

معبد نے کہا میں نے ان کے بارے میں کچھ اشعار کہے ہیں۔

ترجمہ: کم بالوں والے گھوڑوں پر سوار لشکر کے شوروغل سے قریب تھا کہ میری سواری دہشت کے مارے گرجاتی۔ وہ گھوڑے ایسے مجاہدین کو اٹھائے دوڑ رہے تھے جن کی شان یہ ہے کہ وہ مقابلہ کے وقت نہ سستی اور بزدلی کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کے ہاتھ ہتھیاروں سے خالی ہوتے ہیں۔ میں تیز دوڑنے لگا۔ مجھے یوں لگ رہا تھا کہ زمین جھکی جارہی ہے کیونکہ ان شہسواروں کے جھرمٹ میں سالار (عظمت وجلالت کے ماہ تمام کی طرح) سربلند ہوکر تشریف لے جارہا تھا۔

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

وہ لشکر (رب العالمین کے سب سے بڑے ثناخوان) سیدنا احمد مجتبیٰ ﷺ کا ہے۔ جس میں سستی اور کوتاہی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں نے تمہیں جس چیز سے ڈرایا ہے اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

ان اشعار سے ابوسفیان کے دل میں خوف گھر کرگیا صفوان بن امیہ کی بھی یہی رائے تھی اس نے کہا مسلمان اس وقت سخت غصے میں ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں لینے کے دینے پڑجائیں۔ لہٰذا انہوں نے واپسی کے پروگرام پر عمل کیا۔ اور مکہ کی طرف چل پڑے۔ راستے میں انہیں بنوعبدالقیس کے کچھ سوار ملے ابوسفیان نے کہا: کہاں جارہے

Marfat.com

ہو؟ انہوں نے کہا ہم مدینہ جا رہے ہیں۔ اس نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا غلہ خریدنے کے لئے۔

اس نے کہا اگر تم محمد ﷺ کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم نے مسلمانوں کا خاتمہ کرنے کا پختہ عزم کر رکھا ہے تو میں تمہیں عکاظ کے بازار میں کشمش سے لدا ہوا ایک اونٹ دوں گا۔ اصل میں ابوسفیان اس خوف کو چھپانے کے لئے کر رہا تھا جو معبد کی باتوں سے اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔

قافلہ والوں نے آکر حضور ﷺ کی بارگاہ میں ابوسفیان کا پیغام پہنچا دیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: **حسبی اللہ ونعم الوکیل۔**

قرآن کریم کا فرمان ہے۔

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کہا انہیں لوگوں نے بلاشبہ کافروں نے جمع کر رکھا ہے تمہارے لئے (بڑا سامان اور لشکر) سو ڈرو ان سے (تو اس دھمکی نے) بڑھا دیا ان کے جوش ایمان کو اور انہوں نے کہا کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اور وہ بہترین کارساز ہے۔ (آل عمران)

حضور ﷺ نے فرمایا: جب حضرت خلیل علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا آپ نے بھی یہی کلمہ (**حسبی اللہ ونعم الوکیل**) کہا تھا۔

حمراء الاسد کے مقام پر رسول کریم ﷺ اتوار سے بدھ تک چار روز قیام فرما رہے۔ بعد ازاں واپس مدینہ تشریف لائے۔

راستے میں مغیرہ بن ابی العاص کا بیٹا معاویہ اور ابوعزہ حجمی (دونوں مشرک) مل گئے۔ یہ سوجانے کی وجہ سے لشکر کفار سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ابوعزہ غزوہ بدر میں بھی گرفتار ہو گیا تھا اس نے سرکار ﷺ سے رحم کی درخواست کی تھی سرکار ﷺ نے اسے اس شرط پر رہا کر دیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے مقابلے میں نہیں آئے گا۔ لیکن اس نے عہد شکنی کی اور احد میں شریک لشکر کفار ہو کر آگیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ معاویہ بن مغیرہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا تھا۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آگیا آپ نے اس کی سفارش کی تو سرکار ﷺ نے حضرت عثمان کی سفارش قبول کر لی۔ لیکن اس شرط پر کہ وہ تین دن کے بعد یہاں نظر نہ آئے۔ حضور ﷺ حمراء الاسد سے روانہ ہوئے تو فرمایا: معاویہ ابھی ادھر ہی ہے وہ مل جائے تو (وعدہ خلافی کی وجہ سے) اس کو پکڑ کر قتل کر دیا جائے۔ حضرت زید اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ کی شجاعت، صبر و تحمل، حسن سیاست اور کمال تدبیر کے بے مثال مظاہرے۔

Marfat.com

(۲) صحابہ کرام اپنے آقا ﷺ کے ہر ہر حکم اور اشارے پر عمل کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ اس راہ میں مصائب پر صبر و تحمل کے پیکر نظر آتے تھے۔

(۳) کچے ذہنوں پر پروپیگنڈہ بہت اثر کرتا ہے اسی وجہ سے یہ ایک خطرناک کام ہے جس سے بچنا لازم ہے۔

(۴) لا یلدغ المؤمن من حجر واحد مرتین کا اصول مسلم ہے۔

(۵) شرعی حدود کے علاوہ باقی میں سفارش کی جاسکتی ہے۔

۳ ھ کے اہم واقعات

☆ عزت و ناموس رسالت ﷺ کی طرف ناپاک ہاتھ بڑھانے والے یہودی کعب بن اشرف کو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ کعب بن اشرف مسلمانوں کو اپنی زبان سے اذیت دیتا تھا۔ اور مشرکین کو جنگ پر ابھارتا تھا۔

☆ غزوۂ احد بھی ۳ ھ میں پیش آیا جس میں ستر صحابہ شہید ہوئے مشرکین میں سے تیس لوگ مارے گئے۔ مہاجرین میں سے چار افراد کو شہادت کا شرف نصیب ہوا جن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ،

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ

انصار میں سے حضرت انس بن نضر، حضرت سعد بن ربیع، حضرت عمرو بن جموح، حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام وغیرہم۔ اور مومن اہل کتاب حضرت مخیریق رضی اللہ عنہم اجمعین کو درجہ شہادت نصیب ہوا۔

☆ غزوۂ احد کے دوسرے دن غزوۂ حمراء الاسد پیش آیا۔

☆ غزوۂ ذی اُمر، غزوۃ الفرع، سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، کعب یہودی کے قتل کے لئے۔ یہ چاروں بھی اسی سال پیش آئے۔

☆ سیدنا امام حسن علیہ السلام بھی اسی سال بزم آرائے گیتی ہوئے اور آپ کی ولادت کے بعد سیدنا امام حسین علیہ السلام کی روح مبارک بھی اسی سال شکم مادر میں قرار پذیر ہوئی۔ پیدائش و حمل میں ۵۰ دن کا وقفہ تھا۔

☆ اسی سال جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ کے حمل سے ثمر بار ہوئیں۔

Marfat.com

ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا سال چہارم

سانحہ رجیع

ہجرت کے چوتھے سال قبائل عضل وقارہ کے چند افراد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا ہمارے قبائل میں اسلام پھیل رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کچھ صحابہ ہمارے ساتھ روانہ فرمائیں جو ہمیں دینی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ اپنے چھ صحابہ کرام کو روانہ فرمایا جن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

حضرت خالد بن بکیر، حضرت عاصم بن ثابت، حضرت خبیب بن عدی، حضرت زید بن دثنہ، حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت مرثد بن ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہم کو ان کا امیر بنایا۔ رجیع کے مقام پر فہم دین کے جھوٹے طلب گاروں نے مبلغین اسلام کے ساتھ غدر کیا اور بنولحیان کے سو مسلح افراد کے ساتھ مل کر انہیں مغلوب کرنا چاہا۔ مسلمان ایک پہاڑی پر پناہ گزیں ہو گئے۔ انہوں نے عہد کیا کہ ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم نے فرمایا: میں کسی کافر کی بات پر اعتماد کر کے نیچے نہیں اتروں گا۔ میرے مولا اپنے محبوب ﷺ کو ہمارے حال سے آگاہ فرمادے۔

حضرت عاصم، حضرت خالد اور حضرت مرثد رضی اللہ عنہم نے لڑتے ہوئے جان دے دی جبکہ وہ باقی تین صحابہ کو زندہ گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بعد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ حضرت زید اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہما کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث کو قتل کیا تھا۔ حارث کے بیٹوں نے آپ کو خرید کر حُجَیر کی آزاد کردہ لونڈی ماویہ کے گھر قید کر دیا۔ تاکہ بعد میں آپ کو قتل کر کے اپنے باپ کا بدلہ لے سکیں۔

آپ ماویہ کے گھر میں تھے۔ قتل سے پہلے آپ نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لئے استراء مانگا۔ آپ استراء تیز کر رہے تھے کہ ماویہ کا کم سن بچہ لڑھکتا ہوا آپ کے پاس آ گیا۔ آپ نے اٹھا کر اسے گود میں بٹھا لیا۔ ماویہ نے دیکھا تو چلا اٹھی۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں بچے کو قتل کر دوں گا ایسا نہیں ہم غدر نہیں کرتے۔ ماویہ کہتی ہے میں نے خبیب سے بڑھ کر اچھا قیدی نہیں دیکھا ابھی انگوروں کے پکنے کا موسم نہیں تھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ اپنے کمرے میں انگور کھا رہے تھے۔ بے شک یہ رزق اللہ نے ان کو دیا تھا۔

قریش آپ کو قتل کرنے کے لئے حدود حرم سے باہر لے آئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے

Marfat.com

دو۔ آپ نے بڑے سکون سے دو نفل ادا کیے۔ اس وقت سے لے کر آج تک قتل سے پہلے نفل آپ کی یادگار بن گئی ہے۔ سرکار ﷺ نے بھی اس کو پسند فرمایا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نماز کو اس لئے طول نہیں دیا تاکہ تم یہ نہ کہو کہ میں موت کو ٹالنا چاہتا ہوں۔ آپ کے اشعار ہیں۔

ترجمہ:۔ جب اللہ کی رضا کے لئے میں اسلام کی حالت میں مر رہا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میری لاش کس طرح گرتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ چاہے تو میرے کٹے ہوئے اعضاء پر کرم فرمادے۔

پھر آپ نے رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ ان کافروں کو قتل کر کے ان کی تعداد کم کردے یہاں تک کہ ان میں کوئی بھی باقی نہ رہے۔

جب آپ سولی پر چڑھے ہوئے تھے عتبہ بن حارث نے کہا اب تم چاہتے ہو گے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے اور تیری جگہ محمد ﷺ کو مصلوب کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: نہیں میں تو چاہتا ہوں میری جان چلی جائے لیکن میرے آقا ﷺ کو کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف نہ ہو۔ انہی پاکیزہ جذبات کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے سولی پر اپنی جان جان آفریں کے حضور پیش کردی۔

سلافہ بنت سعد کے دو بیٹوں کو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے احد کے دن قتل کر دیا تھا۔ سلافہ نے نذر مان رکھی تھی کہ وہ عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔

بدبخت قاتلوں نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کو سلافہ کے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے سر اتارنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو ان کے سر کی حفاظت کے لئے بھیج دیا۔

انہوں نے کہا رات کو مکھیاں چلی جائیں گی تو پھر آئیں گے۔ شام کو تیز سیلاب آیا اور آپ کے سر مبارک کو بہا کر لے گیا۔

آپ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا تھا کہ نہ اپنا ہاتھ کسی کافر کو لگائیں گے اور نہ کسی کافر کو اپنا جسم چھونے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دم وصال بھی آپ کی اس قسم کو پورا فرمادیا۔

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کو بدر کے دن قتل کیا تھا اور گڑھے میں پھینکا تھا۔ امیہ کے لڑکے صفوان نے آپ کو خرید کر اپنے غلام نسطاس کے حوالے کیا اور کہا حدود حرم کے باہر تنعیم کے مقام پر ان کو شہید کر دینا۔ تنعیم پہنچ کر اس کافر نے بھی آپ سے یہی سوال کیا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری بجائے محمد ﷺ اس جگہ ہوتے۔ آپ نے فرمایا: میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرے حضور ﷺ جس جگہ اب ہیں وہاں ان کو کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے اہل وعیال میں جان بچا کر بیٹھا رہوں۔ یہ سن کر ابوسفیان کو کہنا پڑا۔

ما رأيت من الناس احدا يحب احدا كحب اصحاب محمد محمدا ﷺ

Marfat.com

میں نے آج تک کسی کو کسی کے ساتھ اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی غلامان محمد ﷺ کو اپنے محبوب کے ساتھ محبت ہے۔

نسطاس نے آپ کو قتل کر دیا۔ رحمت الٰہی کا دامان وسیع آپ کے لئے منتظر تھا۔ آپ حضور حق پہنچ کر آسودہ راحت ورحمت ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

سعید بن عامر بھی قتل خبیب کے دن تماشائیوں میں تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت عطا فرمائی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت ہے کہ سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو جب وہ منظر قتل عاشق جمال یار یاد آتا تو غش کھا کر گر پڑتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: واقعی ایسا ہوتا ہے۔ حضرت عمر کی نگاہ میں ان کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی۔

(لیکن قاتلین نواسہ رسول ﷺ اس قدر انسانیت سے گر چکے تھے کہ منظر ظلم یاد آنے کے باوجود بھی کسی کو کبھی غش نہ آیا۔ امام حسین علیہ السلام کی مدد نہ کرنے والے اپنے جرم کی سنگینی اور اپنی انسانیت کا اندازہ خود کر لیں۔ مختار احمد رومی)

نتائج

(۱) غدر اور خیانت اہل کفر و شرک کا خاصہ ہے۔

(۲) حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی بے ہوشی اور بے موسم کے انگور یہ حضرت خبیب کی کرامت ہے۔

(۳) قتل سے پہلے نماز جائز ہے یہ حضرت خبیب کی سنت ہے سرکار ﷺ نے بھی اس کو برقرار رکھا۔

(۴) رسول پاک ﷺ کی راحت پر صحابہ جان قربان کر دیتے تھے۔

(۵) ہر مومن اور مومنہ پر اپنی جان سے بڑھ کر حضور ﷺ کی محبت لازم ہے اس کا عملی مظاہرہ غلامان مصطفیٰ ﷺ (صحابہ کرام) نے پیش کیا۔

سانحہ بئر معونہ

۴ھ کے واقعات میں سے حادثہ بئر معونہ بھی ایک خونچکاں سانحہ ہے۔ جس میں ستر اصحاب رسول ﷺ قربان ہو گئے۔ اس حادثہ میں بھی غدر اور خیانت سے کام لیا گیا تھا۔

ہوا اس طرح کہ ملاعب الاسنۃ (نیزوں سے کھیلنے والا) ابو براء عامر بن مالک بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے اقرار کیا نہ انکار۔ ساتھ ہی اس نے کہا اگر آپ نجد کی جانب اپنے کچھ مبلغین کو روانہ فرمائیں تو مجھے امید ہے کہ ان کی دعوت سے اس علاقے کے لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد انہیں نقصان پہنچائیں گے۔ ابو براء نے

Marfat.com

کہا میں ان کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔

آپ انہیں روانہ فرمائیں تا کہ یہ تبلیغ اسلام کریں۔

حضور ﷺ نے ستر منتخب اصحاب کو روانہ فرمایا۔ ان میں سے چند کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

حضرت منذر بن عمرو، حضرت حارث بن صمہ، حضرت حرام بن ملحان، حضرت عامر بن فہیرہ، صدیق اکبر کے غلام حضرت عروہ بن اسماء بن الصلت، حضرت نافع بن بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہم وعن جمیع اصدقاء ھم الشھداء۔

یہ اصحاب روانہ ہوئے اور بئر معونہ کے پاس قیام فرمایا۔ بئر معونہ بنی عامر کی زمین اور حرہ بنی سلیم کے درمیان ہے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے حضرت حرام بن ملحان کو عامر بن طفیل بد بخت کے ہاں روانہ کیا تا کہ سرکار رسالت مآب ﷺ کا گرامی نامہ اس تک پہنچائیں۔ اس نامراد نے گرامی نامہ کھول کر بھی نہ دیکھا اور حضرت ابن ملحان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ پھر اپنی قوم کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے کہا قوم نے کہا ہم ابو براء کی پناہ کے خلاف جنگ نہیں کریں گے۔ پھر اس نے عصیہ، رعل اور ذکوان قبائل کو پکارا۔ وہ بد بخت تیار ہو کر قافلہ اہل حق پر ٹوٹ پڑے۔ صحابہ کرام اپنا دفاع کرتے کرتے راہ حق میں قربان ہو گئے۔ رضوان اللہ علیھم اجمعین۔ ان میں سے حضرت کعب بن زید رضی اللہ عنہ بچ گئے۔ جنہیں وہ مقتول سمجھ کر چھوڑ گئے تھے حالانکہ ابھی آپ میں رمق حیات باقی تھی۔ آپ غزوہ خندق میں شہید ہوئے تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حضرت منذر بن محمد رضی اللہ عنہما اپنے ریوڑوں کے پاس تھے کہ ایک جگہ پرندے اڑتے دیکھے۔ انہوں نے کہا ضرور یہاں کچھ خطرہ ہے۔ وہاں جا کر دیکھا تو شہیدان راہ وفا اپنے خون میں لتھڑے پڑے تھے۔ قریب ہی ان کی سواریاں تصویر حیرت بنی کھڑی تھیں۔

حضرت منذر انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو ضمری مصری سے پوچھا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے ہم جا کر سرکار ﷺ کی خدمت میں ساری بات عرض کر دیں۔ انصاری نے کہا لیکن جہاں منذر بن عمرو کی لاش پڑی ہو میں تو اس جگہ سے نہیں ہٹ سکتا۔ یہ کہہ کر قاتلوں پر حملہ کر دیا انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا اور ضمری رضی اللہ عنہ کو قیدی بنا لیا۔

جب انہوں نے بتایا کہ میں بنی مضر میں سے ہوں تو عامر بن طفیل نے ان کی پیشانی کے بال کاٹ کر کہا تم آزاد ہو۔ کیونکہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی۔ واپس آتے ہوئے حضرت عمرو قرقرہ کے مقام پر تھے کہ دو شخص ملے آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنی عامر میں سے ہیں۔ آپ نے ان کے سونے کا انتظار کیا جب وہ سو گئے تو دونوں کو قتل کر دیا۔ تا کہ شہداء بئر معونہ کا انتقام لیا جا سکے۔ آپ کو یہ نہیں معلوم تھا

Marfat.com

کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں امان دے رکھی ہے۔ واپس آکر سرکار ﷺ کی خدمت میں ساری بات عرض کردی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسے لوگوں کو قتل کردیا ہے جن کا خون بہا مجھے ادا کرنا پڑے گا۔

اپنے صحابہ کی شہادت کی خبر نے رحمت عالم ﷺ کو بہت رنجیدہ کردیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ سب کچھ ابو براء کی وجہ سے ہوا تھا مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا۔ جب ابو براء کو یہ معلوم ہوا تو اس کو بھی بڑا دکھ ہوا۔ حضرت حسان نے اپنے اشعار میں ابو براء کے بیٹوں کو عامر بن طفیل کے قتل پر ابھارا۔ تو ربیع بن ابو براء نے عامر بن طفیل کو قتل کردیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

ترجمہ اشعار:۔ اے ام البنین کے فرزندو! تمہیں اس بات کا خیال نہ آیا کہ تم اہل نجد کے سردار ہو۔

ابو براء کے ساتھ عامر نے یہ کھیل محض بدعہدی کے لئے کھیلا (سب کو معلوم ہے) خطاء اور عہد برابر نہیں ہوتے۔

بلند ہمت ربیعہ کو یہ خبر پہنچادو (کہ وہ اپنے بعد والوں کو کہے کہ) تم نے میرے بعد کیا کیا ہے؟

تیرا باپ ابو براء ہے جو بڑا جنگجو ہے۔ اور تیرا ماموں حکم بن سعد ایک صاحب شرف و عزت انسان ہے۔

نتائج

(۱) بئر معونہ کے مقام پر صحابہ کرام کی شہادت کا علم ہوتے ہوئے ان کو روانہ فرمانے میں ہزاروں حکمتیں ہیں۔

(قد اولت ھذا علی رغم انف المؤلف۔ مترجم مختار احمد رومی)

(۲) عامر بن طفیل کو دنیا و آخرت میں رسوائی کے سوا کچھ نہ ملا۔

(۳) منذر بن محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ شوق شہادت میں تنہا ہی جنگ کرنے لگ گئے اور شہادت پانے میں کامیاب ہوگئے۔

(۴) عصیہ، رعل اور ذکوان قبائل نے عذاب الٰہی خرید لیا۔

(۵) شہداء رجیع اور بئر معونہ کی فضیلت میں آیت قرآن اتری تھی پھر منسوخ ہوگئی اس سے بھی ان کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ آیت یہ تھی۔

بلغوا قومنا عنا ان قد لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ۔

ہماری قوم کو ہماری طرف سے آگاہ کردو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو ہمارا رب ہم سے راضی اور ہم اس سے راضی ہوگئے۔

سریہ عمرو بن ابی امیہ الضمری رضی اللہ عنہ ابوسفیان کے قتل کے لئے

غزوہ احد میں ابوسفیان نے بہت سامال خرچ کیا تھا اور بہت زیادہ مشقت اٹھائی تھی۔ ان ساری کاوشوں

Marfat.com

کا مقصد تھا کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا چراغ گل کر کے بدر کے مقتولوں کا انتقام لے سکے۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اپنی اس ناکامی پر اسے بڑی حسرت ہوئی وہ اپنی اسی گھٹیا فکر میں غلطاں تھا۔ ایک دن اس نے اپنے دوستوں میں اعلان کیا کہ محمد ﷺ پہرے کے بغیر اکیلے ہی بازاروں میں چلتے ہیں۔ کاش کوئی شخص ان کے پاس جائے اور دھوکے سے ان کا کام تمام کر کے ہماری آتش انتقام سرد کر دے۔ (جب وہ گھر گیا تو) ایک اعرابی اس کے پاس آیا اور کہا اگر تم میرے ساتھ وفا کرو (اور مجھے انعام دینے کا وعدہ کرو) تو میں اس کام کے لئے تیار ہوں۔ میں صحرائی راستوں کا ماہر ہوں۔ میرے پاس چیل کے پر جتنا خنجر ہے۔ میں جا کر دھوکے سے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دوں گا۔ ابوسفیان نے کہا تو تو ہمارا دوست ہے۔ یہ اونٹ اور نفقہ لو اور چلے جاؤ لیکن کسی کو بتانا نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی محمد ﷺ کو جا کر بتا دے۔ اعرابی نے کہا بے فکر ہو جاؤ۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ رات کو سفر شروع کر کے چھ دن میں مدینہ طیبہ پہنچ کر بنی عبد الاشہل کے محلہ میں اترا اپنا اونٹ باندھ کر سرکار ﷺ کے قصد سے مسجد میں آیا۔ حضور اس وقت صحابہ کرام سے گفتگو فرما رہے تھے۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ شخص غدر کے ارادے سے آیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کا ارادہ کبھی نہیں پورا ہونے دے گا۔ وہ سیدھا آیا اور کہا تم میں ابن عبد المطلب کون ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ حضور ﷺ کے قریب آ کر سرگوشی کے انداز میں جھک گیا۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑ کر کھینچا اور فرمایا اللہ کے رسول سے ذرا دور رہو۔ جب اس کی تلاشی لی گئی تو خنجر برآمد ہوا۔ حضرت اسید نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ دھوکہ باز شخص ہے۔ اس نے چلانا شروع کر دیا۔ یا محمد ﷺ مجھے قتل سے بچالیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: مجھے سچ سچ بتا دو کہ کون ہو اور کس لئے آئے ہو؟ سچ میں تمہارا فائدہ ہے اگر جھوٹ بولو گے تو بھی ہمیں معلوم ہے تم کس لئے آئے ہو۔ اعرابی نے کہا پہلے مجھے جان کی امان دیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تمہیں امان ہے۔ اس نے ابوسفیان کے سارے منصوبے سے آگاہ کر دیا۔ سرکار ﷺ نے اعرابی کو اسید بن حضیر کے ہاں بند رکھنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے دن اسے بلایا اور فرمایا: میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

جہاں جانا چاہو چلے جاؤ لیکن اس سے بہتر بھی ایک چیز ہے کہ تم اسلام قبول کر لو۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ بخدا یا محمد میں کسی سے بھی نہیں ڈرتا تھا۔ لیکن جب آپ کو دیکھا تو میری عقل جواب دے گئی۔ مجھ پر رعب طاری ہو گیا۔ آپ میرے ارادے سے واقف ہو گئے حالانکہ کوئی بھی اس سے واقف نہیں تھا۔ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ اللہ کی حفاظت میں ہیں۔ اور یہ کہ آپ حق پر ہیں اور ابوسفیان کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ سرکار ﷺ اس کی باتیں سن کر مسکراتے رہے وہ چند دن بارگاہ ناز میں رہا پھر اجازت لے کر چلا گیا۔ پتہ نہیں کہاں گیا؟

Marfat.com

ابوسفیان کی اس حرکت کے جواب میں حضور ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری صحابی کے ہمراہ مکہ بھیجا تاکہ ابوسفیان کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت عمرو فرماتے ہیں ہم دونوں روانہ ہوئے۔ ہم بطن یأجج کے مقام پر پہنچے ایک جگہ گھاٹی میں اونٹ کا پاؤں باندھ کر چھوڑ دیا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ ابوسفیان کو قتل کر دیں۔ اور اگر تم ڈرتے ہو تو یہ اونٹ لو اور واپس جا کر سرکار ﷺ کو آگاہ کر دینا۔ میرے پاس خنجر تھا۔ جو میں نے اس لئے تیار کیا ہوا تھا کہ جو بھی مزاحم ہوا اسے قتل کر دوں گا۔

جب ہم دونوں مکہ میں داخل ہوئے میرے ساتھی نے کہا آؤ طواف کر کے دو رکعت نفل پڑھ لیں۔ میں نے کہا: اہل مکہ کو میں جانتا ہوں وہ شام کے وقت اپنے صحنوں کو پانی سے تر کر کے باہر بیٹھ جاتے ہیں۔ (جب انہوں نے ہمیں طواف کرتے دیکھ لیا تو پہچان لیں گے بہرحال آؤ تمہاری خواہش پر عمل کر لیتے ہیں) ہم نے طواف کیا نماز پڑھی قریش کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے ایک شخص نے مجھے پہچان کر بلند آواز سے کہا یہ عمرو بن امیہ ضمری ہے۔ یہ کسی اچھے ارادے سے نہیں آیا۔ یہ کہہ کر وہ لوگ ہمارے پیچھے لگ گئے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا وہی ہو گیا جس سے میں احتیاط کرتا تھا۔ ہم ابوسفیان تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب اپنی جان بچاؤ۔ ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ رات ایک غار میں گزاری اس انتظار میں کہ اہل مکہ ہماری طلب سے پرسکون ہو جائیں۔ بخدا ابھی ہم غار میں ہی تھے کہ عثمان بن مالک تیمی اپنا اونٹ تلاش کرنے کے لئے ادھر آیا میں نے غار سے نکل کر اس پر خنجر سے حملہ کر دیا۔ وہ زور سے چیخا جس سے اہل مکہ اس کے پاس آ گئے۔ ابھی اس میں کچھ رمق باقی تھی لوگوں نے اس سے پوچھا تمہیں کس نے زخمی کیا ہے۔ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے۔ اتنا کہہ کر وہ مر گیا اور میرا ٹھکانہ قریش کو نہ بتا سکا۔ وہ لوگ بھی اسے اٹھا کر لے جانے کی وجہ سے میری طرف سے غافل ہو گئے۔ ہم دو دن غار میں رہے۔ یہاں تک کہ حالات پرسکون ہو گئے۔ پھر ہم تنعیم کی طرف نکل گئے۔ وہاں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی پر لٹکے دیکھا ان کے گرد پہرہ تھا۔ لیکن میں نے اوپر چڑھ کر حضرت خبیب کو اتار لیا ابھی چالیس قدم ہی چلا تھا کہ پہریداروں کو خبر ہو گئی میں نے لاش کو وہیں رکھ کر دوڑ لگا دی۔

ان کی آنکھوں میں نمک پانی ڈال کر میں آگے نکل آیا۔

میرا ساتھی اونٹ لے کر مدینہ شریف پہنچ گیا۔ اور سرکار ﷺ کو ساری بات عرض کر دی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی میت مبارک کا اس کے بعد پتہ ہی نہ چلا شاید زمین نے انہیں اپنے اندر نگل لیا تھا۔ میں چلتا رہا میرے تیر اور کمان میرے پاس ہی تھے۔ میں ایک غار میں تھا کہ بنی دیل کا ایک لمبے قد والا کانا چرواہا میرے پاس آ گیا۔ اس نے مجھے کہا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں بنی دیل سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہ میری طرف سے مطمئن ہو کر وہیں

Marfat.com

لیٹ گیا۔ اور بلند آواز سے کہنے لگا۔

ترجمہ شعر:۔ جب تک زندہ ہوں اسلام قبول نہیں کروں گا اور نہ ہی مسلمانوں کے طریقے پر چلوں گا۔

وہ (کیا) سویا (کہ اس کی قسمت بھی سوگئی) تو میں نے اس کو قتل کر دیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر جانے لگا۔ تو قریش کے دو جاسوس مل گئے۔ میں نے تیر مار کر ایک کو قتل کر دیا۔ دوسرے کو قیدی بنا کر سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ساری داستان عرض کر دی سرکار ﷺ میری کہانی سن کر مسکرائے اور مجھے دعائے خیر دی۔

نتائج

(۱) قرآن کریم نے فرمایا: وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ۔ اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا کہ جس قدر زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی ہے۔ اس اصول کے پیش نظر برائی کرنے والے کو اس کی سزا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ ابوسفیان نے سرکار ﷺ کو شہید کرنے کے لئے آدمی بھیجا تو سرکار ﷺ نے اس کے قتل کے لئے آدمی بھیج دیئے۔

(۲) تقدیر میں کچھ اور ہی لکھا تھا اگر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو قتل کر دیتے تو اسے شرف صحابیت کب نصیب ہوتا۔

(۳) حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی شجاعت و جرأت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ بہت کم لوگ اس طرح ہمت والے ہوتے ہیں۔

نیز وہ سرکار ﷺ سے دعاء خیر لینے میں کامیاب ہو گئے۔

(۴) جنگی ضرورت کے وقت خلاف حقیقت اظہار سے دیکھی چرواہے کے شر سے امن بھی ہو گیا اور کافر مارا بھی گیا۔

(۵) قریش نے نور خدا کو بجھانے کے لئے کیا کیا نہ کیا۔ پر وہ کیا کر سکے؟ والحمد للہ علی ذلک۔

غزوہ بنی نضیر

بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ تینوں یہودی قبائل سے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک معاہدہ فرمایا تھا۔ غزوہ بدر کے بعد بنو قینقاع نے وہ معاہدہ توڑ دیا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کے حلیف رأس المنافقین کی سفارش پر انہیں قتل کی بجائے جلاوطن کر دیا۔

جنگ احد کے بعد بنو نضیر نے بھی ایک واضح سازش کر کے اپنا عہد توڑ دیا۔

(آپ پڑھ آئے ہیں کہ) جنگ احد کے بعد ابو براء حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا تھا۔ اس نے خود اسلام قبول نہ کیا لیکن حفاظت کی ذاتی ذمہ داری پر اہل نجد کے لئے مبلغین کا مطالبہ کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں ستر صحابہ

Marfat.com

کرام کو شہید کر دیا گیا تھا۔ حضرت عمرو بن امیہ نے واپسی پر بنو عامر کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا تھا۔ جن کا سرکار ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا۔ سرکار ﷺ نے ان کی دیت ادا کرنے کے لئے یہود سے بھی حصہ ڈالنے کو کہا: کیونکہ ان کے ساتھ معاہدہ میں درج تھا کہ مسلمان اور یہودی ایک دوسرے کی دیت مل کر ادا کریں گے۔

اس مقصد کے لئے رسول پاک ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بنو نضیر کے محلے میں گئے۔

انہوں نے بظاہر بڑی خوشی کا اظہار کیا اپنے معزز مہمانوں کو دیوار کے سائے تلے خوبصورت جگہ پر بٹھایا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وہ دیت کے حصے کا انتظام کر رہے ہیں۔ (نورِ حق کا اجالا ان مکر پروروں کے نصیب میں نہ تھا۔ خوئے بدخوئی سے تنگ آ کر شمع توحید کو گل کرنے کے لئے ان کے مکار ذہن تیزی سے حرکت میں آ گئے اور کہا کہ) آج فرصت میسر ہے کیوں نہ اس چراغ کو گل کر دیا جائے جس کی روشنی ہمارے لئے آشوب چشم بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے عمرو بن جحاش کو کہا ہم پتھر کی چکی چھت پر رکھتے ہیں تم اوپر سے وہ ان پر گرا دینا۔ ان میں سے سلام بن مشکم نے کہا ایسا نہ کرو۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو ان کی سازش سے آگاہ کر دیا۔ سرکار ﷺ وہاں سے تیزی سے اٹھے اور مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ جب کچھ دیر گزر گئی صحابہ بھی واپس آ گئے سرکار ﷺ سے ملے تو حضور ﷺ نے انہیں یہود کی سازش سے آگاہ کر دیا۔ سورۃ المائدہ کی یہ آیت اسی حادثہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو اس نے تم پر فرمائی۔ جب ایک قوم نے ارادہ کیا کہ تمہاری طرف بڑھائیں اپنے (ظالمانہ) ہاتھ تو روک دیا (اللہ نے) تم سے ان کے ہاتھوں کو۔

اس سازش کی وجہ سے وہ نقض عہد کے مرتکب ہو چکے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف یہ حکم دے کر بھیجا کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ ادھر منافقین اور بالخصوص رأس المنافقین نے انہیں حوصلہ دلایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں نکلنے کی ذرا بھی ضرورت نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا منافقوں کی طرف جو اپنے کافر بھائیوں سے کہہ رہے ہیں جو اہل کتاب میں سے ہیں۔

اس سے چند آیات کے بعد فرمایا:

ان کی طرح جنہوں نے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھا تھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تھوڑا عرصہ پہلے بنو قینقاع نے اپنے کئے کی سزا پائی تھی انہیں کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

منافقین کے (جھوٹے) بھروسے پر یہود نے وہاں سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ ادھر قائد انبیاء سپہ سالار دو عالم ﷺ نے ان کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کا عامل بنا کر صحابہ کے ہمراہ بنو نضیر کی بستی میں تشریف لے گئے۔

پندرہ دن تک ان کا محاصرہ جاری رہا۔ ان کے درختوں کو جلانے اور کاٹنے کی دھمکی دی اور بعض صحابہ نے اس پر عمل بھی کیا۔ یہ چیز بعض مسلمانوں پر شاق گزری یہود نے بھی اس پر اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جو کھجور کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جن کو تم نے چھوڑ دیا کہ کھڑے رہیں اپنی جڑوں پر تو یہ (دونوں باتیں) اللہ کے اذن سے تھیں تاکہ وہ رسوا کرے فاسقوں کو۔ (الحشر:5)

بالآخر سرکار ﷺ کو حکم تسلیم کرتے ہوئے یہود نے ہتھیار ڈال دیئے سرکار ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ ہتھیاروں کے علاوہ اپنا سامان اونٹوں پر لاد کر یہاں سے نکل جاؤ۔ انہوں نے اپنا سامان اور جانور ہانک لئے۔ یہاں تک کہ چھتوں اور گھر کی محرابوں کو اکھیڑ کر کڑیاں اور دروازے بھی ساتھ لے گئے۔

ارشاد ربانی ہے:

چنانچہ وہ برباد کر رہے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے۔ پس عبرت حاصل کرو اے دیدہ بینا رکھنے والو! اور اگر نہ لکھ دی ہوتی اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی تو انہیں عذاب دے دیتا اس دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں تو عذاب ہے ہی۔ یہ سزا اس لئے دی گئی کہ انہوں نے مخالفت کی تھی اللہ اور اس کے رسول کی اور جو مخالفت کرتا ہے اللہ کی تو اللہ تعالیٰ عذاب دینے میں بڑا سخت ہے۔ (الحشر:3)

ان میں سے یامین بن عمرو اور ابو سعید بن وہب نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے اموال محفوظ ہو گئے۔ شر پسندوں کا یہ قافلہ جب یہود خیبر کے قریب سے گزرا تو خیبر کے یہودیوں نے طبلے، ڈھول اور باجوں کے ساتھ ان کا استقبال کیا گویا کہ یہ کوئی فاتح قوم ہے حالانکہ وہ تو خیانتی، لعنتی، غدار اور شکست خوردہ بدفطرتوں کا ایک گروہ تھا۔

حضور ﷺ نے بنو نضیر کے اموال مہاجرین میں تقسیم فرمائے کیونکہ مہاجرین ہی زیادہ ضرورت مند تھے۔ اور وہ اپنے انصاری بھائیوں کے زیر کفالت بھی تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ مال غنیمت نہ تھا بلکہ مال فئی تھا۔ جس کے بارے میں قرآن کا فرمان ہے۔

اور جو مال پلٹا دیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان سے لے کر تو نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ تسلط بخشتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو مال پلٹا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان گاؤں کے رہنے والوں سے تو وہ اللہ کا ہے اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ مال گردش نہ کرتا رہے تمہارے

Marfat.com

دولت مندوں کے درمیان۔ (الحشر: 7-6)

لیکن اس کے باوجود جب حضرت ابودجانہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما نے اپنی تنگدستی کی شکایت کی تو سرکار ﷺ نے انہیں بھی مال عطا فرمادیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

نتائج

(۱) عہد توڑنے والے کے ساتھ جنگ جائز ہے۔

(۲) ایفاء عہد کا التزام تام بھی خاصہ رسالت مآب ﷺ ہی ہے۔

(۳) عہد شکنی یہود کی فطرت ہے۔ بلکہ سارے کافر اپنے مفاد کی خاطر عہد توڑ دیتے ہیں۔

(۴) جنگی ضرورت کے وقت دشمن کے پلوں اور مکانوں کو گرانا جائز ہے۔

(۵) فئی اور غنیمت دو مختلف چیزیں ہیں۔

(۶) یہودیوں کو شروع سے ہی طبلہ، مزمار اور گانوں سے دلی رغبت ہے اور رقص و سرور کی محافل کے بغیر ان کا گزارہ نہیں ہوتا۔

(۷) سورۃ الحشر کا بیشتر حصہ بنونضیر کے متعلق اترا تھا۔

عبرت خاص

صاحب بصیرت کے لئے اس میں بہت سا سامان عبرت ہے۔ جب بنونضیر کو جلاوطن کر دیا گیا تو وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں ویران کر کے نکل گئے۔ ایک مرتبہ عمرو بن سعدیٰ یہودی کا وہاں سے گزر ہوا یہ بنوقریظہ میں سے تھا۔ اسے کنیسہ سے بڑی رغبت تھی۔ وہاں اس نے اجڑے ہوئے گھروں کو دیکھا جو اپنے مکینوں کے کرتوتوں پر رو رہے تھے۔

حالانکہ انہوں نے خود ہی ان گھروں کو آباد کیا تھا۔ انہیں زندگی کی ہر سہولت، دلی سکون اور ذہنی اطمینان حاصل تھا۔ یہ کنیسہ میں آیا اور سارے بنوقریظہ کو بھی اکٹھا کر لیا۔ اور انہیں بنونضیر اور بنوقینقاع کے (قابل رشک) حالات اور پھر ان کی ذلت و رسوائی اور تباہی یاد دلا کر کہا کہ تم جانتے ہو محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اس پر تمہاری کتاب تورات بھی گواہ ہے کہ وہ رسول برحق ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہو کہ ان کی اتباع میں نجات اور ان کے ساتھ جنگ اور دشمنی میں نقصان ہی نقصان ہے۔ اس کے علاوہ جتنے براہین و دلائل تھے وہ سب انہوں نے ایک دوسرے کو سنائے۔ یہ سن کر کعب بن اسد قرظی نے کہا: یا ابا عبدالرحمٰن تم خود کیوں نہیں ان کی اتباع کرتے؟ اس نے کہا کعب تم یہ بات کر رہے ہو؟ کعب نے کہا میں نہ کہوں جبکہ تورات (بھی یہی کہتی ہے) زبیر بن باطا نے کہا تم ہمارے صاحب بست و کشاد ہو اگر تم نے ان کی اتباع کر لی تو ہم بھی کر لیں گے اور اگر تو نے انکار کر دیا تو ہمارا بھی

Marfat.com

انکار ہے۔

عمرو بن سعدی نے آخر میں یہی کہا میرا دل نہیں مانتا کہ محمد ﷺ کا تابع بن جاؤں۔

تکبر اسی طرح تباہی لاتا ہے۔ وہ حق کا انکار کر کے دنیا و آخرت میں ذلیل ورسوا ہو گیا۔

غزوہ ذات الرقاع

اس غزوہ کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بنوغطفان کی دو شاخوں بنومحارب اور بنوثعلبہ نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اپنے جوانوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ جب یہ خبر بارگاہ رسالت میں پہنچی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا عامل بنایا اور خود چار سو مجاہدین لے کر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ نجد کے علاقے میں جا کر موضع نخل میں نزول فرمایا۔

جب غطفانیوں کو حضور ﷺ کی آمد کا علم ہوا تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ جنگ کی نوبت ہی نہ آئی۔ اس کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں جب یہ غزوہ پیش آیا وہ موسم گرمی کا تھا۔ صحابہ کرام ایک اونٹ پر باری باری چھ آدمی سوار ہوتے تھے۔ پیدل چلتے ہوئے گرمی سے بچنے کے لئے انہوں نے اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے باندھ رکھے تھے اس لئے اس غزوہ کو غزوہ ذات الرقاع کہتے ہیں۔ (رقعہ کا معنی ہے ٹکڑا یا چیتھڑا)

اس سفر سے واپسی پر ایک جگہ رات گزارنے کا ارادہ فرمایا تو حضور ﷺ نے دو آدمیوں کے ذمے لگایا کہ وہ جاگ کر پہرہ دیں گے۔ مہاجرین میں سے حضرت عمار بن یاسر اور انصار میں سے حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما۔

دونوں نے آپس میں طے کرنے کے بعد کہا کہ حضرت عباد ابتدائی رات پہرہ دیں گے اور حضرت عمار رات کے آخری حصے میں۔ حضرت عباد نے نماز نفل پڑھنا شروع کر دی۔ آپ سورۃ الکہف کی تلاوت فرما رہے تھے کہ دشمن کے ایک تیر انداز نے تاک کر آپ کو تیر مارا۔ آپ نے نماز توڑے بغیر تیر نکال دیا۔ اور تلاوت جاری رکھی۔ اس نے دوسرا تیر مارا آپ نے وہ بھی نکال دیا اور نماز جاری رکھی۔ اس نے تیسرا تیر مارا تو آپ نے نماز مکمل کر کے اپنے ساتھی کو جگایا جب اس نے آپ کا خون آلود جسم دیکھا تو کہا مجھے پہلے کیوں نہیں جگایا تھا؟ آپ نے فرمایا: میں سورت پاک کی تلاوت کر رہا تھا (اس تلاوت میں اتنا لطف آرہا تھا کہ) میں نے اس لذت میں انقطاع مناسب نہ سمجھا۔ جب لگاتار تیر آنا شروع ہو گئے میں نے نماز مختصر کر کے آپ کو جگا دیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر رسول کریم ﷺ کے حکم پر پہرہ کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں اسی نماز میں اپنی جان قربان کر دیتا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ پیش آیا۔

بنوغطفان میں ایک شخص تھا جس کا نام غورث تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا میں محمد ﷺ کو قتل نہ کر دوں؟ انہوں نے کہا: ضرور ضرور لیکن تم یہ کام کیسے کرو گے؟ اس نے کہا دھوکہ دے کر لشکر اسلام کے پیچھے پیچھے آنا شروع

Marfat.com

کر دیا۔ جب لشکر گھنے درختوں میں پہنچا آرام کے لئے سارے ادھر ادھر درختوں کے نیچے چلے گئے۔ سرکار ﷺ بھی اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکا کر محو استراحت ہو گئے۔ غورث چھپتا چھپاتا آیا۔ تلوار اتار کر کہنے لگا۔ اے محمد ﷺ! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ سرکار ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ۔ یہ سنتے ہی تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا مجھے کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ یہ کہہ کر سرکار ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ کبھی آپ کے مقابلے میں نہیں آئے گا۔ وہ اپنی قوم کی طرف گیا اور جو معاملہ پیش آیا تھا قوم کو بتا دیا۔ یہ خبر سن کر بہت سارے غطفانیوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اسی سفر میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا اونٹ تھکا ہارا ہونے کی وجہ سے سست رفتار ہو گیا۔ پیچھے سے حضور ﷺ تشریف لائے۔ اونٹ کو دیکھا تو حضرت جابر سے فرمایا: اپنا کوڑا مجھے دو۔

سرکار ﷺ نے کوڑا لے کر اونٹ کو مارا تو وہ اتنا تیز چلنے لگا گویا کہ ہوا سے باتیں کر رہا ہے۔ کریم آقا ﷺ نے از راہ بندہ نوازی حضرت جابر سے فرمایا: جابر یہ اونٹ مجھے دے دو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری طرف سے تحفۃً قبول فرمائیے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: نہیں ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔ بھاؤ طے کرتے کرتے ایک خاص مقدار پر اتفاق ہو گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ مدینہ طیبہ تک میں ہی اس پر سوار ہوں گا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہمیں قبول ہے۔

جب مدینہ طیبہ پہنچے حضرت جابر نے کاشانہ نبوت کے قریب اونٹ کو بٹھا کر سرکار ﷺ کو خبر دی۔ سرکار ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جابر کو اونٹ کی قیمت بھی دے دو اور کہہ دو کہ اونٹ بھی اپنے پاس رکھے ہمیں اونٹ کی ضرورت نہیں۔ حضرت جابر اونٹ اور قیمت دونوں لے کر اللہ اور اس کے رسول کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے اپنے گھر آ گئے۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ کا فرمان ہے ایک ماہ کی مسافت تک کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ غزوات رسالت میں اس فرمان کی صداقت بالکل عیاں ہے۔

(۲) خطرے کے وقت پہرہ داری جائز ہے۔

(۳) حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی نماز اور تلاوت کا شغف قابل صد رشک ہے۔

(۴) غورث کا مرعوب ہونا اور تلوار ہاتھ سے گر جانا معجزہ رسالت ہے۔

(۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ اور قیمت عطا فرما دی۔ میر کارواں میں دل نوازی کی یہی ادائیں اہل

Marfat.com

کارواں کو موہ لیتی ہیں۔

(۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کو بارگاہ رسالت ﷺ سے حیات نو مل گئی یہ معجزہ نبوت ہے۔

غزوہ بدر الاخری

اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ جب ابوسفیان جنگ احد سے واپس جانے لگا تو اس نے کہا اگلے سال بدر کے مقام پر پھر ملاقات ہوگی۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اسے کہو ہمیں قبول ہے۔ جب وقت موعود قریب آیا حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ یا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا اور خود پندرہ سو مجاہدین کے ہمراہ بدر روانہ ہوگئے۔

یہاں ہر سال ایک بڑا میلہ لگتا تھا۔ اسی لئے ابوسفیان نے بھی اس جگہ کا وعدہ کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو اس تجارتی منڈی میں درہم کے ساتھ دو درہم نفع حاصل ہوا۔ اس موقع پر جنگ نہیں ہوئی تھی کیونکہ ابو سفیان جب عسفان کے مقام پر پہنچا اس نے اپنے لشکر کو کہا یہ قحط کا سال ہے جبکہ ہمیں ہریالی کے موسم میں فائدہ ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس جنگ کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہتر ہے کہ واپس ہو چلیں۔ یہ طے کر کے ان کے پاس جو ستو تھے وہ انہوں نے راستے میں ہی کھا لئے اور واپس لوٹ گئے۔ اس لئے اہل مکہ جب ان کو عار دلاتے تو کہتے تم جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ ستو کھانے کے لئے گئے تھے۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو بھی غزوہ سویق کہتے ہیں۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں اشعار بھی کہے ہیں۔

ترجمہ: ہم نے ابوسفیان سے بدر (میں ملاقات) کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن ابوسفیان اس جگہ نہ آیا۔ اور نہ ہی اس نے آنا تھا۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تو آجاتا اور ہمارے ساتھ جنگ کرتا تو (اگر بچ جاتا) تو اس حال میں لوٹتا کہ سارے تیری مذمت کرتے کیونکہ تیرے قبیلے کے سب جوان یہاں ہی مردار پڑے رہتے۔

(بدر کے دن) ہم نے عتبہ اور اس کے بیٹے کے جوڑ جوڑ اکھیڑ کر رکھ دیئے تھے۔ عمرو اور ابوجہل بھی وہاں ہی خاک آلود پڑے تھے۔ تم نے اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ پس تمہارے دین اور گمراہی و سرکشی کے رویے پر ہاتف ہے۔

تم مجھے کچھ بھی کہو۔ لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ میری جان، میرا مال اور اولاد سب اللہ کے رسول ﷺ پر قربان۔

ہم نے آپ ﷺ کی اطاعت کی ہے آپ ﷺ جیسا کوئی بھی نہیں ہمارے لئے تو آپ ﷺ اندھیری رات میں روشن ستارے کی طرح ہیں۔

Marfat.com

نتائج

(۱) ابوسفیان کو جلال نبوت کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی اور راستے میں ہی واپس مڑ گیا۔

(۲) موقع محل کی مناسبت سے حج اور جہاد میں بھی جائز بیچ کی اجازت ہے۔

(۳) اس موقع پر بھی نصرت بالرعب مسیرۃ شہر کی شان واضح ہو رہی ہے۔

(۴) جب لوگوں نے کہا: کفار نے تمہارے لئے بہت سا لشکر جمع کر رکھا ہے تو اہل ایمان نے اپنے آقا کی قیادت میں جواباً فرمایا: ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ قرآن کریم نے بھی اس مفہوم کو واضح فرمایا۔ اور عمل نبوت سے بھی یہی نمایاں ہو رہا ہے۔

ترجمہ آیات:۔ وہ لوگ جنہیں کہا (کافر) لوگوں نے کہ (کافر) لوگوں نے تمہارے لئے لشکر جمع کر رکھا ہے پس ان سے ڈرو۔ پس (ان کے اس قول نے) اہل ایمان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا۔ اور انہوں نے کہا کافی ہے ہمیں اللہ اور وہ بہترین کارساز ہے۔ پس وہ اللہ کے فضل اور اس کی نعمت کے ساتھ واپس آئے اور نہ چھوا ان کو کسی برائی نے۔ اور پیروی کرتے رہے رضاء الٰہی کی اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

۴ھ کے اہم واقعات

(۱) حضور ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبد المطلب کے بیٹے حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ نے اسی سال وصال فرمایا۔

(۲) حضور ﷺ کے نواسے سیدہ رقیہ بنت رسول پاک علی ابیہا وعلیہا الف الف برکات) کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کا وصال بھی اسی سال ہوا۔ ان کی عمر مبارک چھ ماہ تھی۔

(۳) راکب دوش رسول ﷺ اور جگر گوشہ حیدر و زہراء علیہما السلام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی اسی سال ہوئی تھی۔

(۴) ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بھی اسی سال حرم نبوت مین حاضر ہوئیں آپ کا لقب ام المساکین ہے۔

(۵) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی ام المومنین بننے کا شرف اسی سال نصیب ہوا۔

(۶) انصاری نوجوان حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یہودی رسم الخط سیکھنے کا حکم دیا انہوں نے صرف پندرہ دن میں تعلیم رسم الخط مکمل کر لی۔

Marfat.com

ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا سال پنجم

غزوہ دومۃ الجندل

دومۃ الجندل ایک قریہ کا نام ہے یہ مدینہ طیبہ سے پندرہ رات اور دمشق سے صرف پانچ رات کے فاصلے پر ہے۔لہٰذا یہ شام سے زیادہ قریب ہے۔حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ اس قریہ میں مشرکین ڈاکہ ماروں کا ایک قوی گروہ مسافروں کو لوٹ لیتا ہے۔حضور ﷺ نے اس فتنہ کو فرو کرنے کے لئے ان کی بستی کا رخ کیا۔دوسری طرف قیصر روم کو مرعوب کرنا بھی مقصود تھا۔تاکہ اس علاقہ کے لوگ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ تیسری وجہ یہ بھی تھی کہ اس علاقہ کے لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔

حضور ﷺ نے حضرت سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔اور خود ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہوگئے۔وہ لوگ سرکار ﷺ کی آمد کی خبر سن کر اس قدر مرعوب ہوگئے کہ گھر بار چھوڑ کر دھر ادھر بکھر گئے۔نبی کریم ﷺ اس علاقے میں چند دن قیام فرما رہے اور ارد گرد کے علاقوں میں مختلف سریے روانہ فرمائے۔اونٹوں کی اور مویشیوں کی کثیر تعداد ہاتھ آئی۔اس موقع پر جنگ کی نوبت نہ آئی۔سرکار ﷺ واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔والحمدللہ۔

نتائج

(۱) اسلام سے قبل ان علاقوں میں لاقانونیت کا راج تھا۔یہاں تک کہ راہ گیروں کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا تھا۔

(۲) نبی کریم ﷺ کے ایک سفر مبارک میں کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔مثلاً قیصر روم کو مرعوب کرنا اہل ظلم کی سرکوبی اور دعوت اسلام۔

(۳) نصرت بالرعب مسیرۃ شہر یہاں بھی کارفرما ہے۔

(۴) اس امت کے لئے غنائم کو حلال کر دیا گیا ہے۔

غزوہ خندق

قرآن کریم کی سترہ آیات اس غزوہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔(اور ایک سورت کا مستقل نام بھی اس غزوہ کے نام پر ہے روحی۔

ذیل میں اس کے عناصر تکوینی بیان کئے جا رہے ہیں تاکہ اس غزوہ کے بارے میں جاننا اور عبرت حاصل کرنا

Marfat.com

آسان ہو جائے۔

(1) سبب وقوع:۔ اس غزوہ کا قوی ترین اور قریب ترین سبب رؤساء بنونضیر کی سازشیں ہیں جو انہوں نے اس دن سے شروع کر دی تھیں جب انہیں جلاوطن کیا گیا تھا۔ اور وہ خیبر میں اپنے ہم چشم یہودیوں کے ہاں اترے تھے۔ وہاں انہیں بڑی گرم جوشی سے وصول کیا گیا اور انہوں نے باہم مل کر سازشوں کے جال بننا شروع کر دیئے۔

حیی بن اخطب، عبداللہ بن سلام، کنانہ بن ربیع وغیرہم بنونضیر کے سردار تھے۔ انہوں نے اپنی ذلت ورسوائی کا بدلہ لینے کے لئے رسول کریم ﷺ اور مومنین کے خلاف قریش مکہ کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ یہ لوگ قریش مکہ کے پاس گئے۔ انہیں کہا اپنے عمل کی صراحی کا آخری قطرہ بھی محمد ﷺ کے خلاف نچوڑ دو۔ گروہ کفار کو اکٹھا کرو۔ قریش اس سے پہلے ہونے والی شکستوں اور ذلتوں پر تلملا رہے تھے۔ اوپر سے ان شرپسندوں نے نمک پاشی کرتے ہوئے انہیں کہا کہ تم ہی حق کے علمبردار ہو۔ اور تمہارا دین محمد ﷺ کے دین سے بہتر ہے۔ اور تمہاری دینی، اجتماعی اور سیاسی زندگی عین راہ صواب پر گامزن ہے۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں بتوں پر اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنہوں نے کفر کیا کہ وہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت فرمائی ہے اللہ نے اور جس پر اللہ لعنت فرمائے تو نہیں پائے گا اس کے لئے کوئی مددگار۔ (النساء:51-50)

جب یہ لوگ قریش کے ہاں سے نکلے تو قریش اس وقت جنگ کی تیاری کر رہے تھے۔ مختلف قبائل سے جوانان جنگ آزما کو مدینہ طیبہ پر چڑھ دوڑنے کے لئے بلا رہے تھے۔ تا کہ محمد ﷺ کے چراغ زیست کو گل کیا جاسکے۔ (انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ) فساد وشر کے یہ رؤساء قبائل غطفان کے ہاں گئے انہیں بھی اسی مقصد کیلئے تحریک دی۔ اپنی کور باطنی اور سیاہ نصیبی کے باعث غطفانیوں نے بھی انہیں ہاں میں جواب دیا۔ قبائل غطفان عیینہ بن حصن کی قیادت میں اور دیگر قبائل اپنے اپنے سرداروں کی قیادت میں نکل آئے۔ بنی فرارہ بھی عیینہ کے زیر کمان تھے۔ بنی مرہ حارث بن عوف مری اور بنی اشجع مسعر بن رخیلہ اشجعی کی قیادت میں سوئے مدینہ نکل آئے۔

قریش ابوسفیان کی قیادت میں تیزی سے چلتے ہوئے آئے اور دومہ کے قریب جرف اور غابہ کے درمیان مجمع الاسیال کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ بنوکنانہ اور تہامہ کے علاوہ دس ہزار کا لشکر جنگ آزمائی کے لئے مدینہ کی سرحدوں پر امڈ آیا۔ قبائل غطفان مشرق کی جانب قیام پذیر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو اس نے تم پر کی جب آگئے تھے تمہارے پاس لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر (تیز) ہوا اور ایسے لشکر جن کو تم نہ دیکھ پائے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ (یاد کرو وہ

Marfat.com

وقت) جب وہ آگئے تمہارے اوپر نیچے کی جانب سے)(الاحزاب)

خندق کی کھدائی

نبی کریم ﷺ نے یہود کی سرگرمیوں کے بارے میں سنا تو اپنے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ جبل سلع کے گرد خندق کھود دی جائے۔ مسلمانوں کی پشت جبل سلع کی طرف ہو اور چہرے خندق کی جانب ہوں جو بھی خندق کو عبور کر کے آنے کی کوشش کرے اسے روک دیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو محفوظ قلعوں میں بھیج دیا جائے۔ اسی بات پر اتفاق ہو گیا۔ اہل ایمان نے اپنے آقا ﷺ کی قیادت میں خندق کھودنا شروع کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہر دس آدمیوں کے ذمہ چالیس ذراع کی کھدائی ہے۔ ہر شخص اپنا اپنا ہتھیار لے کر خندق کی کھدائی میں مصروف ہو گیا۔ کچھ لوگ مٹی اٹھا اٹھا کر دور پھینک رہے تھے۔ سرکار ﷺ خود بھی مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سارے جسم اطہر پر مٹی کی تہہ جم گئی۔ یہ عمل اہل ایمان کی حوصلہ افزائی کے لئے تھا۔ یہاں تک کہ صحابہ اگر کوئی نعرہ بلند کرتے تو سرکار ﷺ بھی ان کا ساتھ دیتے۔ وہ سارے مل کر جعیل نامی شخص کے ہمراہ رجز پڑھتے تھے۔ سرکار ﷺ نے جعیل کا نام بدل کر عمر رکھ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے جب صحابہ کرام کی تھکاوٹ اور بھوک کو دیکھا تو فرمایا: **اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ فاغفر للانصار والمھاجرۃ**۔ یا اللہ زندگی تو فقط آخرت کی زندگی ہے۔ میرے مولا انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

صحابہ جواب میں کہتے:

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے دست مبارک پر دائمی جہاد کی بیعت کی ہے۔

حضور ﷺ مٹی بھی اٹھا رہے تھے اور ساتھ ساتھ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار بھی پڑھ رہے تھے۔

ترجمہ:۔ اللہ کی قسم اگر اللہ کا کرم نہ ہوتا تو ہم کبھی بھی ہدایت نہ پا سکتے نہ صدقہ کر سکتے نہ نماز پڑھ سکتے۔ پس اے ہمارے رب جنگ کے وقت ہم پر سکون عطا فرمانا اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرمانا۔ بے شک ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے جب وہ فتنہ کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کر دیتے ہیں۔

ظہور معجزات

اس غزوے میں بہت سارے معجزات نبوت کا ظہور ہوا۔ ایک مرتبہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان نہیں ٹوٹ رہی تھی۔ صحابہ کرام نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا سرکار ﷺ نے فرمایا: میں ابھی آتا ہوں۔ تین دن سے آپ نے کچھ نہیں کھایا تھا اس لئے پیٹ مبارک پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے گینتی پکڑ کر

Marfat.com

چٹان کو ضرب لگائی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرکار ﷺ سے گھر تک جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت عطا فرمادی۔ میں نے اپنی زوجہ سے کہا میں نے آج رسول کریم ﷺ کو ایسی حالت میں دیکھا ہے جو میرے لئے ناقابل برداشت ہے کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا تھوڑے سے جو اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بکرا ذبح کیا میری زوجہ نے جو پیس کر آٹا بنایا۔ یہاں تک کہ ہم نے گوشت ہانڈی میں رکھ دیا۔ جب آٹا روٹی بنانے کے اور سالن پکنے کے قریب ہوگیا میں سرور دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا میرے گھر تھوڑا سا کھانا ہے آپ اپنے ساتھ ایک یا دو آدمیوں کو لے کر تشریف لائیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: کتنا انتظام ہے؟ میں نے عرض کردیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: یہ تو بہت زیادہ اور پاکیزہ ہے۔ اپنی زوجہ سے کہہ دو میرے آنے تک نہ ہانڈی نیچے اتارنا اور نہ روٹیاں پکانا۔ سرکار ﷺ نے مہاجرین وانصار کو فرمایا: اٹھو اور جابر کے گھر دعوت پر چلو) حضرت جابر گھر آئے تو زوجہ سے فرمایا: تیرا بھلا ہو۔ حضور ﷺ تو سارے صحابہ کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں۔ خاتون نے پوچھا کیا سرکار ﷺ نے آپ سے انتظام کے بارے میں بھی پوچھا تھا؟ حضرت جابر نے فرمایا: ہاں! سرکار ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: داخل ہوتے جاؤ اور شور نہ کرو۔ (سرکار ﷺ آئے اور ہانڈی میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا) سب کو کھلاؤ سب نے خوب سیر ہو کر کھالیا اور کھانا بچ گیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اب تم خود کھاؤ اور دوسروں کو ہدیہ بھی بھیجو کیونکہ لوگ بھوک سے دوچار ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

میں خندق میں ایک جگہ کھدائی کر رہا تھا کہ ایک سخت جگہ آگئی۔ سرکار ﷺ میرے قریب ہی تھے۔ جب میں عاجز آگیا تو سرکار ﷺ نے میرے ہاتھ سے معول پکڑلی اور اس سخت جگہ پر ماری۔ وہاں سے ایک چنگاری نکلی۔ پھر ایک اور ضرب لگائی تو اس طرح چنگاری نکلی۔

تیسری دفعہ بھی اسی طرح ہوا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا تھا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: تمہیں بھی نظر آیا تھا؟ میں نے عرض کیا ہاں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: پہلی ضرب پر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یمن کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ دوسری ضرب پر شام اور مغرب کے اور تیسری ضرب پر مشرق کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

منافقین کا شرمناک رویہ

اہل ایمان نے اپنے ہادی و مرشد ﷺ کی قیادت میں خندق کھودنا شروع کردی۔ سب نے بڑی پابندی اور شوق کا مظاہرہ کیا۔ اگر کسی مومن کو کوئی کام ہوتا تو سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اجازت لے جاتا۔ حضور ﷺ

Marfat.com

اسے اجازت دیتے وہ فارغ ہو کر فوراً اپنے کام پر حاضر ہو جاتا۔لیکن منافقین ضرورت ظاہر کر کے بغیر اجازت لئے گھر چلے جاتے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اس طرح فرمایا ہے۔

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے انہیں جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر۔پس ڈرنا چاہئے انہیں جو خلاف ورزی کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کے فرمان کی کہ انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب نہ آلے۔(النور:63)

جبکہ مومنین صالحین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ:۔پس سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ کسی اجتماعی کام کے لئے تو (وہاں سے) چلے نہیں جاتے جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلاشبہ وہ لوگ جو اجازت طلب کرتے ہیں آپ سے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے اپنے کسی کام کے لئے تو اجازت دیجئے ان میں سے جسے آپ چاہیں اور مغفرت طلب کیجئے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔(النور:62)

دشمن سے آمنا سامنا

ابھی خندق کی تکمیل نہیں ہوئی تھی کہ لشکر قریش پہنچ گیا۔انہوں نے مجمع الاسیال کے مقام پر ڈیرہ ڈال دیا۔بنو غطفان احد کی جانب مشرق میں اتر گئے۔مشرکین کی تعداد تقریباً بارہ ہزار تھی۔ان کے مقابلے میں اہل ایمان کی تعداد تین ہزار تھی۔حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو عامل مدینہ بنایا گیا۔عورتوں اور بچوں کو محفوظ قلعوں میں بھیج دیا گیا۔خود مجاہدین اپنے ہادی ورہبر کی قیادت میں دشمن کے سامنے آگئے۔جبل سلع پشت کی جانب تھا اور چہرے دشمن کی طرف (درمیان میں خندق حائل تھی)

حیی بن اخطب کی شرارت

کعب بن اسد بنو قریظہ کا سردار تھا۔حیی بن اخطب ملعون اس کے پاس گیا۔جب کعب نے حیی کی آواز سنی تو دروازہ بند کر لیا۔حیی نے اجازت مانگی لیکن کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔اور کہا حیی تم بدبخت آدمی ہو۔میں نے محمد ﷺ سے معاہدہ کیا ہوا ہے جسے میں کسی قیمت پر نہیں توڑنا چاہتا کیونکہ وہ اپنے صدق ووفا پر قائم ہیں۔حیی اس کی منت سماجت کرتا رہا بالآخر کعب نے دروازہ کھول دیا۔حیی جھٹ بول اٹھا کعب میں تیرے لئے زمانے بھر کی عزت اور بھرپور سمندر لے کر آیا ہوں۔قریش کو اپنے قائدین سمیت مجمع الاسیال تک لے کر آیا ہوں۔بنو غطفان کو لے کر آیا ہوں اور انہیں احد کی ایک جانب اتار دیا ہے۔انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ محمد ﷺ کا خاتمہ کئے بغیر وہ وہاں سے نہیں ٹلیں گے۔

Marfat.com

کعب نے کہا حیی مجھے چھوڑ دو تم میرے لئے زمانے بھر کی ذلت کے سوا کچھ نہیں لائے۔ ابن اخطب کے نامبارک اصرار پر کعب نے اس ہستی کے عہد کو توڑ دیا جس کے عہد پر دو جہاں کی نعمتیں قربان کی جاسکتی ہیں۔

حضور ﷺ کو اس کی خبر ملی تو حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کو حقیقت حال سے آگاہی کے لئے روانہ فرمایا۔ دونوں اصحاب نے جا کر دیکھا تو نقض عہد کی خبر کو بالکل صحیح پایا۔ سرکار ﷺ نے انہیں فرمایا اگر واقعی بنو قریظہ نے عہد توڑ دیا ہو تو کنایۃً بتا دینا تاکہ لشکر کے حوصلے پست نہ ہوں۔ دونوں ساتھیوں نے واپس آ کر کہا عضل وقارہ یعنی قبائل عضل وقارہ کی طرح بنو قریظہ نے بھی بدعہدی پر کمر باندھ لی ہے۔ یہ سن کر رسول دو عالم ﷺ کھڑے ہو گئے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: اے گروہ اسلام! تمہیں خوشخبری ہو۔ بنو قریظہ کی اس بدعہدی سے فتنہ کفر قوی ہو گیا۔ مسلمانوں کے کرب وابتلاء میں شدت آ گئی۔ صورت حال بالکل اس طرح ہو گئی تھی جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

ترجمہ آیت: جب وہ آ گئے تمہارے پاس تمہارے اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے۔

یعنی بنو قریظہ اوپر کی جانب سے اور بنو غطفان نیچے کی جانب سے۔ فرمایا:

وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (احزاب:10)

"اور جب مارے دہشت کے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے طرح طرح کے گمان کرنے لگے"۔

یہ منافقین کا حال تھا۔ سچے اہل ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس موقع پر خوب آزمالیا گیا ایمان والوں کو اور وہ خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔ اور اس وقت کہنے لگے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا) اللہ اور اس کے رسول نے مگر صرف دھوکہ دینے کے لئے۔ (الاحزاب:12)

معتب بن قشیر (منافق) نے کہا محمد ﷺ تو ہمیں کہتے تھے کہ تم کسریٰ اور قیصر کے خزانے حاصل کرو گے حالانکہ ہمیں تو اب اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اوس بن قیظی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں ہمیں اجازت دیں کہ ہم جا کر ان کی حفاظت کا کوئی بندوبست کریں۔ قرآن نے فرمایا:

اور یاد کرو جب کہتی پھرتی تھی ان میں ایک جماعت کہ اے یثرب والو! تمہارے لئے اب یہاں ٹھہرنا ممکن نہیں۔ (جان عزیز ہے) تو لوٹ چلو (اپنے گھروں کو) اور اجازت مانگنے لگا ان میں سے ایک گروہ نبی کریم ﷺ سے یہ کہہ کر کہ (حضور) ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔ (اس بہانہ سازی سے) ان کا ارادہ محض (میدان جنگ سے) فرار تھا۔

Marfat.com

رحمت نبوی ﷺ کا ایک انداز

حضور نبی رحمت ﷺ نے صحابہ کرام کو مشکلات میں گھرا ہوا دیکھا تو بنو غطفان کے دوسرداروں عینیہ بن حصن اور حارث بن عوف کے ساتھ صلح کی بات چیت کی۔ انہیں فرمایا کہ تم اس جنگ سے واپس لوٹ جاؤ۔ اس کے بدلے میں ہم تمہیں مدینہ کی ایک تہائی کھجوریں دیں گے۔ بات چیت مکمل ہوگئی دستاویز بھی تیار ہوگئی تھی صرف گواہوں کے دستخط باقی تھے۔ آخری مہر سے پہلے حضور ﷺ نے مشورہ کے لئے حضرات سعدین (سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ) رضی اللہ عنہما کو بلایا ان دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر یہ صلح آپ کو پسند ہے یا یہ اللہ کا حکم ہے تو ہمیں بصد خوشی قبول ہے۔ اور اگر یہ محض ہمارے لئے ہے تو ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے محض تمہارے لئے یہ معاہدہ کیا ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ سارا عرب متحد ہو کر تمہارے مقابلے میں آچکا ہے اور ہر طرف سے انہوں نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ تو میں نے چاہا کہ ان کی طاقت تمہارے ساتھ مل کر توازن بن جائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ (آپ کی آمد سے پہلے) ہم بھی مشرک تھے۔ وہ بھی مشرک تھے۔ ہم اور وہ بھی بت پرست تھے خدا کا تو ہمیں پتہ ہی نہ تھا۔ اس وقت بھی وہ ہمارے شہر کی کھجوریں یا تو بطور مہمان کھا سکتے تھے یا پھر قیمتاً خرید کر۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام عطا کر کے عزت بخش دی ہے اور ہمیں ہدایت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ ﷺ کی رسالت کی وجہ سے ہمیں عزت مل چکی ہے تو اب ہم اپنی کھجوروں میں ان کو حصہ دار کیوں بنائیں؟ بخدا ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وثیقہ لے کر اس کی تحریر محو کر دی اور فرمایا: وہ ہمارے سامنے آکر مقابلہ کریں۔

جنگ کی ابتداء

دونوں لشکر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ عمرو بن عبدود کی قیادت میں چند قریشی اپنے گھوڑوں پر سوار میدان جنگ میں گھومنے لگے۔ جب وہ بنی کنانہ کے خیموں کے قریب سے گزرے تو ان کو (جوش دلاتے ہوئے) کہا تیاری کر لو کل پتہ چلے گا کہ شہسوار کون ہیں؟ پھر وہ چلتے چلتے آگے آئے خندق کو دیکھ کر کہا یہ تو ایک (نئی جنگی) چال ہے اس سے پہلے عرب میں تو اس طرح نہیں ہوتا تھا۔ پھر انہوں نے خندق کا تنگ دہانہ دیکھ کر اپنے گھوڑے ڈال دیئے۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی کے ہمراہ ان کے سامنے آگئے۔ عمرو نے کہا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ سنا ہے تو نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ اگر کوئی قریشی تم سے دو اچھی خصلتوں کا مطالبہ کرے تو ایک خصلت ضرور اس کو دیتا ہے۔ اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ اور

Marfat.com

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں۔ اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر آؤ دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ اس نے کہا بھتیجے میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ آپ نے فرمایا: لیکن میں تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر اس کے غرور کا بخار تیز ہو گیا۔ وہ گھوڑے سے اتر آیا۔ گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور آپ کو کہا آ جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ جب قریشیوں نے یہ منظر دیکھا تو بھاگ گئے آئندہ ایسی کوشش نہ کی۔ بعد میں ابن العرقہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اکحل رگ میں تیر مارا اس رگ میں لگا ہوا زخم جان لیوا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی یا اللہ! اگر قریش سے جنگ کا کوئی موقع باقی ہے تو مجھے اس وقت تک زندگی عطا فرما کیونکہ قریش سے زیادہ مجھے کسی اور قوم سے جنگ کی خواہش نہیں کیونکہ انہوں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے ان کو جھٹلایا ہے اور انہیں اپنے وطن سے نکالا تھا۔ اور اگر قریش سے جنگ ختم ہو گئی ہے تو اس زخم کو میرے لئے باعث شہادت بنا لیکن مرنے سے پہلے مجھے بنو قریظہ کا انجام دکھا کر میری آنکھیں ٹھنڈی فرما۔ ان مشکل لحات میں اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں اپنے لئے تائید ونصرت اور دشمن کے لئے شکست کی دعا مانگتے رہے۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

اللهم منزل الكتاب، سريع الحساب، اهزم الاحزاب اللهم اهزمهم وزلزهم.

"اے کتاب کو نازل کرنے والے، جلد حساب لینے والے، ان گروہوں کو شکست دے انہیں شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے"۔

بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب دل حلق کو آ رہے ہیں اب ہم کیا پڑھا کریں؟ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پڑھا کرو اللهم استر عوراتنا و آمن روعاتنا۔ یا اللہ ہماری عریانی کو ڈھانپ اور خوف کو امن سے بدل دے۔ حالت جنگ میں ہی عصر کی نماز رہ گئی سورج غروب ہونے کے بعد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا نماز ادا کی۔ اور مشرکین کے لئے دعا ضرر کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے جس کی وجہ سے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ نماز خوف کا حکم بعد میں نازل ہوا تھا۔ وگرنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز خوف ادا فرما لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ اور بنو غطفان میں سے نعیم بن مسعود کو آپ کی بارگاہ میں بھیج دیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ لیکن میری قوم کو ابھی میرے اسلام کا علم نہیں۔ اس حالت میں اگر میں آپ کی کوئی خدمت انجام دے سکتا ہوں تو ارشاد فرمائیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اکیلے آدمی ہو اور کیا کر سکتے ہو؟ تم لشکر کفار میں پھوٹ ڈال دو۔ کیونکہ جنگ میں اس طرح کی چالیں جائز ہیں۔

نعیم وہاں سے بنو قریظہ کے پاس آئے۔ بنو قریظہ کے ساتھ ان کے دیرینہ تعلقات تھے۔ آتے ہی کہا اے بنو

Marfat.com

قریظہ! تمہارے ساتھ جتنی مجھے محبتیں ہیں تم جانتے ہو انہوں نے کہا بے شک تمہاری محبت پر ہمیں کوئی شک نہیں۔
حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریش کا اور تمہارا معاملہ ایک نہیں۔ یہ علاقہ تمہارا ہے تم یہاں سے نکل نہیں سکتے۔ تمہارے مال اسباب یہاں ہیں۔ قریش اور بنو غطفان محمد ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تم نے ان کی امداد کی ہے۔ لیکن ان کا وطن اور ہے ان کے مال اسباب اور عورتیں ادھر محفوظ ہیں۔ وہ تمہاری طرح نہیں ہیں اگر انہیں فتح ہوئی تو فائدہ اٹھالیں گے اور اگر شکست ہوئی تو یہاں سے بھاگ کر اپنے وطن چلے جائیں گے۔ پھر تمہارا مقابلہ اس ہستی سے ہوگا جس کے سامنے آنے کی تمہیں تاب نہیں۔ پس اگر تم نے ان کے ساتھ مل کر جنگ کرنی ہے تو پہلے ان کے سردار اپنے پاس بطور رہن رکھ لو تاکہ تم اطمینان سے جنگ کرسکو انہوں نے کہا تم نے بہت اچھی بات کی ہے۔ اس کے بعد حضرت نعیم رضی اللہ عنہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہا: تم جانتے ہو کہ میرے تعلقات تمہارے اور محمد ﷺ کے ساتھ کیسے ہیں؟ مجھے ایک خبر معلوم ہوئی ہے تمہارے ساتھ خلوص تقاضا کرتا ہے کہ تمہیں اس سے ضرور آگاہ کروں۔ لیکن میرا راز فاش نہ کرنا۔ انہوں نے کہا بالکل صحیح ہے۔ حضرت نعیم نے بتایا کہ بنو قریظہ اپنے کیے پر پشیمان ہیں۔
محمد ﷺ کے ساتھ اپنے تعلقات بحال کرنے کے لئے وہ از سر نو کوشش کر رہے ہیں۔ یہود نے محمد ﷺ کو یہ پیشکش کی ہے کہ ہم قریش اور بنو غطفان کے کچھ سردار آپ کے حوالے کرتے ہیں اور آپ ان کو قتل کر دیں۔ جو باقی بچ جائیں گے ان پر ہم مل کر ہلہ بول دیں گے اور انہیں ختم کر دیں گے۔ اب اگر یہود تم سے رہن کا مطالبہ کریں تو خبردار ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔
وہاں سے حضرت نعیم رضی اللہ عنہ بنو غطفان کے پاس آئے اور انہیں کہا تم میرے قبیلے والے ہو۔ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو۔ تمہارے ساتھ میری محبت تہمت سے پاک ہے۔ انہوں نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ اس نے کہا میں جو کچھ تمہیں بتانے والا ہوں اسے صیغہ راز میں رکھنا۔ پھر انہیں بھی وہی کہا جو قریش کو کہا تھا۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک ﷺ اور مومنین کے لئے تدبیر فرمائی اور انہیں اس مشقت سے نجات عطا فرمائی۔ ہوا اس طرح کہ ابوسفیان نے بنو قریظہ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم تباہ ہو رہے ہیں اپنے وطن سے دور ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ حالات ہمیں چاٹ چاٹ کر کھا جائیں۔ تم اپنے وطن میں ہو۔ شکست کی صورت میں اپنے محفوظ قلعوں میں پناہ لے سکتے ہو۔ جب یہ لوگ بنو قریظہ کا جواب لے کر واپس آئے تو قریش اور بنو غطفان کے سرداروں نے کہا بخدا جو کچھ نعیم نے کہا تھا بالکل سچ ہے۔ پس تم انہیں کہلا بھیجو ہم اپنا ایک آدمی بھی تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ اگر تم جنگ کرنا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے ساتھ مل کر جنگ کرو۔ جب بنو قریظہ کو یہ پیغام ملا انہوں نے کہا جو کچھ نعیم نے کہا تھا وہ بالکل سچ ہے۔ انہوں نے قریش کو پھر کہلا بھیجا جب تک تم اپنے سردار ہمارے پاس رہن نہیں رکھو

Marfat.com

گے ہم تمہارا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔قریش نے انکار کر دیا۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان پھوٹ ڈال دی۔مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سردی کی ٹھنڈی راتوں میں بڑی سخت آندھی ان پر مسلط کر دی۔جس سے ان کی ہانڈیاں الٹ گئیں۔اور خیمے اکھڑ گئے۔اب وہاں ٹھہرنے کی ان میں سکت نہیں تھی۔انہوں نے فوراً واپسی کا پروگرام بنایا۔وہاں سے ناکام ونامراد واپس لوٹ آئے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو اس نے تم پر کی الخ۔

اس سے آگے فرمان باری ہے۔

ترجمہ:۔اور لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اس حال میں کہ وہ سخت غصے میں تھے نہ پاسکے وہ بھلائی اور کافی ہو گیا اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے جنگ سے اور اللہ تعالیٰ قوی وعزیز ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ابوسفیان کے لشکر کی واپسی کا حال بیان فرما رہے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے کوفہ کے ایک شخص نے کہا کیا آپ نے رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔سائل نے پھر کہا آپ لوگ کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا ہم سخت تگ ودو کرتے تھے۔سائل نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہمارے زمانے میں سرکار ﷺ تشریف لاتے ہم آپ کو زمین کی بجائے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے اور آپ جہاں جانا چاہتے لے جاتے۔

حضرت حذیفہ نے فرمایا: میرے بھتیجے میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جب سرکار ﷺ نے غزوہ خندق میں رات کے وقت نماز ادا فرمائی پھر ہماری طرف رخ اقدس پھیر کر فرمایا کون ہے جو لشکر کفار میں جائے اور ان کے حالات معلوم کر کے ہمیں بتائے۔ایسے شخص کے لئے سرکار ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ شخص جنت میں میرا ساتھی ہو۔لیکن خوف بھوک اور سردی کی شدت کی وجہ سے کوئی بھی تیار نہ ہوا۔جب کوئی بھی تیار نہ ہوتو سرکار ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! تو جا اور کفار کے لشکر کی خبر ہمیں بتا۔لیکن ہمارے پاس آنے سے پہلے کسی کو کچھ نہ بتانا۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جا کر دیکھا کہ آندھی اور ملائکہ کا خدائی لشکر ان کی جو درگت بنا رہا تھا۔نہ ان سے آگ جلتی تھی نہ ہانڈی پکتی تھی،نہ ان کے خیموں کو قرار تھا۔

ابوسفیان نے کہا سارے لوگ اپنے پاس موجود ساتھی کے بارے میں دیکھیں کہ وہ کون ہے؟ میں نے فوراً اپنے ساتھی (کافر) کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تم کون ہو؟ اس نے بتایا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ابوسفیان کھڑا ہو گیا اس نے کہا حالات تمہارے سامنے ہیں۔ہمارا رسد ختم ہو رہا ہے۔بنو قریظہ کے تیور بدل چکے ہیں۔اوپر سے قیامت کی آندھی ہمارے برتنوں اور خیموں اور آگ کو ختم کر رہی ہے۔میں تو یہ جا رہا ہوں۔تم بھی آ جاؤ۔وہ اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا۔اسے اٹھا کر بھگانا چاہا تین بار ایسا کیا پھر اسے پتہ چلا کہ اس کے پاؤں کی رسی تو کھولی نہیں۔اگر سرکار

Marfat.com

ﷺ نے واپس آ کر حالات بتانے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں اس کو تیر مار کر وہاں ہی قتل کر سکتا تھا۔

میں وہاں سے واپس آیا سرکار ﷺ ایک چادر مبارک میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ جو آپ کی کسی زوجہ محترمہ کی تھی۔ سرکار ﷺ نے مجھے دیکھا تو مجھے بھی چادر میں لے لیا۔ پھر رکوع و سجود فرمایا۔ میں بھی چادر میں ہی تھا۔ جب آپ نے سلام پھیرا میں نے ساری بات عرض کر دی۔

جب غطفان نے قریش کی یہ حرکت دیکھی تو وہ بھی واپس چلے گئے۔ اس کے بعد سرکار ﷺ نے فرمایا: اب ہم ان پر حملہ کریں گے ان کو حملہ کی جرأت نہیں ہوگی۔ اس کے بعد واقعی قریش کو حملہ کی جرأت نہ ہوئی۔ سرکار ﷺ نے مکہ جا کر ان پر حملہ کیا۔ صبح احزاب محبوب رب العالمین اپنے صحابہ کے ہمراہ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ والحمد للہ۔

نتائج

(۱) شروع سے لے کر آج تک جنگ کی آگ بھڑکانا یہود کی فطرت میں شامل ہے۔ جنگ خندق کے پیچھے بھی حیی بن اخطب، سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع کا یہودی ذہن کارفرما تھا۔

(۲) جب مہاجرین و انصار نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے جھگڑا کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: "سلمان منا آل" "سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے۔ انہوں نے ہی خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔

(۳) چٹان کا ٹوٹ جانا۔ تین بار چٹان سے چنگاریاں چمکنا اور ان کی تاویل۔ چھوٹے سے بکرے اور چند صاع جو سے سارے لشکر کا شکم سیر ہو جانا۔ معجزہ ہائے رسالت ہیں۔

(۴) یہ غزوہ مومنین اور منافقین کی پہچان کا سبب بھی بن گیا۔

(۵) مسلمانوں کی تکالیف کم کرنے کے لئے برسر پیکار دشمن سے صلح کی کوشش رحمت مصطفیٰ ﷺ کا نمونہ ہے۔ اور

(۶) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جواب ایمان، توکل، صبر اور سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(۷) چند لمحوں میں عمرو بن عبدود کا قتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا ہلکا سا اظہار ہے۔

(۸) (باقی مواقع کی طرح) اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک ﷺ اور مومنین کی دعاؤں کو شرف قبول بخشا۔

(۹) یہود و مشرکین کے درمیان پھوٹ ڈالنا حضرت نعیم رضی اللہ عنہ کا بڑا کارنامہ ہے۔

(۱۰) حالت جنگ میں ہر ایک کے مشورہ پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

(۱۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کے فرمان پر پورا اتر کر جنت میں رفاقت سرور دو جہاں ﷺ

Marfat.com

پانے میں کامیاب ہو گئے۔

(۱۲) سترہ آیات قرآنی کی تفسیر اس غزوہ میں معلوم ہوئی جو اس غزوہ کے متعلق اتری تھیں۔

غزوہ بنو قریظہ

جن یہود سے حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ آمد کے بعد معاہدہ کیا تھا بنو قریظہ بھی ان تین قبائل میں سے تھے۔ تینوں قبائل نے یکے بعد دیگرے معاہدہ توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ:۔ جب بھی عہد کیا انہوں نے توڑ دیا ان میں سے ایک فریق نے اس عہد کو۔

اس وقت سے لے کر آج تک یہود نے کوئی وعدہ نہیں نبھایا۔ اور نہ ہی کسی میثاق کا لحاظ رکھا ہے۔ وعدہ خلافی اور عہد شکنی ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔

بنو قریظہ اپنا عہد توڑ کر مشرکین کے لشکر کے ساتھ مل گئے۔ لشکر کفار نے مدینہ طیبہ کا محاصرہ اس لئے کر رکھا تھا کہ شمع توحید کو گل کر کے اندھیروں کو راج کرنے کا موقع دیا جائے اللہ تعالیٰ نے ان کی کاوشوں کو نامراد کیا۔ بنو قریظہ کو اپنے مکروہ عمل کی سزا ملنا لازم تھی۔ پس یہ لوگ قتل یا جلاوطنی کے مستحق تھے۔ ان کی یہی حرکت اس غزوہ کا سبب تھی۔

۵ھ بروز بدھ ذیقعدہ کے آخری ایام میں رسول کریم ﷺ اپنے غلاموں کے ہمراہ غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے۔

اسی روز ظہر کے وقت جبرائیل امین علیہ السلام استبرق کا عمامہ باندھے خچر کی زین پر ریشم کا (رومال نما) کپڑا ڈال کر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں! حضرت جبرائیل نے عرض کیا لیکن ملائکہ نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے۔ میں اب قوم (یہود) کی طلب میں واپس آیا ہوں۔ یا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے۔ میں بھی ان کی طرف جا رہا ہوں اور (ابھی) ان کی بنیادیں ہلانے والا ہوں۔

حضور ﷺ نے اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کا عامل مقرر کر کے حضور ﷺ نے اپنے عم زاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میرا پرچم لے کر بنو قریظہ کی طرف جائیں۔ اور ان کے احوال اور حرکات معلوم کریں۔ اور ان کی نبض بند کر کے رکھ دیں۔ ادھر رسول پاک ﷺ کے مؤذن نے اعلان کر دیا کہ سب لوگ جلدی جلدی اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ سرکار ﷺ نے سب کو حکم فرمایا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ کے ہاں ادا کرنی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جلدی جلدی بنو قریظہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ راستے میں نماز عصر کا وقت

Marfat.com

ہو گیا۔ کچھ صحابہ نے نماز ادا کر لی۔ انہوں نے یہ تاویل کی کہ حضور ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ تھا کہ جلدی روانہ ہو جائیں۔ یہاں نماز عصر تک نہ ٹھہرے رہیں۔ کچھ صحابہ نے سورج غروب ہونے کے بعد نماز ادا کی ان کی دلیل یہ تھی کہ سرکار ﷺ کا حکم ہی یہی ہے۔

(جب کہ نماز وہی ہے جو سرکار ﷺ کے حکم کے مطابق ادا کی جائے مترجم روحی۔

نبی کریم ﷺ نے دونوں گروہوں میں سے کسی کی بھی حوصلہ شکنی نہ فرمائی کیونکہ دونوں گروہوں کے پیش نظر اطاعت مصطفی ﷺ تھی۔

سرور عالم ﷺ اپنے کچھ اصحاب کے ہمراہ بنو قریظہ کی جانب روانہ ہوئے۔ تو راستے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس آتے دیکھا۔ تو عرض کیا آپ ﷺ بنو قریظہ کے قریب نہ جائیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ شاید آپ نے ان سے میرے بارے میں کوئی تکلیف دہ بات سنی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں بالکل۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **لو راؤنی لم یقولوا من ذلک شیئا**۔ جب وہ مجھے دیکھ لیں گے تو اس طرح کی کوئی بات نہیں کریں گے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے قریب گئے اور انہیں مخاطب ہوئے تو وہ سمجھ گئے کہ رسول کریم ﷺ کی طرف سے کوئی سخت کاروائی ہونے والی ہے۔

پیغمبر عظمت وجلالت ﷺ ان کے قلعوں کے قریب تشریف لے گئے تو انہیں پکار کر فرمایا۔

اے بندروں کے بھائیو! (کیا اب تمہیں نہیں پتہ چلا کہ) اللہ تعالیٰ نے تم پر ذلت اور عذاب نازل کر دیا ہے۔

انہوں نے کہا: اے ابو القاسم ﷺ! آپ سخت گیر تو نہیں تھے۔ بنو قریظہ کی طرف جاتے ہوئے صحابہ کرام کے قریب سے کوئی شاہ سوار گزرا۔ سرکار ﷺ نے صحابہ سے پوچھا تمہارے قریب سے کوئی گزرا تھا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اپنی سفید خچر پر زین کے اوپر ریشم کس کر سوار ہو کر یہاں سے گزرے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **ذلک جبریل بعث الی بنی قریظة یزلزل حصونهم ویقذف الرعب فی قلوبهم**۔

وہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جنہیں بنی قریظہ کے قلعے تباہ کرنے اور ان کے دلوں میں خوف ڈالنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے بنو قریظہ کے کنوئیں کے قریب نزول فرمایا۔ اس کنوئیں کا نام ''أنا یا أنی'' تھا۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر کے جنگ کی دعوت دی لیکن انہوں نے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔ جب محاصرہ ان پر گراں ہو گیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب سرکار ﷺ جنگ کے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ ان کے سردار کعب بن اسد نے انہیں کہا اے یہودیو! جو کچھ تم پر آپڑا ہے تم اس سے بخوبی واقف ہو میں تمہیں تین چیزیں پیش کرنے لگا

Marfat.com

ہوں۔ان میں سے ایک پر عمل کرلو۔

(۱) اس ہستی کی اتباع کرلو کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ وہی رسول ہیں جن کے بارے میں ہماری کتاب نے ہمیں بتایا ہے۔اس طرح تمہارے خون، تمہارے مال اور بیوی بچے محفوظ ہو جائیں گے۔انہوں نے کہا ہم نہ تو رات چھوڑیں گے اور نہ ہی تورات کے بدلے میں کوئی اور (کتاب) قبول کریں گے۔کعب نے کہا: اگر یہ نہیں کرتے تو پھر اپنی عورتوں کو بچوں کو قتل کر کے محمد ﷺ اور ان کے صحابہ پر ٹوٹ پڑو۔جب تمہیں پچھلی فکر نہیں ہوگی تو خوب لڑو گے۔اگر ہم اس طرح کامیاب ہو گئے تو بیوی بچے اور بھی مل جائیں گے اور اگر مر گئے تو پھر ویسے ہی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوگی۔قوم نے کہا ان مسکینوں کو قتل کر دیں تو پھر ہماری زندگی کس کام کی؟

اس نے کہا پھر ایسا کرو آج ہفتہ کی رات ہے۔مسلمان ہماری طرف سے مطمئن ہیں کہ یہودی اس رات حملہ نہیں کرتے اٹھو اور سارے مل کر ان پر حملہ کردو۔شاید تمہیں کامیابی نصیب ہو جائے۔انہوں نے کہا ہم یوم السبت کی توہین کر کے پہلوں کی طرح عذاب کے شکار ہو جائیں یہ ممکن نہیں۔

کعب نے کہا یہودی جب سے پیدا ہوئے ہیں خود اعتمادی سے محروم ہیں۔

ایک ناکام پیشکش

جب ان کی حیرت وحسرت و یاس اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تو انہوں نے شاس بن قیس کو رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں سمجھوتہ کرنے کے لئے بھیجا۔اس نے آکر عرض کیا ہمارے ساتھ بنونضیر جیسا معاملہ فرمائیں۔ہم اپنے ہتھیار یہاں چھوڑ جاتے ہیں اپنے اموال اور اہل وعیال کو لے کر یہاں سے نکل جاتے ہیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: اب وہ وقت گزر گیا ہے۔اس نے عرض کیا پھر آپ ہماری جان بخشی کر دیں۔ہم اپنے اہل وعیال کو لے کر نکل جاتے ہیں۔

اموال وسلاح آپ کے پاس چھوڑ جاتے ہیں۔سرکار ﷺ نے فرمایا نہیں! تمہیں ہمارا فیصلہ تسلیم کرنا پڑے گا۔شاس نے جا کر قوم کو ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔

ایک اور گزارش

جب سرکار ﷺ نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا انہوں نے عرض کیا اپنے صحابہ میں سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس بھیج دیں۔ہم ان سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔حضرت ابولبابہ قبیلہ اوس سے تھے۔اور یہ قبیلہ زمانہ جاہلیت میں یہود کا حلیف تھا۔حضور نے حضرت ابولبابہ کو بھیج دیا۔آپ کو دیکھتے ہی یہود کی عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کر دیا۔حضرت ابولبابہ کو ان پر ترس آگیا۔انہوں نے پوچھا کیا ہم حضور ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم کرلیں۔حضرت ابولبابہ نے زبان سے ہاں کہہ کر گلے کی طرف اشارہ کیا کہ حضور ﷺ کا فیصلہ ہے کہ تمہیں

Marfat.com

ذبح کردیا جائے۔

خطا اور عطا

ابھی ابولبابہ رضی اللہ عنہ اسی جگہ تھے کہ آپ کو احساس ہو گیا میں نے سرکار ﷺ کا راز بتا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کی ہے۔

لہٰذا وہاں سے سیدھے مسجد نبوی ﷺ آئے اور خود کو ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ اور کہا جب تک اللہ تعالیٰ میرا گناہ نہیں معاف کرے گا میں یہاں ہی رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ آئندہ بنو قریظہ کی سرزمین پر قدم بھی نہیں رکھیں گے۔

سورۃ الانفال کی آیت پاک کی یہی مراد ہے۔

اے ایمان والو! نہ خیانت کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں جبکہ تمہیں علم ہو۔

جب ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے تاخیر کی اور سرکار ﷺ تک ان کی خبر پہنچی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اما انه لو جاء نی لاستغفرت وله۔ اگر میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے استغفار کر دیتا۔ لیکن اب جو کر لیا ہے کر لیا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہیں کرتا ہم بھی اسے نہیں کھولیں گے۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح چند دن گزارے۔ نماز کے وقت ان کی اہلیہ حاضر ہوتیں انہیں کھول کر نماز پڑھنے دیتیں۔ پھر باندھ کر گھر چلی جاتیں۔

چھٹی رات کی صبح ہوئی ام المؤمنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے حبیب دوجہاں ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ کیوں ہنسے ہیں؟ حضور نے فرمایا: تیب علی ابی لبابۃ۔ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔ آپ نے عرض کیا کیا میں ان کو خوشخبری سنا دوں؟ ابھی تک پردے کا حکم نہیں نازل ہوا تھا۔ حضور ﷺ کی اجازت سے آپ نے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: ابولبابہ مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہو گئی ہے۔ لوگ ان کو کھولنے کے لئے آگے بڑھے۔ حضور نبی رحمت ﷺ جب نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو ان کی رسی کھول دی۔

فیصلہ کی رات

جس رات بنو قریظہ نے نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا اللہ تعالیٰ نے چار یہودیوں کو قبول اسلام کی سعادت عطا فرمائی۔

بنو قریظہ میں سے عمرو بن سعدی قرظی اور ان کے علاوہ ثعلبہ بن سعیہ، اسید بن سعید اور اسد بن عبید ان تینوں کا تعلق بنی ھدل سے تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

عمرو بن سعدی قرظی رضی اللہ عنہ نے غدر میں بنو قریظہ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا: میں تو

Marfat.com

کبھی بھی محمد ﷺ سے بے وفائی نہیں کروں گا۔ یہ رات کے وقت حضور ﷺ کے پہریداروں کے قریب سے گزرے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچان لیا۔ تو آپ نے فرمایا: میرے مولا مجھے شریف لوگوں کی غلطیاں معاف کرنے کی صلاحیت سے محروم نہ فرما۔ پھر انہیں جانے دیا۔

وہ سیدھے مسجد نبوی ﷺ میں چلے گئے رات وہیں بسر کی۔ صبح وہاں سے بھی کہیں چلے گئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک نہیں پتہ چلا کہ کہاں گئے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ان کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ذاک رجل نجاہ اللہ بوفائہ۔

اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس کی وفا کی وجہ سے نجات عطا کر دی ہے۔

بنوقریظہ کی عبرت ناک صبح

جب وہ عبرت ناک صبح طلوع ہوئی جس میں رسول کریم ﷺ کے فیصلہ پر بنوقریظہ اپنے انجام کو پہنچنے والے تھے۔ اوس قبیلہ کے لوگ وفد کی صورت میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ ہمارے حلیف تھے۔ جس طرح اس سے پہلے بنوقینقاع خزرج کے حلیف تھے۔ سرکار ﷺ نے ان کے بارے میں عبداللہ بن ابی خزرجی کی سفارش پر انہیں معاف فرمادیا تھا اب ان کے بارے میں ہماری سفارش قبول کر لی جائے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تمہارے قبیلے کا آدمی ہی ان کے بارے میں فیصلہ کرے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ سرکار ﷺ نے فرمایا: یہ فیصلہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غزوۂ خندق میں اکحل (رگ) میں تیر لگا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ بنوقریظہ کے خائن اور غداروں کا انجام دکھانے تک مجھے زندگی کی مہلت عطا فرما۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فتح عطا فرمائی کفار بھاگ نکلے نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد کو رفیدہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں رہنے کا حکم دیا تھا۔ جہاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی جاتی تھی۔ حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا یہ کام محض اللہ کی رضا کے لئے کرتی تھیں۔ سرکار ﷺ نے ان کو عیادت کی سہولت کے لئے اپنی مسجد کے قریب خیمہ رفیدہ میں رہنے کا حکم دیا تھا۔

جب سرکار ﷺ نے انہیں بنوقریظہ کے لئے حکم مقرر فرمایا تو قبیلہ اوس کے لوگ آئے گدھے پر ایک چمڑے کا گدا رکھا اور اس پر آپ کو سوار کر کے لے گئے۔ راستے میں وہ لوگ آپ کو کہتے اے ابوعمرو! اپنے حلیفوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ حضور ﷺ نے آپ کو اس لئے حکم مقرر فرمایا ہے تاکہ آپ اپنے دوستوں کے بارے میں اچھا فیصلہ کریں۔ جب قوم کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو حضرت سعد نے فرمایا: اب سعد کے لئے وہ گھڑی آگئی

Marfat.com

ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں کسی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں ان الفاظ سے قوم نے سمجھ لیا کہ اب بنو قریظہ کی خیر نہیں۔ وہ ایک دوسرے کو ان کی تباہی کی خبریں دینے لگے۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے سرکار ﷺ نے فرمایا: قوموا السید کم اپنے سردار (کی تعظیم) کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ قوم نے آپ کو سواری سے اتارا اور ان کے حکم ہونے کے بارے میں انہیں بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ جو فیصلہ میں کروں گا اللہ کو گواہ کر کے کہو تمہیں وہ فیصلہ قبول ہو گا۔ قوم نے کہا ہاں ہمیں قبول ہے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ اور کہا اور ان کو بھی قبول ہو گا۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں حضرت سعد نے احتراماً سرکار ﷺ کو صریحاً خطاب نہیں کیا تھا۔

حضرت سعد نے فرمایا: میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: آپ نے ان کے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر فیصلہ کر رکھا تھا۔

رعب و دبدبہ حیدری (رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے زبان سعد رضی اللہ عنہ پر اپنا فیصلہ صادر فرما دیا۔ جس سے رسول پاک ﷺ اور تمام مومنین خوش ہو گئے۔ بنو قریظہ ابھی تک قلعہ بند تھے۔ انہوں نے حضرت سعد کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور آگے بڑھ کر فرمایا اے اہل ایمان! میں بنو قریظہ کے قلعے میں چھلانگ لگا کر وہی (شہادت) پا جاؤں گا۔ جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے پائی تھی۔ (یا یہ باہر نکل آئیں) (یہ سن کر یہود پر خوف طاری ہو گیا) انہوں نے بآواز بلند کہا ہم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہیں۔ لہٰذا یہود کو نسیبہ بنت حارثہ کے مکان میں بند کر دیا گیا۔

تنفیذ حکم

حضور ﷺ نے گڑھے کھودنے کا حکم دیا اور فرمایا ان کو گروہ در گروہ لا کر ان کی گردنیں اڑا دی جائیں اور ان کو گڑھوں میں پھینک دیا جائے۔ یہ تقریباً سات سو آدمی تھے۔ کعب بن اسد ان کا سردار بھی شامل تھا۔ اور دشمن خدا حیی بن اخطب جس نے رسول پاک ﷺ اور اہل ایمان کے خلاف لشکر جمع کئے تھے وہ بھی شامل تھا۔ ان کو ہانک کر بارگاہ رسالت ﷺ میں لایا جا رہا تھا قوم نے اپنے سردار سے پوچھا ہمیں کہاں لے جا رہے ہو؟ اس نے کہا ہر جگہ انجان بنے رہتے ہو اب جس جگہ جا رہے ہو وہاں سے واپس نہیں آسکو گے۔

حیی بن اخطب کو لایا گیا اس نے سرخ ڈوروں والا خوبصورت حلہ پہن رکھا تھا۔ اس نے حلے کو جگہ جگہ سے پھاڑ

Marfat.com

دیا تھا تا کہ مسلمانوں کے کام نہ آسکے۔اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔حضور ﷺ کو دیکھ کر اس نے کہا: آپ کی دشمنی پر مجھے کبھی ندامت نہیں ہوئی لیکن اللہ جس کو ذلیل کرنا چاہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔پھر اس نے لوگوں کی طرف منہ کر کے کہا اللہ کے حکم کے سامنے مجال نہیں۔بنی اسرائیل پر یہ چیز قضاء قدر کا فیصلہ ہے۔یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا تلوار نے اس کی گردن اڑا کے رکھ دی۔

عجیب یہودی عورت

بنو قریظہ کے تمام بالغ مردوں کو قتل کر دیا گیا۔ان میں سے ایک آدمی رفاعہ بچ گیا۔اس شخص کو ایک صحابیہ حضرت سلمٰی بنت قیس ام منذر نجاریہ رضی اللہ عنہا نے رسول پاک ﷺ سے مانگ لیا۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں رفاعہ مجھے ہبہ کر دیں کیونکہ اس کا خیال ہے کہ وہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا۔

(یعنی مسلمان ہو جائے گا) یہودی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا تھا کیونکہ اس نے صحابی رسول ﷺ حضرت خلال بن سوید رضی اللہ عنہ پر چکی پھینک کر آپ کو شہید کر دیا تھا۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک ان کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں بنو قریظہ کی ایک ہی عورت قتل کی گئی تھی۔وہ میرے پاس بیٹھی تھی باتیں کرتی ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتی حالانکہ ان کے مرد باہر قتل ہو رہے تھے۔اور خود وہ بھی قتل ہونے والی تھی۔اتنے میں کسی نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا میں ادھر ہوں۔میں نے کہا تیرا ستیاناس ہو تمہیں کیا ہے اس نے کہا میں ابھی قتل ہونے جا رہی ہوں۔کیونکہ میں نے بھی قتل کیا ہے۔اسے لے جا کر قتل کر دیا گیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس سے زیادہ زندہ دل عورت نہیں دیکھی۔

عجیب (بدنصیب) یہودی

زبیر بن باطا یہودی اس یہودی عورت سے بھی زیادہ عجیب تھا۔یہ بنو قریظہ کے مؤثر افراد میں سے تھا۔زمانہ جاہلیت میں جب جنگ بعاث ہوئی اس یہودی نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ پر احسان کیا تھا۔وہ قید ہو گئے تھے اس نے ان کی پیشانی کے بال کتر کر آزاد کر دیا۔

اب جب زبیر خود گرفتار ہو کر آیا حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے آپ نے فرمایا: زبیر مجھے جانتے ہو؟ اس نے کہا میرے جیسا آدمی آپ جیسے آدمی کو کیسے بھول سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: زبیر میں تیرے احسان کا بدلہ تمہیں دینا چاہتا ہوں۔زبیر نے کہا اہل کرم ہی ایک دوسرے پر کرم کرتے ہیں۔حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو چکے تھے۔آپ سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ زبیر بن

Marfat.com

باطا کا مجھ پر ایک احسان ہے۔ میں اس کا بدلہ دینا چاہتا ہوں آپ اس کو میرے حوالے کر دیں (تاکہ میں اسے آزاد کر دوں) حضور ﷺ نے فرمایا: ھو لک وہ تمہارے حوالے ہے۔ حضرت ثابت اس کے پاس آئے اور فرمایا: سرکار ﷺ نے تیرا خون معاف کر دیا ہے۔ اس نے کہا ایک بوڑھا ضعیف جس کے نہ بچے نہ بیوی وہ زندہ رہ کر کیا کرے گا۔ حضرت ثابت پھر سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فداک امی و ابی اس کے بیوی بچوں کو بھی معاف فرما دیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ھم لک۔ وہ آپ کے حوالے۔ حضرت ثابت نے یہودی کو آکر بتایا سرکار ﷺ نے تیرے اہل و عیال کو بھی معاف کر دیا ہے۔ اس نے کہا حجاز میں جس خاندان کے پاس گھر نہ ہو اس کی گزران کیسے ہو گی؟ حضرت ثابت پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے مال کے بارے میں عرض کیا سرکار ﷺ نے اس کے مال کو بھی محفوظ فرما دیا۔ آپ نے اسے جا کر یہ خوشخبری سنائی تو اس نے کہا: وہ جس کا چہرہ چین کے آئینوں کی طرح تھا جس میں کنواریاں اپنے منہ دیکھا کرتی تھیں۔ یعنی کعب بن اسد کا کیا بنا؟ آپ نے فرمایا وہ قتل ہو چکا ہے اس نے کہا شہریوں اور دیہاتیوں کا سردار ابن اخطب کہاں گیا؟ آپ نے فرمایا وہ بھی موت کے گھاٹ اتر چکا ہے۔ اس نے کہا ہر مشکل اور شدت میں ہمارا قائد عزال بن سموءل کدھر ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بھی مر گیا ہے۔

اس نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کس حال میں ہیں؟ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ بھی جہنم پہنچ گئے ہیں۔ زبیر نے کہا ثابت اس احسان کا واسطہ جو میں نے تم پر کیا تھا مجھے بھی اپنے دوستوں کے ساتھ ملا دے۔ بخدا! ان کے بعد زندگی میں کیا لطف رہ گیا ہے۔

اب میں ایک لمحہ بھی اس دنیا میں نہیں رہنا چاہتا، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اسے بھی جہنم پہنچا دیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اس کے بارے میں سنا تو فرمایا: اللہ کی قسم! وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ چکا ہے۔

بنو قریظہ کے اموال

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا وہ فیصلہ جو تقدیر الٰہی کے موافق تھا۔ اور جس پر اللہ کے رسول کو بھی خوشی ہوئی تھی۔ اس فیصلہ کے مطابق بنو قریظہ کے تمام اموال مسلمانوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے خمس نکال کر باقی مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ گھوڑ سوار کو تین حصے اور پیدل مجاہدین کو ایک حصہ عطا فرمایا۔ خمس اللہ کے لئے اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے۔

ذوی القربی کے لئے، یتیموں، مسکینوں اور ابن السبیل (مسافروں) کے لئے مختص تھا۔

Marfat.com

بعد میں بھی اس طریقہ پر مال غنیمت تقسیم ہوتا رہا۔ جبکہ بعض ائمہ فقہ نے کہا کہ ہر گھوڑ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ ملے گا۔

ان کاموں سے فراغت کے بعد حضور ﷺ نے حضرت سعد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو قیدی دے کر نجد کی جانب بھیجا انہوں نے وہاں قیدیوں کو بیچ دیا۔ ان کی قیمت سے مجاہدین کے لئے گھوڑے اور ہتھیار خریدے گئے۔

ریحانہ خاتون بنی قریظہ

قیدیوں کی تقسیم سے پہلے حضور ﷺ نے بنو قریظہ کی شاخ بنو عمرو کی ایک خاتون ریحانہ کو اپنے لئے پسند فرما لیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تمہیں اختیار ہے نکاح کر کے حجاب میں داخل ہو جاؤ۔ اس نے انکار کر دیا اور کہا مجھے اپنی ملک میں رکھئے یہ میرے لئے بھی اور آپ کے لئے بھی آسان ہے۔ حضور ﷺ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس نے انکار کر دیا۔ سرکار ﷺ کو یہ انکار گراں گزرا اور اسے اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ سرکار ﷺ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے کہ اپنے پیچھے آہٹ محسوس کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ثعلبہ بن سعیہ ہے جو مجھے ریحانہ کے قبول اسلام کی خوشخبری سنانے آیا ہے۔ ثعلبہ نے آ کر خوشخبری سنا دی۔ سرکار ﷺ بہت خوش ہوئے۔ حضور ﷺ کے وصال تک حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا آپ کی ملک میں رہیں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال

فیصلہ سنانے کے بعد آپ دوبارہ اسی خیمہ رفیدہ رضی اللہ عنہا میں واپس آ گئے۔ جب رسول پاک ﷺ بنو قریظہ سے فارغ ہو گئے اسی رات حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رگ مبارک پھٹ گئی۔ آپ وصال فرما گئے۔ اللہ نے بنو قریظہ کے انجام بد سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج کون فوت ہوا ہے؟ جس کے لئے آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور عرش عظیم جھوم رہا ہے۔ سرکار ﷺ جلدی سے اٹھے آپ کی چادر مبارک زمین پر لگ رہی تھی۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے۔ سرکار ﷺ نے دیکھا حضرت سعد مرتبہ شہادت پر فائز ہو چکے ہیں۔ آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر ٹھہر جا تا کہ حمل جنگ کو دیکھ لے۔

جب مدت پوری ہو جائے تو موت میں کوئی حرج نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر روتے سنا۔ لیکن سرکار ﷺ کسی پر روتے نہیں تھے، ہاں جب زیادہ غم ہوتا تو اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے تھے۔

Marfat.com

نتائج

(۱) قرآن کریم کے بیان کا مفہوم ہے کہ غدر و خیانت کرنے والے کا وبال بھی اسی پر پڑتا ہے۔

(۲) حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اپنی توبہ میں سچے تھے اس لئے اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔

(۳) وفا اور صدق میں نجات ہے۔

(۴) حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا کی خدمات آج ضرب المثل بن چکی ہیں۔

(۵) بنو قریظہ کی مقتولہ اور زبیر بن باطا انسانیت کے عجب کردار ہیں۔

(۶) دیگر غزوات کی طرح غزوہ بنو قریظہ میں بھی نبی کریم ﷺ کا کرم، حلم اور احتیاط اپنے پورے عروج پر ہے۔

۵ھ کے اہم واقعات

☆ غزوہ دومۃ الجندل۔

☆ غزوہ خندق میں معجزات نبوت کا ظہور اور مسلمانوں کی آزمائش کے مختلف پہلو۔

☆ غزوہ بنی قریظہ ان کا خاتمہ اور گرفتاریاں ان کے غدر و خیانت کا نتیجہ تھیں۔

☆ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال۔

☆ حضور ﷺ کا اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح۔

☆ نکاح زینب رضی اللہ عنہا کی دوسری صبح فرضیت حجاب۔ یہ ان کی اطاعت خدا و مصطفیٰ ﷺ کا ثمر تھا۔

Marfat.com

ہجرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سال ششم

۶ھ کا پہلا واقعہ غزوہ بنی لحیان ہے

اسی سال جمادی الاول میں آپ ﷺ نے حادثہ رجیع میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بنولحیان کے غداروں کا قصد فرمایا۔

مدینہ طیبہ پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو عامل بنا کر خود سرکار دو عالم ﷺ دو سو جانبازوں کے ساتھ بنولحیان کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئے۔ چونکہ اس مہم کو پوشیدہ رکھنا ضروری تھا تا کہ ان شرپسندوں کو قبل از وقت علم نہ ہو جائے۔ لہٰذا آپ نے یوں ظاہر فرمایا کہ ہم شام جانا چاہتے ہیں۔ مدینہ طیبہ سے شام جانے والے راستے پر چلے اور دور جا کر بنولحیان کی طرف رخ کیا۔ آپ نے اپنا سفر تیزی سے جاری رکھا یہاں تک کہ بنولحیان کے گھروں کے قریب امج اور عسفان کے درمیان وادی غران میں نزول فرمایا۔ یہ وادی سایہ نامی شہر تک لے جاتی تھی۔

جب بنولحیان کو آپ ﷺ کی آمد کا علم ہوا تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے جس کی وجہ سے جنگ کی نوبت نہ آئی۔

یہاں سے سرکار ﷺ نے قریش کو مرعوب کرنے کیلئے عسفان کے مقام پر قیام فرمایا۔ یہ جگہ مکہ کے قریب ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ قریش کو پتہ چل جائے کہ ہم شرپسندوں کی سرکوبی کے لئے یہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ جنگ احزاب کے موقع پر قریش کو عبرتناک شکست ہوئی تھی۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا تھا: اب ہم ان پر حملہ کریں گے انہیں حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہوگی۔ عسفان کے مقام سے آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چند سواروں کو قریب کی بستیوں کی طرف روانہ فرمایا۔ آپ کراع الغمیم تک گئے۔ (لیکن راستے میں کوئی کافر نہ ملا) وہاں سے رسالت مآب ﷺ واپس تشریف لائے آپ کی زبان اقدس پر یہ دعا جاری تھی۔

ہم واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اللہ کی مرضی سے اللہ کی حمد بیان کرنے والے ہیں میں پناہ مانگتا ہوں اللہ سے سفر کی دشواری سے اور تکلیف دہ واپسی سے اور اہل (وعیال) اور مال میں برے منظر سے۔

اس غزوہ کے بارے میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

اگر بنولحیان ایک دوسرے کا انتظار کرتے تو وہ اپنے گھر میں ہی سچائی کو پسند کرنے والے گروہوں سے دوچار ہو جاتے۔ ان کی ملاقات ایسے ہراول دستے سے ہوتی جس کا خوف دل کو بھر دیتا ہے۔ اور اس کے پیچھے کہکشاں کی

Marfat.com

طرح (چمکتے ہوئے ہتھیاروں والا) پیس کر رکھ دینے والا طاقت ور لشکر ہوتا۔

لیکن وہ تو بزدل نیولے تھے جو حجاز کی گھاٹیوں میں چھپ گئے وہ گھاٹیاں جن کے دروازے ہی نہیں تھے۔

نتائج

(۱) خیانت اور غدر کرنے والوں کی سرکوبی ضرور ہونی چاہئے۔

(۲) اپنے معاملات دشمن سے پوشیدہ رکھنے کے لئے توریہ اور کنایہ جائز ہے۔

(۳) قوت کے اظہار کے لئے دشمن کے قریب قیام کرنا اور ان کو ڈرانا جائز ہے۔

(۴) سفر سے واپسی پر آئبون تائبون لربنا حامدون الخ کہنا سنت ہے۔

غزوہ ذی قرد

مدینہ طیبہ میں نبی کریم ﷺ کی شیر دار ڈاچیاں تھیں جن کی تعداد بیس تھی۔ عیینہ بن حصن فزاری جس نے جنگ خندق کے موقع پر بنوغطفان کی قیادت کی تھی۔ یہی عیینہ اپنے جنگجو ساتھیوں کے ہمراہ آیا۔ ڈاچیوں کے محافظ کو قتل کیا اس کی بیوی کو قیدی بنایا اور ڈاچیاں لے کر چلا گیا۔ غزوہ ذی قرد کا سبب عیینہ کی اس بدمعاشی پر اس کو سبق سکھانا تھا۔

ادھر حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ غابہ جا رہے تھے کہ آپ نے عیینہ کے گھوڑے دیکھے۔ آپ نے سب کو متوجہ کرنے کے لئے عربوں کا روایتی شعار واصباحاہ واصباحاہ کہنا شروع کر دیا ساتھ ساتھ تیر برساتے ان کے پیچھے چلتے رہے۔ انہوں نے بھاگنے میں آسانی کے لئے کچھ ڈاچیاں اور کچھ اپنا سامان وہیں چھوڑ دیا۔ آپ ان کو بھگاتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے شاہ سوار آ پہنچے۔ سب سے پہلے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ پہنچے اس کے بعد مجاہدین لگاتار پہنچتے رہے۔ سرکار ﷺ نے سب کو فرمایا: اے لشکر خدا سوار ہو (کر روانہ ہو) جاؤ۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف کا عامل بنایا اور خود اپنے صحابہ کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو شاہ سواروں پر امیر مقرر فرمایا۔ اور انہیں حکم دیا کہ آپ غارت گروں کی طلب میں آگے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ میں تم سے ملاقات کروں۔ سب سے پہلے شاہ سوار جو غارتگروں تک پہنچے حضرت محرز بن فضلۃ رضی اللہ عنہ تھے ان کا لقب الاخرم تھا۔ آپ نے کافروں کو فرمایا: اے کمینی عورت کی اولاد! ٹھہر جاؤ۔ مہاجرین وانصار کا لشکر تمہارے پیچھے آ رہا ہے۔ دشمن کے ایک سپاہی نے وار کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کا گھوڑا میدان میں پھرتا رہا کوئی اس کو قابو نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ مدینہ شریف پہنچ کر اپنے ٹھکانے پر کھڑا ہو گیا۔ سارے گھوڑ سوار دشمن کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ دشمن کے ایک شخص کو قتل کر کے اپنی چادر سے ڈھانپ کر آگے چلے گئے جب آپ کے ساتھی وہاں پہنچے وہ سمجھے

Marfat.com

کہ یہ ابو قتادہ ہیں جن کو شہید کر دیا گیا ہے۔ سب نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ابو قتادہ نہیں بلکہ ابو قتادہ نے اس کو قتل کیا ہے اور اپنی چادر بطور نشانی اس پر ڈال دی ہے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے اوبار اور اس کے بیٹے عمرو کو ایک اونٹ پر سوار دیکھا آپ نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

ذی قردۃ کے مقام پر حضور ﷺ نے ایک دن رات قیام فرمایا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جب تیر مارتے تو کہتے۔ یہ (تیر) لو میں سلمہ بن اکوع ہوں آج کا دن (تمہارے جیسے) کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ایک سو مجاہد مجھے عطا فرمائیں تو میں ان تمام کی گردنیں پکڑ لوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اب وہ اپنے (محفوظ) گھر میں بنو غطفان میں شام کا کھانا کھا رہے ہوں گے یعنی تم ان کو نہیں پکڑ سکو گے۔

سرکار ﷺ نے دو اونٹ ذبح کروائے اور مجاہدین کو کھانا کھلایا گیا۔ اس کے بعد سرکار ﷺ واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ اتنے میں وہ عورت بھی آ گئی جس کے شوہر کو قتل کر کے اسے اسیر بنا لیا گیا تھا۔ اس نے آ کر بارگاہ رسالت میں عرض کیا میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات عطا کی تو میں اس ڈاچی کو اللہ کی راہ میں قربان کر دوں گی۔ سرکار ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: کتنی بری جزاء ہے جو تم اس ڈاچی کو دے رہی ہو وہ تمہیں اپنے اوپر بٹھا کر لائی ہے اور تم اسے ذبح کر رہی ہو۔ اللہ کی نافرمانی میں مانی ہوئی نذر پوری کرنا لازم نہیں اور نہ ہی جس چیز کی تم مالک نہ ہو اس کی نذر پوری کرنا تم پر لازم ہے۔ یہ ڈاچی تو میری ہے تم اللہ کا نام لو اور اپنے گھر چلی جاؤ۔

نتائج

(۱) ذوقرد ایک چشمے کا نام ہے جس کے قریب رحمت عالم ﷺ نے قیام فرمایا تھا اسی وجہ سے اس غزوہ کا نام بھی غزوہ ذوقرد ہے۔

(۲) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا: ابو قتادہ ہمارا بہترین گھوڑ سوار اور سلمہ بن اکوع ہمارا بہترین پیادہ جنگجو ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۳) نذر معصیت اور نذر در عدم ملکیت کی کوئی حقیقت نہیں۔

(۴) حضور ﷺ کا حلم و کرم اور حسن سیاست حسب سابق یہاں بھی نمایاں رہا۔

غزوۂ بنی مصطلق

خزاعہ کی شاخ بنو مصطلق کے بارے میں اطلاع ملی کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف لشکر جمع کر رکھا ہے جس کا قائد حارث بن ابی ضرار ہے۔ یہ حارث حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا والد تھا۔ اس

Marfat.com

غزوہ کا نام غزوہ مریسیع بھی ہے۔ مریسیع ایک چشمے کا نام ہے جو قدید کے قریب ہے۔ حضور ﷺ مہاجرین وانصار کے ایک لشکر کے ہمراہ ان کی طرف تشریف لے گئے اس دفعہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کا عامل بنایا۔ مریسیع کے مقام پر جنگ ہوئی مشرکین کو ذلت ناک شکست ہوئی۔ بہت سے مشرک قتل ہوئے اور بہت سے گرفتار ہوئے۔ انہی قیدیوں میں ام المومنین حضرت جویریہ بھی تھیں۔ جو حضرت ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچازاد کے حصے میں آئی تھیں۔

مال کتابت

جویریہ اپنے خاندان کے سربراہ کی بیٹی تھی۔ آپ نے اپنے مالک ثابت بن قیس سے کہا کہ مجھے آزاد کر دو اور مال کتابت وصول کرلو۔ اس مقصد کے لئے جویریہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مال کی ادائیگی میں امداد کی درخواست کی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس سے بہتر چیز کی ضرورت نہیں؟ انہوں نے عرض کیا وہ کیا ہے یارسول اللہ ﷺ؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: میں تیرا مال کتابت ادا کر کے تم سے نکاح کرلوں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ، سرکار ﷺ نے مال کتابت ادا کر کے نکاح فرمالیا۔ جب مسلمانوں نے اس شادی کے بارے میں سنا تو انہوں نے کہا اب یہ لوگ ہمارے ہادی ومرشد کے سسرال بن گئے ہیں۔ ہم ان کو کس طرح قید رکھیں۔ سب نے اپنے اپنے حصے کے قیدی آزاد کر دیئے اس طرح بنو مصطلق کے سو سے زائد گھرانوں کو آزادی ملی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی خاتون اپنی قوم کے لئے بابرکت ثابت نہیں ہوئی۔

ابن ابی منافق کا ناکام فتنہ

مسلمان ابھی تک مریسیع کے مقام پر ہی فروکش تھے۔ کہ اچانک شور بلند ہوا اے انصار مدد کو آؤ۔ دوسری طرف سے آواز بلند ہوئی گروہ مہاجرین مدد کو آؤ۔ لوگ تیزی سے ادھر گئے دیکھا تو حضرت جہجاہ غفاری جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجیر تھے۔ وہ اور حضرت سنان جہنی رضی اللہ عنہم آپس میں لڑ رہے ہیں اور اپنے اپنے حلیفوں کو پکار رہے ہیں۔ اس پر رئیس المنافقین بھڑک اٹھا اس کے پاس اس کی قوم کے کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ چھوٹی عمر کے تھے آپ بھی وہاں ہی تشریف فرما تھے۔

ابن ابی نے کہا ان لوگوں نے تو ہمیں اپنے شہر میں ہی اجنبی بنا دیا ہے۔ اللہ کی قسم جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم میں سے زیادہ عزت والا زیادہ ذلیل کو باہر نکال دے گا۔ پھر قوم سے کہا یہ تم نے خود ہی کیا ہے۔ تم نے انہیں اپنے شہر میں جگہ دی ہے۔ اب بھی اگر تم ان کی طرف سے اپنا ہاتھ کھینچ لو تو یہ کہیں اور چلے جائیں گے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس کی ساری ہرزہ سرائی بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کر دی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سرکار ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ عباد بن بشر کو حکم دیں کہ جا کر ابن ابی کا سر قلم کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں اس طرح لوگ کہیں گے محمد ﷺ اپنے دوستوں کو قتل کرنے لگ گئے ہیں بلکہ آپ لوگوں میں کوچ کا اعلان کریں۔

آپ نے اس گھڑی کوچ فرمایا جس میں عام طور پر کوچ نہیں کرتے تھے۔تا کہ سفر میں مصروفیت کی وجہ سے تازہ فتنہ لوگوں کے ذہنوں سے اتر جائے کوچ کا یہ حکم بھی حکمت نبوی ﷺ ہے۔جس کی نظیر لانا ممکن نہیں۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بارگاہ ناز میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس وقت کوچ فرمایا ہے جس میں پہلے آپ کا معمول مبارک نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کچھ ابن ابی نے کہا ہے آپ کو نہیں معلوم؟ انہوں نے عرض کیا نہیں مجھے نہیں معلوم اس نے کیا کہا ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: اس کا گمان ہے کہ مدینہ پہنچ کر 'اعز'، 'اذل' کو نکال دے گا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ چاہیں تو اسے شہر سے باہر نکال سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ سب سے زیادہ معزز ہیں اور وہ سب سے زیادہ ذلیل ہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ نرمی فرمایئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وجہ سے ہم پر بڑا احسان فرمایا ہے جب آپ تشریف لائے اس وقت اس کی تاج پوشی کی تیاریاں کی جا رہی تھیں اب وہ سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی حکومت سلب کر لی ہے۔

جب ابن ابی کو یہ بات معلوم ہوئی وہ لڑکھڑاتا ہوا حاضر بارگاہ رسالت مآب ﷺ ہوا قسمیں کھانے لگا میں نے ایسا نہیں کہا۔ دوسرے لوگوں نے بھی کہا یا رسول اللہ ﷺ ممکن ہے چھوٹے بچے (زید) کو سننے میں غلطی لگی ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المنافقون نازل فرمائی (جس میں ان کے نفاق اور کذب کا پردہ چاک فرمادیا)

محتاط پیشکش

ابن ابی کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ صالح نوجوان اور سچے مسلمان اور کاتب وحی تھے۔ جب ان کو اپنے باپ کی حرکت اور رسول کریم ﷺ کے ردعمل کے بارے میں معلوم ہوا انہوں نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا اگر آپ میرے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم دیں میں خود اس کا سر قلم کر کے آپ کے قدموں میں رکھ دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ اگر کسی اور نے میرے باپ کو قتل کیا تو میں اپنے باپ کے قاتل کو دیکھ کر نفس پر قابو نہ پا سکوں اور اسے قتل کر دوں۔ اس طرح ایک کافر کے بدلے مومن کو قتل کرنے میں دوزخی نہ بن جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک وہ زندہ ہے اس کے ساتھ حسن سلوک کریں گے۔ اس کے بعد ابن ابی جب بھی کوئی کام کرتا تو اس کی قوم اس کو جھڑک دیتی اور اسے برا بھلا کہتی۔

Marfat.com

کون سا امر بہتر ہے؟

جب سرکار ﷺ نے ابن ابی کے لئے نرم رویہ رکھا تو اس کے قبیلے کے لوگ خود ہی ابن ابی کی حرکتوں پر اسے سرزنش کرتے اور جھڑک دیتے۔ سرکار ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے عمر کیا خیال ہے اگر میں اس دن اس کو قتل کروا دیتا جس دن آپ نے کہا تھا تو اس کی قوم حمیت وعصبیت کا شکار ہو جاتی۔ لیکن اگر آج میں اس کی قوم کو کہوں تو وہ اسے قتل کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ کا فیصلہ میرے فیصلے سے زیادہ بابرکت ہے۔

کفر کی تاریک رائے

اگر کوئی کافر غدر کرے یا جھوٹ بولے تو اس میں تعجب نہیں کیونکہ کفر کا اندھیرا جب بصیرت پر چھا جاتا ہے تو حق وباطل کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔

مقیس بن صبابہ لیثی کا بھائی ھشام بن صبابہ انصار کے ایک آدمی کے ہاتھوں غلطی سے قتل ہو گیا۔ مقیس جو بظاہر مسلمان تھا اس نے اپنے بھائی کی دیت کا مطالبہ کر دیا۔ سرکار ﷺ نے اسے دیت عطا فرما دی کچھ عرصہ بعد اس نے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا اور خود مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔ اس کا شعر ہے۔

میں نے اپنی نذر پوری کر دی ہے اور اپنا بدلہ لے لیا ہے بتوں کی طرف بھاگ آنے والا پہلا شخص میں ہی ہوں۔

حادثہ افک

غزوۂ بنی مصطلق سے واپس آتے ہوئے مدینہ طیبہ کے قریب حضور ﷺ نے رات کے وقت قیام فرمایا: وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے ایک واقعہ پیش آیا جسے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرما رہی ہیں کیونکہ اس واقعہ کا تعلق انہی سے ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے۔ جب حضور ﷺ سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی فرماتے جس خوش نصیب کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ سفر پر لے جاتے۔ ایسے حالات میں وہ خاتون جس کا نام نکلتا تھا معمولی خوراک کھاتی تاکہ گوشت وغیرہ زیادہ کھانے کی وجہ سے اس کا وزن نہ زیادہ ہو جائے۔ (میرا طریقہ کار بھی اسی طرح تھا) جب میرا اونٹ آتا میں ہودج میں بیٹھ جاتی جن صحابہ کے ذمہ میرا اونٹ تھا وہ ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے اور اونٹ کی مہار پکڑ کر چل دیتے۔ سرکار ﷺ نے بنی مصطلق سے واپسی پر مدینہ طیبہ کے قریب ایک جگہ رات کا کچھ حصہ گزارا۔ جب کوچ کا وقت ہوا میں کسی حاجت کے لئے باہر گئی ہوئی تھی۔ میرے گلے میں قیمتی موتیوں کا ہار تھا۔ جو گر کر گم ہو گیا واپس اپنے خیمے میں آکر میں نے ہار سنبھالا تو ہار

Marfat.com

نہیں تھا میں اسی جگہ لوٹ کر دوبارہ گئی وہاں سے ہار مل گیا۔

جن صحابہ کی ڈیوٹی تھی وہ آئے اور ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی ہوں۔ جب میں واپس آئی تو دیکھا کہ لشکر جا چکا ہے وہاں کوئی شخص بھی نہیں تھا میں نے اپنا کپڑا اوڑھا اور وہیں بیٹھ گئی۔ مجھے پتہ تھا کہ جب انہیں معلوم ہوگا تو وہ واپس مجھے لینے کے لئے آ جائیں گے۔ بخدا میں ابھی تک اسی طرح لیٹی ہوئی تھی کہ حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے وہ بھی کسی وجہ سے لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے میرا ہیولا دیکھا تو رک گئے مجھے پہچان کر پوچھا آپ رضی اللہ عنہا کیوں پیچھے رہ گئی ہیں یہ کہہ کر انہوں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں نے ان کے سوال کا جواب نہ دیا۔ انہوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کر دیا۔ میں اونٹ پر سوار ہوگئی وہ تیزی سے اونٹ لے کر لشکر کی طرف آ گئے۔ لشکر آرام سے اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ میرا اونٹ وہاں پہنچا تو تہمت لگانے والوں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے تھے۔ لیکن مجھے اس کی کوئی خبر نہ تھی۔ مدینہ شریف پہنچ کر مجھے شدید بیماری نے آ لیا۔ یہ بات رسول ﷺ اور میرے والدین تک بھی پہنچ چکی تھی۔ لیکن انہوں نے میرے سامنے کوئی بات نہ کی صرف اتنا تھا کہ حضور ﷺ کی طرف سے پہلی سی مہربانی اور محبت نہ تھی میری والدہ محترمہ میرے پاس تیمارداری کے لئے آئی ہوئی تھیں۔ سرکار ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو فرماتے اس کا کیا حال ہے؟

اس سے زیادہ کوئی بات نہ فرماتے۔ میں نے اس تبدیلی کو محسوس کیا تو عرض کیا: بیماری کے ایام مجھے اپنے میکے میں گزارنے کی اجازت عطا فرما دیں۔

میں اپنے میکے آ گئی لیکن ابھی تک مجھے کچھ معلوم نہیں تھا یہاں تک کہ بیس سے کچھ زائد دنوں بعد مجھے درد سے آرام محسوس ہوا۔

اہل عرب گھروں میں قضاء حاجت کی جگہوں کو ناپسند کرتے تھے۔ عورتیں رات کے وقت گھر سے باہر قضاء حاجت کے لئے جاتی تھیں۔ ایک رات میں اپنے والد محترم کی خالہ حضرت ام مسطح بنت رہم رضی اللہ عنہا کے ہمراہ قضاء حاجت کے لئے گئی۔ ام مسطح کے پاؤں کو ٹھوکر لگی تو انہوں نے کہا مسطح کا بیڑا غرق ہو۔ میں نے کہا جس شخص نے ہجرت کی ہے جنگ بدر میں شرکت کی ہے اس کے بارے میں آپ اس طرح کی بری بات کہہ رہی ہیں؟ انہوں نے کہا تمہیں نہیں معلوم اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا: مجھے تو نہیں معلوم۔ اس پر ام مسطح نے مجھے ساری بات بتا دی۔ یہ سننا تھا کہ اللہ کی قسم مجھ سے قضاء حاجت بھی نہ ہو سکی۔ واپس آ کر میں روتی رہی مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ شدت غم سے میرا جگر پھٹ جائے گا میں نے اپنی امی جان سے کہا لوگ کیا کہہ رہے ہیں اور آپ نے مجھے بتایا تک نہیں۔

Marfat.com

انہوں نے فرمایا (میری بچی) صبر کرو۔ بخدا جس شخص کے پاس خوبصورت عورت ہو اور وہ اسے خوب چاہتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو دوسرے لوگ اور سوکنیں اس کے بارے میں اس طرح باتیں کرتے رہتے ہیں۔

حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: مجھے نہیں معلوم آپ نے کیا کہا۔ آپ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے گھر والوں کے بارے میں باتیں کر کے مجھے اذیت دیتے ہیں۔ اور ان کے بارے میں ناحق باتیں کرتے ہیں۔ بخدا مجھے میرے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی بھلائی معلوم ہے۔ اور ایسے شخص پر تہمت لگاتے ہیں جس کی بھلائی کو میں خود جانتا ہوں۔ وہ شخص میرے گھر اس وقت ہی داخل ہوتا ہے جب میں اس کے ساتھ ہوں۔

اس کلام فتنہ خیز کو ابن ابی نے بڑھا چڑھا کر پیش کیا جس پر خزرج کے کچھ افراد نے بھی اس کی ہمنوائی کی۔ مسطح بھی اسی رو میں بہہ گیا۔ حمنہ بنت جحش کو اپنی ہمشیرہ حضرت ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وجہ سے میرے ساتھ پرخاش تھی۔ جبکہ خود ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے میری سوکن ہونے کے باوجود کوئی ایسی بات نہیں کی تھی۔

لوگوں نے مسجد نبوی ﷺ میں اس خبر پر تبصرے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ فتنہ بڑھ جاتا سرکار ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مشورہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ گھر کی خادمہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بریرہ کو مار کر پوچھا سچ بتانا ہے۔ اس نے کہا: مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہیں معلوم صرف اتنا ہے کہ میں آٹا گوندھ کر انہیں کہتی ہوں اس کا خیال رکھنا وہ سو جاتی ہیں جس کی وجہ سے بکری آٹا کھا جاتی ہے۔

ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ تشریف لائے۔ میرے والدین اور انصار کی ایک خاتون میرے پاس بیٹھی تھی۔ میرے رونے کی وجہ سے انصاری خاتون پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ حضور ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا تم اس طرح کہا کرو (یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو میں نے اپنے دل میں کہا اس طرح تو گویا اعتراف گناہ ہو جائے گا)

میں نے اسی طرح کہنا شروع کر دیا جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے والد پاک علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾ پس بہترین صبر (ہی اس کا علاج ہے) اور اللہ تعالیٰ ہی مدد گار ہے اس پر جو تم کہہ رہے ہو۔

ابھی حبیب دو عالم ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہیں تھے کہ آپ ﷺ پر وحی کے آثار نظر آنے لگے آپ کے سر مبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور آپ پر چادر مبارک اوڑھا دی گئی۔ آثار وحی دیکھ کر میں تو ذرا بھی

Marfat.com

نہ گھبرائی۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ میری برأت کا حکم نازل ہو رہا ہے۔ جبکہ میرے والدین کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ شدت خوف کی وجہ سے ان کی جان نکل جائے گی۔ ایسا ہی نہ ہو کہ تہمت لگانے والوں کی موافقت میں کہیں وحی ہی نہ اتر آئے۔

جب آپ ﷺ سے آثار وحی ختم ہوئے سردی کے موسم میں بھی آپ ﷺ کی جبین مبارک سے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ٹپک رہے تھے۔ آپ نے چہرہ مبارک سے پسینہ صاف کرتے ہوئے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرمادی ہے۔ میں نے الحمد للہ پڑھا۔ آپ باہر تشریف لے گئے۔ لوگوں کے سامنے آیات قرآنی تلاوت فرمائیں۔ مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش نے اس بات کو زیادہ بیان کیا تھا ان تینوں کو تہمت کی حد لگائی گئی۔

جب برأت نازل ہوئی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو فرمایا: رسول پاک ﷺ کا شکریہ ادا کرو تو آپ نے فرمایا: میں تو اللہ کا شکر ادا کروں گی سرکار ﷺ نے فرمایا: تم نے حق کو پہچان لیا ہے۔

نتائج

(۱) (انزلوا القوم منازلھم) ہر شخص کو اس کی قدر میں رکھو۔ حضور ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی۔ کیونکہ وہ اپنی قوم کے سردار کی بیٹی تھیں۔

(۲) حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے ان کی قوم کے سو سے زائد گھرانوں کو آزادی ملی۔

(۳) ابن ابی منافق کی ساری عمر فتنہ پروری میں گزری۔

(۴) ابن ابی کی ہرزہ سرائی پر سرکار ﷺ نے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا ابن ابی کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس طرح فتنوں کو دبانے کی نبوی حکمت عملی ظاہر ہوگئی۔ اور منافق کا فساد اس کے لئے دائمی لعنت بن گیا۔

(۵) قرعہ اندازی بھی سنت ہے انتخاب کی نسبت اس طریقے میں دلجوئی بھی زیادہ ہے۔

(۶) اگر حالات اجازت دیتے ہوں تو مجاہد کو اپنی اہلیہ ساتھ لے جانا جائز ہے۔

(۷) سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام پر اور ان کے بعد اہل ایمان کے درجہ کے مطابق نازل ہوتی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو مصیبت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و خلوص کی وجہ سے ان کے غم کو راحت میں بدل دیا۔

(۸) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی برأت قرآن سے ثابت ہے۔ لہٰذا اب بھی اگر کوئی شک کرے تو وہ قرآن میں شک کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

Marfat.com

(۹) کسی مومن یا مؤمنہ پر تہمت لگانے والوں پر حد لاگو ہوتی ہے۔ جس طرح کہ مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش پر حد لگائی گئی تھی۔ حد گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔ ابن ابی پر حد نہ لگائی گئی کیونکہ وہ مومن نہیں بلکہ کافر تھا۔

(۱۰) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کے حکم پر مسطح بن اثاثہ کے لئے سابقہ وظیفہ جاری کر دیا۔ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

(۱۱) حد قذف اسی کوڑے ہے تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔

(۱۲) اس غزوہ میں بھی رسالت مآب ﷺ کا کرم، حلم، صبر اور حسن تدبیر نمایاں رہا۔

صلح حدیبیہ

ذیقعدہ ۶ھ میں اللہ کے محبوب ﷺ نے بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے عمرہ کا قصد فرمایا۔ آپ کے ہمراہ بہت سارے صحابہ کرام نے بھی شہر حرام میں عمرہ کرنے کا قصد کیا۔

چنانچہ اہل حق کا گروہ اپنے ہادی و مرشد ﷺ کے ہمراہ عمرہ کا احرام باندھ کر لبیک اللھم لبیک کہنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ صحابہ کرام کی تعداد چودہ سو تھی۔ ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے۔ جن کی تعداد ستر تھی۔ اس سے واضح ہو رہا تھا کہ یہ لوگ عمرہ کرنے کے لئے مکہ شریف جا رہے ہیں۔ ان کا جنگ کا ارادہ نہیں۔ قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے عہد کر لیا کہ مسلمانوں کو مکہ میں نہیں داخل ہونے دیا جائے گا۔ عسفان کے مقام پر بشر بن سفیان کعبی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا: قریش مکہ ذی طوی کے مقام پر موجود ہیں۔ خالد بن ولید ان کا قائد ہے اور وہ اپنے عہد پر سختی سے قائم ہیں۔

حضور ﷺ نے بشر کی یہ بات سن کر فرمایا: قریش پر افسوس ہے انہیں جنگوں نے کھا ڈالا ہے۔ انہیں کیا تھا اگر وہ عربوں اور میرے درمیان حائل نہ ہوتے اگر دوسرے لوگ مجھ پر غالب آ جاتے تو ان کی دلی خواہش پوری ہو جاتی اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا فرما دیتا تو اسلام میں جوق در جوق داخل ہو جاتے۔ اللہ کی قسم میں حق کے لئے ان کے ساتھ جنگ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ یا تو مجھے فتح نصیب ہو جائے گی یا یہ جان اللہ کی راہ میں قربان ہو جائے گی۔

سرکار ﷺ اس راستے سے ہٹ کر دائیں جانب چلنے لگے جو حدیبیہ جاتا تھا۔ اچانک آپ ﷺ کی ناقہ بیٹھ گئی لوگوں نے کہا سرکار ﷺ کی سواری بیٹھ گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں بیٹھ گئی ہے اور نہ ہی یہ کمزور ہے بلکہ اسے اس ذات نے روک لیا ہے جس نے اصحاب فیل کو روک لیا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: آج قریش جس جگہ بھی مجھ سے صلہ رحمی کا سوال کریں تو میں ان کو عطا کر دوں۔

Marfat.com

جب سخت قسم کے پہاڑوں کی تنگ راہوں سے گزر کر ایک وادی میں پہنچے تو سرکار ﷺ نے فرمایا: تم کہو ہم اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ صحابہ نے اسی طرح کہہ دیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: بخدا یہی "حطہ" (یعنی ہم سے ہماری خطائیں دور کر دے) ہے۔ بنی اسرائیل کو اس طرح کہنے کو کہا گیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ صحابہ کرام سے کہا گیا یہاں اتر جائیں تو انہوں نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اس وادی میں پانی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکال کر عطا فرمایا کہ وادی میں موجود کسی کنوئیں میں گاڑ دیں۔ تیر گاڑنے کی دیر تھی کہ پانی جوش مار کر اوپر آنے لگا۔ صحابہ کرام خود بھی اور اپنے جانوروں کو بھی سیراب کر کے پلاتے رہے۔ وضو بھی کرتے رہے۔ یوں لگتا گویا کہ پانی کا دریا بہہ پڑا ہے۔ جب قریش نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے راستہ بدل لیا ہے تو وہ بھی واپس مکہ چلے گئے۔

بنو خزاعہ کا وفد

حضور ﷺ جہاں قیام فرما تھے بدیل بن ورقا کی قیادت میں بنو خزاعہ کا وفد وہاں آیا اور آپ سے آنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ہم جنگ کی نیت سے قطعاً نہیں آئے ہم بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ پھر ان سے بھی وہی بات فرمائی جو بشر بن سفیان سے فرمائی تھی۔ یہ وفد قریش کے پاس واپس گیا اور کہا تم محمد ﷺ کے ساتھ جلدی کر رہے ہو وہ جنگ کے لئے نہیں آئے وہ تو محض بیت اللہ شریف کی تعظیم و زیارت کے لئے آئے ہیں۔ قریش نے ان پر شک کا اظہار کیا اور کہا وہ جس طرح بھی آئے ہیں زبردستی مکہ میں نہیں داخل ہو سکتے۔ اگر وہ اس طرح مکہ آ گئے تو سارا عرب ہمارے بارے میں باتیں کرے گا۔

قریش کا ایک سفیر

قریش نے مکرز بن حفص کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا حضور ﷺ نے اسے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ھذا رجل غادر یہ دھوکہ باز شخص ہے۔ حضور ﷺ نے اسے بھی وہی بات کہی جو بات بدیل بن ورقاء سے فرمائی تھی۔ مکرز نے قریش کو حضور ﷺ کے جواب سے آگاہ کر دیا۔

اب کی بار قریش نے احابیش کے سردار حلیس بن علقمہ کو بھیجا۔ سرکار ﷺ نے اسے آتے دیکھ کر فرمایا: یہ شخص مذہبی قسم کی قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو۔ جب اس نے دیکھا کہ ساری وادی میں قلادے والے اونٹ پھر رہے ہیں۔ وہ حضور ﷺ سے بات کئے بغیر ہی سمجھ گیا وہیں سے واپس چلا گیا قریش کو بتایا کہ وہ تو اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ قریشیوں نے کہا تم نرے جاہل ہو تمہیں کیا پتہ؟

حلیس نے ان کی توہین آمیز بات سن کر کہا قریشیو! میں نے تم سے دوستی کا معاہدہ اس لئے نہیں کیا کہ زائرین بیت اللہ کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جاؤں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں حلیس کی جان ہے یا تو تم

Marfat.com

محمد ﷺ کو عمرہ ادا کرنے دو گے یا پھر میں متحدہ قبائل کو لے کر چلا جاؤں گا۔ جب قریش نے یہ سنجیدہ دھمکی سنی تو کہنے لگے حلیس تم جلدی نہ کرو، رک جاؤ ہم بھی ایسے حل کی تلاش میں ہیں جس سے تم خوش ہو جاؤ۔ ان کی خواہش تھی کہ کچھ شرائط پر کوئی ایسا معاہدہ ہو جائے جس سے ہماری عزت رہ جائے۔

تیسرا سفیر

قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو سفارت کے لئے منتخب کیا اس نے کہا میں پہلے سفیروں کی حالت دیکھ چکا ہوں۔ جب وہ واپس آتے ہیں تو تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے فرزندوں کی طرح ہوں اور تم قریش بمنزلہ باپ کے ہو۔ جب میں نے تمہیں سخت حالات میں دیکھا تو اپنی قوم کو لے کر تمہاری ہمدردی کے لئے حاضر ہو گیا۔ قریش نے کہا تم ٹھیک کہہ رہے ہو ہمیں تم پر ذرا بھی شک نہیں۔

عروہ وہاں سے آیا اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا اے محمد ﷺ! آپ نے طرح طرح کے لوگ اکٹھے کر لئے ہیں اور ان کے ذریعے اپنی قوم کے معزز شہر کی حرمت ختم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن قریش بھی اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ لیس ہو کر اور چیتوں کی کھالیں پہن کر نکل آئے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا ہے کہ آپ کو زبردستی مکہ میں نہیں داخل ہونے دیں گے۔

اللہ کی قسم! مجھے تو لگتا ہے کہ یہ لوگ کل (مشکل وقت میں) آپ کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ جب اس نے یہ بات کی آپ نے فرمایا: اے لات کا چچہ چاٹنے والے کیا ہم اپنے آقا ﷺ کو چھوڑ دیں گے؟ عروہ نے پوچھا یا محمد ﷺ یہ کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا اگر ان کا میرے اوپر احسان نہ ہوتا تو میں بھی انہیں اسی طرح جواب دیتا لیکن اب میں خاموشی اختیار کر رہا ہوں۔ (کیونکہ میں ان کا احسان مند ہوں) باتیں کرتے کرتے عروہ کا ہاتھ بار بار حضور ﷺ کی ریش کو چھو جاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ زرہ پہنے سرکار ﷺ کے پاس کھڑے تھے۔ انہوں نے عروہ سے کہا اپنا ہاتھ پیچھے رکھا کر ایسا نہ ہو تمہارا ہاتھ کاٹ دوں۔ سرکار ﷺ یہ سن کر مسکرا پڑے۔ عروہ نے کہا یہ شخص کون ہے؟ جو اتنا سخت مزاج ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) ہے اس نے کہا کیا دھاندلی ہے ابھی کل تو یہ میرے ہاتھوں میں پلا بڑھا ہے۔ (المختصر)

سرکار ﷺ نے عروہ کو بھی بتایا کہ ہم جنگ کے لئے نہیں بلکہ عمرہ ادا کرنے کے لئے آئے ہیں۔

سفیر کی واپسی

مشرکین مکہ کا سفیر عروہ بن مسعود ثقفی اپنی آنکھوں سے ادب و احترام اور حسن عقیدت کے مظاہرے دیکھ کر

Marfat.com

واپس گیا۔ اس نے کہا اے قوم قریش! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں گیا ہوں۔ اللہ کی قسم کسی ملک میں کسی بادشاہ کو میں نے ایسا نہیں دیکھا جس طرح محمد ﷺ کو اپنے صحابہ میں۔ حضور ﷺ وضو کرتے ہیں تو صحابہ آب وضو لینے کے لئے اُمڈ پڑتے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کا لعاب دہن ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ وہ آپ کے موئے مبارک کو زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو کبھی بھی آپ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں آگے تمہاری مرضی۔

سفارت رسالت مآب ﷺ

قریش کی سفارت بے معنی رہی۔ تو حضور ﷺ نے حضرت خراش بن امیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تاکہ روساء قریش کو حقیقت حال سے آگاہ کیا جائے۔ لیکن قریش نے نبی کریم ﷺ کے اونٹ (ثعلب) کی کونچیں کاٹ دیں اور سفیر کو قتل کرنا چاہا تو احابیش (مخلوط قبائل کا گروہ) آڑے آگئے جس کی وجہ سے یہ قتل ہونے سے بچ گئے۔

برائی اور اچھائی

سفیر رسول ﷺ کے ساتھ قریش نے بہت برا سلوک کیا ان کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ ان کی رائے کو قبول نہ کیا اور انہیں جان سے مارنا چاہا تو وہ جان بچا کر وہاں سے نکل آئے۔ انہی لمحات میں انہوں نے اپنے چالیس اوباشوں کو بھیجا کہ وہ صحابہ کرام پر پتھر اور تیر برسا کر بھاگ آئیں صحابہ کرام نے ان سب کو زندہ پکڑ لیا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ سرکار ﷺ نے ان سب کو معاف فرما دیا۔ تورات نے سچ کہا تھا کہ وہ رسول ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ معاف فرما دیا کریں گے۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

حضور ﷺ کی صفت احسان اور قریش کی جرائم پیشہ فطرت کا اظہار ہو رہا ہے۔

سفارت عظمیٰ

جنگ کی آگ کو بھڑکنے سے روکنے کے لئے اور سلامتی کے چمن کو محفوظ رکھنے کے لئے۔ حضور ﷺ نہ اکتائے نہ ناامید ہوئے بلکہ ایک اور سفارت کا اہتمام فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بطور سفیر اہل مکہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے خاندان بنی عدی کا کوئی ایسا فرد وہاں نہیں جو میری حفاظت کا ذمہ لے سکے۔ مجھے خطرہ ہے کہ قریش مجھے قتل کر دیں گے۔ کیونکہ سارا زمانہ میری قریش دشمنی سے واقف ہے۔ بلکہ اگر آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان اور روساء مکہ کے پاس بھیجا کہ ہم جنگ کے لئے نہیں بلکہ بیت اللہ پاک کی

Marfat.com

زیارت کے لئے آئے ہیں۔

سفیر رسول ﷺ جونہی مکہ پہنچے تو آپ کا قرابت دار ابان بن سعید آپ کو مل گیا۔ اس نے بڑی عزت سے آپ کو ٹھہرایا۔ اپنی پناہ میں پیغام رسالت پہنچانے کا اہتمام کیا۔

ابان بن سعید آپ کے ساتھ ابوسفیان اور دیگر سرداران قریش کے پاس گیا۔ آپ نے انہیں پیغام رسالت پہنچایا۔ قریش نے آپ کو طواف کعبہ کی پیشکش کی۔ لیکن آپ نے فرمایا: جب تک کعبہ قلب ونظر ﷺ طواف نہیں کریں گے میں بھی طواف نہیں کروں گا۔ قریش نے چند دن آپ کو وہیں روک لیا ادھر خبر مشہور ہوگئی کہ سفیر رسول ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔

بیعت رضوان

رسالت مآب ﷺ نے یہ خبر سنی تو خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کیلئے سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بیعت کا حکم دیا۔ اور فرمایا: جب تک قریش سے انتقام نہیں لیا جاتا ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔ ایک درخت کے نیچے بیعت لی گئی جس میں سب نے عہد کیا کہ دشمن سے ملاقات کے وقت ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

سورۃ الفتح میں اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۱۸﴾ (الفتح)

"یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی اس درخت کے نیچے۔ پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ پس اتارا اس نے اطمینان کو ان پر اور بطور انعام انہیں یہ قریبی فتح بخشی"۔ (ترجمہ جمال القرآن)

جد بن قیس کے علاوہ ہر شخص نے بیعت کر لی اس کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ اپنی ڈاچی کی بغل میں چھپا ہوا ہے کہ لوگ اسے دیکھ نہ لیں۔

سب سے پہلے حضرت ابوسنان اسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ آپ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ حضور ﷺ نے خود بھی اپنا ایک ہاتھ مبارک دوسرے ہاتھ مبارک پر رکھ کر فرمایا۔ یہ حضرت عثمان کی طرف سے بیعت ہے۔

بیعت سے تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے۔ جس سے پتہ چلا کہ پہلی خبر محض افواہ تھی۔

سفارت قریش

جب قریش کو بیعت رضوان کا علم ہوا وہ خوفزدہ ہو گئے اور صلح کے لئے سہیل بن عمرو کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا ساتھ

Marfat.com

ہی یہ تاکید کی کہ صلح کی شرائط میں اس سال عمرہ کی ادائیگی کسی صورت میں بھی نہیں ہونی چاہیے۔ تاکہ ہمارا بت غرور ٹوٹ نہ جائے اور اہل عرب ہمارے کھسیانے پن کی باتیں نہ کریں۔

حضور ﷺ نے سہیل کو آتے دیکھا تو فرمایا: اب قریش صلح کرنا چاہتے ہیں اسی لئے اپنا آدمی بھیجا ہے۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد شرائط صلح طے ہو گئیں۔ جس کے نتیجے میں امن کے آثار ظاہر ہو گئے اب صرف تحریر معاہدہ باقی تھی۔

صلح حدیبیہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

شرائط صلح طے ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کیا حضور ﷺ اللہ کے رسول نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! آپ نے پھر پوچھا کیا ہم مسلمان نہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ نے پھر پوچھا کیا قریش مشرک نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہم کب تک اپنے دین کے معاملے میں دبے رہیں گے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور ﷺ کے نقش پا سے چمٹے رہو کیونکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عمر نے کہا میں بھی مانتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور وہی سوال کئے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں میں اللہ کے حکم کی مخالفت نہیں کرتا اور وہ مجھے کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا۔

توبہ عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس گفتگو کے بعد میں صدقہ کرتا رہا، روزے رکھتا رہا، نوافل پڑھتا رہا، غلام آزاد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے امید لگ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے میری وہ جسارت معاف کر دی ہے۔

وثیقہ صلح کی کتابت

تحریر وثیقہ کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا لکھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا۔ آپ **باسمک اللھم** لکھوائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسی طرح لکھ دیں۔ پھر فرمایا: لکھیں یہ وہ معاہد ہے جس پر اللہ کے رسول محمد ﷺ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ صلح کی ہے۔ سہیل نے کہا: اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیں تو پھر جھگڑا کس بات کا؟ آپ اپنا نام اور اپنے والد گرامی کا نام لکھوائیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا: آپ لکھ دیں یہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ کیا ہے۔ کہ دس سال تک آپس میں جنگ نہیں ہوگی۔ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد ﷺ کے پاس آ گیا اسے حضور ﷺ واپس لوٹا دیں گے اور مسلمانوں میں سے جو بھی قریش کے پاس آ گیا اسے نہیں لوٹایا جائے گا۔ یہ کہ فریقین کے درمیان اظہار عداوت منع ہے۔ ظاہری اور باطنی دھوکہ نہیں ہوگا جو چاہے وہ عقد محمد ﷺ میں داخل ہو جائے اور جو چاہے قریش کے ساتھ مل جائے۔ بنوخزاعہ نے سنتے ہی کہا ہم حضور ﷺ کے حلیف ہیں۔ بنوبکر نے کہا ہم قریش کے حلیف ہیں۔

(معاہدہ میں یہ بھی شرط تھی کہ) حضور ﷺ اس سال واپس چلے جائیں اگلے سال مکہ آئیں ہم تین دن کے لئے مکہ خالی کر دیں گے۔ آپ اپنے صحابہ کے ہمراہ تین دن مکہ میں قیام فرمائیں۔ آپ کے پاس صرف مسافرانہ ہتھیار ہوں، تلواریں اور وہ بھی نیاموں میں۔ اس معاہدے پر مسلمانوں نے اور قریش کے چیدہ چیدہ افراد نے دستخط کئے۔

ابوجندل رضی اللہ عنہ کی آمد

ابھی معاہدہ کے الفاظ کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ سہیل بن عمرو مشرک کا مومن بیٹا ابوجندل لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا قریش سے بھاگ کر حضور ﷺ کے پاس آ گیا۔ سہیل نے اس کے چہرے پر مارنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی کہنے لگا یا محمد ﷺ یہ تکمیل معاہدہ سے پہلے آ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ سہیل نے اپنے بیٹے کو جھڑک کر مکہ کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ باآواز بلند پکار رہے تھے اے اہل اسلام! کیا مجھے مشرکوں کے پاس پھر بھیج دیا جائے گا تاکہ وہ مجھے میرے دین کے بارے میں آزمائش میں مبتلا کریں۔

اس منظر کو دیکھ کر مسلمانوں پر شدت غم طاری ہوگئی۔ ان کے حزن و یاس میں اضافہ ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوجندل! صبر کرو اور اپنے رب سے ثواب کی امید رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور باقی تمام کمزور مسلمانوں کے لئے کشادگی اور خوشحالی کا انتظام فرمانے والا ہے۔ ہم قریش کے ساتھ معاہدہ کر چکے ہیں۔ انہوں نے ہمیں اور ہم نے انہیں اس معاہدے پر اللہ کا ذمہ دیا ہے ہم کسی صورت بھی عہد شکنی نہیں کریں گے۔

احرام کشائی

امر مصالحت سے فراغت کے بعد حضور ﷺ نے مسلمانوں کو احرام کھولنے کا حکم دے دیا۔ کیونکہ معاہدہ میں یہ شرط تھی کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور اگلے سال عمرہ ادا کرنے کے لئے آئیں۔

اس طرح احرام کھولنا مسلمانوں پر بڑا گراں گزر رہا تھا وہ ہچکچا رہے تھے۔ حضور ﷺ ام المومنین حضرت ام سلمیٰ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ آپ بڑی زیرک خاتون تھیں۔ آپ نے عرض کیا آپ پہلے خود اپنا جانور ذبح کر کے احرام کھول دیں صحابہ آپ کی طرف دیکھ کر فوراً احرام کھول دیں گے۔ حضور ﷺ کے احرام کھولتے ہی سارے صحابہ نے بھی اتباع کی۔ بعض نے سر منڈوا دیئے۔ اور بعض نے کچھ بال کٹوا دیئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یرحم اللہ المحلقین اللہ تعالیٰ بال منڈوانے والوں پر رحمت فرمائے صحابہ نے عرض کیا اور بال کٹوانے والوں پر بھی سرکار ﷺ نے پھر فرمایا: یرحم اللہ المحلقین صحابہ نے عرض کیا و المقصرین یارسول اللہ ﷺ لیکن سرکار ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی فرمایا: یرحم اللہ المحلقین صحابہ نے عرض کیا و المقصرین یارسول اللہ ﷺ چوتھی بار سرکار ﷺ نے فرمایا: بال کٹوانے والوں پر بھی اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ نے حلق کروانے والوں کے لئے زیادہ مرتبہ دعائے رحمت کیوں فرمائی ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: اس لئے کہ انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔

حضور ﷺ حدیبیہ سے مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ اثنائے سفر سورۃ الفتح کا نزول ہوا۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝

ہم نے آپ کو واضح فتح عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سال میں بے حساب نعمتیں عطا فرمادیں۔ غنائم خیبر اور عمرہ قضا کی تکمیل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا خواب مبارک سچ فرمادیا۔

آثار صلح

معاہدہ صلح کے بعد حالات پرسکون ہوگئے تھے۔ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جو پکی مومنہ تھیں۔ وہ بھاگ کر مکہ سے مدینہ طیبہ آگئیں۔ اس کے دو بھائی عمارہ اور ولید اس کے پیچھے آگئے۔ چونکہ معاہدہ صلح میں مردوں کے لئے یہ شرط تھی عورتیں اس شرط میں شامل نہیں تھیں۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اس مرتبہ مومنہ صادقہ کو کفار کے ساتھ واپس بھیجنے سے انکار کر دیا۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

اے ایمان والو! جب آجائیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے تو ان کی جانچ پڑتال کر لو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو۔ پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت واپس کرو۔ نہ وہ حلال ہیں ان کے لئے اور نہ وہ (کفار) حلال ہیں مومنات کے لئے۔

(ترجمہ از قلم حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے بھاگ کر مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ قریش نے ان کی واپسی کے لئے دو آدمی بھیجے۔ حضور ﷺ نے شرط معاہدہ کے مطابق ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کیا آپ مجھے کفار کے حوالے کر رہے ہیں جو میرے دین کے بارے میں مجھ پر آزمائش ڈالیں گے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو بصیر ہم نے اس قوم کے ساتھ معاہدہ کر رکھا جس کو تم بھی جانتے ہو ہمارے دین میں عہد شکنی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تیرے لئے اور دوسرے کمزور مسلمانوں کے لئے خوشحالی اور کشادگی پیدا کرنے والا ہے۔ اب تم اپنی قوم کے ساتھ چلے جاؤ حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ وہی بات کی تو سرکار ﷺ نے انہیں پہلے کی طرح تسلی دی۔ آپ ان دونوں آدمیوں کے ساتھ چل دیئے۔ راستے میں ذوالحلیفہ کے مقام پر آرام کے لئے قیام کیا۔ آپ نے ان میں سے ایک مشرک کو کہا ذرا اپنی تلوار تو دکھاؤ۔ اس نے تلوار دکھائی آپ نے تلوار لے کر اس کو قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر دوسرا مشرک بھاگ کر حضور ﷺ کے پاس آ گیا اور ساری بات عرض کر دی اتنے میں جناب ابو بصیر رضی اللہ عنہ بھی تلوار لئے پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ مجھے ان کے حوالے کر دیا ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اس کی ماں کی خیر ہو اگر اس کے ساتھ چند آدمی ہوں تو جنگ خوب بھڑکا سکتا ہے۔

وہاں سے حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ مقام عیص پر آ گئے۔ یہ جگہ ساحل سمندر کے ساتھ ہے یہاں سے قریش کے تجارتی قافلے گزر کر شام جایا کرتے تھے۔ مکہ میں رہنے والے ستم رسیدہ مسلمانوں کو ان کے بارے میں علم ہوا تو وہ بھی بھاگ کر یہاں آ گئے۔ اب انہوں نے یہاں آ کر ایک باقاعدہ لشکر ترتیب دے لیا۔ قریش کا جو بھی تجارتی کاروان گزرتا یہ لوگ ان قافلے والوں کو قتل کر کے ان کا مال لے لیتے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ قریش نے کہا آپ ان ساتھیوں کو اپنے پاس رکھ لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ سرکار ﷺ نے اپنے غلاموں کو مدینہ طیبہ بلا لیا۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ابو جندل اور ابو بصیر رضی اللہ عنہما کو اس کشادگی اور خوشحالی کی نوید سنائی تھی۔

نتائج

(۱) بیت اللہ شریف کی حرمت و تعظیم اور عمرہ پاک حضور ﷺ کی سنت مبارکہ سے ثابت ہے۔

(۲) سرکار ﷺ نے فرمایا: بخدا! میں ان کے ساتھ جنگ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ یا تو اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا فرمائے گا یا یہ جان اپنے مالک کے نام پر قربان ہو جائے گی۔

اس فرمان مبارک پر اللہ کے محبوب ﷺ نے ساری حیات مبارکہ گزار دی۔

(۳) نستغفر اللہ ونتوب الیہ کلمہ توبہ ہے۔

(۴) نبی اکرم ﷺ کا تیر مبارک کنوئیں میں گاڑے جانے سے پانی ابل پڑا یہ معجزہ رسالت ہے۔

(۵) احابیش کا سردار حلیس اچھا انسان تھا۔ اس کے غصے کے بھی اچھے اثرات ظاہر ہوئے تھے۔

(۶) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جان نثارانہ انداز ادب و احترام کی گواہی عروہ بن مسعود کو بھی دینا پڑی۔

Marfat.com

(۷) قریش کے چالیس اوباشوں کو معاف کر کے سرکار ﷺ نے معاہدہ صلح کی راہ ہموار فرمائی اور شان عفو درگزر بھی ظاہر ہو رہی ہے۔

(۸) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عشق غیور نے اپنے آقا ﷺ کے بغیر طواف کعبہ گوارا نہ کیا۔ سرکار ﷺ نے ان کی طرف سے خود بیعت کر کے ان کی عظمت کو اجاگر فرما دیا۔

(۹) اصحاب بیعت رضوان کے بارے میں آیت پاک مع ترجمہ گزر چکی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بدر کے بعد ان اصحاب کا مقام بہت بلند ہے۔

(۱۰) بارگاہ رسالت میں جسارت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت بے چین کر دیا حالانکہ انہوں نے ساری باتیں سچی کی تھیں۔

(۱۱) حکمت کا تقاضا ہے کہ بہت بڑے فائدے کے لئے تھوڑی سی سختی برداشت کر لینی چاہئے (جس طرح کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہوا)

(۱۲) کتابت وثیقہ کے لئے مولا علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب آپ کی فضیلت ظاہر کر رہا ہے۔

(۱۳) ایفاء عہد واجب ہے اور غدر و خیانت کسی صورت جائز نہیں۔

(۱۴) حج و عمرہ کے لئے ہدی ضروری ہے اگر احصار (رکاوٹ) پیش آجائے تو ہدی ذبح کر کے احرام کھول دینا چاہئے۔

(۱۵) ہجرت کرنے والی مؤمنات کو کسی صورت بھی کفار کی طرف واپس نہیں بھیجنا چاہئے۔

مزید (سرایا) فوجی دستوں کی روانگی

(ا) سریہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

اسی سال ماہ ربیع الاول میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو چالیس آدمی دے کر یہ دستہ روانہ کیا گیا۔ لیکن جن کی طرف جانا تھا ان کو پہلے خبر ہو گئی جس کی وجہ سے وہ اپنا ٹھکانہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے انہیں ادھر ادھر تلاش کیا لیکن وہ نہ ملے۔ ان کے دو صد اونٹ مسلمانوں کے ہاتھ آئے جنہیں ہانک کر مدینہ طیبہ لایا گیا اس دفعہ بھی جنگ کی نوبت نہ آئی۔ والحمد للہ۔

(ب) سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

بنو ثعلبہ بن سعد کی طرف دس گھوڑوں سواروں کو بھیجا گیا جن کی قیادت حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ دشمن چھپ گیا انہیں وہیں رات گزارنے کا موقع دیا۔ جب مسلمان سو گئے تو چھپے ہوئے دشمنوں نے نکل کر

Marfat.com

انہیں شہید کر دیا۔ صرف حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی جان بچی آپ بھی زخمی ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(ج) سریہ ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو چالیس افراد کے ہمراہ ''ذو القصہ'' کی طرف روانہ کیا گیا۔ مشرکین کو ان کی آمد کا پتہ چل گیا تھا۔ لہٰذا وہ بھاگ گئے۔ مجاہدین ان کے ایک چشمے پر گئے وہاں سے ایک آدمی ہاتھ آیا۔ مسلمانوں نے اس ایک اسیر اور دیگر جانوروں کو ہانک کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا۔ قیدی نے اسلام قبول کر لیا۔ سرکار ﷺ نے اسے آزاد کر دیا۔

(د) سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

آپ کو جموم کے علاقے کی طرف روانہ کیا گیا۔ وہاں سے ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا۔ حلیمہ نے بنی سلیم کے محلوں کی طرف رہنمائی کی۔ وہاں سے کافی تعداد میں اونٹ بکریاں اور قیدی ملے۔ ان قیدیوں میں حلیمہ مذکورہ کا خاوند بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حلیمہ کو آزاد کر دیا اور اس کا شوہر بھی اسے دے دیا۔

(ہ) سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی ہی قیادت میں ''عیص'' کی جانب ایک دستہ روانہ کیا گیا۔ جس نے ابو العاص ابن ربیع کے سارے مال پر قبضہ کر لیا۔ ابو العاص آ کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول مکرم ﷺ کی پناہ میں آ گئے۔ مسلمانوں نے داماد رسول ہونے کی وجہ سے اس کا سارا مال واپس کر دیا۔

(و) سریہ زید رضی اللہ عنہ

بنی ثعلبہ کی ایک بستی جس کا نام ''طرف'' ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو پندرہ آدمیوں کے ہمراہ اس بستی کی جانب روانہ کیا گیا۔ اہل بستی بھاگ گئے۔ ان کے بیس اونٹ ملے جن کو ہانک کر مدینہ طیبہ لایا گیا۔

اس کے علاوہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حسمی، وادی القری اور ام قرفہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

(ح) سریہ کرز بن جابر فہری

انہیں اہل عرینہ کی طرف بھیجا گیا۔ یہ کل بیس گھوڑ سوار تھے۔ جنہوں نے اہل عرینہ کو پکڑ لیا۔ اہل عرینہ نے حضور ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا تھا اور شیر دار ڈاچیاں لے کر بھاگ نکلے۔ چونکہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اور صدقہ کے اونٹ لے کر بھاگ نکلے تھے لہٰذا انہیں قتل کر دیا گیا اور یہ کئی دن وہیں پڑے رہے۔ حضور ﷺ نے انہیں اللہ کے حکم کے مطابق سزا دی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

بلاشبہ سزا ان لوگوں کی جو جنگ کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی یہ ہے کہ انہیں چن چن کر قتل کیا جائے یا سولی چڑھا دیا جائے الخ۔ (المائدہ:33)

مکتوباتِ نبوی ﷺ

اسی سال قریش کے ساتھ صلح ہونے کے بعد حضور ﷺ نے مختلف ممالک کے رؤساء وملوک کو دین حق کی پیروی کے لئے خطوط ارسال فرمائے۔ (کیونکہ یہ) وہ دین (تھا) جو ہر چھوٹے اور بڑے کی ہدایت اور روحانی وجسمانی، دینی ودنیوی سعادت واصلاح کا پیغام لے کر آیا تھا۔

مکتوب اول

یہ مکتوب مبارک حضرت عبداللہ بن حذافہ لے کر گئے تھے۔ جو کسریٰ شاہ ایران کی طرف لکھا گیا تھا۔

ترجمہ: کسریٰ شاہ ایران کی طرف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے اہل فارس کے سردار کسریٰ کی طرف، سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ (اور یہ گواہی دی کہ) محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

میں تمہیں اللہ کا دین قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ میں ہر زندہ شخص کو بروقت تنبیہ کر دوں اور کافروں پر حجت مکمل ہو جائے۔

اسلام قبول کر لے سلامتی پا جائے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو سارے آتش پرستوں (کے اسلام قبول نہ کرنے) کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

اللہ
رسول
محمد

جب یہ مکتوب مبارک کسریٰ کے پاس پہنچا یاوہ گوئی کرنے لگا سخت غصے میں آ کر اس نے مکتوب گرامی چاک کر ڈالا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا قبول فرمائی۔

مکتوب نبوی ﷺ بنام قیصر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ کے بندے اور رسول محمد ﷺ کی جانب روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف۔

سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اسلام قبول کر لے سلامت رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اگر تو نے روگردانی کی تو تمہارے کسانوں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ (ترجمہ آیت) اے اہل کتاب! آجاؤ

Marfat.com

اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو اپنا رب نہیں بنائیں گے۔ اگر اس دعوت کے باوجود وہ روگردانی کریں تو تم یہ کہو اے روگردانی کرنے والو! گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔

اللہ
رسول
محمد

یہ مکتوب مبارک حضرت دحیہ کلبی لے کر گئے تھے۔

مکتوب نبوی ﷺ بنام مقوقس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اللہ کے بندے اور رسول محمد ﷺ کی جانب سے قبط کے سردار مقوقس کی طرف۔

سلام علی من اتبع الھدی اما بعد افانی ادعوک بدعایته الاسلام اسلم تسلم یؤتک اجرک مرتین فان تولیت فانما علیک اثم اھل القبط۔

(یااھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون)

اللہ
رسول
محمد

اس مکتوب کا ترجمہ ہرقل کے نام تحریر کیے گئے مکتوب گرامی کی طرح ہی ہے) (مترجم)

یہ مکتوب گرامی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ لے کر مصر گئے تھے۔

مکتوب نبوی ﷺ بنام نجاشی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ امابعد! میں تیرے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بادشاہ ہے۔ پاک ہے سلامتی والا ہے امن عطا کرنے والا نگہبانی کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ جو اللہ نے اپنی پاک دامن عفت شعار بندی کی طرف القاء کیا تھا پس آپ اللہ کی روح اور پھونک سے حاملہ ہو گئیں۔ اسی طرح جس طرح اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے دست (قدرت) سے پیدا فرمایا تھا۔ میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور ہمہ وقت اس کی اطاعت کی دعوت دیتا ہوں۔ اور یہ کہ تو میری اطاعت کرے اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لائے کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تمہیں اور تمہارے لشکروں کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے تمہیں

Marfat.com

پیغام حق پہنچادیا ہے تمہیں نصیحت کردی ہے۔ میری نصیحت کو قبول کرلے۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

اللہ
رسول
محمد

یہ مکتوب گرامی حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے۔

مکتوب نبوی علیہ التحیۃ والثناء بنام حارث غسانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ محمد رسول اللہ کی جانب سے حارث بن ابی شمر کی طرف سلام علی من اتبع الھدی و آمن بہ و صدق، وانی ادعوک الی ان تؤمن باللہ وحدہ لاشریک لہ یبقی لک ملکک

اللہ
رسول
محمد

سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ میں اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔ (اگر تم ہدایت قبول کرلو تو) تمہارا ملک تمہارے پاس ہی باقی رکھا جائے گا۔

مکتوب نبوی ﷺ بنام شاہ عمان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ محمد بن عبداللہ کی جانب سے جیفر اور عباد پسران جلندی کی طرف سلام علی من اتبع الھدی اما بعد! میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کرلو سلامتی پا جاؤ گے۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمام انسانیت کی طرف۔ تاکہ میں ہر زندہ شخص کو بروقت متنبہ کردوں اور انکار کرنے والے پر حجت تمام ہو جائے اگر تم دونوں نے اسلام قبول کرلیا تو میں تمہیں اس ملک پر بحال رکھوں گا اور اگر انکار کیا تو تمہارا قبضہ تمہارے ملک سے زائل ہو جائے گا۔ مسلح لشکر تمہارے میدانوں میں اتر آئیں گے اور تمہارے ملک پر میری نبوت کا غلبہ ہو جائے گا۔

اللہ
رسول
محمد

مکتوب نبوی ﷺ ہوذہ بن علی کے نام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہوذہ بن علی کی طرف سلام علی من اتبع الھدی یادرکھو میرا دین ہر خشک و تر پر غالب آئے گا۔ اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے تمہارے پاس ہی رہنے دیا جائے گا۔

اللہ
رسول
محمد

Marfat.com

مکتوب نبوی ﷺ بنام منذر حاکم بحرین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے منذر بن ساوی کی طرف۔ تم پر سلامتی ہو میں تمہارے سامنے اس خدا کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اما بعد! میں تمہیں اللہ رب العزت کی یاد دلاتا ہوں۔ جو بھلا کرتا ہے اس کا فائدہ اسے ہی ہوتا ہے۔ اور جس نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی گویا اس نے میری ہی اطاعت کی اور جس نے ان کے لئے خلوص کا اظہار کیا گویا اس نے میرے ساتھ ہی خلوص کا اظہار کیا۔ میرے قاصدوں نے تیری اچھائی بیان کی ہے۔ میں تیری قوم کے بارے میں تجھ سے سفارش کرتا ہوں کہ جو ان میں سے اسلام لائے اس کے مال کو محفوظ کر دو۔ اور میں نے اہل ذنوب کو معاف کر دیا ہے تم ان کی معذرت قبول کر لو۔ اور اگر تو صحیح طریقے پر چلتا رہا تو ہم تمہیں معزول نہیں کریں گے۔ اور جو شخص یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہنا چاہے اسے جزیہ ادا کرنا پڑے گا۔

اللہ
رسول
محمد

نتائج

(۱) پرویز کسریٰ ایران مجوسی تھا۔ اس لئے سرکار ﷺ نے بوقت خطاب اس کا نام پہلے لکھا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین نہ کرے۔ جبکہ دیگر بادشاہ اہل کتاب تھے۔ وہ اسم الٰہی کی تعظیم سے واقف تھے۔ ان کو مکتوب گرامی لکھتے ہوئے سرکار ﷺ نے اسم الٰہی پہلے لکھا۔

(۲) ہر ایک کے حسب حال عبارات اور الفاظ میں بدل بدل کر تحریر کئے۔ کیونکہ آپ کتاب وحکمت کے معلم اکامل واکمل ہیں۔ لہٰذا ہر ایک کو خطاب کرتے وقت اس کے مرتبہ کو ملحوظ رکھا۔

(۳) انزلوا القوم منازلھم کا نمونہ یہاں بھی کارفرما ہے۔ (ہر شخص کے مرتبہ کے مطابق اس سے سلوک کرو)

(۴) اسلام کی صورت میں ہر بادشاہ کا ملک برقرار رکھنا سیاست نبوی کی پاکیزہ حکیمانہ پالیسی ہے۔

(۵) اہل کتاب کو ایمان لانے پر دہرے اجر کا وعدہ قرآن نے بھی فرمایا ہے قرآن کی اتباع میں سرکار ﷺ نے بھی ان سے یہی وعدہ فرمایا۔

دہرا اجر اس لئے کہ ایک پہلے ایمان لانے کا اجر اور دوسرا حضور ﷺ پر ایمان لانے کا اجر۔

(۶) اسم الٰہی کی تعظیم کا درس دیتے ہوئے اپنی مہر مبارک میں پہلے سب سے اوپر اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لکھوایا پھر کلمہ رسول اور آخر میں اپنا نام گرامی تحریر کروایا۔

صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ و سلم

Marfat.com

ہجرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سال ہفتم

غزوۂ خیبر

خیبر اسلام اور مسلمین کے بڑے بڑے دشمنوں کا مرکز تھا۔ اہل شر و فساد کے مختلف گروہ یہاں جمع ہو چکے تھے۔ غزوہ احزاب میں اہل کفر کی فکری قوت کا منبع بھی خیبر ہی تھا۔ لہٰذا اس مرکز فتنہ و شر کی تطہیر ضروری تھی۔

۷ ھ محرم الحرام کے آخری ایام میں اللہ کے محبوب ﷺ نے حضرت سباع بن عرفطہ غطفانی یا نمیلہ بن عبداللہ الیثی رضی اللہ عنہما کو مدینہ طیبہ کا عامل بنایا اور خود چودہ سو مجاہدین کے ہمراہ خیبر کا قصد فرمایا۔

اس لشکر میں گھوڑ سواروں کی تعداد دو سو تھی۔ آپ ﷺ صہباء سے گزرتے ہوئے رجیع پہنچے اس جگہ قیام فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ بنو غطفان اور اہل خیبر کے درمیان حائل ہو جائیں تاکہ غطفانی اہل خیبر کی مدد نہ کر سکیں۔

دوران سفر حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ کے عم زاد حضرت عمر بن اکوع رضی اللہ عنہ کو فرمایا گیا ذرا حدی خوانی تو کرو۔

انہوں نے یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے:

والله لو لا الله ما اهتدينا   ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلن سكينة علينا   وثبت الاقدام ان لاقينا

اللہ کی قسم! اگر اللہ (کا کرم) نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھ سکتے۔ مولا ہم پر سکون نازل فرما۔ دشمن سے جنگ کے وقت ہمارے قدموں کو ثبات عطا فرما۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ ہمیں کچھ دیر اور سننے کا موقع عطا فرماتے۔ کیونکہ جس کو آپ رحمت کی دعا دیتے اس کو ضرور شہادت نصیب ہو جاتی تھی۔ یہ ان کی شہادت کی پیشین گوئی تھی۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ معرکہ کارزار میں تلوار لہرا رہے تھے کہ تلوار گھوم کر ان کو لگ گئی شدید زخم کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکے۔ کچھ لوگ ان کی شہادت کے بارے میں شک کرنے لگے جب سرکار ﷺ نے سنا تو فرمایا: بے شک وہ شہید ہے۔ حضور ﷺ نے بنفس نفیس ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

جب حضور ﷺ خیبر میں داخل ہونے لگے تو اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا۔

اے اللہ! اے سات آسمانوں اور جن چیزوں پر یہ سایہ کر رہے ہیں۔ ان کے رب اے سات زمینوں اور جن کو

Marfat.com

انہوں نے خود پر اٹھایا ہوا ہے۔ان سب کے رب اے شیطانوں اور جن کو انہوں نے بھٹکا رکھا ہے۔ان کے رب اے ہواؤں اور جن کو وہ اڑا رہی ہیں ان سب کے مالک ہم تجھ سے ان کے اس گاؤں کی خیر اور اس کے رہنے والوں کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس گاؤں کے شر اور اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ کا سوال کرتے ہیں۔

آپ ﷺ رات کے وقت خیبر تشریف لائے۔اہل خیبر کو قطعاً آپ کی آمد کا علم نہ ہوا وہ صبح اپنے کھیتوں کو جانے لگے تو سامنے اہل اسلام کا لشکر دیکھ کر کہنے لگے محمد والخمیس محمد والخمیس محمد ﷺ اور ان کا لشکر یہ آواز لگاتے ہوئے وہ قلعہ بند ہو گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو جنہیں ڈرایا جاتا ہے ان کی صبح بڑی خراب ہو جاتی ہے۔

اہل اسلام نے ان کے قلعوں کے گرد محاصرہ کر لیا اور بیرون قلعہ جو کچھ ملا اس پر قبضہ کر لیا۔پھر یکے بعد دیگرے ان کے قلعے فتح کرنا شروع کر دیئے سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا اس قلعہ کی فتح کے وقت حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ان پر چکی گرادی گئی تھی۔اس کے بعد ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح ہوا اس میں بہت سارے قیدی ہاتھ آئے۔انہی قیدیوں میں صفیہ بنت اخطب بھی تھیں۔یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں۔رسول کریم ﷺ نے انہیں اپنے لئے پسند فرمالیا۔لیکن حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو اس پسند کا علم نہیں تھا۔یہ ان کے حصہ میں آئی تھیں جب انہوں نے سوال کیا تو سرکار ﷺ نے صفیہ کے بدلے ان کی چچازاد حضرت دحیہ کو عطا فرمادی۔یہاں سے بہت سارے قیدی گرفتار ہوئے تھے۔

حکیمانہ خطبہ تشریعی

خیبر میں پالتو گدھوں کی کثرت تھی مسلمانوں نے ان کو ذبح کر کے کھایا اس موقع پر مسلمانوں کے پاس بہت زیادہ قیدی تھے اس وقت قیدی خواتین کے ساتھ وطی بھی جائز تھی اس موقع پر حضور ﷺ نے انہیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ میں آپ نے قیدیوں کے متعلق تشریعی احکام بیان فرمائے۔

ابن اسحاق بن حنش صنعانی فرماتے ہیں ہم نے رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مغرب پر حملہ کیا اور (تیونس کے قریب) جربہ نامی شہر فتح کر لیا۔حضرت رویفع رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور یوں گویا ہوئے۔

اے لوگو! آج میں تمہارے سامنے وہی بیان کروں گا جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے یوم خیبر سنا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والے کے لئے جائز نہیں کہ اس کا پانی (منی) دوسرے کی کھیتی (حاملہ عورت) کو سیراب کرے۔اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والے کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ قیدی عورت سے استبراء (حمل یا عدم حمل کی تحقیق) کے بغیر وطی کرے۔کسی مومن کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ بھی حلال نہیں کہ تقسیم سے پہلے مال غنیمت کو بیچ دے۔وہ شخص جو اللہ اور روز آخرت پر

Marfat.com

ایمان رکھتا ہو اس کیلئے یہ بھی حلال نہیں کہ مسلمانوں کے مال فئی میں سے سواری لے کر اس پر سوار ہو اور جب کمزور ہو جائے تو اسے واپس کر دے۔ کسی شخص کیلئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ بھی حلال نہیں کہ مسلمانوں کے مال فئی میں سے لباس لے کر استعمال کرے اور پرانا کر کے واپس کر دے۔

(خیبر میں لوگ گدھوں کا گوشت پکا رہے تھے کہ)

رسول کریم ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرما رہے ہیں کیونکہ یہ ناپاک ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی مستجاب دعاء مبارک

قبیلہ اسلم کی شاخ بنو سہم حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کیا یہود نے ہمیں تھکا دیا ہے ہمارے پاس کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے اس وقت رسول پاک ﷺ کے پاس بھی کوئی ایسی چیز نہیں تھی۔ سرکار ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ تو ان کی حالت دیکھ رہا ہے ان کے پاس قوت نہیں ہے اور میرے پاس بھی کوئی ایسی چیز نہیں جو ان کو عطا کروں۔ پس تو ان کو سب سے بڑے قلعے پر فتح عطا فرما۔ جس میں مال و دولت اور کھانے پینے کی اشیاء کی فراوانی ہو۔

یہ لوگ جنگ کے لئے پیش قدمی کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے صعب بن معاویہ کے قلعہ پر کامیابی عطا فرمادی۔ خیبر میں کوئی قلعہ بھی ایسا نہ تھا جس میں طعام اور چربی اس سے زیادہ ہو۔

وطیح اور سلالم کی فتح

حضور ﷺ خیبر میں پے در پے قلعے فتح فرماتے رہے یہاں تک کہ وطیح اور سلالم کی باری آ گئی دس سے کچھ زائد دن تک ان کا محاصرہ جاری رہا اس عرصے میں کئی انفرادی جھڑپیں ہوئیں۔

مرحب یہودی ہتھیار لگائے قلعے سے باہر نکلا وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

سارا خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے لیس آزمودہ کار بہادر ہوں۔ جب شیر غصے میں بھرے ہوئے آتے ہیں تو میں کبھی نیزہ مارتا ہوں کبھی ضرب لگاتا ہوں۔

اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا:

أنا الذی سمتنی امی حیدرة • کلیث غابات شدید القسورہ

اکیلکم بالصاع کیل السندرة

میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر ببر) رکھا ہے جنگل کے شیروں کی طرح سخت۔ میں تمہیں صاع کے بدلے پورے پیمانے سے سیراب کروں گا۔

Marfat.com

مرحب نے کہا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کے مقابلے میں کون جائے گا؟ حضرت محمد بن مسلمہ نے فرمایا: اس نے کل میرے بھائی کو قتل کیا ہے میں اس کے مقابلے میں جاؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جاؤ! یا اللہ اس کی مدد فرما۔ دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کی دعا کے صدقے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے مرحب کا قتل آسان فرما دیا۔

(تاریخ اور سیرت کی اکثر کتب میں مرحب کا قتل بدست حیدر کرار رضی اللہ عنہ مذکور ہے) (مترجم مختار احمد رومی)

اس کے بعد مرحب کا بھائی یاسر میدان میں آیا اس نے کہا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا میں تیرے لئے کافی ہوں۔ آپ کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے بیٹے کو قتل کر دے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تیرا بیٹا اللہ کے حکم سے اسے قتل کرے گا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے یاسر کو قتل کر دیا۔ مبارزت کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی۔ اس دن جھنڈا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اہل اسلام کا شعار تھا یا منصور امت۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ آپ نے دشمن کو خوب نقصان پہنچایا۔ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے انہوں نے پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ لڑائی کی لیکن قلعہ فتح نہ ہوا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں صورت حال عرض کی گئی۔ آپ نے فرمایا:

أما والله لاعطينها غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح الله على يديه ليس بفرار.

بخدا! کل میں یہ پرچم اسے شخص کو عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو۔ اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس کے ساتھ محبت کرتے ہوں گے۔ وہ خالی واپس نہیں آئے گا۔ (اگلے دن) سرکار ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ پتہ چلا کہ آپ کی آنکھیں دکھتی ہیں سرکار ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک آپ کی آنکھوں میں ڈالا۔ (تو آپ بالکل ٹھیک ہوگئے) سرکار ﷺ نے فرمایا: یہ پرچم لے کے چلیں اور فتح تک واپس نہ آئیں۔ آپ پرچم لے کر تیزی سے چلے اور قلعے کے قریب پتھروں میں پرچم گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے قلعے کی چھت سے جھانک کر دیکھا اور پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں علی بن ابی طالب ہوں اس نے کہا موسیٰ علیہ السلام پر اترنے والے کلام کی قسم تم غالب آجاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر فتح عطا فرما دی اس قلعے کی فتح کے ساتھ فتح خیبر مکمل ہوگئی۔ مسلمان شہر کے اندر داخل ہوگئے۔ دار الکفر دار الاسلام بن گیا اور آج تک دار الاسلام ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

قابل ذکر امور کا تذکرہ

(۱) حضور ﷺ کا خیبر کی طرف تشریف لے جانا باذن اللہ تھا۔ کیونکہ حدیبیہ سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے غنائم خیبر کا وعدہ فرمایا تھا۔

ترجمہ آیت:۔ وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بہت سارے مال غنیمت کا جسے تم حاصل کرو گے۔ پس اس نے یہ (اموال) جلدی عطا فرما دیئے۔ مغانم کثیرہ سے مراد غنائم خیبر ہیں۔

(۲) غزوہ خیبر میں پندرہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔

(۳) وطیح اور سُلالم کے سوا سارے قلعے فتح ہو گئے۔ یہ دونوں قلعے بزور شمشیر فتح ہوئے ان کے رہنے والوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ہم اپنے اموال آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ ہماری جان بخشی کی جائے۔ ہم آپ کی زمینوں کو کاشت کریں گے۔ اور نصف حصہ پیداوار لیتے رہیں گے۔ حضور ﷺ نے ان کی اس گزارش کو قبول فرمالیا۔ ساتھ یہ شرط بھی عائد فرمائی کہ جب تک ہماری مرضی ہوگی تم یہاں رہو گے۔ جب ہم کہیں گے تمہیں یہاں سے جانا ہوگا۔ انہوں نے اس شرط کو غنیمت جانا اور تسلیم کر لیا۔

(۴) فتح خیبر کے بعد حضور ﷺ نے ابوالحقیق کے دونوں بیٹوں کے سوا کسی کو قتل نہ کیا۔ ان دونوں نے عہد شکنی اور خیانت کی تھی۔ ان میں سے ایک حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا شوہر تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدی عورتوں کے پاس چھوڑ آؤ۔ وہ انہیں اس طرح لے گئے جہاں مقتول پڑے تھے یہ دیکھ کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ سرکار ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ڈانتے ہوئے فرمایا: بلال کیا تمہارے دل میں رحم نہیں؟ حضور ﷺ نے حضرت صفیہ کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ سرکار ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمالیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔

خیبر سے مدینہ واپسی پر راستے میں سرکار ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شب زفاف بسر فرمائی۔ اور ایک بہترین ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔ حضور ﷺ نے ان کے چہرے پر نیل کا نشان دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند اتر کر میری گود میں آ گیا ہے۔ میں نے اپنے شوہر ابن ابی الحقیق کو اپنا خواب بتایا تو اس نے میرے چہرے پر طمانچہ مار کر کہا تم مدینہ کے شہنشاہ محمد ﷺ کی طلب گار ہو۔ بخدا مجھے وہ خواب اب یاد نہیں تھا۔

(۵) حضور ﷺ نے خیبر کو چھتیس حصوں میں تقسیم فرمایا جن کا نصف حضور ﷺ اور تمام صحابہ کے لئے تھے۔ اور باقی نصف بیرونی وفود اور مصیبت زدوں کے لئے تھا۔

(۶) سلام بن مشکم یہودی کی بیوی زینب بنت حارث نے بھنی ہوئی بکری کا زہر آلود گوشت حضور ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں ہدیہ کیا۔ اس گوشت کو حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا تو وہ شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اس عورت سے پوچھا تو نے اس طرح کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس لئے کیا ہے کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی۔ اور اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو زہر کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ سرکار ﷺ نے اسے معاف کر دیا وہ مسلمان ہو گئی۔

ایک روایت میں ہے جب حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ اس کے زہر کی وجہ سے شہید ہو گئے تو اس عورت کو قصاص میں قتل کر دیا گیا۔

(۷) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی حبشہ سے واپس پہنچے ان کے ساتھ قبیلہ اشعر کے لوگ بھی تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو بھی اموال خیبر سے حصہ عطا فرمایا۔ ان کے علاوہ کسی غائب شخص کو حصہ نہ عطا فرمایا۔

حضور ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی پیشانی چوم کر فرمایا: بخدا! مجھے نہیں معلوم کہ مجھے خیبر کے فتح ہونے سے زیادہ خوشی ہوئی یا جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے سے۔

(۸) حضور ﷺ نے خیبر کے کسی قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا کہ ایک سیاہ فام چرواہا حاضر خدمت ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر اسلام پیش فرمایئے۔ سرکار ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ان بکریوں کے مالک کا مزدور ہوں یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: ان کو یہاں سے بھگا دو یہ اپنے مالک کے پاس پہنچ جائیں گی۔ چرواہے نے کنکریوں کی مٹھی اٹھا کر ریوڑ کو ماری تو وہ اس طرح چلنے لگیں گویا کہ کوئی انہیں ہانک کر لے جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ قلعے میں داخل ہو گئیں۔ چرواہا قلعے والوں سے جنگ کے لئے جا رہا تھا کہ ایک پتھر لگنے سے جاں بحق ہو گیا۔ اس پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ سرکار ﷺ نے اس کی طرف سے رخ پھیر لیا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کیوں اس کی طرف سے رخ پھیر لیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جنت سے دو موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں اس کی بیویاں بن کر آئی تھیں۔ (میں نے ان سے حیاء کی وجہ سے رخ اقدس ادھر کر لیا ہے)

(۹) اہل فدک نے سنا کہ خیبر فتح ہو گیا ہے ان پر رعب طاری ہو گیا انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ہم بھی نصف پیداوار پر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ سرکار ﷺ نے قبول فرمالیا۔ یہ نصف حضور ﷺ کے لئے تھا۔ کیونکہ یہ بغیر جنگ کے حاصل ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کو انہیں اسلام کی طرف بلانے کیلئے بھیجا۔ انہوں نے مذکورہ شرط پر صلح کر لی۔ اس وقت اہل فدک کا سردار یوشع بن نون یہودی تھا۔

Marfat.com

نتائج

(۱) پاکیزہ اشعار جو فضولیات اور یاوہ گوئی سے پاک ہوں جائز ہیں۔
(۲) حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کی شہادت کی طرف اشارہ معجزہ نبوت ہے۔
(۳) حدود خیبر میں داخل ہوتے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے جو دعا مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرما لیا۔
(۴) تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں خیانت کرنا حرام ہے۔
(۵) استبراء رحم سے پہلے قیدی عورت سے وطی حرام ہے۔
(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا اور رسول ﷺ کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔
(۷) خیبر کے غنائم عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ جلد پورا فرما دیا۔
(۸) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت وسعادت سے حصہ وافر عطا ہوا۔
(۹) اگر انسان باصلاحیت ہو تو اس کی پیشانی چومنا جائز ہے۔
(10) اہل فدک کی صلح نصرت وبالرعب مسیرۃ شہر کی آئینہ دار ہے۔

غزوہ وادی القری

خیبر کی فتح اور اہل فدک کی صلح کے بعد حضور ﷺ نے وادی القری کا قصد فرمایا۔ کئی رات محاصرہ جاری رہا۔ یہاں بھی بزور شمشیر فتح نصیب ہوئی۔ زید بن رفاعہ جذامی نے حضور ﷺ کو مدعم نامی ایک غلام ہدیہ کیا تھا۔ اثناء محاصرہ اسے ایک نامعلوم تیر لگا جس سے وہ چل بسا۔ صحابہ کرام نے نعرہ لگایا کہ اسے جنت مبارک ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ محمد ﷺ کی جان کے مالک کی قسم! اس نے اموال خیبر میں خیانت کی تھی اس کی وجہ سے اب اس پر آگ بھڑک رہی ہے۔

یہ سن کر ایک اور شخص آیا اس نے عرض کیا مجھے چمڑے کی دو نعلیں ملی تھیں میں نے ان کو لے لیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انہی نعلوں کی طرح تیرے لئے آگ کی نعلیں تیار کی جائیں گی۔

حضور ﷺ نے فتح کے بعد ان کے ساتھ بھی خیبر اور اہل فدک کا سا معاملہ فرمایا۔ یہ سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد تک چلتا رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکار ﷺ کی وصیت کہ جزیرہ عرب میں دو دین اکٹھے نہ رہیں۔ پر عمل کرتے ہوئے یہود کو سرزمین عرب سے جلاوطن کر دیا۔ اب سارا جزیرہ عرب مشرکین وکفار کی آلودگی سے پاک ہو گیا۔

Marfat.com

نتائج

(۱) فتنہ ختم کرنے کے لئے سلسلہ جہاد جاری رہنا چاہئے۔

(۲) مال غنیمت میں چمڑے کی نعل جتنی خیانت بھی حرام ہے۔

(۳) نیک آدمی کے لئے جنت کی امید رکھنی چاہئے اور گناہ گار کے بارے میں خاموشی۔ یقین سے کچھ نہیں کہنا چاہئے۔

(۴) بغیر طلب کے بھی اگر قسم کھائی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

غزوۂ خیبر سے واپسی پر پیش آنے والے اہم امور

(ا) حضور ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شب زفاف بھی خیبر سے واپسی پر بسر فرمائی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے فرائض مشاطگی انجام دیئے تھے۔ شب زفاف حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے قبہ نبوی پر چوکیداری کی تھی۔

(ب) رسول پاک ﷺ نے راستے میں ایک رات فرمایا کون ہے جو فجر کی نماز کے لئے ہمیں جگائے۔ شاید ہمیں نیند آجائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ سرکار ﷺ بھی سو گئے صحابہ کرام پر بھی نیند طاری ہو گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جاگ کر نوافل پڑھتے رہے۔ کچھ دیر بعد آپ نے اپنے اونٹ سے ٹیک لگائی تو نیند آ گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی سو گئے اب سورج کی کرنوں نے ان کو جگایا سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی چشم مبارک کھلی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بلال تو نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھ پر بھی وہی چیز طاری ہو گئی تھی جو آپ ﷺ پر طاری ہوئی تھی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا اونٹ لیا اور تھوڑی دور چل کر وضو فرمایا۔ صحابہ نے بھی وضو کیا۔ حضرت بلال نے اذان دی۔ سب نے فجر کی سنتیں ادا کیں۔ پھر حضرت بلال نے اقامت کہی سب نے نماز فجر ادا کی۔ پھر سرکار ﷺ نے صحابہ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ جب تم نماز پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد آجائے تو نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ آیت: میرے ذکر کے لئے نماز قائم کر۔

(ج) خیبر میں آنے والی مسلم خواتین کو سرکار ﷺ نے حصہ مقرر کئے بغیر عطا فرمایا کیونکہ بنی غفار کی کچھ خواتین حاضر ہوئی تھیں۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئی تھیں کہ اپنی استطاعت کے مطابق زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہیں برکت عطا کرے۔ انہی خواتین میں سے ایک خاتون بیان فرماتی ہیں: میں بھی ان عورتوں میں تھی میں بالکل چھوٹی تھی۔ سرکار ﷺ نے

Marfat.com

کجاوے کے پیچھے مجھے اپنی سواری پر بٹھالیا۔ بخدا جب سرکار ﷺ اترے میں بھی اتر گئی۔ میں نے دیکھا کہ کجاوے کی لکڑی پر خون لگا ہوا ہے۔ وہ میرے پہلے حیض کا خون تھا۔ میں تو شرم کی وجہ سے سواری کے ساتھ سمٹ کر بیٹھ گئی۔ سرکار ﷺ نے دیکھ کر فرمایا تمہیں کیا ہے؟ شاید تمہیں حیض آ گیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں! سرکار ﷺ نے فرمایا: پہلے خود کو صاف کرو پھر ایک برتن میں پانی لے کر اس میں نمک ڈالو اور اس جگہ کو دھو ڈالو جہاں خون لگا ہے۔ پھر اپنی سواری پر سوار ہو جانا۔

جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عطا فرمائی سرکار ﷺ نے مال فئی میں سے حصے کے بغیر مجھے ایک ہار عطا فرمایا۔ جواب بھی میرے گلے میں ہے اور ہمیشہ میرے پاس رہے گا۔

(د)قد ترکت ترجمة صفحة اسلام حجاج بن علاط سلمی رضی الله عنه.

(مترجم مختار احمد رومی)

سات فوجی دستوں کی روانگی

مدینہ طیبہ میں کامیابیوں اور کامرانیوں کے ہمرکاب مظفر و منصور واپسی کے بعد سرکار ﷺ نے تبلیغ پیغام حق کی خاطر اور اہل ظلم کے ظالمانہ پنجے توڑنے اور شر کی قوت ختم کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے کئی فوجی دستے روانہ فرمائے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سریہ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بنو فزارہ کے علاقے نجد کی جانب یہ دستہ روانہ فرمایا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بھی اس دستے میں شامل تھے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو قید کر کے اپنے ہمراہ لائے۔ قیدیوں میں ایک بہت خوبصورت لونڈی بھی تھی وہ جو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھی۔ سرکار ﷺ نے ان سے یہ لونڈی ہبۃً لے کر مکہ میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کے فدیہ کے طور پر دی اور ان کو رہا کرالیا۔

سریہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ہوازن کے علاقے تربۃ کی جانب تیس آدمی روانہ فرمائے۔ ان کے قائد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔ بنی ہلال میں سے ایک شخص ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ یہ لوگ دن کے وقت چھپ جاتے اور رات کے وقت سفر کرتے۔ بنو ہوازن کو ان کی آمد کا پتہ چل گیا وہ لوگ بھاگ گئے۔ مسلمان ان کے ٹھکانے تک پہنچے لیکن نہ دشمن ملا نہ جنگ ہوئی۔ یہ دستہ واپس مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔

Marfat.com

سریہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ

فدک کے نواح میں بنی مرہ کی جانب تیس افراد کو روانہ فرمایا۔ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ ان کے امیر تھے۔ مسلمانوں نے ان کے جانوروں کو ہانک لیا۔ انہوں نے خوب جنگ کر کے اکثر افراد سریہ کو شہید کر دیا۔ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بڑی جوانمردی سے جنگ کرتے رہے۔ جب اندھیرا چھا گیا آپ نے فدک میں ایک یہودی کے ہاں پناہ لی اور بعد میں مدینہ طیبہ پہنچ گئے تقدیر الٰہی کے آگے کسی کا اختیار نہیں۔

سریہ غالب الکلبی رضی اللہ عنہ

حضرت غالب بن عبداللہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو جہینہ کی طرف دستہ دے کر بھیجا۔ مسلمانوں نے صبح صبح ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ اس دستہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ دشمن کا ایک شخص ان کے سامنے آ گیا آپ نے تلوار مارنا چاہی تو اس نے فوراً: لا الٰہ الا اللہ پڑھ دیا۔ حضرت اسامہ کے ساتھی انصاری صحابی نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ لیکن حضرت اسامہ نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ جب یہ لوگ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اسامہ کیا لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے بعد بھی تو نے اسے قتل کر دیا؟ اسامہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اس نے صرف جان بچانے کے لئے پڑھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے اقتلته بعد ماقال لا اله الا الله؟ حضرت اسامہ فرماتے ہیں میں نے کہا: کاش میں نے آج ہی اسلام قبول کیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے اہل ایمان! جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) تو خوب تحقیق کر لو اور نہ کہو اسے جو بھیجتا ہے تم پر سلام کہ تم مومن نہیں ہو تم تلاش کرتے ہو سامان دنیوی زندگی کا۔ (النساء: 94)

سریہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غطفان کے علاقے یمن کی طرف حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تین سو آدمیوں کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین نے مدینہ طیبہ پر حملہ اور عیینہ بن حصن کی مدد کا پروگرام بنایا تھا۔ یہ لوگ بھی رات کے وقت سفر کرتے دن کو چھپ جاتے۔ دشمن کے لشکر کو علم ہو گیا۔ وہ تو بھاگ گئے لیکن اپنے جانور وغیرہ چھوڑ گئے۔ صحابہ کرام ان کے جانوروں اور دو قیدیوں کو لے کر واپس آ گئے۔ دونوں قیدیوں نے اسلام قبول کر لیا اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔

Marfat.com

سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ یسیر بن رزام یہودی بنو غطفان کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو یسیر کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ دستہ تیس افراد پر مشتمل تھا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اس دستے میں شامل تھے۔ صحابہ کرام اس یہودی کے پاس پہنچے اور اسے کہا کہ ہمیں حضور ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے حضور ﷺ تمہیں خیبر کا گورنر بنانا چاہتے ہیں۔

اس نے اپنے ہمراہ انتیس آدمی لے لئے۔ ہر یہودی ایک مسلمان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ جب یہ قافلہ خیبر سے چھ میل دور قرقرہ نیار کے مقام پر پہنچا تو یہودی کو سخت پشیمانی اور پریشانی ہوئی۔ اس نے حضرت عبداللہ کے ہاتھ سے تلوار چھیننے کی کوشش کی۔ حضرت عبداللہ بھی تاڑ گئے۔ آپ نے اپنی رفتار تیز کر دی کچھ دیر بعد موقع پا کر یہودی کی ٹانگ کاٹ دی۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی کی ایک ڈھال تھی وہ اس نے آپ کے چہرے پر مار کر آپ کو زخمی کر دیا۔ اب ہر مسلمان نے اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے یہودی کو قتل کر دیا۔ صرف ایک یہودی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ صحابہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے سرکار ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زخم پر لعاب دہن مبارک لگایا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ زندگی بھر آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

سریہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ روانہ فرمایا۔ اہل سریہ کو تاکید کی کہ اپنے امیر کی اطاعت کریں۔ دوران سفر امیر سریہ کسی وجہ سے اپنے ہمراہیوں سے ناراض ہو گئے۔ امیر نے حکم دیا کہ لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلاؤ۔ ساتھیوں نے تعمیل حکم کی جب آگ خوب بھڑک اٹھی۔ حضرت عبداللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا تھا میری ہر بات ماننی ہے۔ اب میں حکم دے رہا ہوں اس آگ میں کود جاؤ۔

مجاہدین ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور کہا آگ سے بچنے کے لئے ہی تو ہم حضور ﷺ کی پناہ میں آئے ہیں اور آپ پھر ہمیں آگ میں جھونک رہے ہیں۔ واپس آ کر صحابہ نے صورت واقعہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی۔ تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس آگ میں داخل ہو جاتے تو کبھی بھی نہ نکل سکتے۔ امیر کی اطاعت صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔

نتائج

(۱) تبلیغ حق کے لئے صبر و عزم محمدی ﷺ کا پائیدار اظہار،

(۲) مختلف مواقع پر سرکار ﷺ کی حکمت کا اظہار،

Marfat.com

(۳) دشمن کے بھاگ جانے یا دیر سے ہاتھ آنے سے سریہ کی قدر و قیمت اور اجر میں کمی نہیں ہوتی۔

(۴) قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا بھی سنت ہے۔

(۵) اگر کوئی قتل سے بچنے کے لئے بھی کلمہ شریف پڑھ لیتا ہے تو اسے قتل کرنا جائز نہیں۔

(۶) حضور ﷺ کے لعاب دہن میں اللہ تعالیٰ نے ہر مرض سے شفار کھی ہے۔

(۷) حکمرانوں کی اطاعت صرف نیکی کے کاموں میں جائز ہے۔

(۸) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کبائر میں سے ہے۔ اور جہنم کا سبب ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔

عمرۃ القضاء

اس عمرہ کا نام عمرہ القضاء، عمرۃ الصلح اور عمرۃ القضیہ بھی ہے۔ صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق مسلمان اپنے آقا ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ سے مدینہ طیبہ واپس آگئے۔ آئندہ سال عورتوں اور بچوں کے علاوہ دو ہزار اہل اسلام عمرہ کی ادائیگی کے لئے ہادئ وانس و جان ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جن کا عمرہ گذشتہ سال قضاء ہو گیا تھا۔ اور نئے لوگ بھی تھے۔ حضرت عویف بن اضبط دئلی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا عامل بنایا گیا۔

حضور ﷺ حدود مکہ میں داخل ہونے کے قریب تھے کہ شرط صلح کے مطابق قریش نے تین دن کے لئے مکہ شریف خالی کر دیا۔ اور خود اپنے گھروں اور حویلیوں تک سمٹ کر رہ گئے۔ شہسوار شب اسری ﷺ اپنی ناقہ پر سوار تھے۔ جس کی مہار حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اور وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اے اولاد کفار! آپ کی راہ سے ہٹ جاؤ تمام بھلائیاں اللہ کے رسول میں ہیں۔

میرے مولا میں آپ ﷺ کے فرمان پر ایمان لایا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ آپ کے حکم کو قبول کرنا ہی اللہ کی طرف سے حق ہے۔

مشرکین نے آپس میں یوں کہنا شروع کر دیا کہ مسلمان آج کل بڑی تنگی اور سختی میں ہیں اسی وجہ سے وہ دبلے پتلے اور کمزور نظر آتے ہیں۔ ان کی یہ بات رسول پاک ﷺ نے سنی تو فرمایا: رحم اللہ امرءًا اراھم الیوم من نفسہ قوۃ۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو آج کفار کے سامنے بھرپور قوت کا مظاہرہ کرے۔

مکہ داخل ہوتے وقت حضور ﷺ نے خود بھی اور آپ کے صحابہ نے بھی اضطباع کیا۔ یعنی چادر مبارک کو دائیں بغل مبارک سے نکال کر بائیں کندھے پر رکھ لیا۔ پھر رکن کو بوسہ دیا اور طواف کے پہلے تین چکروں میں تیز چل کر قوت کا مظاہرہ کیا۔ قریش نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ لیا اور ان کے وسواس کا بت پاش پاش ہو گیا۔

Marfat.com

اب بھی احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے طواف میں اضطباع اور رمل سنت ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد زواج

مکہ مکرمہ میں اقامت کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد نکاح فرمایا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بہنوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے وکیل کے فرائض انجام دیئے۔

مکہ میں قیام کا تیسرا دن تھا قریش نے اپنی طرف سے حویطب بن عبدالعزیٰ کو بھیجا اور کہا اذا انقضی اجلک فاخرج عنا۔ جب مقررہ مدت گزر جائے آپ شہر خالی کردیں۔

الکرم المحمدی

حویطب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کا پیغام پہنچایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے یہاں رہنے دیتے اور میں اپنے نکاح کے ولیمہ میں تمہیں دعوت دیتا تو کیا حرج تھا۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ کے کھانے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ آپ چلے جائیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لائے اور اپنے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ کو ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لانے کے لئے مکہ مکرمہ چھوڑ دیا۔ جب ان کا جہیز تیار ہوگیا۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوگئے۔ چنانچہ، سرف کے مقام پر ہی زفاف ہوا۔ پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ واپس پہنچ گئے۔ عمرہ قضاء کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

ترجمہ آیت: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ کہ تم ضرور داخل ہوگے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا امن وامان سے منڈوائے ہوئے اپنے سروں کو یا ترشوائے ہوئے تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہوگا۔ پس وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے تو اس نے عطا فرمادی (تمہیں) اس سے پہلے ایسی فتح جو قریب ہے۔ (الفتح:27)

(۱) فتح قریب سے مراد فتح خیبر ہے اور فتح مکہ فتح بعید ہے۔ جو ۸ ھ میں ہوئی۔ کیونکہ فتح قریب اس بات کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ کوئی فتح بعید بھی ہوگی۔

(۲) مسلمان مکہ میں بڑے امن وسکون سے داخل ہوئے۔

(۳) طواف وسعی کے بعد بعض صحابہ نے سر منڈوادیئے اور بعض نے فقط بال کٹوائے۔ حدیبیہ سے قبل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خواب دیکھا تھا یہ اس کی تعبیر تھی۔

نتائج

(۱) اگر کوئی سخت عذر لاحق ہوجائے جس کی وجہ سے کوئی عبادت قضاء ہوجائے تو بعد میں اس کی قضاء

Marfat.com

لازم ہے۔

(۲) حرمت والے مہینوں میں عمرہ جائز ہے جبکہ اہل جاہلیت اسے مکروہ سمجھتے تھے۔

(۳،۴) عمرہ اور حج کے طواف قدوم میں اضطباع اور ھرولہ جائز ہے اور ان کی وجہ بھی سرکار ﷺ نے بیان فرمادی تھی۔ اس کا اصل مقصد اظہار قوت ہے۔ اور یہ کہ قوی مومن ضعیف مومن سے بہتر ہے۔

(۵) دارالحرب میں شادی کرنا جائز ہے اگر اسکی استطاعت ہو۔

(۶) حضور ﷺ نے مکہ پاک میں احرام کھولنے کے بعد حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح دیا تھا اور پھر نکاح کیا۔ بعد میں ان کی تیاری کے بعد مقام سرف پر زفاف فرمایا۔ لہٰذا حالت احرام میں نہ منگنی ہوئی نہ نکاح اور نہ ہی زفاف۔

(۷) حضور ﷺ نے سب سے آخر میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اور ازواج مطہرات میں سے سب سے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کو مقام سرف میں دفن کیا گیا۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

سریہ ابن العوجاء

عمرہ القضاء سے واپسی پر حضور ﷺ نے ذوی الحج کے مہینے میں ابن العوجاء سلمی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پچاس گھوڑ سواروں کا دستہ روانہ فرمایا۔ ان کا ہدف بنو سلیم تھے۔ لیکن بنو سلیم کے جاسوس نے انہیں قبل از وقت بتادیا۔ وہ لوگ جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ صحابہ کرام نے بنو سلیم کو اسلام کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے ان کی بات سننے کی بجائے تیروں کی بوچھاڑ کردی۔ انہوں نے کہا ہمیں تمہاری دعوت کی ضرورت نہیں۔ افراد سریہ نے خوب جنگ کی لیکن ہر طرف سے تیروں کی بارش سے اکثر مجاہدین شہید ہو گئے۔ امیر سریہ زخموں سے چور چور تھے لیکن بروقت تمام مدینہ طیبہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ان کے ساتھ باقی ماندہ مجاہدین بھی تھے۔

نتائج

(۱) دین حق کی طرف دعوت دینا واجب ہے اور اس راہ میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے۔

(۲) جنگ کے دنوں میں جاسوسوں سے محتاط رہنا چاہئے۔

(۳) راہ حق میں مصائب برداشت کر کے فضائل کمانا صحابہ کرام کے بعد ختم ہے۔

غزوات وسرایا کے علاوہ اس سال کے اہم واقعات

(۱) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول پاک ﷺ کے کاشانہ اقدس سے اپنے شوہر ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے گھر اسی سال واپس تشریف لے گئیں۔

Marfat.com

(۲) حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو ام المومنین بننے کا شرف بھی اسی سال نصیب ہوا۔

(۳) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بھی اسی سال مقوقس کے ملک مصر سے واپس مدینہ طیبہ پہنچے ان کے ہمراہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ام ابراہیم ابن رسول ﷺ اور حضرت سیرین تھیں دونوں نے راستے میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

(۴) ٦ھ میں قضاء ہونے والے عمرہ کی ادائیگی بھی اسی سال ہوئی۔

Marfat.com

ہجرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سال ہشتم

اس سال نبی پاک ﷺ نے سب سے پہلے ایک سریہ روانہ فرمایا جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

سریہ غالب رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے غالب بن عبداللہ لیثی کلبی رضی اللہ عنہ کو بنی ملوح کی طرف روانہ فرمایا۔ راستے میں حارث بن برصاء لیثی مل گیا۔ آپ نے اسے گرفتار کرلیا۔ اس نے کہا میں تو اسلام قبول کرنے کے لئے جارہا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو ایک رات کی قید سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور اگر تم جھوٹ کہہ رہے ہو تو ہم تمہیں باندھ رہے ہیں۔ آپ نے اپنے کسی ساتھی کی ڈیوٹی لگائی کہ اس کا خیال رکھنا اور اگر یہ کوئی گڑبڑ کرے تو اس کا سر قلم کر دینا اور فرمایا کہ میری واپسی تک اس کو قابو رکھنا۔

پھر چلتے چلتے بطن کدید پہنچے۔ حضرت جندب بن مکیث جہنی رضی اللہ عنہ کو تفتیش حال کے لئے پہلے روانہ فرمایا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک ٹیلے پر چڑھ گیا دشمن کے ایک شخص نے مجھے اس طرح چھپے ہوئے دیکھ کر ایک تیر مار دیا جو میرے پہلو میں آلگا میں نے تیر نکال دیا لیکن حرکت نہ کی۔ اس نے دوسرا تیر مارا وہ میرے کندھے میں لگا میں نے وہ بھی بڑے آرام سے نکال دیا لیکن حرکت نہ کی۔ تیر انداز نے کہا میرے دو تیر اس میں اتر گئے ہیں اگر یہ کوئی جاسوس ہوتا تو ضرور حرکت کرتا۔ صحابی فرماتے ہیں ہم نے انتظار کیا جب انہوں نے اپنے مویشیوں کا دودھ نکال لیا (اور مطمئن ہوگئے) ہم نے اچانک ان پر حملہ بول دیا۔ انہیں قتل کر کے ان کے مویشیوں کو ہانک کر جلدی جلدی واپس آگئے۔ وہ چیختے چلاتے ہمارے پیچھے آرہے تھے یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک نالہ آگیا۔ موسم ابر کے بغیر اللہ تعالیٰ نے اتنی بارش بھیجی کہ نالہ بھر گیا۔ وہ ہمیں حسرت سے دیکھتے رہے لیکن نالہ نہ عبور کر سکے۔ اس سریہ میں ہمارا شعار امت امت مار دے مار دے تھا۔ ہم دس سے کچھ زائد آدمی تھے۔

نتائج

(۱) امر رب العزت کی تبلیغ کے لئے سرکار ﷺ نے بغیر اکتاہٹ اور بغیر تھکاوٹ کے کوششیں جاری رکھیں۔

(۲) اللہ کی راہ میں تکالیف برداشت کرنا مومنین صادقین کا شیوہ ہے۔

(۳) لوگوں کی سعادت کے لئے ان سے جنگ کرنا اور انہیں اسلام کا خوگر بنانا باعث اجر ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ بارش اور دیگر اسباب کو اپنے اولیاء کی مدد کے لئے روانہ فرما دیتا ہے۔

Marfat.com

سریہ شجاع رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چودہ مجاہدین کو بنی عامر کی طرف روانہ فرمایا۔ انہیں مال غنیمت میں ان کے اونٹ مل گئے ہر مجاہد کے حصے میں پندرہ اونٹ آئے۔

سریہ عمرو بن کعب رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے حضرت عمرو بن کعب غفاری رضی اللہ عنہ کو پندرہ مجاہدین کے ساتھ ذات الاطلاع کی جانب روانہ فرمایا۔ مجاہدین نے ان کی کثیر تعداد کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اور اہل حق کے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ امیر سریہ کے سوا باقی سب صحابہ شہید ہو گئے۔ ذات الاطلاع شام کے نواح میں ہے۔ وہ قضاعہ کی شاخ تھے ان کے رئیس کا نام سدوس تھا۔

خالد بن ولید، عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام

ان تینوں حضرات کے قبول اسلام سے دعوت و تبلیغ کو بڑی تقویت ملی۔ اس لئے ان کا قبول اسلام اس سال کے اہم واقعات میں شمار ہوتا ہے۔

قبول اسلام کی کہانی عمرو بن عاص کی زبانی

عمرو بن عاص کا بیان ہے جب ہم جنگ خندق سے واپس ہوئے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہمارے نہ چاہتے ہوئے بھی محمد ﷺ کو عظیم کامیابیاں نصیب ہوں گی۔ میں نے یہی مناسب سمجھا کہ نجاشی کے پاس چلا جاؤں اگر محمد ﷺ میری قوم پر غالب آ گئے (تو مجھے کیا) ہم تو نجاشی کے پاس ہوں گے اور اگر میری قوم غالب آ گئی تو وہ ہماری ہی قوم ہے ہمیں رد نہیں کرے گی۔ میرے ساتھیوں نے کہا یہ بہت اچھی رائے ہے۔ ہم نے نجاشی کیلئے چمڑے کی بہت اچھی مصنوعات اکٹھی کر لیں۔ اور اس کے ملک میں پہنچ گئے ہم وہاں ہی تھے کہ رسول کریم ﷺ کے قاصد عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو وہاں دیکھا وہ حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے معاملے میں وہاں گئے تھے (رضی اللہ عنہم)

میں نجاشی کے پاس گیا اور اسے کہا کہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو میرے حوالے کر دو تا کہ میں اسے قتل کر کے قریش کی نظروں میں اپنا مقام پیدا کر سکوں۔ جب نجاشی نے میری بات سنی تو غضب ناک ہو کر میرے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ مجھے یوں لگا کہ میری ناک ٹوٹ گئی ہے۔ میں جھینپ سا گیا اور کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ کو یہ بات ناپسند ہے میں کبھی یہ سوال نہ کرتا۔ نجاشی نے کہا تو نے مجھ سے ایسی ہستی کے قاصد کا سوال کیا ہے جن کے پاس وہ ناموس اکبر جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ میں نے کہا بادشاہ

Marfat.com

سلامت کیا واقعی ایسا ہے؟ اس نے کہا اے عمرو! (تیری عقل پر) افسوس ہے۔ جا! ان کے قدموں پر گر جا اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں وہ اپنے مخالفین پر اس طرح غالب آجائیں گے جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکروں پر غالب آئے تھے۔ میں نے کہا پھر مجھ سے ان کے لئے اسلام کی بیعت لے لو۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کرلی۔ پھر میں اپنے دوستوں کے پاس آگیا لیکن انہیں اپنے اسلام کے بارے میں کچھ نہ بتایا اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے ارادہ سے سوئے مدینہ چل پڑا۔

راستے میں میری ملاقات خالد بن ولید سے ہوگئی وہ بھی مکہ سے آرہے تھے میں نے کہا اے ابوسلیمان! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: اب تو روز روشن کی طرح واضح ہوگیا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ یہ محرومیاں کب تک؟ میں تو اب اسلام قبول کرنے کے لئے جارہا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی اسی مقصد کے لئے جارہا ہوں۔ ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے پہلے خالد بن ولید نے پھر میں نے اور بعد میں عثمان بن طلحہ نے اسلام قبول کرلیا۔

نتائج

(۱) علم شریعت کی فضیلت بہت زیادہ ہے یہی علم دوسروں کی ہدایت کا باعث ہے جس طرح نجاشی کے علم سے عمرو بن عاص کی قسمت سنور گئی۔

(۲) عقل ودانش اور قوت فہم وذکاء کے باوجود قبول حق کی توفیق خدا کی عطا ہے۔ جس طرح تینوں احباب کو بہت دیر بعد توفیق نصیب ہوئی۔

(۳) توبہ (اور اسلام) پہلے سارے گناہ معاف کردیتے ہیں۔ اسلام کے حد درجہ مخالف اسلام کے دامن میں آئے تو پہلے سارے گناہ معاف ہوگئے۔

سریہ ذات السلاسل

حضور ﷺ نے قبیلہ بلی اور عذرۃ کو دعوت اسلام دینے کے لئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ روانہ فرمایا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی قبیلہ بلی سے تھیں۔ سرکار ﷺ نے ان کا انتخاب بھی اسی لئے کیا تھا۔ حضرت عمرو ان کے چشمے سلاسل پر پہنچے تو آپ کو خطرہ محسوس ہوا آپ نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں مزید آدمیوں کے لئے درخواست پیش کی۔ سرکار ﷺ نے مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کو ان کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا دونوں اختلاف نہ کرنا امیر سریہ عمرو بن عاص ہی ہیں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے دستہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ جب حضرت ابوعبیدہ اور ان کے ساتھی حضرت عمرو سے ملے تو آپ نے کہا آپ میری مدد کے لئے آئے ہیں۔

Marfat.com

آپ نے کہا مجھے حضور نے فرمایا تھا دونوں آپس میں اختلاف نہ کرنا۔ اگر تو نے میری بات نہ بھی مانی تو بھی میں تمہاری بات مانوں گا۔ حضرت عمرو نے کہا تو کیا میں آپ پر (بھی) امیر ہوں آپ نے فرمایا: ہاں!

اب دونوں جماعتوں کی تعداد پانچ صد ہوگئی تھی۔ حضرت عمرو نے سب کو نماز پڑھائی۔ یہ لوگ سارے علاقے میں پھیل گئے۔ اور ان کو گھیر لیا (سخت سردی کا موسم تھا) حضرت عمرو کو احتلام ہوگیا۔ آپ نے موت کے ڈر سے غسل نہ کیا بلکہ استنجاء اور وضو کر کے تیمم کر لیا۔ واپس آ کر سرکار ﷺ سے سوال کیا سرکار ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اور عمرو رضی اللہ کے فعل کو جائز قرار دیا۔

سلاسل نامی کنوئیں یا چشمے کی وجہ سے اس سریہ کا نام سریہ ذات السلاسل مشہور ہوگیا۔

سریہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے حضرت عمرو بن عاص ہی کو عمان کے دو سرداروں عباد اور جیفر پسران جلندی کی طرف بھیجا۔ ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ عمان کے ساحل پر بسنے والے مجوسیوں سے آپ نے جزیہ وصول کیا۔ (اور واپس آگئے)

سریہ الخبط

۸ ھ میں اللہ کے رسول ﷺ نے تین سو مجاہدین کا ایک دستہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ساحل سمندر کی طرف روانہ فرمایا۔ سرکار ﷺ نے انہیں ایک جراب کھجوریں بطور زاد راہ عطا فرمائیں۔ کھجوریں ختم ہونے کے قریب ہوئیں تو ہر ایک مجاہد کو فی یوم ایک کھجور دی جانے لگی۔ ایک صحابی فرماتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا ایک کھجور کی کیا وقعت ہے؟ لیکن جب ساری کھجوریں ختم ہوگئیں تب مجھے اس کی قدر معلوم ہوئی۔ ہم بھوک کے وقت درختوں کے پتے گراتے انہیں پانی میں تر کر کے کھالیتے۔ اسی وجہ سے اس سریہ کو سریۃ الخبط کہتے ہیں۔ خبط کا معنی ہے درختوں کے پتے۔ جب یہ لوگ ساحل کے قریب پہنچے تو ریت کے ٹیلے کی مانند کوئی چیز نظر آئی۔ قریب جا کر دیکھا تو عنبر نامی ایک مچھلی تھی جو بے جان پڑی تھی۔ صحابہ فرماتے ہیں ہم نے پندرہ دن اس مچھلی کو کھایا۔ یہاں تک کہ ہم خوب موٹے ہوگئے۔ ہم اس کی آنکھوں سے چمچے کے ساتھ تیل نکالتے تھے۔ ہم نے اس کی دو پسلیوں کو جوڑا تو وہ اتنی بلند تھیں کہ گھوڑ سوار ان کے نیچے سے بغیر چھوئے گزر جاتا۔ اس کا گوشت ہم اپنے ساتھ لائے۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا تھا کیا ہمیں کھلانے کے لئے تمہارے پاس اس کا گوشت نہیں؟ ہم نے کچھ گوشت سرکار ﷺ کو پیش کیا تو آپ نے بھی اس کو تناول فرمایا۔

Marfat.com

نتائج

(۱) لوگوں کی دنیوی اور اخروی سعادت کے لئے سرکار ﷺ نے بحر و بر میں فریضہ تبلیغ جاری رکھا۔

(۲) تبلیغ حق کے لئے صحابہ کرام نے مصائب پر وہ صبر کیا کہ وہ آج ضرب المثل بن چکا ہے۔

(۳) صحابہ کرام کی ضیافت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عنبر کو سمندر کے کنارے لگا دیا۔

(۴) سمندر کی مری ہوئی چیز کھانا جائز ہے۔

(۵) حضور ﷺ کا فرمان ہے سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔ اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے سرکار ﷺ نے خود بھی سمندر کی مچھلی کو تناول فرمایا۔

سریہ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کو خبر ملی کہ رفاعہ بن قیس نے غابہ کے مقام پر لشکر جمع کر رکھا ہے اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے۔ سرور دو عالم ﷺ نے اس کی سرکوبی کے لئے شعبان ۸ ھ میں حضرت ابو قتادہ اور ان کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہما کو ایک دستہ دے کر روانہ فرمایا۔ صحابہ کرام غروب آفتاب کے وقت ان کے ٹھکانوں پر پہنچ کر چھپ گئے۔ رفاعہ کا ایک چرواہا لیٹ ہو گیا۔ رفاعہ خود اس کی تلاش میں نکلا۔ حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ نے اسے تیر مارا جو اس کے دل میں پیوست ہو گیا۔ وہ بات بھی نہ کر سکا آپ نے اس کا سر کاٹا اور اپنے لشکر میں آکر لٹکا دیا۔ نعرہ تکبیر بلند کیا تو جواب میں سارے صحابہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ نعرہ سن کر اہل کفر پر رعب چھا گیا وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مجاہدین نے ان کی عورتوں، بچوں اور مویشیوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ رفاعہ کا سر اور مال غنیمت حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں سرکار ﷺ نے مجھے تیرہ اونٹ اور دس بکریاں عطا فرمائیں۔

اضم کی طرف سریہ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ

اسی سال حضور ﷺ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو اضم کی طرف روانہ فرمایا۔ ان کے ساتھ محلم بن جثامہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہاں ان کے قریب سے عامر بن اضبط اشجعی گزرا وہ اونٹ پر سوار تھا اس کے پاس سامان بھی تھا۔ اس نے مجاہدین کو السلام علیکم کہا: سلام کی وجہ سے مجاہدین نے اس کو چھوڑ دیا۔ لیکن محلم بن جثامہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور اس کا اونٹ اور سامان لے لیا۔ واپس آکر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں واقعہ عرض کیا تو قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

اے اہل ایمان! جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) تو خوب تحقیق کر لو اور نہ کہو اسے جو بھیجتا ہے

Marfat.com

تم پر سلام کہ تم مومن نہیں ہو۔ تم تلاش کرتے ہو سامان دنیوی زندگی کا۔ پس اللہ کے پاس بہت ہی غنیمتیں ہیں۔ (وہ تمہیں غنی کردے گا) ایسے ہی (کافر) تم بھی تھے اس سے پہلے پھر احسان فرمایا اللہ نے تم پر۔ تو خوب تحقیق کر لیا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے۔

(النساء:94، ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری)

غزوہ موتہ

غزوہ موتہ کا شمار اہم اسلامی غزوات میں ہوتا ہے۔ یہ غزوہ جمادی الاول ۸ ھ میں پیش آیا۔ حضور ﷺ نے اس کی زمانی اور مکانی حدود بھی خود مقرر فرمادی تھیں۔ اور اس کے امراء کا بھی تقرر فرمادیا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اس لشکر کے پہلے امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ شہید ہوگئے تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ اور ان کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ مجاہدین کی تعداد تین ہزار تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے تقرر پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو کچھ ملال سا ہوا۔ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کیسے جاؤں؟ آپ نے میرے اوپر حضرت زید کو امیر مقرر فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: امض فانک لاتدری ای ذلک خیر۔ آپ چلے جائیں کیونکہ آپ کو نہیں معلوم کس چیز میں بھلائی ہے؟ صحابہ کرام انداز نبوت سے واقف تھے انہیں معلوم ہوگیا کہ ان امراء کی شہادت یقینی ہے۔ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش ان کی رفاقت کی کچھ گھڑیاں نصیب ہو جائیں۔ جب تیاری مکمل ہوگئی اللہ کے محبوب ﷺ اور اہل مدینہ نے اس لشکر کو الوداع کہا۔ لوگوں پر رقت طاری ہوگئی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ وقت رخصت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے لوگوں نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے نہ دنیا اور نہ ہی تمہاری جدائی مجھ پر شاق ہے بلکہ میں نے اپنے آقا و مولا ﷺ کی زبان مبارک سے یہ آیت سنی ہے۔

وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (مریم)

''تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ پر وارد نہیں ہوگا یہ تمہارے رب کا پکا وعدہ ہے''۔

مجھے نہیں معلوم کہ دوزخ پر وارد ہونے کے بعد اس سے نجات کیسے ہوگی؟ مسلمانوں نے کہا: اللہ تمہیں صحیح سلامت واپس لے آئے۔ جب نکلنے کی تیاری مکمل ہوگئی۔ حضرت عبداللہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں الوداع کہا۔ حضرت عبداللہ نے اشعار عرض کیے۔

آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پس جو شخص آپ کے فیض سے محروم رہا گویا تقدیر نے اس کے ہاتھ باندھ

Marfat.com

دیئے۔ گزشتہ رسل (وانبیاء) علیہم السلام کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو محاسن عطا فرما کر ان محاسن کو پختہ و مضبوط کر دیا اور آپ کی نصرت و تائید بھی فرمادی۔

میں نے اپنی باطنی فراست سے جان لیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت کا تحفہ ہیں۔ یہ میری نگاہ کفار کی نگاہ سے مختلف ہے۔

یہ لشکر شام کے علاقے معان میں اترا۔ یہاں آکر ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عرب نصرانی سپاہیوں کے ہمراہ بلقاء کے مقام پر اتر چکا ہے۔ عرب عیسائیوں کا تعلق لخم، جذام، قین اور بلی قبائل سے تھا۔ مسلمان معان کے مقام پر دو رات قیام پذیر رہے اور اس معاملے میں غور کرتے رہے کہ اب کیا کرنا چاہئے؟

کچھ اصحاب نے مشورہ دیا کہ ہمیں حضور ﷺ کی خدمت میں صورت حال لکھ کر بھیجنی چاہئے۔ پھر آپ کا جو حکم ہو اس پر عمل کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے حوصلے بڑھاتے ہوئے کہا: اے میری قوم! جس چیز سے تم اب ہچکچا رہے ہو اسی (شہادت) کی طلب میں تم گھر سے نکلے ہو۔ کسی جنگ میں بھی ہمارا توازن طاقت اور تعداد کے اعتبار سے یکساں نہیں ہوتا۔ ہماری جنگ اللہ کے دین کے لئے ہوتی ہے۔ (اللہ کا نام لے کر) نکل پڑو شہادت یا فتح میں سے ایک چیز تمہیں مل جائے گی۔

اہل حق کا یہ لشکر روانہ ہو گیا بلقاء کے قریب مشارف نامی قریہ میں دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا مسلمان موتہ کے مقام پر اکٹھے ہو گئے۔

اسلامی لشکر کے میمنہ پر حضرت قطبہ بن قتادہ عذری رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر عبادہ بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔ سخت ترین جنگ ہوئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ پرچم رسول ﷺ لے کر جنگ کر رہے تھے کہ نیزوں پہ نیزے کھا کر شہید ہو گئے۔ پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے پرچم تھام لیا۔ آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

ترجمہ اشعار: جنت کا قرب کتنا خوشگوار ہے۔ اس کی شراب پاکیزہ اور ٹھنڈی ہے۔ اہل روم کے عذاب کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جب میں ان کے سر پر پہنچوں گا تو انہیں خوب ماروں گا۔

آپ نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں۔ یہ پہلا گھوڑا ہے کہ اسلامی جنگ میں جس کی کونچیں کاٹی گئیں۔ آپ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا دایاں بازو کٹ گیا۔ آپ نے بائیں بازو میں پرچم تھام لیا۔ بایاں بازو بھی کٹ گیا تو آپ نے پرچم سینے سے لگا کر کندھوں سے تھام لیا۔ تادم وصال پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ آپ کے جسم پاک پر اسی (۸۰) سے زیادہ تیروں، تلواروں اور نیزوں کے زخم تھے۔ آپ کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرچم تھام لیا۔ آپ نے تھوڑا تردد کیا پھر اپنے نفس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے میرے نفس! میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ تجھے ہر حال میں جنگ کرنا پڑے گی۔ لوگ واویلا کرتے اور

Marfat.com

روتے ہیں تو تجھے کیا ہے تو جنت میں جانے سے کیوں گریز کر رہا ہے۔ بہت عرصہ پہلے تو تو مطمئن تھا۔ تیری مثال پرانے مشکیزے میں نطفے سے زیادہ نہیں۔

آپ گھوڑے سے اتر آئے آپ کے چچازاد بھائی نے بھنے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا آپ کو پیش کیا اور کہا اپنی کمر مضبوط کر لیجئے۔ آپ نے تھوڑا سا گوشت کھایا تھا کہ لشکر کے ایک طرف شور بلند ہوا آپ نے گوشت وہیں پھینک دیا اور خود سے کہا ابھی تک تم دنیا میں ہی ہو۔ قتال شدید کرتے کرتے جوار رحمت حق میں پہنچ گئے۔ اب مسلمانوں پر امیر کے تقرر کے سلسلے میں ذرا مشکل گھڑی آ گئی تھی۔ کیونکہ حضرت قبطہ بھی شہید ہو چکے تھے جو میمنہ کے قائد تھے۔ اس حالت میں حضرت ثابت بن ارقم عجلانی رضی اللہ عنہ نے پرچم اٹھا لیا اور باآواز بلند کہا: مسلمانو! کسی کو اپنا امیر چن لو۔ سب نے کہا آپ ہی ٹھیک ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تب سارے صحابہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت پر متفق ہو گئے۔ آپ نے پرچم اٹھاتے ہی بہترین دفاع کیا رومیوں کو پرے دھکیل دیا اور اپنی قوم کو اپنے ٹھکانے کی طرف لے آئے۔

حالات جنگ بزبان رسالت مآب ﷺ

حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے منبر شریف پر بیٹھ کر سارے حالات اسی طرح بیان فرما دیئے۔ گویا کہ آپ بغیر کسی فاصلہ کے دیکھ رہے ہیں۔ منادی نے متوجہ کرتے ہوئے اعلان کیا سرکار ﷺ نے تین بار فرمایا۔ باب خیر اس کے بعد فرمایا میں تمہیں اپنے لشکر کے بارے میں آگاہ کروں۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے پرچم اٹھا لیا وہ بھی شہید ہو گئے ہیں انہوں نے خوب جنگ کی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کے بعد حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرچم اٹھا لیا۔ اتنا کہہ کر سرکار ﷺ خاموش ہو گئے۔ سارے انصار کے رنگ اڑ گئے کہ شاید کوئی ناپسندیدہ واقعہ ظاہر ہوا ہے۔ پھر سرکار ﷺ نے فرمایا: وہ بھی شہادت پا گئے ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ان شہداء کو سونے کے پلنگوں پر جنت کی طرف لے جایا گیا۔ میں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پلنگ میں دوسرے دو ساتھیوں کی نسبت کجی دیکھی۔ میں نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے بتایا گیا کہ دونوں ساتھی بے خطر کود پڑے تھے۔ لیکن یہ تھوڑے سے تردد کے بعد گئے تھے۔ حضرت عبد اللہ کے بعد ثابت بن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ نے پرچم اٹھا لیا اور فرمایا کہ کسی شخص پر متفق ہو جاؤ۔ پس سارا لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر متفق ہو گیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے پرچم اٹھا لیا اور لوگوں کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اس دن سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لقب سیف اللہ پڑ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کل رات حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ملائکہ کے ایک گروہ کے ہمراہ میرے پاس سے گزرے تھے۔ اللہ نے ان

Marfat.com

کو دو پر دیئے تھے۔ جن پر خون کی مہندی لگی ہوئی تھی۔

زوجہ جعفر رضی اللہ عنہما کا بیان

حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں میں نے گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو نہلایا اور تیل لگا کر بیٹھی تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے بچوں کو بلا کر ان کو چومنا اور سونگھنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی آپ کی چشمان مبارک سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی خبر آئی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! آج وہ شہید ہو گئے ہیں۔ پھر سرکار ﷺ اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے گئے اپنے گھر والوں سے فرمایا: آل جعفر کے لئے کھانا تیار کرو۔ (کیونکہ ان کے گھر والے غم کی وجہ سے کھانا نہیں پکا سکتے) اسلام میں اس طرح کے کھانے کی ابتداء اس طرح ہوئی تھی (جس کو آج کل پنجابی میں کوڑا وٹہ کہتے ہیں مترجم) جب لشکر واپس آیا حضور ﷺ نے ان کا استقبال فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو اپنے آگے سواری پر بٹھا لیا۔ لوگوں نے اسلام کے ان غازیوں پر مٹی پھینکنا شروع کر دی کہ تم فرار ہو کر آئے ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ فرار ہو کر نہیں آئے بلکہ یہ دوبارہ جائیں گے انشاء اللہ۔

نتائج

(۱) تینوں امراء کی فضیلت کا اظہار کہ سرکار ﷺ نے ان کا تقرر خود فرمایا۔

(۲) جہاد اور حج کی طرح نیک سفر پر جانے والوں کو الوداع کہنا سنت ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا خوف آخرت اور خشیت الٰہی۔

(۴) میدان جنگ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ایمان افروز تقریر جس سے مجاہدین کو ولولہ تازہ نصیب ہوا۔ (۵) نفس کو مخاطب کرنا اور اطاعت خیر پر برانگیختہ کرنا جائز ہے۔

(۶) جس دور میں نہ بجلی تھی، نہ ٹیلی فون نہ ریڈیو اور نہ کوئی اور مصنوعی مواصلاتی نظام حضور ﷺ نے پورے معرکہ موتہ کی تفصیلات مدینہ طیبہ میں بیٹھے ہوئے بیان فرما دیں۔ یہ معجزہ رسالت ہے۔

(۷) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا۔

(۸) امراء ثلاثہ بالخصوص حضرت جعفر رضی اللہ عنہم کی شہادت پر نبی کریم ﷺ کو دلی صدمہ ہوا۔

(۹) میت کے گھر والوں (اور مہمانوں) کے لئے کھانا پکانا سنت سے ثابت ہے۔

(۱۰) محبت و شفقت کی وجہ سے چھوٹے بچے کو اٹھانا، سونگھنا اور چومنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

Marfat.com

فتح مکہ

معاہدہ صلح حدیبیہ میں بنوخزاعہ حضور کے حلیف اور بنوبکر قریش کے حلیف بن گئے تھے۔ بنوبکر کا ایک آدمی حضور ﷺ کے بارے میں گستاخانہ شعر پڑھ رہا تھا کہ خزاعہ کے ایک شخص نے سن کر اس کے منہ پر ضرب دے ماری جس سے وہ زخمی ہوگیا اس طرح دونوں قبیلوں کے درمیان عداوت جاگ اٹھی۔ بنوبکر نے چپکے سے وتیر نامی کنوئیں کے قریب خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قریش نے اس لڑائی میں ہر طرح کی امداد پیش کی۔ قریش کی ایک جماعت جس میں صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو جیسے لوگ شامل تھے۔ اس جماعت نے بنوبکر کے ساتھ مل کر خزاعہ کے افراد کو قتل کیا۔ بنوخزاعہ حرم شریف میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے لیکن بنوبکر نے حرم پاک کا بھی کچھ خیال نہ کیا خود بھی قتل ہوئے اور ان کو بھی قتل کیا۔ قریش نے معاہدہ صلح خود توڑ دیا تھا۔ بنوخزاعہ میں سے عمرو بن سالم نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ اشعار پیش کئے۔

اے اللہ! میں محمد ﷺ کو وہ معاہدہ یاد دلا رہا ہوں جو ہمارے باپ اور ان کے باپ نے قدیم زمانے میں طے کیا تھا ہم اس وقت باپ تھے اور آپ ہماری اولاد ہم نے اس وقت بھی معاہدے کو تسلیم کر لیا اور جھگڑا نہیں کیا تھا۔

آگے کہا: بنوبکر نے وتیر نامی کنوئیں کے قریب ہم پر شبخون مارا تھا۔ جب کہ ہم رکوع وسجود (تہجد) میں مصروف تھے۔

حضور ﷺ نے جواباً فرمایا: قد نصرت یا عمرو بن سالم۔ اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد کی جائے گی۔ بدیل بن ورقاء بھی بنوخزاعہ کے وفد کے ہمراہ حاضر ہوئے سرکار ﷺ اس وقت غسل فرما رہے تھے۔ انہوں نے پکارا تو آپ نے فرمایا: یالبیکم۔ میں تمہارے لئے موجود ہوں۔ اس وفد نے بھی قریش کے نقض عہد کی داستان عرض کی اور رخصت ہوگیا۔

حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: مجھے یوں لگتا ہے کہ ابوسفیان آنے والا ہے۔ تاکہ معاہدہ صلح میں توسیع کی جائے۔ (حقیقت میں) اسے (نقض عہد کی وجہ سے) خوف دامن گیر ہے۔ راستے میں ابوسفیان کی ملاقات ابن ورقاء سے ہوگئی ابوسفیان نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے کہا میں تو بنوخزاعہ کی طرف سے آرہا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کیا تم محمد ﷺ کے پاس نہیں گئے تھے بدیل نے کہا نہیں۔ ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا اس کی ڈاچی کا گوبر دیکھو اگر اس میں گٹھلیاں ہوئیں تو ضرور یہ مدینہ سے ہو کر آیا ہے اس کے ساتھیوں نے گوبر دیکھا تو اس میں گٹھلیاں موجود تھیں۔ ابوسفیان نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ جب ابوسفیان حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ام المومنین رضی اللہ

Marfat.com

عنہانے بستر لپیٹ کر رکھ دیا۔ ابوسفیان نے کہا میں اس بستر کے قابل نہیں یا یہ بستر میرے قابل نہیں؟ ام المومنین نے فرمایا: یہ اللہ کے رسول ﷺ کا پاک بستر ہے۔ اور تو ناپاک مشرک ہے۔ میرا دل نہیں کرتا کہ تو اس بستر پر بیٹھے۔ ابوسفیان نے کہا: میرے بعد تم پر بھی شرا اثر کر گیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

ابوسفیان نے حضور ﷺ سے معاہدہ کی مدت میں توسیع کے لئے گفتگو کی۔ لیکن سرکار ﷺ نے اس کی بات کو قبول نہ فرمایا۔ پھر اس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ حضور ﷺ سے بات کریں۔ آپ نے فرمایا: نہیں! پھر اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا آپ حضور کی خدمت میں عرض کریں۔ آپ نے فرمایا: میں تمہاری سفارش نہیں کروں گا۔ بخدا اگر میرے پاس معمولی سی بھی کوئی چیز ہو تو میں ان کے ساتھ بھی تم سے جنگ کروں گا۔ پھر ابوسفیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے بھی اسی طرح کہا آپ نے فرمایا: بخدا حضور ﷺ جس کام کا ارادہ فرمائیں ہماری جرأت نہیں ہوتی کہ اس میں تبدیلی کے لئے آپ کی بارگاہ میں کچھ عرض کریں۔

ابوسفیان نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آواز دیتے ہوئے کہا کیا تم اپنے اس لخت جگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اجازت دیتی ہو کہ یہ لوگوں کے درمیان جنگ ختم کرنے کا اعلان کر کے سارے عرب کا سردار بن جائے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرا یہ لخت جگر ابھی اس عمر کو نہیں پہنچا اور نہ ہی اللہ کے رسول کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس وقت معصوم بچے تھے۔ ابوسفیان نے کہا: اے علی رضی اللہ عنہ میں مشکل میں پھنس گیا ہوں۔ آپ ہی کچھ بتائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوسفیان تم بنوکنانہ کے سردار ہو تم ہی جنگ بندی کا اعلان کر دو۔ ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر کہا لوگو! میں نے جنگ نہ کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ اونٹ پر سوار ہوا اور مکہ کی راہ لی۔ مکہ پہنچ کر قریشیوں کو ساری بات بتائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ بھی بتایا۔ قریش نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے تمہارے ساتھ مذاق کیا تھا (اور تم وہ بھی نہ سمجھ سکے)

فتح مکہ کی تیاریاں

قریش مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی کھلی خلاف ورزی کی تھی۔ اس بدعہدی کا مزہ چکھانے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فتح مکہ کا پختہ عزم فرمالیا۔ صحابہ کرام کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

یا اللہ قریش کی آنکھوں پر پردے ڈال دے اور ہماری اطلاعات سے انہیں بے بہرہ کر دے۔ یہاں تک کہ ہم ان کے شہر میں ان پر حملہ بول دیں۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال مکہ میں تھے ان کا کوئی والی وارث بھی نہیں تھا۔ انہوں نے قریش کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے قریش کو ایک خط لکھا کہ محبوب رب العالمین ﷺ تمہاری طرف

Marfat.com

ایک لشکر جرار لے کر آ رہے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی ضرور مدد کرے گا۔ میرے بتانے سے بھی فتح اہل اسلام کے ہادی و مرشد ﷺ کو ہی ہوگی۔ یہ خط بنی مزینہ کی ایک عورت کو دیا جس کا نام "کنود" تھا۔ عورت روانہ ہو گئی۔ اس کے پہنچنے سے پہلے وحی الٰہی پہنچ گئی۔

حضور ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو بھیجا کہ مکہ پہنچنے سے پہلے اس عورت سے خط برآمد کر لیں۔

یہ دونوں حضرات تیزی سے پہنچے اور عورت سے خط لے لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور قریش ہر طرح کی خبر سے بے خبر رہے۔

حضرت حاطب کو بلایا گیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم! میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پکا ایمان رکھتا ہوں۔ میرے اندر ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی۔ صرف ایک وجہ ہے کہ میرے اہل و عیال کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ میں نے ان کے لئے یہ کام کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کا سر قلم کر دوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمر تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو فرمایا ہے کہ جو مرضی ہے کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ سورۃ الممتحنہ کی ابتدائی آیات حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہیں۔

اے ایمان والو! نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اپنے (جگری) دوست تم تو اظہار محبت کرتے ہو ان سے۔ حالانکہ وہ انکار کرتے ہیں (اس دین) حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے۔ الخ

سوئے مکہ روانگی

قائد انبیاء و رسل ﷺ دس ہزار مجاہدین اسلام کا لشکر جرار لے کر جانب مکہ روانہ ہو گئے۔ رمضان المبارک کی دس تاریخ تھی۔ حضور ﷺ نے ابورہم کلثوم بن حصن غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا۔ راستے میں عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس بھی مل گئے۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی مل گئے آپ ہجرت کر کے آ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اپنا سامان مدینہ طیبہ بھیج دیں۔ اور خود ہمارے ساتھ چلیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: آپ آخری مہاجر ہیں اور میں آخری نبی ہوں۔ عسفان اور امج کے درمیان پہنچ کر سرکار ﷺ نے روزہ افطار کر دیا یہ دیکھ کر سارے صحابہ نے بھی روزے افطار کر دیئے۔

حضور ﷺ نیق العقاب کے مقام پر جلوہ فرما تھے کہ آپ کے چچا کا بیٹا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور آپ کی پھوپھی کا بیٹا عبداللہ بن امیہ آئے۔ دونوں نے حاضر خدمت ہونے کی اجازت مانگی۔ حضرت ام سلمہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا نے ان کی سفارش کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے ان دونوں کی ضرورت نہیں۔ میرے چچازاد نے میری توہین کی تھی۔ اور میرے پھوپھی زاد نے مکہ میں میرے بارے میں کیا کیا کہا تھا۔ (اس نے کہا تھا ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ (اگر) آپ آسمان پر بھی چڑھ جائیں الخ مترجم رومی)۔

ابوسفیان بن حارث کا معصوم بچہ جعفر بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب انہوں نے سرکار ﷺ کا جواب سنا تو ابو سفیان نے کہا: یا تو حضور ﷺ مجھے اجازت دے دیں یا میں معصوم جعفر کو لے کر کسی ویرانے میں چلا جاؤں گا جہاں بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہم جان دے دیں گے۔ ان کی یہ بات سن کر رحمۃ اللعالمین ﷺ کا قلب رحیم نرم ہو گیا۔ سرکار ﷺ نے انہیں اجازت دے دی ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

لعمرک انی یوم احمل رایة　　لتغلب خیل اللات خیل محمد

لکا المدلج الحیران اظلم لیله　　فهذا اوانی حین اهدی واهتدی

وهاد هدانی غیر نفسی ونالنی　　مع الله من طردت کل مطرد

اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ کی زندگی کی قسم جس دن میں اس لئے پرچم اٹھایا کرتا تھا کہ لات کے گھوڑ سوار محمد ﷺ کے شاہسواروں پر غالب آجائیں تو میں اس شخص کی طرح تھا جو اندھیرے میں حیران (پریشان) چل رہا ہو۔ اور اس کی رات بالکل تاریک ہو۔

اب وہ مبارک لمحات ہیں کہ مجھے ہدایت دی گئی ہے تو میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔

مرالظہران

اللہ تعالیٰ کے حبیب اور کائنات کے محبوب ﷺ اپنے دس ہزار جان نثار مجاہدین اسلام کے ہمراہ مکہ سے تھوڑے فاصلے پر مرالظہران کے مقام پر فروکش ہوئے۔ ان مجاہدین میں غالب تعداد مہاجرین وانصار کی تھی۔ قلیل تعداد میں قبیلہ جہینہ، غفار، مزینہ، سلیم، تمیم، اسد قبیلہ قیس کے افراد تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب اس مضبوط لشکر کو دیکھا تو فرمایا: ہائے قریش کی ہلاکت (تو کس قدر قریب آگئی ہے) اللہ کی قسم! اگر رسول خدا بزور شمشیر ان کے شہر میں داخل ہوئے تو قریش کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ پھر حضور ﷺ کی خوش نصیب خچر پر سوار ہوئے تاکہ کوئی شخص مل جائے تو اس کے ذریعے اہل مکہ کو رسول پاک ﷺ کی آمد کے بارے میں بتائیں تاکہ وہ آکر حضور ﷺ سے امان طلب کر لیں۔

آپ ادھر ادھر گھوم رہے تھے کہ ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء خزاعی کو دیکھا جو حالات کی ٹوہ لگانے کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے لشکر میں آگیں جلتی دیکھیں جس سے سارا میدان روشن تھا۔ ایک ہزار

Marfat.com

جگہوں پر آگ روشن تھی۔ ابوسفیان نے کہا: میں نے آج تک اس قدر آگ نہیں دیکھی۔ بدیل نے کہا یہ بنوخزاعہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا یہ خزاعہ کے بس کا روگ نہیں۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی کنیت ذکر کرتے ہوئے کہا: اے ابوحنظلہ! ابوسفیان نے کہا ابوالفضل میرے ماں باپ تم پر قربان یہ تمہارے پیچھے کیا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر تمہارے قریب تشریف لا چکے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا (اب) میرے لئے کیا حکم ہے؟ میں نے کہا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے لئے امان طلب کرتا ہوں۔ بخدا اگر کوئی مجاہد تم تک پہنچ گیا تو تمہیں مار ڈالے گا۔ حضرت عباس اسے سوار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جا رہے تھے۔ جب بھی کسی گروہ کے پاس سے گزرتے وہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گروہ کے پاس سے گزرے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا الحمدللہ آج ابوسفیان بغیر کسی کی پناہ کے میرے قابو آ گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوسفیان کی طرف دوڑے۔ میں بھی خچر تیز کر کے حضور تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ حضرت عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ابوسفیان کو قتل کرنے کی اجازت دیجئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے امان دے دی ہے۔ پھر میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے بالکل قریب بیٹھ گیا تا کہ میرے سوا کوئی بھی آپ سے سرگوشی نہ کر سکے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو میں نے کہا عمر اب بس بھی کرو۔ تم یہ سب کچھ اس لئے کر رہے ہو کہ ابوسفیان بنو عبد مناف سے ہے۔ اور اگر وہ (تمہارے قبیلہ) بنو عدی سے ہوتا تو تم اس طرح نہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جناب عباس یوں نہ کہو بخدا مجھے آپ کے اسلام قبول کرنے سے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ اتنی مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام قبول کرنے سے بھی نہ ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے اسے امان دے دی ہے۔ اسے لے جاؤ اور صبح لے آنا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اسے لے کر اپنی قیام گاہ میں آ گیا۔ صبح دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان تم پر افسوس اب بھی تمہیں نہیں پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ابوسفیان نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اگر کوئی اور خدا ہوتا تو ہمیں بھی کچھ فائدہ دیتا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان افسوس ابھی تمہیں نہیں پتہ چلا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ابھی تک اس بارے میں میرے نفس میں کچھ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھ پر افسوس اسلام قبول کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ تیری گردن توڑ دی جائے۔ تب ابوسفیان نے اسلام قبول کیا۔ اس کے ساتھ ہی حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔

Marfat.com

جیش رسالت ﷺ کی قوت وشوکت کا اظہار

حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ابوسفیان کو اس راہ پر لے چلیں جہاں سے لشکر اسلام نے گزرنا ہے تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے اسلام کی قوت وطاقت کا مشاہدہ کر لے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ فخر ومباہات پسند کرتا ہے اس کو کوئی امتیازی درجہ دے دیں جس کی وجہ سے باقی قوم سے ممتاز ہو جائے سرکار ﷺ نے فرمایا جب وہ مکہ میں جائے تو کہہ دے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان جو حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔ جو مسجد میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔ جو اپنا دروازہ بند کر لے اسے بھی امان ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ابوسفیان کو لے کر پہاڑ کے تنگ دہانے پر بیٹھ گیا۔ قبائل کے جوانوں نے مسلح ہو کر گزرنا شروع کر دیا۔ جب بھی کوئی دستہ گزرتا ابوسفیان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا یہ قبیلہ بنی اسلم ہے۔ یہ قبیلہ جہینہ ہے۔ اس نے کہا مجھے جہینہ سے کیا غرض؟ یہاں تک کہ حضور ﷺ سبز پوش دستہ میں مہاجرین وانصار کے گروہ کے ساتھ تشریف لائے۔ سرکار ﷺ کے سارے جسم پاک پر جنگی لباس تھا صرف چشمان مبارک نظر آ رہی تھیں۔

ابوسفیان نے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ مہاجرین وانصار کا دستہ آپ کے جلو میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا تمہارے بھتیجے کی حکومت بڑی عظیم ہو گئی ہے۔ میں نے کہا افسوس! (ابھی تک نہیں سمجھے یہ حکومت نہیں) نبوت ہے۔ اس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ میں نے ابوسفیان سے کہا جلدی جلدی اپنی قوم کے پاس جا اور انہیں (خوفناک انجام سے) ڈرا۔ ابوسفیان وہاں سے مکہ گیا حکیم بن حزام بھی ان کے ساتھ تھے۔

ابوسفیان نے مسجد میں جا کر با آواز بلند کہا: گروہ قریش محمد ﷺ ایسا لشکر لے کر تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ جس کے مقابلے کی تمہارے اندر طاقت نہیں۔ انہوں نے کہا بس کرو جو کہنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا جو میرے گھر میں داخل ہو گیا اسے امان ہے جو مسجد میں داخل ہو گا اسے بھی امان ہے جس نے دروازہ بند کر لیا اسے بھی امان ہے۔ پھر اس نے کہا اے گروہ قریش! اسلام قبول کر لو بچ جاؤ گے۔ اتنے میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ آ گئی۔ ہندہ نے ابوسفیان کی داڑھی پکڑ کر قریش کو کہا اے آل غالب! اس احمق بوڑھے کو قتل کر دو۔ ابوسفیان نے کہا میری داڑھی چھوڑ دو مجھے قسم ہے اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیری گردن توڑ دی جائے گی۔ جاؤ گھر چلی جاؤ۔ ہندہ اسے وہاں چھوڑ کر چلی گئی۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

حضور ﷺ ذی طویٰ کے مقام پر پہنچ گئے۔ آپ نے سرخ رنگ کی حبری چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ آپ نے

Marfat.com

اپنی سواری روک کر اپنے لشکر کو متفرق طور پر مکہ میں داخل ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ کدئی پہاڑ کی طرف سے جائیں۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ کداء المعلاۃ کی جانب سے جائیں۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو یوں کہتے ہوئے سنا گیا آج جنگ کا دن ہے۔ آج حرمت کا حکم اٹھنے کا دن ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا سعد کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قریش پر سختی کریں گے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ ان سے پرچم لے لیں۔ اور پرچم لے کر آپ مکہ میں داخل ہوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فرمایا آپ کچھ مجاہدین کو لے کر مکہ مکرمہ کے زیریں علاقے کی طرف سے جائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میمنہ پر تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ میسرہ پر تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کچھ مجاہدین کے ہمراہ رسول کریم ﷺ کے سامنے چلتے رہے۔

اللہ رب العزت کی طرف سے اس فتح عظیم پر محبوب رب العالمین ﷺ ازراہ تواضع سر اقدس جھکائے ہوئے تھے۔ اور ریش مبارک اونٹ کی کاٹھی کو چھو رہی تھی۔ آپ ظالم، جابر، متکبر اور سرکش فاتحین کی طرح مفتوحہ شہر میں نہیں داخل ہوئے تھے۔

حضور ﷺ نے امراء لشکر کو حکم دے رکھا تھا کہ جو مقابلے میں نہ آئے اس سے جنگ نہ کی جائے۔ خندمہ کے مقام پر صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو نے مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے کچھ لوگوں کو تیار کر رکھا تھا۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمان اس جگہ پہنچے تو کفار سے جھڑپ ہوگئی جس میں تیرہ کافر مارے گئے۔ مسلمانوں میں سے حضرت کرز بن جابر اور جیش بن خالد بن ربیعہ رضی اللہ عنہما شہید ہوگئے۔ کیونکہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کٹ کر ایک گمنام راستے پر جا رہے تھے۔

قبہ نبوی ﷺ سے مسجد حرام تک

حجون کے مقام پر حضور ﷺ کے لئے ایک قبہ بنایا گیا تھا۔ آپ وہاں سے نکل کر مسجد حرام کی طرف جانے لگے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ نبی رحمت ﷺ کی زبان اقدس پر سورۃ الفتح کی تلاوت جاری تھی۔ جب آپ بیت اللہ شریف پہنچے اپنی سواری پر ہی سات چکروں میں طواف فرمایا۔ دست مبارک میں ایک چھڑی تھی اس سے حجر اسود کا استلام کیا بیت اللہ پاک کے اردگرد ۳۶۰ بت تھے۔ حضور ﷺ اپنی چھڑی سے جس بت کو چھو کا دیتے وہ فوراً گر جاتا۔ سرکار ﷺ فرماتے جاء الحق وزھق الباطل حق آگیا اور باطل چلا گیا ہے۔ اب باطل نہ پیدا ہوگا نہ واپس آئے گا۔

Marfat.com

وہ تصویریں اور تماثیل جو کعبہ کے اندر تھیں ان کو نکال کر باہر پھینک دیا گیا۔ سرکار ﷺ کعبہ مقدسہ کے اندر تشریف لے گئے۔ نماز ادا فرمائی اور اس کے ہر کونے میں صدائے تکبیر بلند فرمائی۔ حضور ﷺ مسجد حرام کے اندر بیٹھ گئے یوں لگ رہا تھا کہ گویا ماہ تمام اپنے ہالہ کے اندر جلوہ فگن ہے۔ (کفار و مشرکین) گھبرائے ہوئے دلوں اور پتھرائی ہوئی آنکھوں سے آپ کو دیکھ رہے تھے۔

جرم خانہ خراب اور عفو بندہ نواز

صحن حرم میں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد باب کعبہ کی دیرینہ آرزو پوری ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ پیکر حسن وزیبائی رحمت دو عالم ﷺ نے باب حرم میں کھڑے ہو کر فرمایا: لا اله الا الله وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ اپنے (ذیشان) بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سب گروہوں کو شکست دے دی۔

یاد رکھو! جاہلیت کے تمام قتل، بدلے اور مال میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہیں (یعنی آج ختم ہو گئے ہیں) بیت اللہ شریف کے ہمن اور حجاج کی سقایت کے سوا۔

سن لو! قتل خطا اور کوڑے یا عصا کے ساتھ شبہ عمد میں دیت مغلظہ سو اونٹ یا چالیس حاملہ اونٹنیاں ہیں۔

اے گروہ قریش! اللہ تعالیٰ نے تمہاری جاہلی نخوت اور آباء پر فخر وغرور کو ختم کر دیا ہے۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اے ایمان والو! ہم نے تمہیں نر و مادہ سے پیدا فرمایا اور تمہارے خاندان اور قبیلے (اس لئے) بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا اخبر رکھنے والا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اے گروہ قریش! تم جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ سب نے کہا آپ بھلائی کا سلوک کریں گے کیونکہ آپ کریم ابن کریم ہیں ہمارے بھائی بھی ہیں اور بھتیجے بھی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جاؤ تم سب آزاد ہو۔ انتقام لینے کی طاقت ہوتے ہوئے سرکار ﷺ نے سب کو معاف فرما دیا۔ یہی کرم اور عفو و درگزر ضرب المثل سے بھی بڑھ کر ہے۔

بارہ مجرم

اس عفو عام میں آٹھ مرد اور چار عورتیں شامل نہیں تھیں۔

ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) عکرمہ بن ابی جہل (۲) صفوان بن امیہ بن خلف (۳) عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح (۴) عبد اللہ بن

Marfat.com

خطل (۵) حویرث بن نقیذ (۶) مقیس بن صبابہ (۷) عبداللہ بن الزبعری (۸) ھبار بن اسود۔ یہ لوگ دوسرے کفار کی نسبت رسول کریم ﷺ کے لئے اپنی عداوت واذیت میں تمام حدود عبور کر گئے تھے۔ لیکن ان میں سے جن لوگوں نے توبہ کی اور اسلام قبول کر لیا ان کو معاف کر دیا گیا۔

عکرمہ، صفوان، عبداللہ بن سعد، عبداللہ بن الزبعری نے اسلام قبول کر کے بہترین زندگی کا آغاز کر دیا اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ باقی چاروں اپنے کفر پر قائم رہے اور اسی کفر پر انہیں قتل کر دیا گیا اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو گئے۔

عبداللہ بن الزبعری نے اسلام قبول کرتے وقت یہ شعر کہے تھے۔

یارسول الملیک ان لسانی راتق مافتقت اذانابور

اذاباری الشیطان فی سنن الغیّ ومن مال میلہ مثبور

آمن اللحم والعظام لربی ثم قلبی الشھید انت النذیر

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ جب میں (حالت کفر میں) تباہ ہو رہا تھا اس وقت بھی میری زبان محتاط رہی اور کوئی نازیبا بات نہ کی جب میں گمراہی کے راستوں پر چلنے میں شیطان سے مقابلہ کر رہا تھا۔ (حالانکہ) جو شیطان کی طرف مائل ہوتا ہے وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اس وقت تو میرا گوشت اور ہڈیاں بھی اپنے رب پر ایمان لے آئے ہیں اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ آپ ﷺ مستقبل کے خطرات سے آگاہ فرمانے والے ہیں۔

عورتوں میں ہند بنت عتبہ، عمرو بن عبدالمطلب کی ایک لونڈی اور عبداللہ بن خطل کی دو لونڈیاں اس عفو عام میں شامل نہیں تھیں۔ ہند بنت عتبہ نے بھی اسلام قبول کر لیا اور ابن خطل کی ایک لونڈی نے بھی جبکہ باقی دو کو قتل کر دیا گیا۔ وہ اللہ کے غضب اور عذاب الیم کا مزہ چکھ رہی ہیں۔

بیعت اسلام

حضور ﷺ کوہ صفا پر بیعت کے لئے بیٹھ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی سرکار ﷺ کے زیریں جانب بیٹھ گئے۔ پہلے مرد آئے اور بیعت کی۔ حضور ﷺ فرماتے تمہاری یہ بیعت (اسلام قبول کرنے کے بعد) اللہ اور اس کے رسول کے ہر حکم پر سمع وطاعت کی بیعت ہے۔ مردوں کے بعد عورتیں بیعت کے لئے حاضر ہوئیں۔

زوجہ ابوسفیان ہندہ بنت عتبہ حاضر ہوئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کرنے کی وجہ سے ہند سہمی اور چھپی ہوئی تھی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔ ہند نے کہا بخدا آپ ہم پر وہ شرط عائد کر رہے ہیں جو مردوں پر نہیں عائد کی۔ لیکن ہم اس پر عمل کریں گی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اور اس بات پر بیعت کہ تم چوری نہیں کیا کرو گی۔ ہندہ نے کہا بخدا میں ابوسفیان کے مال سے تھوڑی سی چوری

Marfat.com

کرلیتی ہوں۔ ابوسفیان بھی وہیں موجود تھے انہوں نے کہا جو کچھ ہوگیا وہ میں نے تمہیں معاف کردیا۔ (یہ سن کر) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ہندہ ہو؟ اس نے کہا اللہ آپ پر کرم فرمائے میری پہلی غلطی معاف کردیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: وعدہ کرو کہ تم زنا نہیں کروگی۔ ہندہ نے کہا کیا آزاد عورت بھی زنا کرسکتی ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگی۔ ہندہ نے کہا ہم نے تو بچوں کو پالا تھا لیکن آپ نے بدر میں سب کو قتل کردیا تھا۔ اب آپ جانیں اور وہ (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوب ہنسے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم خود گھڑ کر دوسروں پر بہتان نہیں لگاؤ گی۔ ہندہ نے کہا بخدا بہتان تراشی بڑی بری بات ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم نیکی کے کام میں مخالفت نہیں کروگی۔ ہندہ نے کہا: ہم یہاں آپ کی مخالفت کے لئے حاضر نہیں ہوئیں۔

حضور ﷺ نے ان کے لئے دعاء استغفار فرمائی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ ان سے بیعت لے لیں۔ سرکار ﷺ نے نہ پرائی عورت کو چھوا نہ مصافحہ فرمایا اور نہ ہی کسی پرائی عورت نے آپ ﷺ کو چھوا۔

(بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ کوئی کپڑا پکڑ کر اس کا دوسرا سرا اس عورت کو پکڑا دیا جاتا یا پانی کے پیالے میں پہلے سرکار ﷺ ہاتھ مبارک رکھتے اور بعد میں وہ خاتون پیالے میں ہاتھ رکھتی۔ مترجم مختار احمد رومی)

ایمان کے بغیر انسان کے احساسات

خواتین و حضرات سے بیعت سے فارغ ہونے تک ظہر کا وقت ہوگیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں۔ قریش اپنی چھتوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ کچھ قریشیوں کو امان مل چکی تھی کچھ امان کی طلب میں تھے۔

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان میں **اشهد ان محمدا رسول الله** کہا تو جویریہ بنت ابی جہل نے کہا اللہ نے میرے باپ کی لاج رکھ لی کہ بیت اللہ کی چھت پر بلال کی آواز سننے سے پہلے اسے دنیا سے اٹھا لیا۔ اس نے کہا بے شک اللہ نے محمد ﷺ کا ذکر بلند کردیا ہے ہم بھی عنقریب نماز پڑھیں گے لیکن جنہوں نے ہمارے پیاروں کو قتل کیا ہے ان سے ہمیں کوئی محبت نہیں۔

خالد بن اسد نے بھی اسی طرح کہا کہ اللہ نے اس دن سے پہلے اس کے باپ کو اٹھا کر اس کی عزت رکھ لی۔ حارث بن ہشام نے کہا کاش میں پہلے مرگیا ہوتا تاکہ یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح کی باتیں کی تھیں۔ لیکن ان میں سے کچھ کو ایمان نصیب ہوا تو اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔

پس نور ایمان نے ان کے دلوں سے کفر کی تاریکی ختم کردی۔ اسی کفر کی وجہ سے انہوں نے یہ باتیں کی تھیں۔ حالانکہ جب انسان مومن ہوجاتا ہے تو سولی پر چڑھنا اور جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا گوارا کرلیتا ہے لیکن ایسی بات منہ سے نکالنا نہیں پسند کرتا۔

Marfat.com

وعظ و عبرت سے معمور چند امور

(ا) حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا ہبیرہ بن ابی وھب مخزومی کے نکاح میں تھیں۔ فتح مکہ کے موقع پر ام ہانی رضی اللہ عنہا کے دو دیوران کے پاس آئے اور پناہ کے طلبگار ہوئے۔ ان کے پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آئے اور کہا بخدا میں نے انہیں قتل کرنا ہے۔ ام ہانی فرماتی ہیں میں نے گھر کا دروازہ بند کر دیا اور خود رسول پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ اس وقت مکہ کے بالائی حصہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ غسل فرما رہے تھے اور آپ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھیں۔ (سرکار ﷺ ستر پاک پر کپڑا باندھے ہوئے تھے) غسل سے فارغ ہو کر حضور ﷺ نے چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ام ہانی مرحبا کس وجہ سے آئی ہو؟ میں نے اپنے دونوں دیوروں کے بارے میں ساری کہانی عرض کی تو سرکار ﷺ نے فرمایا: جس کو تو نے پناہ دی ہے ہم نے بھی ان کو پناہ دی اب ان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

(ب) بیت اللہ شریف کے طواف کے بعد رسول رحمت ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر اس سے کعبہ شریف کی کنجی لی۔ دروازہ کھول کر اندر نماز ادا فرمائی۔ اندر سے تصویریں اور بت باہر نکلوائے۔ ابھی چابی حضور ﷺ کے ہاتھ میں تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حجابۃ کے ساتھ ساتھ کلید برداری کی سعادت بھی ہمیں عطا فرما دیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ عثمان کو پیش خدمت کیا گیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: یہ رہی تمہاری چابی (اسے اپنے پاس رکھو) کیونکہ آج کا دن نیکی اور وفا کا دن ہے۔

(ج) جب حضور ﷺ طواف فرما رہے تھے فضالہ بن عمیر نے دل میں کہا میں ابھی ان کو شہید کر دیتا ہوں وہ بھی مصروف طواف ہو گیا۔ جب حضور ﷺ کے قریب آیا سرکار ﷺ نے فرمایا: کیا تم فضالہ ہو؟ کہنے لگا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے دل میں کیا سوچ رہے ہو؟ اس نے کہا اللہ کا ذکر کر رہا ہوں اور تو کچھ نہیں سوچ رہا۔ سرکار ﷺ اس کی بات سن کر مسکرا دیے اور فرمایا اللہ سے معافی مانگو۔ پھر سرکار ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر رکھا جس سے وہ پرسکون ہو گیا۔ فضالہ کا بیان ہے ابھی سرکار ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے سے اٹھایا بھی نہیں تھا کہ آپ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے عزیز ہو گئے۔ فضالہ کا بیان ہے واپسی پر مجھے وہ عورت ملی جس سے میں محبت کی باتیں کیا کرتا تھا۔ اس نے مجھے بلایا کہ آؤ لیکن میں نے کہا:

ترجمہ اشعار:۔ اس نے کہا آؤ کچھ باتیں ہو جائیں لیکن میں نے کہا اللہ اور اس کا دین ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر تو محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو فتح مکہ کے دن دیکھ لیتی جب بت ٹوٹ رہے تھے۔ تو تو کہہ

Marfat.com

اٹھتی کہ اللہ کا دین واضح اور روشن ہے اور کفر کے منہ پر اندھیرا چھایا ہوا ہے۔

(د) بارہ رمضان المبارک فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد ابوقحافہ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ جب سرکار ﷺ نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: آپ انہیں گھر چھوڑ دیتے کہ میں خود تمہارے گھر آ جاتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ کے تشریف لانے کی بجائے یہ خود حاضر ہونے کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا ان کے سینے پر دست مبارک رکھا اور فرمایا: اسلام قبول کر لو۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ان کے بالوں کا رنگ بدل دیں۔ لیکن سیاہ رنگ نہ استعمال کریں۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے بال بالکل سفید تھے۔

نتائج

(۱) قریش مکہ کی مثال سے واضح ہے کہ عہد شکنی زوال و خسران کا باعث ہوتی ہے۔

(۲) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط لے جانے والی عورت کے بارے میں نبی رحمت ﷺ نے مدینہ طیبہ بیٹھے بتا دیا کہ تمہاری اس سے ملاقات روضہ خاخ کے مقام پر ہوگی۔ غیب دان نبی نے جس طرح بتایا تھا اسی طرح ہوا تھا۔

(۳) معزز لوگوں کی غلطیاں معاف کر دینا باعث فضیلت ہے۔ نیز اس سے اہل بدر کی فضیلت بھی ظاہر ہو رہی ہے۔

(۴) رمضان المبارک میں سفر کرنا، سفر میں روزہ رکھنا اور پھر افطار کرنا تینوں جائز ہیں۔

(۵) دشمن کو اپنی تیاری سے بے خبر رکھ کر اس کے سنبھلنے سے پہلے حملہ کرنا بھی جائز ہے اس طرح جلدی فتح حاصل ہو جاتی ہے جس سے کئی قیمتی جانیں بچ جاتی ہیں۔

(۶) حضور ﷺ جیوش نصرت کے قائد اعظم و اکمل ہیں۔

(۷) قرآن و سنت کے حکم کے مطابق دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے اپنی قوت کا اظہار جائز ہے۔

(۸) ابوسفیان کے گھر کو امن کی جگہ قرار دے کر حضور ﷺ نے اس کی عزت افزائی فرما دی۔

(۹) فاتح دو جہاں ﷺ بوقت فتح مکہ از راہ تواضع اپنی سواری پر جھکے ہوئے تھے کہ ریش مبارک ڈاچی کے کجاوے سے لگ رہی تھی۔ ظالم و جابر فاتحین جو بے گناہوں کو بھی مار ڈالتے ہیں اور بوقت فتح ان کے سر غرور سے تنے ہوتے ہیں۔ انہیں سرور کونین ﷺ کے نمونے پر عمل کرنا چاہئے۔

(۱۰) خون کے پیاسے جانی دشمنوں کو نبی کریم ﷺ نے معاف فرما دیا۔ صرف چار مرد اور دو عورتیں قتل ہوئیں۔ وہ بھی اس لئے کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ (اسلام قبول کرنے سے ان کے گناہ

Marfat.com

معاف ہو جاتے اور جو جو بقتل ان پر لاگو تھا وہ اٹھ جاتا) (مترجم مختار احمد رومی)

(۱۱) اپنے معزز داماد کی طلب کے باوجود اللہ کے محبوب ﷺ نے کلید کعبہ عثمان بن طلحہ کو عطا فرمادی۔ محروم رکھنے والوں کو عطا فرمانا مصطفیٰ کریم ﷺ کا ہی حوصلہ ہے۔

(۱۲) بتوں، مورتیوں اور تصویروں کو توڑنا اور پھاڑ دینا عمل مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہے۔ مساجد میں ان چیزوں کو قطعاً نہیں لانا چاہیے۔

(۱۳) ایک مسلمان کی پناہ حاکم اسلام کی پناہ ہوتی ہے۔ جس طرح کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی پناہ کو حضور ﷺ نے اپنی پناہ قرار دیا تھا۔

(۱۴) بیعت اسلام واجب ہے اس سے مراد ہے اللہ، اس کے رسول اور حاکمان وقت کی اطاعت جبکہ حکمرانوں کا کوئی حکم اسلام کے خلاف نہ ہو۔

(۱۵) فضالہ کے دل کی بات بتادینا علم غیب کی واضح نشانی ہے۔

(۱۶) بارگاہ رسالت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پورے خاندان کا بڑا مقام تھا۔ یہ وہ واحد خاندان ہے جس کے سارے افراد (بلکہ غلاموں) نے اسلام قبول کیا تھا۔

(۱۷) سیاہ رنگ کے بغیر کسی رنگ سے بالوں کو رنگنا جائز ہے خواہ بال داڑھی کے ہوں یا سر کے۔

سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد مکہ کے ارد گرد قبائل کو دعوت اسلام دینے کے لئے بعض دستے روانہ فرمائے ان کی روانگی کا مقصد صرف دعوت اسلام تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں جنگ سے منع فرمایا تھا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت خالد ان کے غمیصا نامی کنوئیں پر اترے۔ بنو جذیمہ نے زمانہ جاہلیت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے والد عوف کو اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے چچا فاکہ بن مغیرہ کو قتل کر دیا تھا۔ یہ دونوں آدمی یمن سے تجارت کر کے واپس آرہے تھے۔ جب بنو جذیمہ نے حضرت خالد کو دیکھا تو ہتھیار اٹھالئے۔ آپ نے فرمایا: ہتھیار رکھ دو کیونکہ سارے لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ آپ نے ان کے چند آدمیوں کے ہاتھ باندھ کر انہیں قتل کر دیا۔ جب اس کارروائی کی خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: یا اللہ میں خالد کی اس کارروائی سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

پھر سرکار ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مال دے کر روانہ فرمایا کہ بنو جذیمہ کا جتنا نقصان ہوا ہے سب کی تلافی کر دیں۔ یہاں تک کہ اگر لکڑی کا پیالہ بھی کسی کا ٹوٹا ہوا ہو تو اس کی قیمت بھی ادا کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے سارے جانی اور مالی نقصان کی تلافی کر دی اور فرمایا کسی کا کوئی حق باقی ہو تو بتائیے۔ سب نے کہا ہمارا کوئی حق باقی نہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس مال بچ گیا ہے یہ احتیاطاً رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تمہی کو دیتا ہوں۔ واپس آ کر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں رپورٹ پیش کی تو سرکار ﷺ نے فرمایا: آپ نے بہت اچھا کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے درمیان طویل بحث ہوئی جس پر حضرت خالد نے معذرت کر لی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے خواب میں یہ واقعہ دیکھا تھا۔

گویا کہ میں نے ایک لقمہ اپنے دہن مبارک میں ڈالا ہے۔ مجھے اس کا ذائقہ بڑا اچھا لگا پس جب میں نے اس کو نگلا تو وہ لقمہ میرے حلق مبارک میں اٹک گیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ ڈال کر وہ لقمہ باہر نکال دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر یہ دی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کوئی سریہ روانہ فرمائیں گے اس کی کچھ کارکردگی آپ کو پسند آئے گی اور کچھ ناپسند ہو گی پس جو ناپسند ہو گی اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے درست کر دیا جائے گا۔

نتائج

(۱) فتح مکہ سے پہلے اور بعد دعوت و تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رہا۔

(۲) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اقدام خطاء اجتہادی تھا اللہ تعالیٰ نے یقیناً اپنی رحمت سے ان کی یہ خطا معاف کر دی ہو گی۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تعبیر خواب میں ماہر تھے۔

(۴) حضور ﷺ نے اصبت اور احسنت فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کامیابی پر مہر لگا دی۔

دو اہم واقعات

۱۔ عباس بن مرداس کا قبول اسلام

عباس کے باپ مرداس کا ایک بت تھا۔ جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ اس بت کا نام ضمار (ر کے نیچے زیر) تھا۔ جب عباس بن مرداس اپنے باپ کے پاس آیا باپ نے کہا میرے بیٹے اس بت کی پوجا کیا کر یہ تمہیں نفع بھی دے گا نقصان بھی۔

ایک دن عباس ضمار کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کے اندر سے اشعار کی صورت میں یہ آواز آئی۔

ترجمہ اشعار:۔ بنو سلیم کے تمام قبائل سے کہہ دے کہ ضمار تباہ ہو جائے گا اور اہل مسجد سلامتی پا جائیں گے۔

ابن مریم کے بعد جس ہستی نے نبوت و ہدایت کا اعلان کیا ہے اس کا تعلق قریش سے ہے۔

اللہ کے نبی محمد ﷺ پر کتاب اترنے سے پہلے ضمار کی عبادت کی جاتی تھی لیکن اب ضمار کی ہلاکت کا وقت

Marfat.com

آ گیا ہے۔

یہ اشعار سن کر عباس نے ضمار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور خود سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اور ایک اچھے مومن کی طرح بقیہ زندگی گزار دی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روانگی عزیٰ کی طرف

حضور ﷺ ابھی مکہ مکرمہ میں ہی تشریف فرما تھے آپ نے رمضان المبارک کے آخری دنوں میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عزیٰ نامی بت گرانے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ بت مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ کے مقام پر ایک مکان میں نصب تھا۔ قریش بنو کنانہ اور بنو مضر اس کی تعظیم کرتے تھے۔ جب اس بتکدے کے خادم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آمد کے بارے میں سنا تو تلوار اس کے گلے میں لٹکا کر کہا:

اے عزیٰ خالد پر شدید سختی کر۔

جب حضرت خالد اس کے قریب گئے تو خادم نے کہنا شروع کر دیا اے عزیٰ (نکل آ) اپنے غضب کی انتہا کر دے۔ اس مکان سے ایک سیاہ رنگ کی حبشی عورت نکلی جس کے جسم پر کپڑے بھی نہیں تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ بت کو توڑ دیا اور مکان گرا دیا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا واقع عرض کر دیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا وہی (عورت) عزیٰ تھی اب قیامت تک اس کی عبادت نہیں کی جائے گی۔

رھاط کے مقام پر ہذیل کا بت تھا جس کا نام سواع تھا۔ اس کو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے توڑ دیا۔ جب آپ نے بت کو توڑا تو اس کا مجاور مسلمان ہو گیا۔ حضرت سعد بن زید اشھلی رضی اللہ عنہ نے مشلل کے مقام پر مناۃ نامی بت توڑ دیا۔

غزوۂ ہوازن

مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تھا۔ رمضان المبارک کا مہینہ بھی گزر گیا تھا۔

حضور ﷺ ابھی مکہ مکرمہ میں ہی تھے کہ یہ خبر پہنچی کہ بنو ہوازن فتح مکہ کی خبر سن کر مسلمانوں پر حملے میں پہل کرنا چاہتے ہیں۔ تا کہ مسلمان ان پر حملہ نہ کر دیں۔ قارب بن اسود اور سبیع بن حارث بھی بنو ثقیف کو لے کر پہنچ گئے۔ احمر بن حارث بھی آ گیا۔ قیس عیلان میں سے نصر، جشم، سعد بن بکر اور بنی ھلان کے چند لوگ شامل ہوئے۔ بنو کعب اور بنو کلاب نے بھی شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ بنو جشم میں ایک بوڑھا تھا جو بہت زیادہ عقلمند اور صاحب تجربہ تھا۔ اسی کا نام درید بن صمہ تھا۔ اس سارے لشکر کا قائد مالک بن عوف نصری تھا۔ جس کا تعلق بنو نصر بن معاویہ بن بکر سے تھا۔

Marfat.com

ایک درست رائے جو رد کر دی گئی

مالک بن عوف نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے جو لشکر اکٹھا کیا تھا اس نے اپنی عورتیں بچے اور مال مویشی بھی ساتھ لے جانے کا حکم دیا۔ یہ لشکر اوطاس کے مقام پر اترا۔ درید بن صمہ نے پوچھا کس وادی میں اترے ہو؟ اہل لشکر نے کہا اوطاس میں۔ اس نے کہا اوطاس بہت اچھی جگہ ہے۔ یہاں گھوڑے آسانی سے دوڑ سکتے ہیں۔ یہاں پتھر نہ نوکدار ہیں کہ سموں میں چبھ جائیں اور نہ ریتلی زمین ہے کہ گھوڑے زمین میں کھب جائیں۔ (درید بن صمہ نابینا ہو چکا تھا)

اس نے کہا کیا وجہ ہے میں اونٹوں، گدھوں، بکریوں اور معصوم بچوں کی آواز سن رہا ہوں۔ لوگوں نے بتایا مالک نے انہیں ساتھ لے جانے کا حکم دیا تھا۔

بوڑھے نے مالک بن عوف کو بلا کر کہا آج کے دن کے اثرات بعد والی زندگی پر بھی پڑیں گے۔ تو نے یہ سب کچھ کیوں اپنے ساتھ لے آنے کا حکم دیا ہے؟ اس نے کہا اس طرح ہر شخص خوب بے جگری سے لڑے گا۔ درید نے کہا اللہ کی قسم! تم بھیڑیں چرانے والے ہی رہے۔ شکست کھا کر بھاگنے والے کو کون سی چیز روک سکتی ہے۔ اگر تمہیں فتح ہوئی تو جنگجو بہادروں کی تلواروں اور نیزوں کی وجہ سے ہوگی۔ اور اگر تم ہار گئے تو جان کے ساتھ ساتھ بیوی، بچے اور مال مویشی بھی ہار جاؤ گے۔ پھر درید نے پوچھا بنو کعب اور بنو کلاب ہمارے ساتھ آئے ہیں؟ لوگوں نے بتایا وہ تو نہیں آئے۔ درید نے کہا گویا ہمارے ساتھ عزت و جاہ والے اور تیز ہتھیاروں والے نہیں آئے اگر آج ہماری فتح کا دن ہوتا تو وہ ضرور ہمارے ساتھ ہوتے۔ پھر اس نے مالک کو کہا اپنے اہل و اموال کو بلند جگہوں پر بٹھا دے۔ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرو۔ اگر تمہیں فتح ہوئی تو بلندی پر بیٹھے لوگ بھی تیرے ساتھ مل جائیں گے۔ اور اگر مار کھا گئے تو کم از کم یہ لوگ بچ جائیں گے۔

مالک نے کہا: بخدا! میں تیری کوئی بات بھی نہیں مانوں گا۔ تیرا علم اور تجربہ دونوں پرانے ہو چکے ہیں۔ اللہ کی قسم! اے بنو ہوازن یا تو تم میری بات مانو گے یا میں اس تلوار پر پیٹ رکھ کر پیٹھ کی جانب سے نکال دوں گا۔ درید کی کوئی بات بھی قبول نہ کی گئی۔

مالک نے اپنے سپاہیوں سے کہا جب مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلوار کے نیام توڑ کر یکبارگی حملہ کر دینا۔

جب جاسوسوں نے ملائکہ کو دیکھا

اسلامی لشکر کے حالات سے آگاہی کے لئے مالک نے اپنے جاسوس روانہ کئے۔ جب یہ جاسوس واپس گئے تو ان کے اوسان خطا تھے۔ ان کا انگ انگ اکھڑ رہا تھا۔ اس نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ جاسوسوں نے کہا ہم نے سفید رنگ والے مجاہدین کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا ہے۔ ان کے دیکھنے سے ہم پر دہشت طاری ہو گئی ہے اور

Marfat.com

ہماری حالت تم دیکھ رہے ہو۔ لیکن اس بات سے بھی مالک نے کوئی سبق نہ سیکھا۔ اور اپنے ارادے میں تبدیلی نہ کی۔ جاسوسوں نے جن لوگوں کو دیکھا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے۔ جن کے بارے میں قرآن کا فرمان ہے۔

ترجمہ آیت:۔ اور نازل کیے اس (اللہ) نے ایسے لشکر جن کو نہ دیکھا تم (مسلمانوں) نے۔

قائد جیش نصرت جانب ہوازن

بنو ہوازن کی جنگی تیاریوں کی خبر لینے کے لئے حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت عبداللہ بن ابی حدرد سلمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ آپ نے جا کر ان کی تمام تیاریوں کو بغور دیکھا۔ اور سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پوری تفصیل عرض کر دی۔ حضور ﷺ نے صفوان بن امیہ سے ایک سو زرہیں اور ان کے متعلقہ جنگی سامان مستعار لیا۔ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا عامل مقرر فرمایا۔ اور خود بارہ ہزار کا لشکر لے کر ہوازن کی طرف تشریف لے گئے۔ اس لشکر میں دو ہزار نو مسلم مکی بھی تھے۔ اور دس ہزار مدنی جانثار تھے۔ جب ان لوگوں نے اپنی کثرت تعداد کو دیکھا تو کہا آج قلت تعداد کی وجہ سے ہم مار نہیں کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا (التوبہ:25)

اور حنین کے روز بھی (اللہ نے تمہاری مدد فرمائی) جبکہ گھمنڈ میں ڈال دیا تھا تمہیں تمہاری کثرت نے پس نہ فائدہ دیا تمہیں (اس کثرت نے) کچھ بھی۔

ایک جاہلانہ تمنا

حنین کی طرف جاتے ہوئے راستے میں بیری کا ایک بہت بڑا سرسبز و شاداب درخت نظر آیا۔ مشرکین ہر سال اس درخت کے پاس آتے ایک دن رات یہاں رہتے۔ اپنے ہتھیار تبرک کے لئے اس کے ساتھ لٹکا دیتے۔ اور اس کے پاس قربانی کے جانور ذبح کرتے۔

مکہ کے نو مسلموں نے جب یہ درخت دیکھا تو حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ہمارے لئے بھی ایسا ہی درخت (ذات انواط) بنا دیجیے۔

سرکار ﷺ نے ان کا یہ بے ہودہ مطالبہ سن کر فرمایا: اللہ اکبر! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے تم نے بالکل قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح مطالبہ کیا ہے۔ (قوم موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا) ہمارے لئے بنا دیں معبود جس طرح ہیں معبود کفار کے لئے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک! تم جاہل قوم ہو۔

پھر سرکار ﷺ نے فرمایا: یہ پرانی رسمیں ہیں تم ان کو چھوڑ دو ان کے مطالبے کو سرکار ﷺ نے رد کر دیا۔ لیکن وہ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ان پر سختی نہ فرمائی۔

اہل اسلام کا لشکر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ سامنے وادی حنین آ گئی۔ یہ وادی وسیع اور ڈھلوانی تھی۔ ابھی صبح کا

Marfat.com

اندھیرا پوری طرح دور نہیں ہوا تھا۔ مشرکین رات کے وقت ہی کمین گاہوں میں چھپ گئے۔ جونہی مسلمان آگے بڑھے مشرکین کے چھپے ہوئے لشکروں نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی حملہ کی وجہ سے مسلمان پیچھے ہٹنے لگے۔ سرکار ﷺ نے دائیں طرف ہو کر فرمایا: اے لوگو! میری طرف آؤ۔ میں اللہ کا رسول ہوں محمد بن عبداللہ ہوں۔ یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا۔

حضور ﷺ کے پاس مہاجرین وانصار اور اہل بیت کے کچھ لوگ رہ گئے تھے۔ جن میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت ابوسفیان بن حارث، حضرت ربیعہ بن حارث، حضرت ایمن بن ام ایمن اور حضرت اسامہ بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔

بنوہوازن کے مقدمہ پر ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ اس کے پاس نیزہ تھا جس پر پرچم لگا ہوا تھا۔ جو بھی اس کی زد میں آتا اس کو قتل کر دیتا پھر پرچم اٹھا لیتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کو قتل کر دیا تب لوگوں کو سکون آیا۔

وہ لوگ جو ابھی تازہ تازہ مسلمان ہوئے تھے۔ ابھی تک اسلام دشمنی ان کے بیمار دلوں میں چھپی ہوئی تھی۔ وادیٔ حنین میں مسلمانوں کی وقتی پسپائی پر اپنے دلوں پر بوجھ نہ سنبھال سکے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا: اب مسلمان سمندر میں جا کر ہی دم لیں گے۔ اس کے ترکش میں صرف قرعہ اندازی کے تیر تھے۔ صفوان بن امیہ کے بھائی جبلہ نے کہا آج جادو ٹوٹ گیا ہے۔ صفوان ابھی تک مشرک ہی تھا اس نے اسلام قبول کرنے کے لئے کچھ مہلت مانگی تھی۔ وہ مہلت ابھی باقی تھی کہ غزوہ حنین پیش آگیا۔ صفوان نے اپنے بھائی کی بات سن کر کہا خاموش ہو جا۔ خدا تیرا منہ توڑ دے۔ کسی قریشی حاکم کے زیر سایہ زندگی بسر کرنا مجھے بنی ہوازن کے زیر سایہ رہنے سے کہیں زیادہ پسند ہے۔ شیبہ بن عثمان بھی ساتھ ہی تھا۔ اس کا باپ جنگ احد میں مسلمانوں نے قتل کر دیا تھا۔ وہ اپنے دل میں سوچ رہا تھا آج محمد ﷺ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینا ممکن ہو گیا ہے۔ اس نے بدلہ لینے کی کوشش بھی کی لیکن اس پر رعب طاری ہو گیا وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی خچر دلدل کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ آپ بلند آواز والے جسیم آدمی تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا: بلند آواز سے پکاریں اے انصار! اے بیعت رضوان کرنے والو! (ادھر آؤ) انصار لبیک لبیک کہتے ہوئے دوڑے آئے۔ اس قدر افراتفری تھی کہ اگر کوئی صحابی اپنے اونٹ پر سوار نہ ہو سکتا تو وہ ہتھیار لے کر پیدل ہی بلانے والے کی آواز کی طرف دوڑ آتا۔ اس طرح سو آدمی جمع ہو گئے۔ سرکار ﷺ نے اب بنوہوازن کی طرف رخ کیا جنگ شروع ہو گئی۔

سرکار ﷺ فرما رہے تھے۔

Marfat.com

انا النبی لا کذب انا ابن المطلب

میں ہی اللہ کا نبی ہوں اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: اب جنگ کی بھٹی گرم ہو گئی ہے۔ صحابہ نے خوب گرم جوشی سے جنگ کی۔ حضور ﷺ نے اپنی خچر دلدل سے فرمایا اے دلدل! نیچے جھک جا۔ خچر اس قدر جھکی کہ اس کا پیٹ زمین کے ساتھ لگ گیا۔ حضور ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی اٹھا کر کفار کے چہروں پر پھینکی۔ (اب کیا تھا مٹی پھینکنے کی دیر تھی کہ) کفار کو شکست ہو گئی۔ وہ صحابہ جو ادھر ادھر بکھر گئے تھے جب واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ دشمن کے قیدی رسیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔

ایک مسلمان خاتون یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

اللہ کا لشکر لات کے لشکر پر غالب آ گیا۔ لشکر ربانی کو ثابت قدم رہنا ہی زیب دیتا ہے۔

بنو ثقیف اور بنو ہوازن سے ستر آدمی قتل ہوئے۔ ان کے حلیف قبائل میں سے دو آدمی قتل ہوئے۔ مشرکین بھاگ کر طائف کی طرف چلے گئے۔ لشکر کا سردار مالک بن عوف بھی طائف کی طرف بھاگ گیا۔ جان نثاران رسالت نے ان کا پیچھا کیا اور بعض کو قتل کر دیا۔ بعض مشرکین اوطاس چلے گئے ان کے پیچھے سرکار ﷺ نے ابو عامر اشعری کو بھیجا۔ انہوں نے راستے میں ہی انہیں جا لیا۔ ان کو خوب قتل کیا۔ حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ ایک تیر لگنے سے شہید ہو گئے تو آپ کے عم زاد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پرچم اٹھا لیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

بہت سا مال اور قیدی ہاتھ آئے۔ قیدیوں میں حضور ﷺ کی رضاعی بہن شیما بھی تھیں۔ اس نے بتایا کہ میں تمہارے نبی ﷺ کی رضاعی بہن ہوں۔ لیکن انہوں نے تسلیم نہ کیا۔ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں بھی آ کر شیما نے یہی کہا، حضور ﷺ نے فرمایا: اس کی نشانی کیا ہے کہ تم میری رضاعی بہن ہو؟ شیما نے کہا ایک دفعہ بچپن میں آپ ﷺ نے میری پشت پر "چکہ" مارا تھا اس کا نشان اب بھی موجود ہے۔ دیکھ لیں۔ نشان دیکھ کر سرکار ﷺ کو بھی یاد آ گیا۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھائی چادر کے اوپر بٹھایا اور اسے اختیار دیا چاہیں تو سرکار ﷺ کے ساتھ آ جائیں اور اگر دل ہو تو اپنی قوم کے پاس ہی رہیں۔ سرکار ﷺ نے انہیں کچھ مال دے کر ان کی قوم کی طرف بھیج دیا۔

سارا مال غنیمت اکٹھا کیا گیا۔ جعرانہ کے مقام پر مال کو لایا گیا۔ بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ عنہ کو مال کا نگران بنایا گیا۔ حنین کے مقام پر ایمن بن عبیدہ اور زید بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہما شہید ہوئے تھے۔

Marfat.com

چند اہم متفرق امور

(ا) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا واقعہ بھی بڑا اہم ہے۔

حضور ﷺ نے پیچھے کی جانب دیکھا تو ام سلیم نظر آئیں۔ انہوں نے اپنی چادر سے کمر باندھ رکھی تھی۔ ان کے شوہر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پیٹ میں تھے۔ ان کے پاس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا اونٹ تھا اونٹ بہت سرکشی کرتا تھا اس لئے انہوں نے اس کی نکیل کو بالکل قریب سے پکڑ رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: کیا ام سلیم ہو؟ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہاں میں ام سلیم ہوں۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جو مسلمان آپ کو چھوڑ کر ادھر ادھر ہو گئے ان کے ساتھ بھی اسی طرح جنگ کریں جس طرح مشرکین کے ساتھ قتال کر رہے ہیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: ام سلیم ہمارے لئے اللہ کافی ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس خنجر تھا۔ ان کے شوہر نے پوچھا یہ خنجر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ اس لئے رکھا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو اس کا پیٹ چیر دوں گی۔ ابوطلحہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ سن رہے ہیں یہ بہادر خاتون ام سلیم کیا کہہ رہی ہے؟

(ب) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

آپ فرماتے ہیں یوم حنین ایک مسلمان اور ایک مشرک آپس میں لڑ رہے تھے۔ ایک دوسرا کافر اس کی مدد کو آ رہا تھا میں نے اسے راستے میں روک کر تلوار ماری جس سے اس کا ہاتھ کٹ گیا وہ ایک ہاتھ سے ہی میرے ساتھ چمٹ گیا۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ شخص میرے لئے خطرناک ہے میں نے اسے قتل کر دیا۔

پھر جنگ کی مصروفیت کی وجہ سے میں دوسرے کافروں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گیا۔ جب جنگ ختم ہو گئی حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہے اس کا سامان اسی مسلمان مجاہد کا ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا لیکن اس کا سامان لینے سے پہلے میں کسی دوسری طرف چلا گیا تھا اب نہیں معلوم اس کا سامان کس کے پاس ہے؟ یہ سن کر مکہ کا ایک شخص بولا اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ ابوقتادہ کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔ (یعنی یہ سامان میرے پاس ہی رہے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہیں خدا کے شیر تو خدا کے دین کے لئے اللہ کے دشمنوں سے جنگ کریں اور مقتولوں کا سامان تم اتارتے پھرو۔ ابوقتادہ تم سے اس وقت راضی ہوں گے جب سامان واپس کرو گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انہوں نے ٹھیک کہا ہے سامان واپس کر دو۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے وہ سامان لے کر بیچا اور اس کی قیمت سے ایک باغ خرید لیا۔ یہ پہلا مال تھا جس کے ابوقتادہ اس طرح مالک بنے تھے۔

Marfat.com

(ج) درید بن صمہ کا دلچسپ واقعہ

حضرت ربیع بن رافع رضی اللہ عنہ نے ایک ہودج جاتے ہوئے دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید اس میں کوئی عورت ہے۔ ہودج کو روک لیا۔ اندر دیکھا تو ایک اندھا بوڑھا بیٹھا تھا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں درید بن صمہ ہوں۔ درید نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ حضرت ربیع نے فرمایا: تیرا قتل۔ درید نے پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا: میں ربیع بن رافع سلمی ہوں۔ یہ کہہ کر اسے تلوار ماری لیکن درید کو کچھ بھی نہ ہوا۔ درید نے کہا تیری ماں نے تجھے اچھے ہتھیار سے لیس نہیں کیا؟ درید نے کہا: میرے کجاوے کے پیچھے میری تلوار لٹکی ہوئی ہے۔ وہ لو اور ہڈیوں سے اوپر اور دماغ سے ذرا نیچے مارو میں بھی اس طرح لوگوں کو قتل کرتا تھا۔ مجھے بھی اسی طرح تلوار مار کر قتل کر دو۔ پھر جب اپنی ماں کے پاس جاؤ تو اسے بتانا کہ میں نے درید بن صمہ کو قتل کر دیا ہے۔ کیونکہ میں نے تیرے خاندان کی کئی بار حفاظت کی ہے۔ آپ نے واپس آکر اپنی ماں کو بتایا تو انہوں نے کہا درید نے تیری تین ماؤں کو آزاد کیا تھا۔

نتائج

(۱) تجربہ کار عقلمند کی رائے شجاعت وطاقت سے زیادہ اہم ہوتی ہے جس طرح درید کی رائے مالک کی شجاعت وطاقت سے اہم تھی۔

(۲) ملائکہ بارگاہ رسالت میں خادم بن کر حاضر ہوتے اور جہاد کرتے تھے۔ دشمن کے جاسوسوں پر ملائکہ کے دیکھنے سے ہی دہشت طاری ہوگئی تھی۔

(۳) دشمن کے حالات سے آگاہی کے لئے جاسوس بھیجنا جائز ہے۔

(۴) کثرت تعداد (اور طاقت) پر گھمنڈ حرام ہے اور یہی چیز باعث ہزیمت بن جاتی ہے۔

(۵) (ذات انواط جیسی) غیر شرعی چیزوں سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں یہی چیز شرک کی طرف لے جاتی ہے۔

(۶) ایمان کی کمزوری سے جہالت اور وساوس جنم لیتے ہیں جبکہ پختگی ایمان سے ماسوی اللہ کے سب دھوکے مٹ جاتے ہیں۔

(۷) رضاعی بہن کی تعظیم سنت رسول ﷺ ہے۔

(۸) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی شانِ امتیازی کا اظہار ان کے عمل سے ہو رہا ہے۔

(۹) درید بن صمہ اگر مومن صادق بن جاتا تو اس کی صلاحیتوں کو چار چاند لگ جاتے۔

Marfat.com

طائف کا محاصرہ

اللہ کے رسول ﷺ کو حنین اور اوطاس میں ہوازن اور ثقیف پر شاندار فتح نصیب ہوئی۔ شکست خوردہ دشمن طائف کے محفوظ قلعوں کی طرف بھاگ گیا اور ضروریات زندگی کا وافر ذخیرہ اندر محفوظ کر لیا۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے جان نثاروں کے ہمراہ ان کا تعاقب کیا۔ ان کو قلعوں سے باہر نکالنے کے لئے آگ برسانے والی منجنیقیں استعمال کی گئیں۔ منجنیق کا مشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ کیونکہ اہل طائف نے اندر سے لوہے کے گرم کئے ہوئے ٹکڑے مسلمانوں پر پھینکے۔ اور تیروں کی بارش کر دی۔ (دوسرے مرحلے میں) حضور ﷺ نے ان کے انگوروں کے باغات کاٹنے کا حکم دے دیا کہ شاید وہ باہر نکل آئیں لیکن اس کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

محاصرہ کے دوران اہل طائف کے کچھ غلام ان کے قلعوں سے نکل کر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے۔ حضور ﷺ نے ان تمام غلاموں کو آزاد فرما دیا۔ ابو بکرہ نفیع رضی اللہ عنہ بن حارث بن کلدہ بھی انہی غلاموں میں سے ہیں۔ ان کی کنیت (ابو بکرہ) کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب سے پہلے قلعہ سے نکل کر سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ (طوالت محاصرہ کے باعث) حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ طلب فرمایا۔ (کہ اب کیا کرنا چاہئے؟) نوفل بن معاویہ دوئلی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اہل طائف بل میں گھسی ہوئی لومڑی کی طرح ہیں۔ اگر آپ ان کے سر پر کھڑے رہیں گے تو پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ دیں گے تو یہ لومڑی آپ ﷺ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

سو حضور ﷺ نے کوچ کا اعلان فرما دیا۔ یہ محاصرہ بیس سے زائد دن جاری رہا۔

حضور ﷺ نے طائف جاتے ہوئے نجرہ الرغاء کے مقام پر ایک مسلمان کو قصاص کے طور پر قتل کروایا کیونکہ اس شخص نے ہذیل میں سے ایک مسلمان کو قتل کر دیا تھا۔ اسلام میں یہ پہلا قصاص تھا۔ واپس آتے ہوئے ایک شخص نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بنو ثقیف کے لئے ہلاکت کی دعا فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللھم اھد ثقیفا و ائت بھم۔ اے اللہ! ثقیف کو ہدایت عطا فرما اور ہمارے پاس پہنچا دے۔

طائف میں بارہ مسلمان شہید ہوئے جن میں سات قریش سے اور پانچ کا تعلق انصار سے تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما بھی انہی شہداء میں سے ہیں آپ شدید زخمی ہو گئے تھے۔ انہی زخموں کی وجہ سے حضور ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔ رضی اللہ عنہ۔

قابل ذکر واقعات

محاصرہ طائف کے دوران حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے خواب میں

Marfat.com

دیکھا ہے کہ مجھے مکھن سے بھرا ہوا ایک برتن ہدیہ کیا گیا ہے۔ اور ایک مرغ نے چونچ مار کر اس مکھن کو گرادیا ہے۔
حضرت ابو بکر نے عرض کیا: میرا خیال آج آپ اس چیز کو پالیں گے جو ان (اہل طائف) سے چاہتے ہیں۔
سرکار ﷺ نے فرمایا: لیکن میرا خیال اس طرح نہیں۔

(۲) جب اہل طائف مسلمان ہوگئے تو قلعہ سے اتر کر آنے والے غلاموں کی واپسی کی درخواست کی۔
حضور ﷺ نے فرمایا: وہ اب اللہ کے لئے آزاد ہو چکے ہیں۔

(۳) محاصرہ کے دوران حضور ﷺ کی دو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کے لئے خیمے نصب کئے گئے۔ حضور ﷺ ان دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔ جب بنو ثقیف مسلمان ہوگئے تو عمرو بن امیہ بن وہب نے سجدہ گاہ رسول کی جگہ مسجد تعمیر کردی۔ آج کل جو مسجد مسجد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام سے مشہور ہے شاید یہ وہی مسجد ہو۔

نتائج

(۱) نفاذ امر الٰہی کے لئے سرکار ﷺ کا عزم واحتیاط ناقابل تسخیر تھا۔
(۲) عقلمندوں سے مشورہ لینا اور اچھے مشورہ پر عمل کرنا سنت ہے۔
(۳) احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے جدید ترین اسلحہ استعمال کرنا عین حکم اسلام ہے تاکہ فتنہ ختم ہوجائے۔
(۴) حالت امن میں دارالاسلام کے باہر بھی حدود اللہ قائم کرنا جائز ہے۔
(۵) بنو ثقیف کے لئے مانگی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ نے فوراً قبول فرمالی۔
(۶) کسی نیک مومن کو اپنا خواب سنانا جائز ہے۔ اور تاویل خواب بھی جائز ہے۔
(۷) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار اور یہ کہ رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں آپ کا بڑا مقام تھا۔

تقسیم غنائم

حبیب خدا ﷺ طائف سے کوچ کرکے جعرانہ تشریف لائے۔ یہاں ہی اہل طائف کے اموال اور قیدی تھے۔ تقسیم سے پہلے ہوازن کا وفد حاضر ہوگیا۔ انہوں نے اسلام بھی قبول کرلیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے رضاعی ننھیال ہیں۔ ہمیں جو تکلیف اور مصیبت پہنچی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہم پر مہربانی فرمائیں اللہ آپ پر مہربانی فرمائے۔

ابو صرد زہیر کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان قیدیوں میں آپ کی رضاعی پھوپھیاں آپ کی خالائیں اور وہ خواتین شامل ہیں۔ جنہوں نے آپ کو اپنی گودوں میں کھلایا تھا۔ اگر ہم نے حارث بن شمر یا نعمان

Marfat.com

بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر انہیں ہم پر وہ غلبہ نصیب ہو جاتا جو آپ ﷺ کو ہے تو ہمیں ان سے مہربانی اور شفقت کا قوی یقین ہوتا جبکہ آپ تو ساری مخلوقات سے بہترین ہیں۔ پھر اس نے اشعار پڑھے۔

یارسول اللہ ﷺ ہم پر کرم فرما کے احسان کیجئے کیونکہ آپ وہ ذات ہیں جن سے کرم کی امید رکھی جاتی ہے اور جن کا کرم پائیدار رہتا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ ایسی خواتین پر کرم فرمائیں۔

تقدیر نے جن کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔

حضور ﷺ نے انہیں اختیار دیا چاہیں تو اپنے بیوی بچے لے لیں چاہیں تو مال مویشی لے لیں۔ انہوں نے کہا: ہمیں بیوی بچے واپس دے دئے جائیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: جو کچھ میرا اور میرے خاندان بنو عبد المطلب کا حصہ ہے وہ میں نے تمہیں عطا کر دیا۔ پھر سرکار ﷺ نے فرمایا:

جب میں نماز سے فارغ ہو جاؤں تو تم لوگوں سے کہنا ہم مسلمانوں کے آگے رسول پاک ﷺ کا واسطہ دیتے ہیں اور رسول پاک ﷺ کو اسلام کا واسطہ دیتے ہیں۔ ہمیں ہمارے بیوی بچے عطا کر دیئے جائیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں عطا کر دوں گا اور تمہاری سفارش بھی کروں گا۔

رسول رحمت ﷺ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو اہل طائف نے اسی طرح کہا جس طرح حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تھا۔

سرکار ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا: ماکان لی ولبنی عبد المطلب فھو لکم۔ جب مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے آقا ﷺ کو اس طرح فرماتے سنا تو سب نے کہا جو کچھ ہمارا حصہ ہے وہ اللہ کے رسول کی نذر ہے۔

اقرع بن حابس نے کہا جو کچھ میرا اور بنو تمیم کا حصہ ہے ہم چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ عینیہ بن حصن اور عباس بن مرداس نے بھی اقرع کی طرح جواب دیا۔ لیکن عباس بن مرداس کے قبیلہ بنو سلیم نے کہا جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ رسول پاک ﷺ کی نذر ہے۔ یہ سن کر عباس بن مرداس نے کہا تم نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔

اس کے بعد سرکار ﷺ نے فرمایا: جو اپنے حق کے قیدی واپس کر دے جب اللہ نے مجھے (کسی اور جگہ) سے مال فئی عطا فرمایا تو ہر آدمی کے حصے سے چھ گنا اسے عطا کروں گا۔ یہ سن کر سب لوگوں نے اپنے اپنے حصے کے قیدی واپس کر دیئے۔

مالک بن عوف

شکست خوردہ لشکر کا قائد مالک بن عوف غائب تھا۔

حضور ﷺ نے پوچھا مالک کہاں ہے؟ عرض کیا گیا وہ طائف میں ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اسے بتادو

Marfat.com

کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آجائے تو ہم اس کے اہل وعیال اور اموال کو واپس کر دیں گے۔ مالک کو بتایا گیا وہ چپکے سے سرکار ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا۔ اسلام قبول کر کے بہترین مسلمان ثابت ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کا مال اور اہل واپس کر دیئے۔ مزید اپنی طرف سے اسے سو اونٹ عطا فرمائے۔ اور اسے اپنی قوم کے اہل اسلام کا امیر مقرر فرما دیا۔ اس نے اپنی قوم کے بقیہ غیر مسلموں پر حملے کر کے انہیں مسلمان ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں شعر بھی کہے ہیں۔

مان رأیت ولا سمعت بمثله ۔۔۔ فی الناس کلھم بمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی ۔۔۔ ومتی شاء یخبرک عمافی غد

واذا الکتیبة عردت انیابھا ۔۔۔ بالسمھری وضرب کل مھند

فکانه لیث علی اشباله ۔۔۔ وسط الھباءة خادر فی مرصد

ترجمہ:۔ میں نے سارے زمانے میں محمد ﷺ جیسا نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے۔ وہ وعدہ پورا فرمانے والے، مانگنے والوں کو بھرپور عطا فرمانے والے اور جب چاہیں کل کی خبر دینے والے ہیں۔

جب کوئی دستہ تیز نیزوں اور ہندی تلواروں سے اپنے دانت تیز کر لیتا ہے۔ تو محمد ﷺ شیر کی مانند ہو جاتے ہیں جو اپنے کچھار میں بیٹھا ہوا اور غبار میں لپٹا ہوا اپنے بچوں کی حفاظت کر رہا ہوتا ہے۔

تقسیم غنائم پر اصرار

حضور ﷺ قیدیوں کو واپس کر کے اپنے اونٹ پر سوار ہو گئے۔ لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چل کر عرض کر رہے تھے۔ یارسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان مال غنیمت تقسیم فرما دیجئے۔ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے سرکار ﷺ ایک درخت کے نیچے رک گئے۔

آپ کی چادر مبارک درخت کے ساتھ اڑ گئی سرکار ﷺ نے فرمایا: لوگو! میری چادر مجھے پکڑا دو اللہ کی قسم! اگر میرے پاس تہامہ کے درختوں جتنا بھی مال آ گیا تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا۔ پھر تم دیکھو گے کہ میں نہ بخیل ہوں نہ بزدل اور نہ خلاف حقیقت بات کرنے والا۔

اس کے بعد رحمت عالم ﷺ نے اونٹ کی کوہان سے کچھ بال پکڑے اور فرمایا: تمہارے لئے میرے پاس اونٹ کے ان بالوں جتنا بھی مال نہیں سوائے خمس کے اور خمس (تمہیں معلوم ہے) تم پر ہی خرچ ہوتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے رؤسا اور سرداروں کی تالیف قلب کے لئے مال عطا فرمایا:

پس آپ نے ابو سفیان بن حرب، معاویہ بن ابو سفیان، حکیم بن حزام، علا بن جاریہ ثقفی، حارث بن ہشام، صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو، حویطب بن عبد العزیٰ، عیینہ بن حصن، اقرع بن حابس اور مالک بن عوف

Marfat.com

نضری کو سو سو اونٹ عطا فرمائے۔ کچھ لوگوں کو سو سے کم اونٹ عطا کیے۔

عباس بن مرداس کو چند اونٹ عطا کیے تو وہ بگڑ گیا۔ سرکار ﷺ نے اسے مزید اونٹ عطا کیے تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

عطاء مال بہتر کہ عدم عطاء

ایک شخص نے عطاء رسول ﷺ کا یہ حال دیکھا تو سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے عیینہ اور اقرع کو اتنا مال عطا فرمایا ہے اور جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو نہیں عطا فرمایا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: میری جان کے مالک کی قسم! اگر روئے زمین عیینہ اور اقرع جیسے لوگوں سے بھر جائے تو جعیل پھر بھی ان تمام سے بہتر ہے۔ لیکن میں نے ان کے دلوں کو (اسلام سے) جوڑنے کے لئے انہیں مال عطا فرمایا ہے۔ اور جعیل رضی اللہ عنہ کو اس کے اسلام کے حوالے کر دیا ہے۔

انصار رضوان اللہ علیہم کی خلش

اللہ کے رسول ﷺ نے قریش، ہوازن اور تمیم کے لوگوں کو اموال عطا فرمائے۔ اور انصار کو مال غنیمت نہ عطا فرمایا۔ تو انصار میں سے کسی نے کہا اب حضور ﷺ کو اپنی قوم مل گئی ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کر دی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ! پھر تم کس کے ساتھ ہو؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں بھی اپنی قوم کا ایک فرد ہوں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: پھر اپنی قوم کو میرے لئے جمع کرو۔ جب سارے انصار جمع ہو گئے نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: "تمہاری طرف سے یہ کیسی بات میرے تک پہنچی ہے؟ کیا اسی طرح نہیں کہ جب میں تمہارے پاس آیا تھا تم گمراہ تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔ اور تم فقیر تھے اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں غنی کر دیا۔ اور تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔

سب انصار نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہی فضل و احسان ہے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو اور تمہارا یہ کہنا بالکل سچ ہوگا کہ جب آپ تشریف لائے تھے (آپ کی قوم نے) آپ کی تکذیب کی تھی ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی تھی۔ آپ (ظاہری طور پر) بے یار و مددگار آئے تھے ہم نے آپ کی امداد کی تھی۔ (آپ کی قوم نے) آپ کو اپنے شہر سے نکال دیا تھا ہم نے دیدہ و دل فرش راہ کر دیئے تھے۔ آپ تنگ دستی کی حالت میں آئے تھے۔ ہم نے اپنے اموال پیش کر دیئے تھے۔

اے گروہ انصار! کیا تم نے ظاہری کشش والی گھٹیا دنیا کے لئے اپنے دلوں میں روگ پال لیا ہے اس مال کے ذریعے میں نے کچھ لوگوں کے دل اسلام کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور تمہیں تمہارے اسلام کے

Marfat.com

حوالے کر دیا ہے۔

مجھے میری جان کے مالک کی قسم! اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ہی ایک فرد ہوتا۔ اگر (باقی تمام) لوگ ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں تو میں انصار والی گھاٹی میں چلوں۔ میرے مولا انصار پر رحم فرما ان کے بچوں پر رحم فرما۔ اور ان کے پوتوں پر رحم فرما۔ یہ سن کر انصار کی چیخیں نکل گئیں ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ انہوں نے کہا ہمارے حصے میں حضور ﷺ آ گئے ہیں ہم اس تقسیم پر راضی ہیں پھر سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے۔

عمرہ جعرانہ

جعرانہ کے مقام پر ہی ذیقعدہ کا مہینہ شروع ہو گیا تھا۔ حضور ﷺ نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ سارے صحابہ نے بھی آقا ﷺ کی اتباع کی۔ بقیہ اموال فئ کو مرالظہر ان کے قریب مجنہ کے مقام پر رکھا گیا۔ رسول پاک ﷺ لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔ بیت اللہ شریف کا طواف کیا سعی فرمائی اور حلق کروا کے احرام کھول دیا۔ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا عامل مقرر کیا۔ ان کا یومیہ وظیفہ ایک درہم مقرر فرمایا۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وہیں چھوڑا تا کہ وہ اہل مکہ کو دین کی تعلیمات سے مزین فرمائیں۔

حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! جس شخص کا ایک درہم یومیہ سے پیٹ نہیں بھرتا اللہ تعالیٰ اسے کبھی سیر نہ کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے میرا وظیفہ ایک درہم یومیہ مقرر فرمایا ہے۔ مجھے اس سے زیادہ کی کوئی خواہش نہیں۔ رسول اکرم ﷺ تقریباً ۲۴ ذی قعدہ کو مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے۔ اہل طائف مزید ایک سال تک اپنے کفر پر قائم رہے۔

نتائج

(۱) اچھی اور شیریں گفتگو کا سامعین پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ اور بہت کم لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

(۲) عظمت و بلندی کے لئے کوشش کرنے والے کو اپنی مراد مل جاتی ہے۔

(۳) عرب بدوؤں میں جفا اور سختی تہذیب سے دوری کا نتیجہ تھی۔

(۴) اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ بے شک آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد ہر لمحہ سرکار ﷺ کی مبارک سیرت پر گواہ ہے۔

(۵) حضور ﷺ کے حسن سیاست اور تدبیر امور کی مثل پیش کرنا ناممکن ہے۔

(۶) حضرت جمیل رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے ان کے اسلام کے حوالے کیا۔ یہ حوالہ انہیں مبارک ہو۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ۔

Marfat.com

(۷) انصار رضوان اللہ علیہم اور ان کی تین نسلوں کے لئے اللہ کے محبوب ﷺ کی دعا اور محبت سرکار ﷺ انہیں مبارک ہو۔

(۸) حرمت والے مہینوں میں عمرہ جائز ہے اور یہ کہ جعرانہ حدود حرم سے باہر ہے۔

(۹) ملازمین کے رزق کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے۔

(۱۰) ملازمین کا تقرر اور دین کی تدریس کے لئے اساتذہ اور اہل فقہ کا تقرر سنت ہے۔

۸ھ کے اہم واقعات

غزوات وسرایا کے علاوہ اس سال درج ذیل اہم واقعات پیش آئے۔

☆ حضور ﷺ نے فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ سے نکاح فرمایا۔ اس نے اللہ کے رسول ﷺ سے پناہ مانگی (نعوذ باللہ) تو سرکار ﷺ نے اسے فوراً فارغ کر دیا۔

☆ حضور ﷺ کی جاریہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے حضور ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی اسی سال پیدا ہوئے۔ سرکار ﷺ نے انہیں ایک انصاری خاتون حضرت ام بردہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا جنہوں نے حضرت ابراہیم کو دودھ پلایا۔

☆ حضور ﷺ نے قضاعہ کو دعوت اسلام دینے کے لئے پندرہ آدمیوں پر مشتمل ایک دستہ روانہ فرمایا۔ لیکن انہوں نے کوئی مثبت جواب نہ دیا بلکہ سب کو قتل کر دیا۔ صرف امیر دستہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ جان بچا کر مدینہ طیبہ آنے میں کامیاب ہو سکے۔

☆ حضور ﷺ نے عیینہ بن حصن کو بنی عنبر کی طرف روانہ فرمایا بنو عنبر کا تعلق بنو تمیم سے تھا عیینہ نے ان پر حملہ کر کے ان کی عورتوں کو قید کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مان رکھی تھی۔ سرکار ﷺ نے ام المومنین سے فرمایا: بنی عنبر کے قیدی آ رہے ہیں ہم ان میں سے ایک آپ کو دیں گے تاکہ آزاد کر کے نذر پوری کر لیں۔ جب وہ قیدی آئے آپ نے ایک غلام آزاد کر کے اپنی نذر پوری کر لی اس سے پتہ چلتا ہے بنو تمیم بھی آل اسماعیل سے ہیں۔

☆ حضور ﷺ نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو ایک سو پچاس مجاہدین کے ہمراہ بنو خثعم اور بنو بجیلہ کے بتکدے ذوالخلصہ کو مسمار کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ ذوالخلصہ کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے آ کر اس بتکدے کو آگ لگا دی جس سے وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس دستے کے لئے پانچ دفعہ برکت کی دعا مانگی۔

Marfat.com

ہجرت حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواں سال

کعب بن زہیر بن ابی سلمی کا قبول اسلام

کعب اپنے باپ زہیر کی طرح شاعر تھا۔اس کا کلام سبعہ معلقہ میں شامل تھا۔اس نے اپنے اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی تھی۔اس کے بھائی بجیر نے اسلام قبول کر لیا۔اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔انہوں نے ہی اس کی طرف لکھا کہ جن شعراء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی ہے اور آپ کو اذیت دی ہے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کے قتل کا حکم دیا ہے۔مگر جو شخص اسلام قبول کر کے توبہ کر لے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف فرما دیتے ہیں۔اس کے بھائی نے لکھا کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تو اسلام قبول کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جا نجات پا جائے گا۔وگرنہ اپنے لئے کوئی جائے عافیت تلاش کر لے۔قریش کے شعراء میں ابن الزبعری، ہبیرہ بن ابی وہب بھی بھاگ گئے ہیں۔لیکن کعب نے اپنے بھائی کی نصیحت کو قبول نہ کیا۔اور کہا:

ترجمہ اشعار:۔میری طرف سے بجیر کو یہ پیغام پہنچا دو تجھ پر افسوس جو کچھ تو نے کیا ہے اس میں تیرا کوئی عمل دخل نہیں۔

ہمیں واضح طور پر بتا اگر تو یہ دین نہیں اختیار کرنا چاہتا تو اس کے علاوہ پر کس نے تیری رہنمائی کی ہے۔میں نے اس طریقے پر نہ اپنے باپ کو پایا ہے نہ ماں کو اور تو بھی اپنے بھائی (کعب) کو اس دین پر نہیں دیکھے گا۔اگر تو اپنے پہلے دین پر نہیں رہنا چاہتا تو مجھے کوئی افسوس نہیں اور نہ ہی میں تیری غلطی پر اللہ سے بخشش کا سوال کروں گا۔

مامون (محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے لبریز پیالہ پلایا ہے صرف ایک بار نہیں بلکہ کئی بار مجھے سیراب کیا ہے۔

حضرت بجیر رضی اللہ عنہ کو کعب کا یہ منظوم پیغام ملا تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعب کے یہ اشعار سن کر سخت جلال میں آ گئے۔آپ نے فرمایا: کعب کا خون حلال ہے جہاں نظر آئے قتل کر دو۔حضرت بجیر نے دوبارہ اسے لکھا کہ میرا یہ خط ملتے ہی مسلمان ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جا کیونکہ اسلام لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی غلطیوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔کعب نے اسلام قبول کر لیا۔مدینہ طیبہ حاضر ہو کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر سواری کو بٹھایا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ کعب لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے گزر گیا۔سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان کر سامنے بیٹھ گیا۔سلام عرض کیا۔اور امان طلب کی۔سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کیا کعب بن زہیر ہوں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہی جو اس طرح کہتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: اس نے کیا کہا تھا؟

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کعب کے وہ اشعار پڑھے جن کا پہلا مصرعہ

ألا ابلغا عنی بجیرا رسالة تھا

کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس طرح نہیں بلکہ میں نے کہا تھا:

سقاک ابو بکر بکاس رویة فانهلک المامون منها وعلکا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تجھے لبریز جام پلایا تھا۔

یہ سن کر سرکار ﷺ نے فرمایا: بخدا میں مامون ہی ہوں۔ اشعار سن کر انصار کعب پر جھپٹ پڑے اور سخت الفاظ بولنے لگے جبکہ قریش نے ہمدردانہ رویہ رکھا اور کعب کے اسلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ پھر کعب نے سرکار ﷺ کی مدح میں اپنا مشہور قصیدہ "بانت سعاد" پیش کیا۔ جب اس نے درج ذیل اشعار پڑھے۔

ترجمہ:۔ سعاد (معشوقہ) مجھ سے جدا ہوگئی جس کی وجہ سے میرا دل بیمار ہو گیا عین اس قیدی کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں جس کا فدیہ نہ ادا کیا گیا ہو۔

ہر وہ دوست جس سے مجھے امید تھی اس نے کہا میں تمہیں دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا۔ تیرا میرا تعلق ختم ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دھمکی دی ہے اور آپ کی عفو کی امید تو ہر ایک کو ہے۔ قریش کی ایک جماعت میں کہنے والے نے وادی مکہ میں کہا اب تم مسلمان ہو چکے ہو تو ہجرت کرو۔ انہوں نے ہجرت کی اس حال میں کہ وہ نہ بزدل تھے نہ نہتے اور نہ ہی گھوڑے کی پشت سے ایک طرف جھکنے والے۔ وہ اپنے سینوں پر ہی نیزوں کے وار روکتے ہیں اور موت کے حوض میں غواصی سے نہیں ڈرتے۔

حضور ﷺ نے قریش کی طرف دیکھا اور اشارہ فرمایا کہ سنو: یہاں تک کہ کعب نے کہا:

یمشون مشی الجمال الزهر یعصمه ضرب اذا عرد السود التنابیل

وہ خوبصورت سفید اونٹوں کی طرح چلتے ہیں جب سیاہ رنگ کے چھوٹے قد والے لوگ بھاگتے ہیں تو ان کی تلواریں ان کی حفاظت کرتی ہیں۔

اس میں انصار کی طرف اشارہ تھا کیونکہ انصار نے اس پر سختی کی تھی لیکن قریش نے بھی اس کی بات کو پسند نہ کیا کیونکہ اس میں گو انصار کی ہجو تھی لیکن قریش کی مدح بھی نہیں تھی۔ انصار نے اپنی ہجو پر شکوہ کیا تو اس نے یوں اشعار کہے:

ترجمہ: جسے شریفانہ زندگی گزارنا پسند ہو اسے چاہئے کہ وہ انصار کی نیک جماعت کے ساتھ رہے۔ یہ طہارت کو عبادت خیال کرتے ہوئے کفار کے ساتھ جنگ کر کے اپنے خون کے بدلے حاصل کرتے ہیں جنگ کے دن یہ لوگ اپنی جانوں پر کھیل جاتے ہیں۔

Marfat.com

اسی موقع پر حضور ﷺ نے اسے اپنی چادر مبارک اتار کر عطا فرمائی تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے چادر خریدنا چاہی لیکن انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک کے معاملے میں کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد امیر معاویہ نے ان کی اولاد سے وہی چادر مبارک ۲۰ ہزار درہم کی خریدلی۔ یہ چادر مبارک کافی عرصہ باقی رہی جس کو خلفاء مختلف مواقع پر اوڑھتے تھے آج کل شاید ترکی میں ہے۔

نتائج

(۱) تعریف کی خواہش اور مذمت سے نفرت فطری بات ہے۔ جس طرح کہ کسی شاعر نے کہا:

ترجمہ:۔ کوتاہ عمل اور فضول خرچ بھی اپنی تعریف پسند کرتا ہے۔ کیونکہ تعریف انسان کی فطری کمزوری ہے۔

(۲) کعب نے ہوش کے ناخن لئے اور اسلام قبول کرلیا۔ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پوچھے بغیر سرکار ﷺ کو پہچان لیا۔ مدح وذم کر کے راضی اور ناراض کرنا اس کے بدیہی فن تھے۔

(۳) حضور ﷺ کی مدح باعث اجر وفضیلت ہے۔ سرکار ﷺ اور خدا کا پسندیدہ عمل ہے۔

(۴) حضور ﷺ کے تبرکات حاصل کرنے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں باہمی مقابلہ رہتا تھا یہاں تک کہ ایک چادر مبارک ۲۰ ہزار درہم میں حاصل کی۔

(۵) واجب القتل دشمن کو معاف فرما کر چادر مبارک عطا فرمانا صاحب خلق عظیم ﷺ کا کمال اخلاق ہے۔

غزوہ تبوک

حضور ﷺ کے مغازی میں غزوہ تبوک سب سے اہم غزوہ ہے۔ کیونکہ اس موقع پر بہت زیادہ تکالیف پیش آئی تھیں۔

خشک سالی، بھوک، شدید گرمی، کثرت مشقت، دشمن کا قوی وکثیر ہونا۔ ان سارے حالات سے نبرد آزما ہونا آسان نہ تھا۔ کسی بھی جنگ کیلئے اس طرح اعلان عام نہ ہوا تھا، نہ ہی غزوہ تبوک کے علاوہ کسی اور غزوہ کیلئے محبوب رب العالمین ﷺ نے واضح سمت متعین فرمائی تھی۔ ان سارے امور نے غزوہ تبوک کو ایک عظیم غزوہ بنادیا۔

قرآن کریم کی آیات بھی اس پر گواہ ہیں۔

سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جب کہا جاتا ہے تمہیں کہ نکلو راہ خدا میں تو بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو۔ کیا تم نے پسند کرلی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں، سو نہیں سروسامان دنیوی زندگی کا آخرت میں مگر قلیل۔ اگر تم نہیں نکلو گے تو اللہ عذاب دے گا تمہیں دردناک عذاب اور بدل کرلے آئے گا

Marfat.com

کوئی دوسری قوم تمہارے علاوہ۔ اور تم نہ بگاڑ سکو گے اس کا کچھ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ الی قولہ تعالیٰ:
ترجمہ: نکلو (ہر حال میں) ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں۔ جبکہ پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ آیت: نہیں مناسب تھا مدینہ والوں کے لئے اور جو ان کے اردگرد دیہاتی لوگ ہیں کہ پیچھے بیٹھے رہتے اللہ کے رسول پاک سے۔ (التوبہ)

اس غزوہ کو جیش عسرت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس موقع پر تنگی اپنے عروج پر تھی۔

سبب غزوہ

اس غزوہ کا سب سے بڑا سبب ہرقل اور عیسائی قبائل بنو لخم اور جذام سے جنگ کا خطرہ تھا۔

نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ ہرقل اور نصرانی عربوں نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں شروع کردی ہیں۔ تاکہ اس سے پہلے کہ حضور ﷺ ان پر حملہ کریں وہ خود مدینہ طیبہ پر دھاوا بول دیں۔

کیونکہ جنگ موتہ میں انہوں نے مسلمانوں کے حملے کا مزہ چکھ رکھا تھا جب دو لاکھ سپاہی تین ہزار مجاہدین کے مقابلے سے عاجز آ گئے تھے۔

جنگ کے لئے اعلان عام

حضور ﷺ عام طور پر جنگ پر جانے کے لئے رازداری اور کنایہ سے کام لیتے تھے۔ لیکن اس دفعہ رسول کریم ﷺ نے بالکل واضح بتا دیا کہ ہم اہل روم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں سارے مسلمان خوب تیاری کرلیں۔ یہ فرمان سنتے ہی صحابہ کرام نے تیاریاں شروع کردیں۔ لیکن کچھ لوگوں نے سستی کا مظاہرہ کیا۔ قرآن نے فرمایا: ترجمہ گزر چکا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا انفاق فی سبیل اللہ

اس جنگ کے لئے مال بہت ضروری تھا تاکہ مجاہدین اسلام کے لئے سامان جنگ خرید ا جاسکے۔ سرکار ﷺ نے اپنے صحابہ کو دل کھول کر مال خرچ کرنے کی ترغیب دی۔ صالحین امت مصطفیٰ ﷺ اس میدان میں بھی سب سے آگے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال حاضر خدمت کردیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال پیش کردیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اتنا مال پیش کیا کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: اللھم ارض عثمان فانی عنہ راض۔ میرے اللہ عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ میں عثمان سے راضی ہوں۔ آپ نے ایک ہزار دینار اور ایک ہزار اونٹ پیش کئے۔ مخیر صحابہ کرام نے مجاہدین کو سواریاں پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر عطا فرمائے۔

Marfat.com

ایک منافق کا عذر لنگ

جد بن قیس پکا منافق تھا لیکن رسمی طور پر اللہ کے رسول ﷺ نے اسے دعوت دیتے ہوئے فرمایا: اے جد کیا تم بھی رومیوں کے ساتھ جہاد کے لئے چلو گے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری معذرت قبول کر لیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈالئے میری ساری قوم جانتی ہے میں عورتوں کا بہت رسیا ہوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ جب میں رومیوں کی عورتوں کو دیکھوں گا تو ضبط نہیں کر سکوں گا۔ سرکار ﷺ نے اس کی طرف سے رخ انور پھیر لیا اور فرمایا: تمہیں (ادھر ہی رہنے کی) اجازت ہے۔ اسی کے بارے میں قرآن کریم کا فرمان ہے۔

ترجمہ:۔ اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو کہتا ہے مجھے رہنے دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ خبردار! یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں۔ اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔ اس آیت سے ایسے لوگوں کا کفر ظاہر ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کی جانب سے منہ پھیر لیا تھا۔ اور بارگاہ رسالت سے دوری سب سے بڑا فتنہ ہے۔

کچھ اور لوگوں کا عذر مردود

بنو غفار کے کچھ بدو لوگ مدینہ طیبہ کے قریب رہتے تھے وہ بھی پیچھے رہ جانے پر عذر پیش کرنے کیلئے آتے۔ قرآن کریم کا فرمان ہے۔

اور آئے بہانہ بنانے والے بدو تا کہ اجازت مل جائے انہیں اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ تعالیٰ کے رسول سے عنقریب پہنچے گا جنہوں نے کفر کیا ان میں سے عذاب دردناک۔

(التوبہ:90، ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

تخلف بوجہ کسل

کچھ لوگ تبوک کی طرف جانے سے پیچھے رہ گئے لیکن ان کا پیچھے رہ جانا رسول کریم ﷺ کی ذات پاک سے کسی بغض و نفاق کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ سستی کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔ کیونکہ وہ موسم گرما کے آخری دن تھے۔ پھلوں کے پکنے اور سائے گھنے ہونے کا وقت تھا۔ اس لئے وہ پیچھے رہ گئے۔ حضور ﷺ کے واپس آنے کے بعد انہوں نے عذر پیش کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ان میں تین کبار صحابہ کی توبہ کی قبولیت کو مؤخر کر دیا گیا تا کہ ان کی خوب آزمائش ہو جائے۔

حضرت کعب بن مالک، مرارۃ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم ان تین اصحاب کو بائیکاٹ کا تلخ ذائقہ بھی چکھنا پڑا۔

زمین اپنی وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی خود اپنی زندگی بھی ان کے لئے بوجھ بن گئی۔ انہیں پختہ یقین

Marfat.com

ہو گیا کہ اب اللہ کے سوا کوئی سہارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور ان کی توبہ قبول فرمالی۔

اہل اشک و بکاء

یہ سات آدمی تھے جن کے دلوں میں شمع ایمان فروزاں تھی اور ان کا اسلام شک وشبہ سے پاک تھا۔ لیکن ان کے پاس مال و دولت بھی نہ تھا۔ سفر کے لیے سواری بھی نہ تھی۔ اس کے باوجود حضور ﷺ سے جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں رواں تھیں۔ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہمیں بھی سواری عطا کیجئے ہم کس طرح آپ سے پیچھے رہ جائیں۔ لیکن اس وقت سرکار ﷺ کے پاس بھی سواری نہ تھی۔ چنانچہ یہ لوگ روتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ لیکن اس سعادت سے محرومی پر شدت غم کی وجہ سے آنسو نہیں رکتے تھے۔ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ آیت: نہیں ہے کمزوروں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جو نہیں پاتے وہ مال جسے خرچ کریں۔ اگر یہ پیچھے رہ جائیں) کوئی حرج جبکہ وہ مخلص ہوں اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے۔ نہیں ہے نیکوکاروں پر الزام کی کوئی وجہ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور نہ ان پر (کوئی الزام ہے) جو جب حاضر ہوئے آپ کے پاس تا کہ آپ سوار کریں انہیں۔ تو فرمایا آپ نے میں نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ وہ لوٹتے ہیں اس حال میں کہ ان کی آنکھیں بہا رہی ہوتی ہیں۔ آنسو اس غم میں کہ افسوس نہیں ان کے پاس جو وہ خرچ کریں۔

(التوبہ:91، ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

حضور ﷺ کی روانگی

حضور ﷺ نے حضرت سباع بن عرفطہ کو مدینہ طیبہ کا عامل بنایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر والوں کی نگرانی کے لئے مقرر فرمایا اور خود رومیوں کے ساتھ جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ منافقوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کو حضور ﷺ بوجھ سمجھتے تھے لہذا ان کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ جب یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنی اپنے ہتھیار سنبھالے اور راستے میں سرکار ﷺ کے ساتھ مل گئے جو کچھ اہل نفاق نے کہا تھا وہ بھی بتادیا۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ بولا ہے میں نے تمہیں اپنے گھروں کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑا ہے جائیں اور میرے اور اپنے گھر کی نگرانی کریں۔ کیا آپ راضی نہیں کہ آپ میری طرف سے اس طرح ہو جائیں جس طرح ہارون موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے۔ خبردار! میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (یہ سن کر) حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے اور سرکار ﷺ جانب تبوک روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

جہاد سے روکنے والے

روانگی سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ سویلم یہودی کے گھر منافقین اکٹھے ہوتے ہیں اور لوگوں کو جہاد پر جانے سے روکتے ہیں۔ وہ جہاد سے دور رکھنے کے لئے حق میں شک وشبہ پیدا کرنے کے لئے اور رسول کریم ﷺ کی طرف سے روگردانی کے لئے لوگوں کو کہتے ہیں اتنی سخت گرمی میں نہ جاؤ قرآن کا بیان ہے۔

اور انہوں نے کہا نہ نکلو گرمی میں آپ فرما دیجئے جہنم کی آگ بہت سخت ہے گرمی کے اعتبار سے اگر وہ سمجھیں تو۔

حضور ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو کچھ صحابہ کے ساتھ روانہ فرمایا کہ سویلم کا گھر جلا دیا جائے۔ جب اس کے گھر کو آگ لگائی گئی ضحاک بن خلیفہ گھر کی پچھلی جانب سے نیچے کود گیا اس کے گروہ نے بھی چھلانگیں لگائیں۔ اسی موقع پر ضحاک کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ اس کے اشعار کا ترجمہ:

بیت اللہ شریف کی قسم! محمد ﷺ کی طرف سے لگائی ہوئی آگ سے ضحاک اور ابن ابیرق جلنے کے قریب تھے۔ میں سویلم کے چھوٹے سے گھر کے اوپر چڑھا اس وقت میری ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں ٹوٹی ہوئی ٹانگ اور کہنی کے سہارے اوپر چڑھا۔ والسلام میں تو آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا کیونکہ جسے یہ آگ لگ جاتی ہے وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کو کامیابی

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہ جا سکے تھے۔ ایک دن وہ اپنے گھر آئے تو دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے لئے اپنے اپنے چھپر پر پانی چھڑک رکھا ہے اور ان کے پینے کے لئے ٹھنڈا پانی مہیا کر رکھا ہے۔ جب ابوخیثمہ نے اس آسائش کو دیکھا تو فرمایا: اللہ کا پیارا محبوب تو گرم دھوپ اور سخت لو میں ہو اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے اور ٹھنڈے پانیوں میں بیٹھا ہو یہ تو انصاف نہیں۔

اللہ کی قسم! میں تو اس سائے میں نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے آقا ﷺ کے پاس جا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنا اونٹ تیار کیا۔ زاد راہ لیا اور اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے چل پڑے تبوک پہنچے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی سوار آ رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: (اے سوار!) ابوخیثمہ ہو جا۔ صحابہ نے دیکھا تو کہا بخدا وہ ابوخیثمہ ہی ہیں۔ ابوخیثمہ اپنے نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور ساری بات عرض کر دی۔ سرکار ﷺ نے انہیں دعاء خیر سے نوازا ابوخیثمہ نے اپنے اس قصے کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

ترجمہ اشعار:۔ جب میں نے منافقوں کا طرز عمل دیکھا (کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں) تو میں نے وہ طریقہ اختیار کیا جو عزت بخش اور پاکیزہ تھا۔

میں نے اپنا ہاتھ رسول پاک ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا میرا پیچھے رہ جانا کسی گناہ یا حرام کام کی وجہ سے نہ

Marfat.com

تھا۔

میں نے اپنی خوبصورت بیوی کو چھپر کے نیچے چھوڑ دیا حالانکہ اس وقت کھجوریں پک کر سیاہ ہو رہی تھیں۔

جب منافق شک کر رہے تھے میرے نفس نے دین کی طرف رجوع کر لیا۔

معجزات نبوت ﷺ

پہلا معجزہ

تبوک جاتے ہوئے راستے میں قوم ثمود کا شہر "حجر" آیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہاں ایک کنوئیں سے پانی بھر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہ یہاں سے پانی پینا نہ وضو کرنا اور یہاں کے پانی سے جو آٹا گوندھا ہے وہ اونٹوں کو کھلا دو خود نہ کھانا اور رات کے وقت کوئی شخص بھی اکیلا کہیں نہ جائے۔ سب لوگوں نے اس فرمان پر عمل کیا لیکن بنی ساعدہ میں سے ایک آدمی قضائے حاجت کے لئے اور ایک اپنے اونٹ کی تلاش میں علیحدہ علیحدہ نکل گئے۔ پہلے کو خناق کا مرض لاحق ہو گیا اور دوسرے کو تیز آندھی نے اٹھا کر بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا۔ جب یہ بات سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ کوئی شخص اکیلا نہ نکلے۔ پھر مریض خناق کے لئے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا کر دی۔ دوسرا شخص جو بنی طے کے پہاڑوں میں جا گرا تھا۔ جب بنو طے حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو وہ شخص بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ایں معجزہ رسول کریم ﷺ است۔

معجزہ دوم

ایک منافق جس کا نفاق بالکل ظاہر تھا وہ بھی اس سفر میں رسول ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب نبی رحمت ﷺ دیار ثمود سے گزرے تو اپنا رخ اقدس چادر مبارک سے ڈھانپ لیا اپنی رفتار تیز کر دی اور فرمایا اہل ظلم کی بستیوں کے قریب سے روتے ہوئے گزرو ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی وہی چیز آ پہنچے جس نے اہل ظلم کو آلیا تھا۔

اگلی صبح صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پانی نہیں ہے۔ حبیب رب العالمین نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج کر بارش عطا فرما دی۔ یہاں تک کہ سب لوگ خوب سیر ہو گئے۔ اور جتنی ضروریات تھیں ان کیلئے پانی حاصل کر لیا۔ یہ معجزہ رسالت تھا صحابہ کرام نے اس منافق کو کہا کیا اب بھی حضور ﷺ کی نبوت میں تمہیں کوئی شک ہے؟ اس نے کہا یہ چلتا پھرتا بادل تھا جو ادھر آ کر برس گیا۔

معجزہ سوم

ایک جگہ پر قیام کے دوران رسول پاک ﷺ کی ناقہ گم ہو گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی

Marfat.com

تلاش میں نکل گئے۔ حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت عمارہ بن حزام رضی اللہ عنہ کے خیمے میں ایک منافق زید بن اللصیت بھی رہتا تھا۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ اور جنگ بدر دونوں میں شرکت کی تھی۔ اس منافق نے کہا محمد ﷺ کا گمان ہے کہ وہ نبی ہیں اور تمہیں آسمان کی خبریں بھی بتاتے ہیں حالانکہ انہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ ان کی ڈاچی کہاں ہے؟ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے کہا ہے کہ محمد ﷺ تمہیں بتاتے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور میں تمہیں آسمان کی خبریں دیتا ہوں۔ حالانکہ انہیں یہ پتہ نہیں کہ ان کی ڈاچی کہاں ہے؟ اللہ کی قسم! مجھے بھی وہی چیز معلوم ہوتی ہے جو میرا اللہ مجھے بتائے۔ تحقیق میرے اللہ نے مجھے ڈاچی کے بارے میں بتا دیا ہے وہ اس وادی میں فلاں گھاٹی کے پاس ہے ایک درخت کے ساتھ اس کی مہار اڑ گئی ہے جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ صحابہ کرام گئے اور ناقہ کو لے کر آ گئے۔ یہ کھلا معجزہ تھا۔ حضرت عمارہ حضور ﷺ کی زبان اقدس سے یہ باتیں سن کر اپنے خیمے میں آئے اور اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ سرکار ﷺ نے ابھی ایک عجیب خبر بتائی ہے۔ حضرت عمارہ کے ایک دوسرے ساتھی جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں نہیں گئے تھے انہوں نے بتایا کہ یہ بات تو ابھی ابھی زید بن اللصیت نے کہی تھی۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر زید منافق کی گردن پکڑ کر مارتے ہوئے کہا لوگو! دیکھو میرے خیمے میں کیا مصیبت تھی اور مجھے معلوم ہی نہ تھا۔ پھر فرمایا: اے دشمن خدا! میرے خیمے سے دفع ہو جا اور دوبارہ ادھر کا رخ نہ کرنا۔

معجزہ چہارم

جب حضور ﷺ جانب تبوک تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں کچھ لوگ پیچھے رہ جاتے تھے۔ پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کو بتایا جاتا تو سرکار ﷺ فرماتے: اسے چھوڑو اگر اس میں کوئی بھلائی ہوئی تو اللہ تعالیٰ عنقریب اسے تم سے ملا دے گا۔ اور اگر وہ شخص برا ہے (تو شکر کرو) اللہ نے تمہیں اس سے نجات عطا فرما دی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا اونٹ تھک ہار گیا آپ بھی پیچھے رہ گئے۔ جب اونٹ بالکل جواب دے گیا آپ نے اس کو وہیں چھوڑا اپنا سامان سر پر اٹھایا اور سرکار ﷺ کے نقش پا کی تلاش میں پیدل ہی چل نکلے۔ سرکار ﷺ نے راستے میں ایک جگہ قیام فرمایا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی آدمی تنہا ہی چلتا رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کن ابا ذر۔ وہ ابوذر ہوں گے۔ جب وہ مسافر قریب آیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بخدا وہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحمت فرمائے تنہا ہی چلتا ہے، تنہا ہی اس دنیا سے جائے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔ ماہ و سال ایام کی صورت میں گزرتے رہے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو (مدینہ طیبہ سے باہر) ربذہ کی طرف شہر بدر کر دیا گیا۔ بوقت وصال ان کے پاس ان کی زوجہ اور غلام کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ وصال سے پہلے آپ نے

Marfat.com

وصیت کردی کہ میرے مرنے کے بعد مجھے غسل اور کفن دے کر سرِ راہ رکھ دینا اور سب سے پہلے جو سوار گزرے اسے کہنا یہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ ہے۔ اسے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی کی زوجہ اور غلام نے اسی طرح کر دیا۔ تھوڑی دیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل عراق کے ایک گروہ کے ساتھ ادھر سے گزرے انہوں نے خیال نہ کیا قریب تھا کہ ان کے اونٹ جنازہ کو کچل دیتے۔ فوراً غلام اٹھا اس نے کہا یہ صاحب رسول ﷺ حضرت ابوذر ہیں۔ پس تم ان کے دفن میں ہماری مدد کرو۔ (جنازہ دیکھ کر) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی چیخیں نکل گئیں۔ روتے روتے کہا میرے آقا و مرشد ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ اے ابوذر! تم تنہا چلتے ہو تنہا وصال کرو گے اور تنہا ہی قبر سے اٹھو گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر (آپ کی نماز جنازہ پڑھا کر) دفن کر دیا۔

معجزہ پنجم

تبوک کے راستے میں ایک چشمہ تھا۔ جس سے اتنا کم پانی نکلتا تھا کہ ایک یا دو یا (زیادہ سے زیادہ) تین آدمی پانی پی سکتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہم میں سے جو آدمی اس چشمے پر پہلے پہنچ جائے تو ہمارے آنے سے پہلے پانی نہ پیے۔ کچھ منافق وہاں پہلے پہنچ گئے اور جتنا پانی تھا وہ سارا خرچ کر ڈالا۔ جب سرکار ﷺ وہاں پہنچے چشمے میں ذرا بھی پانی نہیں تھا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: یہاں پہلے کون آیا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا فلاں فلاں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: میں نے پانی پینے سے منع نہیں کیا تھا۔ حضور ﷺ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے دعا ضرر فرمائی۔ پھر حضور ﷺ نے اس پتھر کے نیچے اپنا دست مبارک رکھا۔ تھوڑا تھوڑا پانی نکلا۔ آپ نے اس پر دعا پڑھی کہ اچانک اس طرح آواز آئی جس طرح بجلی کے کڑکنے کی آواز آتی ہے۔ صحابہ کرام نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور جو ضروریات تھیں ان کے لئے بھی پانی استعمال کیا۔ (کڑک کی آواز پانی کے تیز نکلنے کی وجہ سے تھی)

تبوک میں قیام مبارک

تبوک پہنچ کر حضور ﷺ نے وہاں دس سے زائد اور بیس سے کم راتیں گزاریں۔ اس عرصے میں حضور ﷺ نماز قصر ادا فرماتے رہے۔ ظہر کی نماز عصر کے ساتھ ملا کر اور مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ ملا کر تا کہ صحابہ کرام کے لئے سہولت ہو اور مشقت سے بچ جائیں۔ اس عرصہ میں آپ نے پوری نماز نہ ادا فرمائی۔ کیونکہ وہاں قیام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں ملا تھا۔ آپ امر ربی کے انتظار میں رہے۔ وہاں آپ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا کہ شام اور روم جانا چاہیے کہ نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے تو چلیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا تو پھر تمہارے ساتھ مشورہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اہل روم کے لشکر بے شمار ہیں جبکہ ابھی تک وہاں

Marfat.com

ایک بھی مسلمان نہیں۔ اب آپ ان کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں اور آپ نے ان کو خوفزدہ بھی کر دیا ہے۔

اسی سال آپ واپس تشریف لے جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ معاملہ کو ظاہر فرما دے۔ جنگ کا موقع نہ آیا۔ وہ لوگ جو مدینہ طیبہ آ کر حملہ کرنا چاہتے تھے تبوک تک بھی نہ آ سکے۔ ایک ماہ کی مسافت تک کے رعب نے انہیں خوفزدہ کر دیا تھا۔ سرکار ﷺ وہاں سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے۔

میدان تبوک میں خطبہ رسول ﷺ

تبوک پہنچنے کے بعد اللہ کے محبوب ﷺ نے ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا: حمد وثناء الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ اور سب سے زیادہ قوی سہارا کلمہ تقویٰ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) ہے۔ سب سے بہترین ملت ملت ابراہیم علیہ السلام ہے۔

سب طریقوں سے بہتر طریقہ حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔ تمام باتوں کا سردار اللہ کا ذکر ہے۔ یہ قرآن سب قصوں سے بہتر قصہ ہے۔ بہترین کام وہ ہیں جو پختہ عزم کے ساتھ کیے جائیں اور برے کام وہ ہیں جو (دین میں) خود گھڑ لیے جائیں۔ تمام راہوں میں بہترین راہ اللہ کے نبیوں کی راہ ہے۔ شہادت کی موت سب سے بہتر موت ہے۔ ہدایت کے بعد گمراہی بدترین گمراہی ہے۔ وہ عمل جو نفع دے بہتر عمل ہے۔ بہترین ہدایت وہ ہے جس پر عمل کیا جائے۔ دل کا اندھا ہونا بدترین اندھاپن ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ جو چیز کم ہونے کے باوجود پوری ہو جائے وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو لیکن (دل کو یاد الٰہی سے) غافل کر دے۔ بدترین معذرت بوقت موت معذرت ہے۔ قیامت کے دن کی ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ (یاد رکھو) کچھ لوگ جمعہ میں دیر سے آتے ہیں ان میں سے کچھ لوگ خدا کا ذکر بڑی لاپرواہی سے کرتے ہیں۔ اللہ کا خوف چوٹی کی دانائی ہے۔ چھوٹی زبان بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک ہے۔

بہترین غنا دل کی امیری ہے تقویٰ بہترین توشہ ہے۔ یقین دلوں کی پسندیدہ چیز ہے۔ شک کفر کا ایک جزو ہے۔ میت پر واویلا کرنا جاہلیت کا عمل ہے۔ خیانت جہنم کی گری ہے۔ نشہ دوزخ کی آگ سے داغے جانے کا سبب ہے۔ (گندے) اشعار شیطان کی طرف سے ہیں۔ شراب تمام گناہوں کا مرکز ہے۔ یتیم کا مال (غصب کر لینا بدترین مال ہے)

خوش بخت انسان وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور جو ماں کے پیٹ میں ہی بد بخت لکھ دیا گیا ہو وہ بدترین انسان ہے۔ تم میں سے ہر ایک چار ہاتھ کے گڑھے کی طرف جائے گا۔ اور (ہر ایک کا) معاملہ اس کی آخرت پر منحصر ہوگا۔ عمل کا دارومدار انجام پر ہے۔ جس نے آنا ہے وہ چیز قریب (ہی) ہے۔ مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ مومن سے لڑائی کرنا کفر ہے۔ مومن (کی غیبت کر کے اس) کا گوشت کھانا اللہ کی نافرمانی ہے۔ مومن کے

Marfat.com

مال کی حرمت مومن کی جان کی طرح ہے۔ جو اللہ کے مقابلہ میں قسم کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قسم جھوٹی کر دیتا ہے۔ جو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔ جو دوسروں کو بخش دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ غصہ پی جانے والے کو اللہ تعالیٰ اپنے عمل کا اجر عطا فرمائے گا۔ مصیبت پر صبر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا۔ سنی سنائی باتیں پھیلانے والے کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مصنوعی صبر ظاہر کرنے والے کی تکلیف کو بڑھا دے گا۔ نافرمانی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے تین بار استغفار فرمایا۔

مزید کامیابیاں

تبوک میں قیام کے دوران کچھ مزید کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

(ا) ایلہ کے حاکم یحنہ بن رؤبہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر تین سو دینار جزیہ دینے پر صلح کی۔ حضور ﷺ نے اسے ایک امان نامہ لکھ کر عطا فرمایا۔

جس کی عبارت (کا ترجمہ) اس طرح ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی محمد ﷺ کی طرف سے یہ امان نامہ ہے۔ یحنہ بن رؤبہ اور ایلہ کے باشندوں کے لئے ان کے بحری اور بری مسافر اللہ اور اس کے نبی محمد ﷺ کی حفاظت میں ہیں اور اسی طرح ان کے ساتھ جو شام اور یمن والے ہیں۔ اور سمندر میں سفر کرنے والے بھی۔ پس جس نے بھی ان میں سے کوئی خرابی کی تو اس کا مال اس کو نہیں بچا سکے گا جس مسلمان نے ان کا ایسا مال لے لیا وہ اسی کے لئے جائز ہوگا۔ نیز ان چشموں اور سمندری و زمینی راستوں کے استعمال سے نہیں روکا جائے گا۔

(ب) جرباء اور اذرح کے باشندے بھی حاضر بارگاہ ہوئے اور جزیہ دے کر صلح کر لی۔ جرباء اور اذرح شام کے علاقے میں دو شہر ہیں ان کے درمیان تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

ان کے لئے تحریر کئے گئے امان نامہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ امان نامہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی محمد ﷺ کی طرف سے اذرح اور جرباء کے باشندوں کے لئے ہے۔ وہ اللہ اور اس کے نبی محمد ﷺ کی امان میں ہیں۔ ہر رجب میں ان پر سو دینار ادا کرنا لازم ہیں۔ بھلائی اور نیکی پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کفیل ہے۔

(ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دومۃ الجندل کی طرف

حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک کی طرف

Marfat.com

روانہ فرمایا۔ یہ دستہ چار صد بیس (۴۲۰) افراد پر مشتمل تھا۔ اکیدر کا قلعہ بڑا محفوظ و مضبوط قلعہ تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان تھوڑے سے مجاہدین کے ساتھ کلب وانمار کے درمیان میں اسے کیسے مغلوب کر سکوں گا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: وہ تمہیں نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے ملے گا اسے پکڑ لینا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اس کے قلعے کے قریب پہنچ گئے۔ چاندنی رات تھی اکیدر اپنی بیوی کے ساتھ قلعے کی چھت پر تھا۔ اچانک نیل گائے نے اپنے سینگوں کے ساتھ قلعے کے دروازے کو کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ اس کی بیوی نے کہا: آج کی رات کی طرح میں نے کوئی رات نہیں دیکھی۔ آج کی رات ترک کرنے کے قابل نہیں۔ اکیدر نے کہا: میرا گھوڑا لاؤ، گھوڑا اسے پیش کیا گیا اس کے ساتھ چند اور افراد بھی شکار کے لئے آئے جن میں اس کا بھائی حسان بھی تھا۔ جونہی وہ قلعے سے نکلے آگے رسول اللہ ﷺ کے شہسوار کھڑے تھے۔ اکیدر گرفتار ہو گیا۔ حسان نے مقابلے کی کوشش کی تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ جبکہ باقی لوگ بھاگ کر قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اکیدر نے ایسی قباء پہنی ہوئی تھی جس پر سونا چڑھا ہوا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کی قباء اتروا کر اپنے حاضر ہونے سے پہلے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں ارسال کر دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اکیدر کی قباء آئی تو مسلمانوں نے اسے بڑے تعجب اور حیرت سے دیکھا اور چھوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا أتعجبون من هذا؟ مناديل سعد بن معاذ في الجنة خير من هذا۔ کیا تمہیں اس سے تعجب ہوتا ہے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنتی رومال اس سے زیادہ اچھے ہیں۔ حضرت خالد اکیدر کو لے کر مدینہ طیبہ حاضر ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اکیدر کا خون محفوظ کر دیا (جس طرح ذمیوں کا خون محفوظ ہوتا ہے)

اللہ کے رسول ﷺ نے اکیدر کی جزیہ کی درخواست قبول فرمائی اور اس کے ساتھ صلح ہو گئی۔ اکیدر عیسائی تھا۔ اس نے اسلام قبول نہ کیا۔ عہد صدیقی میں اس نے عہد شکنی کی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اسی محاصرے میں اکیدر حالت کفر میں قتل ہو گیا۔

ایک اہم واقعہ

تبوک جاتے ہوئے اور وہاں سے واپس آتے ہوئے بہت سے واقعات پیش آئے۔ جن میں سے چند ایک کو ہم نے ذکر بھی کر دیا ہے تاکہ وعظ و عبرت نصیب ہو۔ حضور ﷺ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک انتہائی گھٹیا سازش کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ سازش بارہ بدترین منافقین کی کمینہ فطرت کا نتیجہ تھی۔ ان منافقین نے ایک گھاٹی میں ایک گڑھا کھود کر راستہ تنگ کر دیا۔

تاکہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری سے گر کر شہید ہو جائیں۔ حضور ﷺ تشریف لا رہے تھے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کی ناقہ کو ہانک رہے تھے اور حضرت حذیفہ بن الیمان ناقہ کی مہار تھامے ہوئے تھے۔

Marfat.com

جب گھاٹی کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ بارہ سوار ڈاچی کے آگے آگئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سرکار ﷺ کو آگاہ کیا۔ حضور ﷺ نے انہیں بلند آواز سے ڈانٹا تو وہ ناکام ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: وھموا بمالم ینالوا۔ (التوبہ)

اور انہوں نے ارادہ کیا اس چیز کا جس کو نہ پاسکے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا ضرر فرمائی تو وہ "دبیلہ" کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ دبیلہ وہ بیماری ہوتی ہے جس کا پھوڑا پیٹھ پر نکلتا ہے اور دل پر اثر کرتا ہے۔ مرنے سے پہلے اس سے نجات ممکن نہیں ہوتی۔ (اللہ تعالیٰ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی سے پناہ عطا فرمائے)

کاش یہ قبر میری ہوتی

یہ تمنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ لیکن قبر حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی تھی۔ حضرت عبداللہ وہ مومن ہیں جن کے ایمان کو ان کی قوم نے تسلیم نہ کیا اور ان کے درپے آزار ہو گئے قوم نے آپ کو ہجرت پر مجبور کر دیا۔ جب آپ وطن چھوڑ کر آئے آپ کے پاس فقط ایک چادر تھی۔ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری کا وقت قریب آیا تو آپ نے چادر کو دو ٹکڑے کر لیا۔ ایک کا تہبند بنالیا اور دوسرا باقی جسم پر اوڑھ لیا۔ اسی وجہ سے آپ کو ذوالبجادین (دو چادروں والا) کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں میں غزوہ تبوک میں شامل تھا۔ ایک رات میں نے لشکر کے ایک حصے میں روشنی دیکھی میں اس روشنی کی طرف گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ اور آپ کے ساتھ حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین کا جنازہ ہے۔ صحابہ کرام نے ان کی قبر کھود رکھی ہے۔ سید المرسلین ﷺ قبر مبارک میں اترے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ان کی میت کو نیچے اتار رہے ہیں۔ حضور ﷺ فرما رہے "ادنیا الی اخاکما" "اپنے بھائی کو میرے قریب کرو۔ شیخین نے انہیں نیچے اتار دیا۔ جب ان کو پہلو کے بل لٹا دیا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **اللھم انی امسیت راضیا عنہ فارض عنہ**۔ میرے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس وقت کہا: کاش یہ قبر میری ہوتی۔

مسجد ضرار

اس مرکز فتنہ وشر کی تعمیر بارہ منافقین نے کی جو اپنے نفاق وشر میں مشہور تھے۔ ان کا مقصد رسول کریم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف سازش پروری تھا۔ حضور ﷺ غزوہ تبوک کے لئے تیاریاں فرما رہے تھے کہ وہ منافق سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس مسجد میں تشریف لا کر ہمارے لئے اس میں نماز ادا فرمائیں۔ اس طرح وہ اپنی اس حرکت کو شرعی رنگ دینا چاہتے تھے۔ حالانکہ وہ بالکل جھوٹے تھے۔

حضور ﷺ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: اس وقت تو میں سفر کی مصروفیت میں ہوں۔

Marfat.com

تبوک سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ طیبہ کے قریب حضور علیہ السلام ''ذی امان'' کے مقام پر ٹھہرے تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر آپ کو اس مسجد کی حقیقت سے آگاہ فرمادیا۔

ترجمہ:۔اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد نقصان پہنچانے کیلئے کفر کرنے کیلئے اور پھوٹ ڈالنے کیلئے مومنوں کے درمیان اور (اسے) کمین گاہ بنایا ہے اس کیلئے جو لڑتا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے۔(التوبہ:10)

حضور ﷺ نے اپنے دو صحابہ حضرت مالک بن دخشم اور حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہما کو فرمایا: اہل ظلم کے اس مرکز کو جا کر گرادو اور آگ لگادو۔اس طرح رسول کریم ﷺ کے خلاف تعمیر ہونے والے مرکز فتنہ کو نذر آتش کردیا گیا۔منافق لوگ بکھر گئے۔

پیکر یمن وسعادت کا والہانہ استقبال

حضور ﷺ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ چکے تو اہل مدینہ استقبال کے لئے بیرون مدینہ حاضر ہوئے۔معصوم بچیوں کی زبانوں پر یہ اشعار جاری تھے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

ثنیۃ الوداع سے ہم پر ماہ تمام نے طلوع فرمایا۔ہم پر (اس نعمت کا) شکر واجب ہے جب تک اللہ کے لئے بلانے والا بلاتا رہے۔

اسی موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک مدینہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو سفر تبوک میں ہر لحہ تمہارے ساتھ رہے ہیں (اجر وثواب کے اعتبار سے) انہیں عذر نے یہاں (مدینہ طیبہ میں) روکے رکھا ہے۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ مدینہ میں ہی رہے ہیں۔سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ مدینہ طیبہ میں ہی رہے ہیں۔

پیچھے رہ جانے والے لوگ

رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔اللہ کے حبیب مکرم ﷺ صحیح سلامت کامیاب فاتح کی حیثیت سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔فتح وظفر کے پرچم لہرا رہے تھے۔مدینہ طیبہ کے مردو خواتین کی خوشی کا منظر دیدنی تھا۔

رسول پاک ﷺ سب سے پہلے مسجد پاک میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نفل ادا فرمائے۔اتنے میں منافق لوگ آکر اپنے پیچھے رہ جانے پر عذر پیش کرنے لگے۔حضور ﷺ نے سب منافقین کے عذر سنے اور ان سے درگزر کردی لیکن اللہ اور اس کے رسول نے ان کے عذر کو سچ نہ جانا۔کیونکہ وہ اپنے نفاق اور سوء ظن کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ان کا کوئی حقیقی عذر نہیں تھا۔سورۃ التوبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:۔وہ بہانے پیش کریں گے تمہارے پاس جب تم لوٹ کر جاؤ گے ان کی طرف فرمایئے: بہانے مت

Marfat.com

بناؤ ہم نہیں اعتبار کریں گے تم پر۔ آگاہ کر دیا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری خبروں پر۔ (التوبہ:94)

وہ قسمیں کھاتے ہیں تمہارے لئے تا کہ تم خوش ہو جاؤ ان سے۔ سو یاد رکھو! اگر تم خوش ہو بھی گئے ان سے تو پھر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوگا نافرمانوں کی قوم سے۔ (التوبہ:96)

تین سچے اور مخلص مومن بھی ایسے تھے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے تخلف کی وجہ محض سستی و کاہلی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ ان تینوں کعب بن مالک، ھلال بن امیہ اور مرارۃ بن ربیع رضی اللہ عنہم سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں عذاب یا قبولیت توبہ کا حکم نازل فرمائے۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ آیت:۔ یقیناً رحمت سے توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے (اپنے) نبی پر۔ نیز مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے پیروی کی تھی نبی کی مشکل گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے ان میں سے پھر رحمت سے توجہ فرمائی ان پر۔ بے شک وہ بہت شفقت کرنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

اور ان تینوں پر بھی (نظر رحمت فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور بوجھ بن گئیں ان پر ان کی جانیں الخ۔

مسلمانوں نے ان کے ساتھ تعلقات ختم کر دیئے۔ پچاس دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی قبولیت توبہ کا حکم نازل فرمایا۔

ترجمہ آیت: یقیناً رحمت سے توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی نیز مہاجرین وانصار پر جنہوں نے پیروی کی تھی نبی کی مشکل گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے ان کے ان میں سے۔ پھر رحمت سے توجہ فرمائی ان پر بے شک وہ ان سے بہت شفقت کرنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

اور ان تینوں پر بھی (نظر رحمت) فرمائی جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور بوجھ بن گئی ان پر ان کی جانیں۔ اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر اس کی ذات۔ تب اللہ تعالیٰ ان پر مائل بہ کرم ہوا تا کہ وہ بھی رجوع کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

(التوبہ:118-117، ترجمہ جمال القرآن از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری)

نتائج

(۱) جنگ کا اعلان عام جائز ہے۔ ایسے حالات میں اہل عذر واجازت کے سوا کسی کو پیچھے رہنے کی اجازت نہیں۔

Marfat.com

(۲) جہاد کی تیاری کے لئے مال جمع کرنے کے لئے عام اعلان جائز ہے۔

(۳) کبھی کبھی ہمت والے پیچھے رہ جاتے ہیں اور کمزور آگے نکل جاتے ہیں۔ جس طرح کہتے ہیں ہر گھوڑے کو ٹھوکر لگ سکتی ہے اور ہر تلوار کو دندانے پڑ سکتے ہیں۔

(۴) اندھا ہونا، لنگڑا ہونا، بیمار ہونا یا مالی لحاظ سے تنگدست ہونا معقول عذر ہیں۔

(۵) حقیقی عذر کی وجہ سے کسی کار خیر میں عدم شمولیت پر آنسوؤں کا آجانا ایمان کی علامت ہے۔

(۶) جہاد سے روکنے والے اور مسلمانوں کی صفوں میں تفریق ڈالنے والے مومن نہیں ہوسکتے۔

(۷) حضرت ابوخیثمہ، ابوذر، ذوالبجادین اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا اظہار بھی ہو رہا ہے۔

(۸) اس سفر میں پانچ معجزات نبوت ﷺ کا ظہور ہوا۔

(۹) اللہ تعالیٰ کی مغضوب قوموں کے آثار کے قریب سے گزرتے ہوئے رونا چاہئے یا رونے کی شکل بنالینی چاہئے۔ غفلت کے ساتھ ہنستے مسکراتے نہیں گزرنا چاہئے۔

(۱۰) سفر میں نماز قصر اور جمع بین الصلاتین جائز ہے۔ (عندالشوافع)

(۱۱) بوقت ضرورت مشرکین کے ساتھ صلح جائز ہے۔

(۱۲) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور جنگی مہارت بے مثل ہے۔

(۱۳) حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے فضائل حد شمار سے باہر ہیں۔

غزوۂ بنو طے اور عدی بن حاتم کا قبول اسلام

اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک صد پچاس مجاہدین کا امیر بنا کر دیار طے کی طرف بھیجا۔ اس دستہ میں پچاس گھوڑ سوار تھے۔ قبیلہ طے کے بت "فلس" کو پارہ پارہ کرنا ان کی ذمہ داری تھی۔ اس دستہ کے پاس دو پرچم تھے۔ ایک کا رنگ سیاہ اور دوسرے کا سفید تھا۔ مجاہدین نے محلہ طے پہنچ کر ان پر حملہ کر کے ان کے بت کو پاش پاش کر دیا۔ عورتوں، بچوں، بھیڑ، بکریوں اور اونٹوں کو اپنے قبضے میں لے کر ہانک لیا۔ ان قیدیوں میں فاطمہ بنت حاتم طائی بھی تھی۔

عدی بن حاتم تو مسلمانوں کی آمد کی خبر سنتے ہی شام کی طرف بھاگ گیا۔ ان کے بت کے پاس دو تلواریں رکھی تھیں۔ ایک کا نام مخذم اور دوسری کا نام رسوب تھا۔ اس طرح بت کے خزانے سے تین تلواریں اور تین زرہیں دستیاب ہوئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو قیدیوں پر نگران مقرر فرمایا اور اموال غنیمت پر حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو۔ مال غنیمت کو راستے میں ہی تقسیم کر دیا۔ سرکار ﷺ کا حصہ علیحدہ کر دیا۔ بنت حاتم کو بھی بارگاہ رسالت ﷺ میں بھیج دیا اس کی کہانی خود عدی کی زبانی سنیے۔

Marfat.com

عدی اپنے قبول اسلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: حضور ﷺ کے صحابہ سریہ کی صورت میں میرے قبیلہ کے پاس آئے۔ انہوں نے میری بہن اور میرے قبیلے کے افراد کو قیدی بنا کر پکڑ لیا۔ سب کو مدینہ طیبہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا۔ میری بہن نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اور میرا نگہبان (بھائی) بھاگ گیا ہے۔ آپ مجھ پر کرم فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر کرم فرمائے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تیرا سرپرست کون ہے؟ اس نے عرض کیا عدی بن حاتم۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہی جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگ گیا ہے؟ سرکار ﷺ نے اس پر کرم فرماتے ہوئے آزاد کر دیا۔ سرکار ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ آپ نے بنت حاتم سے فرمایا: تم حضور ﷺ سے سواری اور زاد راہ بھی مانگ لو۔ میں نے یہ سوال بھی بارگاہ رسالت میں کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے لباس اور نفقہ بھی عطا فرمایا۔

عدی کہتا ہے میں اپنی قوم کا رئیس تھا۔ ان کی آمدنی کا چوتھائی حصہ ان سے وصول کرتا تھا۔ دین عیسائیت پر قائم تھا۔ جب اصحاب رسول ﷺ میرے صحن میں اترے میں اسلام سے بھاگ کر شام چلا گیا۔ میں نے کہا: شام میں میرے دینی بھائی رہتے ہیں میں بھی ان کے پاس ہی رہوں گا۔ میں شام میں تھا کہ میری بہن وہاں پہنچ گئی۔ اس نے آتے ہی مجھے لعن طعن شروع کر دی کہ مجھے چھوڑ کر بیوی بچے لے کر آ گئے ہو۔ پھر اس نے مجھے کہا میرا خیال ہے تمہیں بہت جلد محمد کریم ﷺ کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ اگر وہ نبی ہیں تو تمہارا شمار سابقین میں ہو گا۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو تیرے جیسے زیرک انسان کو ان کے دربار میں بہترین مقام مل جائے گا۔

عدی کہتا ہے میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ میں نے سلام عرض کیا اپنا تعارف کرایا۔ سرکار ﷺ مجھے لے کر اپنے کاشانہ اقدس آنے لگے راستے میں آپ کو ایک بوڑھی مائی ملی اور دیر تک اپنی گزارشات کرتی رہی۔ سرکار ﷺ پورے اطمینان سے کھڑے ہو کر اس کی باتیں سنتے رہے میں نے (دل میں) کہا یہ بادشاہ تو نہیں (کیونکہ بادشاہ تو بڑے متکبر ہوتے ہیں حجرہ اقدس میں لے جا کر) سرکار ﷺ نے فرمایا: اے عدی! تم اپنی قوم کی آمدنی کا چوتھائی حصہ لیتے ہو حالانکہ یہ تمہارے دین میں حلال نہیں۔ شاید تم اسلام اس لئے نہیں قبول کر رہے کہ مسلمان غریب ہیں اور ان کے دشمن بھی بہت زیادہ ہیں۔ اللہ کی قسم! مسلمانوں میں اتنا زیادہ مال ہو جائے گا کہ کوئی لینے والا نہیں ہو گا۔ اللہ کی قسم! تم سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے آئی ہے اور اسے اللہ کے سوا کسی کا کوئی خوف نہیں۔

بخدا! تم (یہ بھی) سنو گے کہ بابل کے سفید محلات (میرے غلاموں کے ہاتھوں پر) فتح ہو گئے ہیں۔

عدی کہتے ہیں میں نے اسلام قبول کر لیا۔ بابل کے سفید محلات فتح کرنے والوں میں میں بھی تھا۔ میں نے اس عورت کو بھی دیکھا جو حرم کی زیارت کے لئے آئی تھی اسے راستے میں (مال و عصمت کے کسی ڈاکو کا) کوئی خوف

Marfat.com

نہیں تھا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اللہ کی قسم! تیسری پیشین گوئی بھی پوری ہو جائے گی۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ سورۃ التوبہ کی یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے۔

ترجمہ:۔ ان (عیسائیوں) نے بنالیا اپنے علماء اور راہبوں کو رب اللہ تعالیٰ کے سوا۔

میں نے عرض کیا عیسائی اپنے علماء اور احبار کی عبادت تو نہیں کرتے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اپنی قوم پر حلال کو حرام کر دیا اور حرام کو حلال کر دیا تو قوم نے اپنے علماء کی بات مان لی یہی ان کی عبادت ہے۔

نتائج

(۱) بتوں کو گرانا اور بت پرستوں پر حملہ کرنا جائز ہے۔ تاکہ وہ مسلمان ہو کر سعادت مند ہو جائیں۔

(۲) جہالت کس قدر بری ہوتی ہے جس میں انسان اتنا بھی نہیں سوچتا کہ بتوں کے پاس ہتھیار رکھ رہا ہوتا ہے کہ یہ اپنا دفاع کر لیں۔

(۳) مفتوحہ قوم کے سردار کی عزت افزائی کرو۔ سرکار ﷺ بالکل اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(۴) حضور ﷺ نے عدی کے سامنے غیب کی باتیں ارشاد فرمائیں تو عدی نے اسلام قبول کر لیا۔

(۵) علماء و حکام کی غیر شرعی امور میں اطاعت حرام ہے۔

عروہ بن مسعود ثقفی کی آمد

عروہ کا شمار بنو ثقیف کے عظیم لوگوں میں ہوتا تھا اسی کے بارے میں مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ دو شہروں کے عظیم سپوت پر یہ قرآن کیوں نہ اتارا گیا۔ قرآن کریم نے بھی ان کے قول کی حکایت کی ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ (الزخرف)

"اور کہنے لگے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو ان دو شہروں میں بڑا ہے"۔ (جمال القرآن)

قریش مکہ کے نزدیک دوسرا آدمی جو اس سعادت کا اہل تھا ابو جہل تھا جو بدر میں مارا گیا تھا۔

یہ بھی ۹ھ کی بات ہے۔ جب عروہ نے دیکھا کہ مکہ فتح ہو گیا بنو ہوازن سر تسلیم خم کر چکے ہیں۔ عروہ کی دانش اور فطری سعادت نے کہا تو بھی اسی بارگاہ جمال کا خادم بن جا۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: میں اپنی قوم کی طرف واپس جاتا ہوں اور انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے قاتل ہیں۔ عروہ نے کہا مجھے وہ اپنی کنواری بیٹیوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ عروہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے اور ایک بلند مقام پر چڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور ساتھ ہی قوم کو دعوت اسلام دی۔ قوم نے اپنے سردار پر تیر اندازی شروع کر دی۔ ایک تیر آپ کو لگا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کی شہادت سے پہلے آپ سے پوچھا گیا آپ کے خون (کے بدلے) کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ ایک سعادت ہے جو اللہ نے مجھے دی ہے۔ اسی نے مجھے شہادت کی طرف رہنمائی کی ہے۔ میرا معاملہ انہی لوگوں کی طرح ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہے اور شہید ہو گئے میں بھی جب شہید ہو جاؤں تو مجھے انہی لوگوں کے ساتھ دفن کر دینا۔ شہادت کے بعد آپ کو صحابہ کرام کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ جب یہ خبر اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بے شک اس (عروہ) کی مثال اس مومن کی طرح ہے جس کا ذکر سورۃ یٰس میں ہے کیونکہ اس مومن نے جب اپنی قوم کو بھلائی کی طرف بلایا تو قوم نے اس کو شہید کر دیا۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ نے مستقبل کے غیب سے پردے اٹھاتے ہوئے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ کی قوم آپ کی قاتل ہے۔

(۲) اللہ کے دین کی طرف دعوت کی فضیلت اور اس مرحلے میں صبر و تحمل کا مقام ہی کچھ اور ہے۔

(۳) صاحب یٰس حبیب بن نجار علیہ السلام اور حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مثال ایک ہے۔ خوش بخت ہیں حضرت عروہ جن کو سرکار ﷺ نے یہ اعزاز بخشا ہے۔

وفد ثقیف کی آمد

اللہ کے رسول ﷺ نے بنو ثقیف کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں بنو ثقیف کے لئے دعا ضرور فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یا اللہ ثقیف کو ہدایت عطا فرما اور انہیں ہماری طرف بھیج دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی دعا قبول فرمالی۔ رمضان المبارک میں بنو ثقیف کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ اردگرد کے لوگوں اور بالخصوص مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کے اسلام کی وجہ سے بھی بنو ثقیف کو جلد حاضر ہونا پڑا۔ کیونکہ اردگرد کے مسلمان ان پر حملہ کر دیتے اور اگر ان کا کوئی جانور یا انسان باہر نکلتا تو مالک بن عوف اور ان کے ساتھی اسے پکڑ لیتے۔ چنانچہ عبد یالیل بن عمرو، شرحبیل بن غیلان، عثمان بن ابی العاص، اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ سرکار ﷺ نے انہیں مسجد نبوی میں ایک قبہ میں ٹھہرایا۔ خالد بن سعید بن عاص رسول اللہ اور ان کے درمیان رابطہ کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حضور ﷺ ان کے لئے کھانا بھجواتے جب تک خالد ان کے ساتھ مل کر نہ کھاتے وہ لوگ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اس طرح کچھ دن گزرنے کے بعد یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

Marfat.com

ان کی ناقابل تسلیم شرائط

بنوثقیف نے اپنے اسلام کو درج ذیل شرائط کے ساتھ مشروط کیا لیکن ان کی کوئی شرط بھی قبول نہ کی گئی۔

(۱) انہوں نے کہا ان کے بت لات کو تین سال تک نہ گرایا جائے اس سے ان کا مقصد تھا کہ ان کے احمق لوگ اور خواتین آہستہ آہستہ پرانے عقائد کو چھوڑ دیں گے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ساعت تک شرط کو نہ قبول فرمایا۔

(۲) انہوں نے کہا ہمیں کچھ عرصہ تک نماز سے رخصت دی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "لا خیر فی دین لا صلاۃ فیہ" جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ پھر انہوں نے کہا: چلو ہم نماز پڑھ لیں گے۔ لیکن رکوع نہیں کریں گے بلکہ قیام سے سیدھے سجدے میں چلے جائیں گے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: جس نماز میں رکوع نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ ان کے وفد میں حضرت عثمان بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سب سے چھوٹے تھے۔ لیکن وہ اسلام اور فہم اسلام کے بڑے شیدائی تھے۔ ان کی اسی خوئے جستجو کی وجہ سے سرکار ﷺ نے انہیں اپنے وفد کا امیر مقرر فرمادیا۔ حضور ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہما کو ان کا بت گرانے کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بت کو گرادیا۔ آپ کے قبیلے کے لوگ آپ کے ارد گرد کھڑے ہو گئے تاکہ کہیں حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح قوم ان کو بھی تیر مار کر شہید نہ کردے۔

بت کو ٹوٹا دیکھ کر بنوثقیف کی عورتیں ننگے سر روتی ہوئی آگئیں آپ نے ان کے زیورات بھی اتروا لئے۔

اہل طاغوت کے اموال سے قرض کی ادائیگی

بنوثقیف کے بت کے خزانے میں بہت سا مال پڑا تھا۔ دونوں صحابی وہ مال لے کر بارگاہ حضور ﷺ میں حاضر ہو گئے۔ تو عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت ابوملیح رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے والد پر کافی قرض تھا آپ اس مال سے مجھے عطا فرمایئے تاکہ میں اپنے باپ کا قرض ادا کر سکوں۔ حضرت قارب بن اسود بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا اور اسود کا قرض بھی ادا فرمادیجئے۔ اسود حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اسود تو مشرک مرا تھا (اس کا قرض ہم نہیں ادا کریں گے) حضرت قارب نے عرض کیا اب وہ قرض مجھ پر ہے۔ (اور میں مسلمان ہوں) اور آپ سے میں ہی عرض کر رہا ہوں حضور ﷺ نے حضرت ابوسفیان کو حکم دیا کہ دونوں کا قرض ادا کردیں۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے لئے عہد

حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے وفد کا امیر مقرر فرمایا۔ اور انہیں ایک تحریر بھی عطا فرمائی۔ اسی تحریر میں حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے۔

Marfat.com

اے عثمان! نماز مختصر پڑھایا کرو (اس اختصار کی) مقدار کمزوروں اور بوڑھوں کے اعتبار سے مقرر کرو۔ کیونکہ نماز میں عمر رسیدہ بزرگ چھوٹے بچے اور اہل ضرورت بھی ہوتے ہیں۔

نتائج

(۱) بنو ثقیف کی ہدایت کے لئے اللہ کے محبوب ﷺ نے دعا مانگی جس کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا۔

(۲) رسول کریم ﷺ آنے والے وفد کی عزت و تکریم کا خاص لحاظ رکھا کرتے تھے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے دین سے متصادم ہر شرط اور ہر عقد باطل ہے۔

(۴) توحید کے بعد نماز دین کا اہم رکن ہے اور رکوع و سجود نماز کے اہم رکن ہیں۔

(۵) عورتیں عقل کی کچی ہوتی ہیں۔ روایات کے ساتھ چمٹی رہتی ہیں خواہ وہ شرک ہی کیوں نہ ہوں۔ الا ماشاء اللہ۔

(۶) اگر امام وقت مناسب سمجھے تو بیت المال سے مقروضوں کا قرض ادا کیا جاسکتا ہے۔

عام الوفود

ہجرت کے نویں سال دار نبوت مدینہ طیبہ میں کثیر تعداد میں وفود حاضر ہوئے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حاکمیت اور دوستی کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ تمام مؤرخین نے چیدہ چیدہ وفود کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ تمام وفود کا تذکرہ بہت طویل ہے۔

وفود کی حاضری کی وجہ یہ تھی کہ اہل عرب کے سرخیل مسلمان ہو چکے تھے مکہ مکرمہ فتح ہو چکا تھا۔ طائف بھی فتح ہو گیا تھا۔ نبی برحق ﷺ نے تبوک جا کر اہل صلیب کو مرعوب کر دیا تھا۔ اب اس رسالت حق کے علمبردار ﷺ کے غلبہ اور حقانیت میں کسی کو کوئی شک باقی نہیں تھا۔ اسی لئے چاروں طرف سے وفود حاضر ہونا شروع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

"جب آپہنچی اللہ کی مدد اور فتح اور دیکھ لیا آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں داخل ہوتے گروہ در گروہ۔ پس آپ اللہ کی حمد اور تسبیح بیان کیجئے اور اس سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

نصرت خداوندی سے مراد بدر، حمراء الاسد، احزاب، حدیبیہ اور خیبر میں تائید و امداد ہے اور فتح سے مراد مکہ مکرمہ اور طائف کی فتح ہے۔ اہل طائف نے تو خود حاضر ہو کر اپنی زمام قیادت آپ کے دست مبارک میں تھمادی تھی۔

Marfat.com

یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ سے مراد وفود کی حاضری ہے۔

ذیل میں ہم بالاختصار وفود کا تذکرہ کررہے ہیں۔

ا۔ وفد بنی اسد

اس وفد کے ارکان کی تعداد دس تھی۔ یہ قبیلہ کافی مضبوط تھا۔ یہ حجاز کے شمال مشرق میں رہتے تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر کہا ہم آپ کی طرف سے قاصد آنے سے پہلے ہی حاضر ہو گئے ہیں۔ اس طرح وہ اپنا احسان جتا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔

ترجمہ آیت: وہ احسان جتلاتے ہیں آپ پر کہ وہ اسلام لائے ہیں۔ آپ فرمادیجئے: تم نہ احسان جتاؤ مجھ پر اپنے اسلام کی وجہ سے بلکہ احسان فرمارہا ہے تم پر اللہ تعالیٰ کہ تمہیں ہدایت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ اگر تم سچے ہو۔ (الحجرات)

انہوں نے سرکار ﷺ سے کہانت، کنکریاں پھینک کر اور پرندے اڑا کر فال کے بارے میں پوچھا سرکار ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمادیا۔

۲۔ وفد بَلِیّ

یہ وفد رویفع بن ثابت بلوی رضی اللہ عنہ کے ہاں اترا جب حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ وگرنہ ہر وہ شخص جو اسلام قبول کئے بغیر مرا ہے وہ آگ میں ہے۔

بارگاہ رسالت ﷺ سے رخصت ہونے سے پہلے وفد کے سردار ابو خبیب نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ مجھے مہمان نوازی کا بڑا شوق ہے۔ (کیا مہمان کی خدمت کرنے سے) مجھے کچھ اجر ملے گا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: نیکی کا ہر کام باعث اجر ہے۔ خواہ اس کا فائدہ کسی امیر کو ہو یا غریب کو۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مہمان نوازی کا وقت کتنا ہے؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: تین دن تک مہمان نوازی ہے۔ اس کے بعد (کی خدمت) صدقہ ہے۔ مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تیرے پاس اتنا ٹھہرے کہ تو خود اس کو نکالنے پر مجبور ہو جائے۔

حضور ﷺ نے انہیں تحائف عطا فرمائے اور وہ لوگ رخصت ہو گئے۔

۳۔ وفد تمیم

یہ وفد بنو تمیم کے اشراف پر مشتمل تھا ان کی تعداد بھی دس تھی۔ عطارد بن حاجب ان کا رئیس تھا۔ حجاب، اقرع بن حابس، زبرقان بن بدر اور عیینہ بن حصن اس وفد کے چیدہ چیدہ افراد تھے۔ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن تو فتح مکہ طائف اور حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

یہ لوگ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور بڑے جاہلانہ طریقے سے رسول ﷺ کو بلانا شروع کر دیا۔ حضور

Marfat.com

ﷺ کا نام مبارک لے کر کہنے لگے ہماری طرف آئیں۔ حضور ﷺ کو ان کا یہ انداز خطاب بالکل پسند نہ آیا۔ سرکار ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے اظہار فخر میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے خطیب وشاعر کو بات کرنے کی اجازت دیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اجازت ہے کہو کیا کہتے ہو؟ ان کے وفد کا سردار عطارد بن حاجب اٹھا اور کہا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم پر فضل واحسان فرمایا ہے اس نے ہمیں اہل مشرق میں عزت عطا کی ہے۔ ہماری تعداد کو بڑھایا ہے۔ پس لوگوں میں ہماری مثل کون ہے؟ کیا ہم لوگوں کے سردار اور فضیلت وشرف والے نہیں؟ پس جو شخص ہم سے اظہار فخر میں مقابلہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ پہلے ہمارے افراد جتنی تعداد ظاہر کرے۔ اور اگر ہم مزید کلام کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ لیکن کثرت کلام سے ہمیں شرم آتی ہے۔ ہمیں اپنے فضائل کا علم ہے۔ میں یہ باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ ہمارے مقابل آنے والے بھی کچھ کہیں۔ یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اس شخص کا جواب دیں۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

تمام تعریفیں ہیں اس خدائے بزرگ وبرتر کی جو سارے آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ اسی نے ان کو پیدا فرمایا اور پھر ان میں اپنا حکم جاری فرمایا۔ اسی کی کرسی وسیع ہے اس کا علم ہر شئے کو محیط ہے۔ اس کے فضل کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ پھر اسی کا کرم ہے۔ جس نے ہمیں دنیا میں بادشاہت اور نبوت ورسالت ﷺ عطا فرمائی۔ صاحب نبوت ورسالت اس کی مخلوق میں سب سے بہترین ہیں۔ نسب کے اعتبار سے سب سے عزت والے، سب سے زیادہ سچی گفتگو کرنے والے، حسب کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ انہیں اپنی تمام مخلوق میں سے امین بنایا۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے لوگوں کو ایمان کی طرف بلایا۔ تو آپ کی قوم میں سے اہل ہجرت آپ پر ایمان لائے۔ وہ لوگ ذو رحم بھی تھے۔ تمام لوگوں میں سے زیادہ اچھے خاندان والے، خوبصورت چہرے والے، نیک اعمال والے ہیں۔ ان کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والے ہم (انصار) ہیں۔ پس ہم انصار اللہ بھی ہیں اور رسول کریم ﷺ کے وزراء بھی ہیں۔ ہم لوگوں سے جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ اسلام قبول کرلیں۔ جب لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو ان کی جان اور ان کا مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور کافروں سے تو ہماری قیامت تک کے لئے جنگ ہے۔ اور ان کو قتل کرنا ہمارے لئے بڑا آسان ہے۔ والسلام علیکم۔

اس کے بعد بنو تمیم نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ہمارے شاعر کو بھی اذن گویائی عطا فرمائیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اجازت ہے ان کا شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوا اس نے کہا:

ہم معزز لوگ ہیں کوئی بھی ہماری برابری کا دعوی نہیں کر سکتا۔ بادشاہ بھی ہم میں سے ہیں اور عبادت گاہوں کی رونق بھی ہم سے ہے۔

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہیں تھے۔ حضور ﷺ نے آپ کو بلوا کر فرمایا: ان کے شاعر کا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا:

ان الذوائب من فھر واخوتھم قدبینوا سنة للناس تتبع

قوم اذا حاربوا ضرواعدوھم اوحاولوا النفع فی اشیاعھم نفعوا

بیشک فہر اور اس کی برادری کے لوگوں نے دنیا کیلئے ایسے طریقے روشناس کرائے ہیں جن پر لوگ چلتے ہیں۔ یہ لوگ اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں کہ جنگ میں دشمن کو نقصان پہنچا کر چھوڑتے ہیں اور اگر کسی کو فائدہ دینا چاہیں تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ خطیب وشاعر شرک اور خطیب وشاعر اسلام کے بیان میں زمین وآسمان کا فرق تھا۔ کیونکہ ان کے دلوں میں بعد المشرقین تھا۔ مشرکین کے دلوں میں کفر وشرک کی تاریکی اور مومنین کے دلوں میں ایمان واحسان کا نور جگمگا رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے بیان سے فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہا اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص توفیق حاصل ہے۔ اسلام کا خطیب اور شاعر ہمارے خطیب اور شاعر سے بہتر ہے۔ اس وفد نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

ترجمہ آیت: بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں آپ ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ صبر کریں یہاں تک کہ آپ تشریف لائیں ان کے پاس تو ان کے لئے یقیناً بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الحجرات)

۴۔ وفد عبد القیس کی حاضری

یہ قبیلہ اولاد نزار میں سے کافی بڑا قبیلہ ہے۔ یہ لوگ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے سرکار ﷺ نے فرمایا: من القوم؟ کون سے لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا ربیعہ بن نزار کی اولاد سے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس وفد کو مرحبا جو ذلت وپشیمانی کے بغیر حاضر ہو گیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اور آپ کے درمیان بنو مضر کے مشرک لوگ ہیں۔ ہم آپ کی بارگاہ میں حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ (کیونکہ ان مہینوں میں لڑائی نہیں ہوتی اور کفار کے حملے کا خطرہ نہیں ہوتا) یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں کچھ ایسی چیزوں کی تعلیم دیں جن پر عمل کر کے ہم جنت میں جا سکیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ خدائے واحد پر ایمان لاؤ۔ تم جانتے ہو ایمان باللہ سے کیا مراد ہے؟ (ایمان باللہ سے مراد ہے) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کی زبان ودل سے گواہی دینا۔ میں تمہیں نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے،

Marfat.com

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں اور یہ کہ تم مال غنیمت سے خمس ادا کیا کرو۔ اور میں تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ یہ چار قسم کے برتن ہیں جن میں وہ شراب بناتے تھے۔

(۱) الدباء:۔ وہ کدو جس کو خشک کر کے اس کا گودا نکال دیا جائے۔

(۲) حنتم:۔ ایک گھڑا ہوتا تھا جس پر سبز رنگ کا لیپ کر دیا جاتا تھا تا کہ اس کے مسام بند ہو جائیں۔

(۳) نقیر:۔ لکڑی کو اندر سے کھود کر گھڑا بنا لیا گیا ہو۔

(۴) مزفت:۔ جس برتن پر تارکول مل دیا گیا ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ان فرامین کو یاد کر لو اور اپنے قبیلے کے دوسروں لوگوں تک بھی یہی دعوت پہنچا دو۔

۵۔ وفد بنی حنیفہ کی حاضری

اس وفد میں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ لیکن یہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نہ آیا بلکہ اپنی سواریوں کے پاس ہی ٹھہرا رہا۔ یہ لوگ اسلام لے آئے۔ اللہ کے محبوب رسول اللہ ﷺ نے انہیں انعام دینے کا حکم فرمایا تو انہوں نے بتایا ہمارا وہ ساتھی ادھر بھی ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اس کو بھی تحفہ عطا کیا جائے۔ یہ لوگ اجازت لے کر رخصت ہو گئے اور مسیلمہ کو بھی اس کا حصہ دے دیا۔

جب مسیلمہ یمامہ پہنچا تو مرتد ہو کر جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ قرآن کریم کے مقابلے میں اپنی ہفوات بکنے لگا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے حاملہ پر کرم فرمایا اس کی انتڑیوں اور دیگر اعضاء بطن سے چلتا پھرتا جاندار نکالا۔

اس نے اپنے ماننے والوں کو نماز کی چھٹی دے دی، شراب جائز کر دی، زنا کو حلال کر دیا، اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی طرف ایک خط بھی ارسال کیا۔ جس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد! بے شک ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور آخرت (کی بھلائی) پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

یہ مکتوب مبارک مسیلمہ کے اس خط کے جواب میں تھا جو اس نے بارگاہ رسالت میں ارسال کیا تھا اس نے لکھا تھا۔

اللہ کے (جھوٹے) رسول مُسَیلمہ کی طرف سے اللہ کے (سچے) رسول محمد ﷺ کی طرف۔

اَمّا بعد! بے شک میں بھی امر نبوت میں آپ کا حصہ دار ہوں لیکن قوم قریش انصاف سے کام نہیں لیتے۔

۶۔ شاہان حمیر کے قاصدوں کی حاضری

اس وفد میں حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان، قیل ذی رعین، معاضر اور ہمدان شامل تھے۔ یہ لوگ اپنی اپنی قوم کے اسلام کے بارے میں آگاہ کرنے کیلئے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

Marfat.com

تھے۔ مالک بن مرہ رہاوی کو زرعہ ذویزن نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا تھا۔ سرکار ﷺ نے انہیں ایک مکتوب تحریر فرما کر دیا تھا۔ جس میں سرکار ﷺ نے فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نبی اور رسول محمد ﷺ کی طرف سے حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان قیل ذی رعین، معافر اور ہمدان کی طرف۔ اما بعد! میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اما بعد! تمہارا قاصد روم سے واپس آتے ہوئے ہمیں مدینہ طیبہ میں ملا ہے۔ جو پیغام تم نے اسے دیا ہے اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ اس نے ہم تک پہنچا دیا ہے۔ اس نے تمہارے اسلام قبول کرنے کی خبر اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر بھی ہمیں پہنچا دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (ہی ہے جس) نے تمہیں اپنی طرف ہدایت عطا فرمائی ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اپنے آپ کی اصلاح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کیا کرو، اپنے مال غنیمت میں سے اللہ کے لئے خمس اور اللہ کے نبی ﷺ کا حصہ ادا کیا کرو اور (اس کے علاوہ) جو صدقات مومنین پر فرض ہیں وہ بھی ادا کیا کرو۔

اس کے بعد سرکار ﷺ نے عشر، اونٹوں کی زکوٰۃ، گائے اور بکریوں کی زکوٰۃ کی وضاحت فرمائی۔ اور اس کے بعد فرمایا: پس جو (اس نصاب سے) زائد ہو جائے وہ مال اس کے لئے (اللہ کی طرف سے) بھلائی ہے۔ پس جس نے یہ سب کچھ ادا کر دیا۔ اور اپنے اسلام پر خود گواہ رہا۔ اور مشرکین کے مقابلے میں مومنین کی مدد کرتا رہا، وہ (سچے) مومنین میں سے ہے اس کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو باقی اہل ایمان کو حاصل ہیں۔ اور اس پر دوسرے مومنوں کی طرح فرائض بھی عائد ہوں گے۔ پس جو یہودی یا نصرانی ہو اس کا معاملہ اس طرح نہیں ہوگا (بلکہ) اس پر جزیہ لاگو ہوگا۔ ہر بالغ فرد پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام ایک دینار یا اس کی قیمت کا یمنی کپڑا (مغافر) پس جس نے یہ ادا کر دیا وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ذمہ میں آ گیا۔ اور جس نے انکار کر دیا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔

۷۔ وفد بھراء کی حاضری

یہ جنوبی یمن کے رہنے والے تھے۔ اس وفد کے کل افراد کی تعداد تیرہ تھی۔ یہ حضرت مقداد بن عمرو کے ہاں قیام پذیر رہے یہ لوگ کئی دن تک مدینہ طیبہ رہے اور اسلام کی تعلیمات سیکھتے رہے۔ فرائض و واجبات سیکھے۔ پھر سرکار ﷺ سے رخصت طلب کی۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی تحائف عطا فرمائے اور یہ لوگ رخصت لے کر اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔

Marfat.com

۸۔ وفد بنو عذرہ کی حاضری

یہ کل بارہ افراد تھے۔ حمزہ بن نعمان بھی انہی میں سے تھا۔ جب یہ لوگ بارگاہ رسالت ﷺ میں انتہائی ادب واحترام سے حاضر ہوئے تو سرکار ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ ان کے متکلم نے عرض کیا ہم اس قوم سے ہیں جن کو آپ ناپسند نہیں کریں گے۔ ہم بنو عذرہ سے ہیں۔ آپ ﷺ کے جد امجد حضرت قصی کے ماں شریک بھائی کی اولاد ہیں۔ ہم نے قصی کی مدد کر کے بنو بکر اور بنو خزاعہ کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا تھا۔ ہمارے آپ ﷺ سے قریبی رشتے ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تمہیں مرحبا میں تمہیں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ حضور ﷺ نے انہیں شام کے فتح ہونے اور ہرقل کے بھاگ جانے کی خوشخبری سنائی۔ سرکار ﷺ نے انہیں کاہنوں کے آگے سوال کرنے سے اور جاہلیت کی قربانیوں سے منع فرمایا اور عید قربان کے موقع پر شرعی قربانی کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد سرکار ﷺ نے انہیں انعام عطا فرمائے تو وہ اپنے وطن روانہ ہو گئے۔

۹۔ وفد ذی مرہ کی حاضری

یہ کل تیرہ افراد تھے جن کا رئیس حارث بن عوف تھا۔ رسول کریم ﷺ نے ان سے پوچھا تمہارے علاقے کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بڑی سخت قحط سالی ہے۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ! انہیں بارش سے سیراب فرمادے۔ یہ لوگ چند دن بارگاہ رسالت ﷺ میں قیام پذیر رہے۔ ان کو بھی عطایا (تحائف) سے نوازا گیا۔

جب یہ واپس اپنے علاقے میں گئے تو پتہ چلا کہ جس دن حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور بارش عطا فرمادی تھی۔

۱۰۔ وفد سعد بن بکر کی حاضری

اس وفد کا رئیس ضمام بن ثعلبہ تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے چند ایسے سوالات کئے جو دین اسلام کے اصول وقواعد کے متعلق تھے۔ اس نے اسلام قبول کرلیا۔ جب اپنی قوم کو تبلیغ اسلام کے لئے واپس اپنے گھر کی طرف جانے لگا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر اس دو مینڈھیوں والے نے سچ کہا ہے تو جنت میں داخل ہو گیا ہے۔ جب یہ اپنی قوم کے پاس پہنچے تو قوم ان کے گرد اکٹھی ہوگئی انہوں نے سب سے پہلی بات یہی کہی کہ لات وعزیٰ سے بری کوئی چیز نہیں۔ قوم نے انہیں ڈراتے ہوئے کہا لات وعزیٰ کی مذمت کی وجہ سے تمہیں برص، جذام اور جنون لاحق ہو جائے گا۔ حضرت ضمام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا استیاناس ہو یہ بت نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ان پر کتاب نازل کی ہے۔ اور جس جہالت میں تم تھے اس سے تمہیں نکالا ہے۔ اور اسلام تمہارے سامنے کھول کر پیش کیا ہے۔ یہ سن کر ان کی قوم کے سارے مرد وزن نے

Marfat.com

اسلام قبول کرلیا۔ کسی وفد کا سربراہ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بابرکت اور افضل ثابت نہیں ہوا۔

۱۱۔ وفد ازد کی حاضری

حضرت سوید بن حارث ازدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم سات افراد اللہ کے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اچھے لباس اور اچھے اطوار دیکھے تو تعجب سے فرمایا تم کون ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم ایماندار قوم کے افراد ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ہر قول کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے۔ پس تم بتاؤ تمہارے قول اور ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہمارے ایمان کی حقیقت وہ پندرہ خصلتیں ہیں جن پر ہم عمل پیرا ہیں۔ ان میں سے پانچ وہ خصلتیں ہیں جن پر ہمیں عمل کرنے کا حکم آپ کے مبلغین نے دیا ہے۔ پانچ کا حکم آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ اور پانچ ایسی ہیں جن پر ہم زمانہ جاہلیت سے عمل پیرا ہیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: وہ پانچ کون سی ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم میرے قاصدوں نے دیا ہے۔ ہم نے عرض کیا وہ پانچ خصلتیں یہ ہیں کہ ہم اللہ پر اس کے ملائکہ پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور موت کے بعد اٹھنے پر ایمان لائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: وہ کونسی چیزیں جن کا میں نے تمہیں حکم دیا تھا۔ ہم نے عرض کیا آپ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہیں۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، روزے رکھیں اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ پاک کا حج کیا کریں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہ نیک عادات جو تم نے زمانہ جاہلیت سے اپنا رکھی ہیں وہ کونسی ہیں؟ اہل وفد نے کہا: خوشحالی کے وقت اللہ کا شکر ادا کرنا۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا، تقدیر کے فیصلے پر راضی رہنا، جنگ میں ثابت قدم رہنا دشمن کی مصیبت پر اسے شرمندہ نہ کرنا۔ دور جاہلیت سے ہمارا شعار رہا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تم لوگ عقلمند ہو، عالم ہو اور اگر سمجھ بوجھ کی وجہ سے نبوت ملتی ہوتی تو قریب تھا کہ تم نبی ہوتے۔ (لیکن نبوت اللہ کی عطا ہے جس کو چاہے عطا فرمائے) سرکار ﷺ نے فرمایا: میں ان میں پانچ چیزوں کا اضافہ کرتا ہوں تاکہ پوری بیس خصلتیں ہو جائیں۔ جس طرح تم کہہ رہے ہو اگر اسی طرح ہے تو پھر وہ چیز جمع کر کے نہ رکھو جو تم نے کھانی نہیں۔ اور ایسے مکان نہ بناؤ جن میں تم نے رہنا نہیں۔ جس چیز سے کل دستبردار ہونا ہے اس کے حصول میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ اس ذات (رب العالمین) سے ڈرو جس کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے اور اس کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ اپنی دلچسپیاں اس (جنت) کے ساتھ وابستہ کرلو جس کی طرف تم نے جانا ہے اور ہمیشہ رہنا ہے۔

Marfat.com

اہل وفد نے اپنے آقا ﷺ کی وصیتوں کو دل میں محفوظ کرلیا اجازت لی اور چلے گئے۔

۱۲۔وفد بنی طے کی حاضری

زید الخیل کی قیادت میں بنی طے کا وفد بارگاہ رحمت للعالمین ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ سب نے اسلام قبول کرلیا اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: عرب کے جس آدمی کے فضائل میرے سامنے بیان کئے گئے ہیں جب میں نے اسے دیکھا تو ان فضائل سے کم پایا۔ مگر زید الخیل کا معاملہ برعکس ہے۔ (یعنی ان کے فضائل زیادہ ہیں)

حضور ﷺ نے ان کا نام زید الخیل کی بجائے زید الخیر رکھا۔ سرکار ﷺ نے انہیں ''فید'' کا علاقہ اور دو جاگیریں لکھ کر عطا فرمائیں۔ زید رضی اللہ عنہ اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ سے رخصت ہوئے تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر زید مدینہ کے بخار سے بچ جائیں (تو بڑی بات ہے) چنانچہ اسی طرح ہوا جب وہ نجد کے قریب ''قردہ'' نامی چشمے پر پہنچے تو بخار کی وجہ سے وفات پاگئے۔

ان کی (بدبخت) بیوی نے ان کے سامان سے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب مبارک نکال کر آگ میں جلا دیا۔

نتائج

مختلف وفود کو نصیحتیں کرتے ہوئے جو کچھ سرکار ﷺ نے فرمایا: اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔

☆ پرندے اڑا کر اور کنکریاں پھینک کر فال لینا اور کہانت حرام ہے۔ اور یہ کہ جو دین اسلام قبول کئے بغیر مرگیا جہنمی ہے۔

☆ مہمان نوازی صرف تین دن ہے اس کے بہت زیادہ فضائل ہیں۔ ہر نیکی بذات خود صدقہ ہے۔

☆ اسلام ہمیشہ سرفراز رہے گا۔ کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

☆ ایمان، اعتقاد، قول اور عمل کا نام ہے۔ حلم اور خودی دو عظیم صفتیں ہیں۔

☆ مسیلمہ کذاب مرتد ہے اور بدترین جھوٹا ہے۔

☆ وفد ملوک حمیر کو سرکار ﷺ نے دین کے اصول جزیہ کا حکم اور اس کی مقدار کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

☆ وفد بنو عذرہ کو اللہ کے محبوب ﷺ نے فتح شام اور ہرقل کے بھاگ جانے کے بارے میں بتایا۔ بالکل اسی طرح ہوا تھا جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ نیز یہ کہ مسلمان کے لئے عہد جاہلیت کی طرح قربانی کرنا لازم نہیں بلکہ اس طرح کرنا گناہ ہے۔

☆ وفد ذی مرہ کے عرض کرنے پر رسول رحمت ﷺ نے باران رحمت کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسی دن بارش عطا فرمادی۔

Marfat.com

☆ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ نہایت بابرکت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی دعوت پر سارے قبیلے نے اسلام قبول کرلیا۔

☆ وفد ازد بیس خصلتوں پر عمل پیرا ہوگیا۔ یہی خصلتیں ساری بھلائیوں کی جامع ہیں۔ اسی وفد سے سرکار ﷺ نے فرمایا تھا ہر قول کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے۔

☆ حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ بڑے صاحب فضل انسان تھے۔ آخری وقت میں انہیں اسلام کی نعمت نصیب ہوگئی اور اسی حالت ایمان میں رب کے حضور پہنچ گئے۔

حضرت صدیق اکبر کی امارت میں حج

9ھ ذی قعدہ کے آخر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی اجازت سے امیر حج کے طور پر روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے تین سو افراد تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں بیس اونٹ قربانی کے لئے دیئے تھے۔ پچاس اونٹ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے لے کر گئے تھے۔

جب آپ مدینہ طیبہ سے سات میل کے فاصلے پر ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے تو پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ سے مل گئے۔ سرکار ﷺ نے انہیں مشرکین کے سامنے سورۃ براۃ تلاوت کرنے کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے اور سرکار ﷺ سے پوچھا کیا میرے بارے میں (قرآن میں سے) کوئی شے نازل ہوئی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن میری طرف سے جو پیغام یا میں خود پہنچاؤں گا یا ایسا شخص جو مجھ سے ہی ہو۔ اے ابوبکر! کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم میرے غار اور حوض کوثر کے ساتھی ہو۔ آپ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ (میں اس عطا پر) راضی ہوں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امارت حج کے فرائض ادا کئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عیدالاضحیٰ کے دن اعلان فرمایا کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔ کوئی شخص ننگے ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرے گا۔ اور جس شخص کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی عہد ہے وہ ایک مخصوص مدت تک رہے گا۔

یہ سن کر مشرکین واپس لوٹ گئے انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی۔ جب قریش مسلمان ہوگئے ہیں تو تم کیا کر رہے ہو؟ پس وہ بھی مسلمان ہوگئے۔

نتائج

(۱) عجز کی وجہ سے فرضیت حج ساقط ہو جاتی ہے۔ پھر حج کی ادائیگی فوراً نہیں بلکہ تاخیر کے ساتھ فرض رہتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فقط تین سو افراد نے حج ادا کیا تھا۔ حالانکہ مدینہ طیبہ میں مرد و زن کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔

Marfat.com

(۲) امیر حج کا تقرر سنت ہے۔

(۳) اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے۔

(۴) حج کے لئے کسی دوسرے کے ہاتھ ہدی (قربانی کا جانور) بھیجنا بھی مشروع ہے۔

(۵) مشرکین کے لئے حدود حرم میں داخل ہونا حرام ہے۔ اسی طرح طواف کے وقت ستر ڈھانپنا واجب ہے۔

(۶) قریش کو عرب میں مرکزی مقام حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے اسلام لانے کے بعد سارے عرب نے اسلام قبول کرلیا۔

۹ھ کے اہم واقعات

☆ حضور ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو ذوالخلصہ (کابت) گرانے کے لئے روانہ فرمایا انہوں نے جا کر ذوالخلصہ کو منہدم کر دیا۔

☆ نبی کریم ﷺ کے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال اسی سال ہوا ان کی عمر مبارک ۱۸ ماہ تھی۔

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اسی سال ایک آدمی کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان، اسلام، احسان اور قیامت کی نشانیوں کے بارے میں سوالات کئے۔ (۹ھ کا تعلق ان مذکورہ سوالات سے ہے وگرنہ جبرائیل علیہ السلام پہلے بھی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ مترجم مختار احمد رومی)

☆ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی سال تمام اہل اسلام کی طرف زکوٰۃ کی وصولی کیلئے عاملین زکوٰۃ روانہ فرمائے۔

☆ اللہ کے محبوب ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال بھی اسی سال ہوا۔ حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے انہیں غسل دیا تھا۔

☆ ابن ابی رأس المنافقین بھی اسی سال اپنے انجام کو پہنچا۔ حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ آیت قرآن آپ کو ایسی نماز جنازہ سے روک دیا۔

☆ نجاشی شاہ حبشہ رضی اللہ عنہ کا وصال بھی اسی سال ہوا۔ سرکار ﷺ نے صحابہ کے ساتھ مل کر مدینہ طیبہ میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

Marfat.com

ہجرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دسواں سال

سریہ خالد رضی اللہ عنہ بنی حارث بن کعب کی طرف

۱۰ھ کے اوائل میں اللہ کے حبیب ﷺ نے حضرت خالد کی قیادت میں بنی حارث بن کعب کی طرف ایک سریہ روانہ فرمایا۔ ان لوگوں کا ٹھکانہ نجران میں تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت خالد سے فرمایا: انہیں تین مرتبہ اسلام کی دعوت دینا اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو وہاں رہ کر انہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا۔ آپ نے جا کر انہیں اسلام کی دعوت دی وہ سارے مسلمان ہو گئے۔ آپ نے کچھ دن وہاں رک کر انہیں دین کی تعلیمات سے آگاہ فرمایا۔ وہاں سے ہی آپ نے سرکار ﷺ کی خدمت میں مکتوب تحریر کیا جس میں بنی حارث کے اسلام کی اطلاع تھی۔

جب حضرت خالد وہاں سے واپس آنے لگے تو قیس بن حصین اور یزید بن عبد المدان وغیرہما کی قیادت میں ان کا ایک وفد بھی آپ کے ساتھ ہو لیا۔ یہ وفد بارگاہ خیر الرسل ﷺ میں حاضر ہوا۔ واپسی پر حضور ﷺ نے ان کے ساتھ اپنے صحابہ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ تاکہ انہیں اسلام کی تعلیمات سکھائیں۔ اور ان سے زکوٰۃ وصول کیا کریں، حضور ﷺ نے انہیں ایک مکتوب بھی عطا فرمایا تھا۔ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ ابھی نجران میں ہی تھے رسول مکرم ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔

نتائج

(۱) اسلام کی طرف دعوت دینا واجب ہے۔

(۲) اور جو مسلمان ہو جائے اس کو ارکان اسلام کی تعلیم دینا بھی ضروری ہے۔

(۳) جو علاقے مسلمان ہو جائیں اور مسلمانوں کے ذمہ میں آ جائیں وہاں عاملین کو مقرر کرنا بھی واجب ہے۔

نجران کے نصاریٰ کا وفد بارگاہ رسالت ﷺ میں

نجران کے عیسائیوں کا وفد بھی اسی سال حاضر ہوا۔ العاقب اور البید وغیرہما ان کے سربراہ تھے۔ یہ مباہلہ کے لئے آئے تھے تاکہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں جو جھوٹا ہے وہ تباہ ہو جائے کیونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ عیسائیت ہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ جبکہ سرکار ﷺ کا فرمان ہے عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور اسلام اللہ کا دین ہے۔

حضور ﷺ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ لے کر

Marfat.com

باہر تشریف لائے جب نجرانیوں نے ان نورانی چہروں کو دیکھا تو مرعوب ہو کر کہنے لگے اگر یہ چہرے اللہ کی قسم دے کر کہیں کہ یہ پہاڑ یہاں سے ہٹا دیئے جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بات مان لے۔ چنانچہ انہوں نے مباہلہ نہ کیا۔ بلکہ دو ہزار حلے (سالانہ) دے کر صلح کر لی۔ جن میں سے ہر حلہ چالیس درہم کا ہوگا۔ نیز یہ بھی شرط تھی کہ وہ رسول ﷺ کے قاصدوں کی میزبانی کیا کریں گے۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ عقد ذمہ کیا اور دین کے معاملے میں انہیں آزمائش میں نہ ڈالنے کا عہد فرمایا: نیز انہیں یہ بھی فرمایا کہ وہ سود نہ کھائیں گے اور نہ سود کا کاروبار کیا کریں گے اہل نجران کے بارے میں سورۃ آل عمران کی اسی (۸۰) سے زائد آیات نازل ہوئیں۔ انہیں آیات میں آیت مباہلہ بھی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ کے بیٹے نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ الوہیت میں شریک ہیں۔ ان کی نانی حضرت حنہ سے لے کر ان کی والدہ حضرت مریم کی پیدائش کا بیان بھی ہے۔ علی نبینا وعلیہم السلام۔

نتائج

(۱) اہل نجران کا مباہلہ سے بھاگ جانا حضور ﷺ کی سچی نبوت اور اسلام کے سچا دین ہونے کی دلیل ہے۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیت کی اب کوئی حقیقت نہیں اور ان کا دعوی الوہیت عیسیٰ علیہ السلام بھی بالکل بے بنیاد ہے۔

(۲) اہل کتاب کا دین اگرچہ اب باطل ہو چکا ہے لیکن جزیہ لے کر ان کو دینی آزادی عطا کرنا بھی جائز ہے۔

(۳) سود کھانا اور سودی کاروبار کرنا ذمی یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے بھی حرام ہے۔

دیگر وفود کی حاضری

ہجرت کے دسویں سال بھی نویں سال کی طرح کئی وفود حاضر بارگاہ رسالت مآب ﷺ ہوئے۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

ا۔ وفد سلامان کی حاضری

یہ کل سولہ افراد تھے۔ حبیب سلامانی ان کا سربراہ تھا۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا۔ اپنے علاقے میں خشک سالی کی شکایت عرض کی۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے بارش کی دعا فرمائی۔ ان کو انعامات سے نوازا گیا۔ جب یہ اپنے علاقے میں پہنچے تو دیکھا کہ بالکل اسی دن اور اسی وقت بارش ہوئی تھی جس دن اور جس وقت سرکار ﷺ نے دعا مانگی تھی۔ یہ معجزہ رسالت ہے۔

Marfat.com

۲۔ وفد غسان

یہ وفد رمضان المبارک ۱۰ھ میں حاضر ہوا تھا۔ جبکہ وفد سلامان شوال ۱۰ھ میں حاضر ہوا تھا۔

۳۔ وفد عامر

یہ وفد بھی رمضان المبارک میں ہی حاضر ہوا تھا۔

۴۔ وفد ازد

صرد بن عبداللہ کی قیادت میں دس سے کچھ زائد افراد کا وفد حاضر خدمت ہوا ان تمام نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ نے حضرت صرد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرما دیا۔ اور انہیں حکم دیا کہ اپنے ساتھی مسلمانوں سے مل کر مشرکین کے ساتھ جنگ کیا کریں۔ حضرت صرد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر جرش کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس شہر میں یمن کے کچھ قبائل رہتے تھے۔ جن میں بنی خثعم بھی شامل تھے۔ آپ نے ان کا محاصرہ کر لیا جو ایک ماہ تک جاری رہا، محاصرہ طول پکڑ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے۔ دشمن نے سمجھا کہ آپ شکست کھا گئے ہیں۔ لہٰذا وہ آپ کے پیچھے آ نکلے آپ نے پیچھے مڑ کر ان پر زبردست حملہ کیا اور کشر نامی پہاڑ کے قریب انہیں خوب قتل کیا۔ اہل جرش نے اپنے دو آدمیوں کو رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں بھیج رکھا تھا (تا کہ وہ آپ کی نبوت کے بارے میں انہیں بتائیں) ابھی وہ دونوں وہاں ہی تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کے شہروں میں سے کشر کس جگہ ہے وہاں اب اللہ کے اونٹ ذبح کئے جا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اہل جرش کو فرمایا: حضور ﷺ تمہاری قوم کے قتل ہونے کی خبر دے رہے ہیں جاؤ! سرکار ﷺ سے عرض کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے اپنا عذاب اٹھا لے۔ انہوں نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: یا اللہ ان سے عذاب ہٹا لے۔ وہ سرکار ﷺ سے اجازت لے کر اپنی قوم کے پاس گئے تو دیکھا کہ جس لمحے سرکار ﷺ نے جو خبر دی تھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس کے بعد اہل جرش کا وفد بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور سارے مسلمان ہو گئے۔

۵۔ وفد مراد کی حاضری

یہ وفد اپنے سربراہ عروہ بن مسیک کی قیادت میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اسلام سے قبل ہمدان اور مراد دونوں قبائل کے مابین جنگ ہوئی تھی۔ جس میں ہمدان کو فتح حاصل ہوئی تھی اور بنو مراد کے اکثر لوگ قتل ہو گئے تھے اس جنگ کو یوم الرزم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (رزم ایک جگہ کا نام ہے)

ہمدان کا رئیس اجدع بن مالک تھا اس کے بارے میں فروہ کے اشعار ہیں۔

Marfat.com

ترجمہ اشعار:۔ اگر ہم غالب آ گئے ہیں (تو یہ کوئی عجیب بات نہیں) ہم ہمیشہ غالب ہی آتے ہیں اور اگر ہم مغلوب ہو گئے ہیں تو کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ بزدلی ہماری فطرت نہیں صرف اتنا ہی ہے کہ ہماری اموات لکھی ہوئی تھیں اور دوسروں کے حصے میں بازی مقدر تھی۔ اسی طرح یہ ہار جیت ڈھلتا بڑھتا سایہ ہے اور زمانہ پلٹا کھاتا رہتا ہے۔

ہم نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جس میں ہماری خوشی اور تروتازگی کا عہد بہت طویل تھا۔ (لیکن) جب گردش زمانہ الٹ جاتی ہے تو قابل رشک لوگ بھی پسے ہوئے نظر آتے ہیں (کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ) قابل رشک لوگوں پر بھی حادثات زمانہ درست لگتے ہیں۔

اگر بادشاہ اور اہل شرف کے لئے دوام ہوتا تو ہم بھی ہمیشہ ہی رہتے۔ زمانے نے میری قوم کے سرداروں کو فنا کر دیا جس طرح پہلے لوگوں کو زمانے نے ختم کر دیا تھا۔

جب فروہ حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو کہا: جب میں نے شاہان کندہ کو دیکھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف سے اس طرح منہ موڑ لیا ہے جس طرح عرق النساء (ایک بیماری) ٹانگ سے خیانت کرتی ہے۔ تو میں نے محمد کریم ﷺ کی طرف اپنی سواری کا رخ کر دیا تا کہ آپ کے فضل و احسان کی خیرات مجھے بھی مل سکے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے پوچھا "یوم الرزم"

تیری قوم کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا کیا تجھے اس سے پریشانی ہوئی ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جس شخص کی قوم کو بھی میری قوم کی طرح حالات در پیش آئیں اس کا پریشان ہونا یقینی ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: لیکن اس واقعہ کی وجہ سے تیری قوم کو اسلام میں بھلائی ہی بھلائی حاصل ہوگی۔ سرکار ﷺ نے فروہ کو بنو مراد بنو زبیر اور مذحج کا امیر مقرر فرمایا اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو صدقہ وصول کرنے کے لئے ان کے ہمراہ روانہ فرمایا ان کی واپسی سے پہلے رسول کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

۶۔ فروہ بن عمرو جذامی کے قاصد کی حاضری

فروہ بن عمرو جذامی نے بارگاہ رسالت ﷺ میں ایک قاصد روانہ کیا جس کے ذریعے فروہ نے اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع بھیجی۔ ایک سفید رنگ کی خچر بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ کی۔ قبول اسلام سے پہلے فروہ شاہ روم کی طرف سے (عیسائی) عربوں پر حاکم تھا۔ اس کا گھر شام کے شہر "معان" میں تھا۔ جب اہل روم کو آپ کے قبول اسلام کا پتہ چلا انہوں نے آپ کو شہید کرنے کے لئے گرفتار کر لیا۔ فلسطین میں "زعفری" نامی کنوئیں کے قریب رومیوں نے آپ کو پھانسی دینے کا پروگرام بنایا۔ آپ نے اس وقت یہ اشعار کہے تھے۔

کیا سلمٰی کو یہ خبر پہنچی ہے کہ اس کا شوہر چشمہ عفراء پر مغلوب ہے۔ ایسی اونٹنی پر جس کی ماں کو نر نے نہ مارا جبکہ

Marfat.com

سولی کی شاخوں کو درانتی سے کاٹ دیا گیا ہو۔ (اے مخاطب!) سردار دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں میرا پیغام عرض کر دے کہ میری ہڈیاں اور میرے وجود کا انگ انگ اپنے رب کا فرمانبردار ہو چکا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔

۷۔ وفد زبید کی حاضری

یہ وفد اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ان کا رئیس عمرو بن معدی کرب تھا۔ عمرو کے آنے سے پہلے حضور ﷺ نے فروہ بن مسیک کو زبید اور مراد قبائل کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ بعد ازاں عمرو کو بنی زبید کی امارت عطا فرمائی۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد عمرو مرتد ہو گیا اس نے کچھ اشعار بھی کہے:

ترجمہ اشعار: ہم نے پایا کہ فروہ کی حکومت بہت بری حکومت ہے۔ وہ ایسا گدھا ہے جس کی ناک نے مادہ کے رحم کو سونگھا ہے۔ جب تو ابو عمیر کو دیکھے گا تو اس طرح لگے گا کہ گویا اونٹنی کی بچہ دانی گند اور دھوکے سے بھری ہوئی ہے۔

۸۔ وفد عبد القیس کی حاضری

اس وفد کا سربراہ جارود بن عمرو نصرانی تھا۔ یہ سارے لوگ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ جارود کو اللہ تعالیٰ نے حسن کلام سے نوازا تھا۔ رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد منذر بن نعمان کے دھوکے میں آ کر حضرت جارود رضی اللہ عنہ کی قوم مرتد ہو گئی تو آپ نے انہیں ارتداد سے منع فرمایا اور حق پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرمائی۔ فتح مکہ سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو منذر بن ساوی کی طرف بحرین روانہ فرمایا تھا۔ منذر نے اسلام قبول کر لیا۔ سرکار ﷺ کے وصال کے بعد اور اہل بحرین کے ارتداد سے پہلے حضرت منذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بحرین کے امیر تھے۔

۹۔ وفد کندہ کی حاضری

یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس وفد کا رئیس اشعث بن قیس تھا۔ اشعث نے کہا ہم آکل المرار کی اولاد ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ ہم اپنی نسبت والدہ کی طرف نہیں کرتے اور اپنے آباء کی نفی نہیں کرتے۔ اشعث نے کہا: بخدا! اگر میں نے اس کے بعد کسی شخص کو ایسا کہتے سنا تو اس کو اسی کوڑے لگاؤں گا۔

وہ بالوں میں کنگھیاں کیے سرے ڈالے اور ریشمی حلے پہنے ہوئے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا تم مسلمان نہیں ہو چکے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں! سرکار ﷺ نے فرمایا: پھر اپنے گلوں میں یہ ریشم کیوں پہن رکھا ہے؟ انہوں نے حلے پھاڑ کر اتار دیئے۔

(۱۰، ۱۱) وفد محارب اور وفد عبد عبس بھی اسی سال حاضر ہوئے تھے۔

Marfat.com

(۱۲) وفد صدف حجۃ الوداع کے موقع پر سرکار ﷺ سے ملا تھا۔

(۱۳) وفد رہاویین۔

(۱۴) دس افراد پر مشتمل وفد خولان نے بھی حاضری کا شرف حاصل کیا۔

۱۵۔ وفد بنی عامر بن صعصعہ کی حاضری

اس وفد میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور جبار بن سلمی بھی شامل تھے۔

عامر بن طفیل نبی کریم ﷺ کو دھوکے سے شہید کرنا چاہتا تھا۔ اس کی قوم نے اسے کہا سارے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا: میں اس "نوجوان" کی پیروی نہیں کرنا چاہتا۔ اس نے اربد سے کہا جب ہم حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے میں انہیں تمہاری طرف سے مصروف کرلوں گا تم انہیں پیچھے سے تلوار مار کر شہید کر دینا۔

بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عامر نے نبی کریم ﷺ کو گفتگو میں مشغول کر لیا تا کہ اربد کو اپنے برے ارادے کی تکمیل کا موقع مل جائے۔ لیکن اربد نے کچھ بھی نہ کیا۔ عامر نے دھمکی دیتے ہوئے کہا میں گھوڑوں اور شاہسواروں سے آپ کے خلاف چڑھائی کر دوں گا۔ جب وہ چلا گیا حضور ﷺ نے فرمایا: یا اللہ ہماری طرف سے تو ہی عامر کو کافی ہو جا۔ راستے میں عامر نے اربد سے کہا تو نے انہیں قتل کیوں نہ کیا؟ اس نے کہا: میں جب بھی ان کے قتل کا ارادہ کرتا سامنے تو آ جاتا تھا کیا تمہیں تلوار مار دیتا؟ ابھی وہ راستے میں ہی جا رہے تھے کہ عامر بن طفیل کو طاعون نے آلیا جس سے وہ ایک سلولیہ عورت کے گھر میں مر گیا۔ مرتے وقت وہ کہہ رہا تھا اے بنی عامر! اونٹ کے طاعون کی طرح طاعون اور سلولیہ عورت کے گھر میں موت۔

اربد پر اللہ تعالیٰ نے بجلی نازل کی جس سے وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔ یہ اربد لبید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

نتائج

(۱) حضور ﷺ نے جب بھی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا فرمایا۔

(۲) مردوں پر ریشم پہننا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے تمام احکام واجب التسلیم ہیں۔

(۳) اربد اور طفیل جیسے لعنتی بجلی اور طاعون سے مر گئے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعا ضرر مانگی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب یمن روانگی اور اہل ہمدان کا قبول اسلام

ہجرت کے دسویں سال اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرمایا۔ ان سے پہلے نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تھا کہ آپ انہیں اسلام کی طرف بلائیں۔ لیکن اہل

Marfat.com

یمن نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ ان کے بعد سرکار ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اور انہیں فرمایا کہ آپ حضرت خالد کو واپس بھیج دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن جا کر ان کے سامنے رسول کریم ﷺ کا گرامی نامہ تلاوت فرمایا اسی دن تمام اہل ہمدان نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد باری باری سارے اہل یمن مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اسلام کی اطلاع بارگاہ رسالت ﷺ میں لکھ کر بھیجی۔ خدا کے رسول ﷺ یہ اطلاع پا کر اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

نتائج

(۱) بنو ہمدان نے ایک ہی دن میں اسلام قبول کر لیا حضور ﷺ نے تین بار ان پر سلام فرمایا۔

(۲) حصول نعمت پر سجدہ شکر ادا کرنا سنت ہے۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ ان کے ہاتھ پر ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا جنہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام نہیں قبول کیا تھا۔

وصولی صدقات کے لئے عاملین کی روانگی

کسی بھی اسلامی مملکت میں زکوٰۃ کو انتہائی اہم مقام حاصل ہے۔ ایک اعتبار سے زکوٰۃ کفر اور اسلام کے مابین حد فاصل ہے۔ جبکہ فقراء کے متعلقہ سلطنت کے بہت سے مالی معاملات کی اصلاح کا دارومدار بھی زکوٰۃ پر ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ جمع زکوٰۃ کے لئے عاملین کا انتخاب فرما کر انہیں وصولی صدقات کے لئے روانہ فرمایا کرتے تھے۔ زکوٰۃ کو صدقہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ ادا کرنے والے کے صدق ایمان پر دلالت کرتی ہے۔

عہد رسالت مآب ﷺ کے عاملین زکوٰۃ کے اسماء گرامی

(۱) حضرت مہاجر بن امیہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ انہیں صنعاء کی طرف روانہ فرمایا گیا۔

(۲) حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ انہیں حضرموت کی طرف روانہ فرمایا گیا۔

(۳) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو بنو طے اور بنو اسد کی طرف روانہ فرمایا گیا۔

(۴) حضرت مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے بنی حنظلہ کی طرف روانہ فرمایا۔

(۵، ۶) حضرت زبرقان بن بدر اور حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہما کو قبیلہ سعد بن زید کی طرف روانہ فرمایا گیا۔

(۷) حضور ﷺ نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف روانہ فرمایا۔

(۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سرکار ﷺ نے نجران کے مسلمانوں سے زکوٰۃ اور نجران کے عیسائیوں سے

Marfat.com

جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں میں ایک کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور خود حجۃ الوداع میں سرکار ﷺ کی معیت کے لئے مکہ پہنچ گئے۔ آپ کے نائب نے سارے اہل لشکر کو سوت کا ایک ایک حلہ پہنا دیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لشکر کو حلے پہنے ہوئے دیکھا تو سب سے حلے اتروا لئے۔ اہل لشکر نے اس بات کی شکایت بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کردی تو سرکار ﷺ نے فرمایا:

ایھا الناس لا تشکوا الی علیًا فواللّٰہ انہ لا خشن فی ذات اللّٰہ اوفی سبیل اللہ من ان یشکی۔

"اے لوگو! میری بارگاہ میں علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شکوہ نہ کیا کرو۔ اللہ کی قسم! علی اللہ کی ذات کے بارے میں یا اللہ کی راہ میں اتنے پختہ ہیں کہ ان کی ذات شکوہ سے بالاتر ہے"۔

نتائج

(۱) اسلامی مملکت میں زکوٰۃ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

(۲) اہل کتاب سے جزیہ وصول کرنا سنت سے ثابت ہے۔

(۳) امیر کی اجازت کے بغیر جب اہل لشکر کو حلے پہنائے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً اتروا دیئے کیونکہ یہ امر جائز نہیں تھا۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سرکار ﷺ نے فرمایا: کہ علی رضی اللہ عنہ کی ذات اللہ کے معاملے میں شکوہ سے بالاتر ہے۔

حجۃ الوداع

اللہ کے محبوب ﷺ نے اس حج میں اسلامی شریعت کے احکام وآداب کی وضاحت بڑے جامع انداز میں میں فرمائی اس لئے حجۃ الوداع ایک انتہائی اہم واقعہ شمار کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **لعلی لا القاکم بعدعامی ھذا**۔ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں (اس طرح) نہ مل سکوں۔ اس لئے اس حج کو حجۃ الوداع بھی کہا جاتا ہے۔ اس حج کے چند ماہ بعد رسول کریم ﷺ وصال فرما گئے تھے۔ احکام اسلام کی تبلیغ کی وجہ سے اس حج کو حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔

ذی قعدہ کے مہینے میں رسول کریم ﷺ نے تیاری شروع فرمائی اور صحابہ کرام کو بھی تیاری کا حکم دے دیا۔ ذیقعدہ کے پانچ دن باقی تھے آپ ﷺ نے حضرت ابودجانہ یا سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہما کو مدینہ طیبہ کا عامل مقرر فرمایا اور خود اپنے غلاموں کے ہمراہ بارادہ حج کوچ فرمایا۔ مدینہ منورہ سے سات میل کے فاصلے پر وادی عقیق کے مقام پر جناب جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ ﷺ کا رب آپ کو سلام کا تحفہ عطا

Marfat.com

فرما رہا ہے۔ (اے نبی ﷺ) آپ ایک بابرکت وادی میں ہیں یہاں سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کر لیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اختیار دے دیا گیا چاہے تو حج مفرد کریں یا تمتع اور قران، جب مقام "سرف" پر پہنچے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ماہواری کے شروع ہو جانے کی وجہ سے رونا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دلاسا دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بنات آدم کو اس چیز سے دوچار فرمایا ہے۔ آپ پاک ہونے تک بیت اللہ شریف کا طواف نہ کریں۔ باقی تمام مناسک حج پر عمل جاری رکھیں۔

جو لوگ ہدی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے ان پر اور بعد میں آنے والے تمام لوگوں پر تخفیف وشفقت کرتے ہوئے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے حج کو عمرہ بنا لو۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف فرمایا۔ سعی فرمائی اور چونکہ آپ ﷺ ہدی کا جانور ساتھ لائے تھے اس لئے احرام مبارک نہ کھولا۔ بعض صحابہ کرام کے ساتھ ہدی کے جانور نہیں تھے اس کے باوجود انہوں نے احرام نہ کھولے۔ سرکار ﷺ نے انہیں احرام کھولنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اور ترغیب دی کہ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو میں ہدی کو ساتھ نہ لے آتا۔ اور اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کر لیتا۔ یہ سن کر ان صحابہ نے بھی احرام کھول دیئے انہوں نے پوچھا یہ رخصت صرف اس سال کے لئے ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

جن لوگوں نے احرام کھولے ہوئے تھے یوم الترویہ کو انہوں نے صبح کا احرام باندھ لیا۔ منیٰ پہنچے اور وہاں رات گزاری اگلے دن صبح کی نماز کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مقام پر ہادی عالم ﷺ نے ایک بے مثال اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مناسک حج اور ہدایت کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ یہ مبارک خطبہ اہل اسلام کے قلوب واذہان کے لئے ایک منبع نور ہے۔ جس کے ہر ہر حرف سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔

اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! میری بات سنو! کیا معلوم اس سال کے بعد اس جگہ میری تم سے ملاقات ہو سکے؟

اے لوگو! اس دن اور اس مہینے کی طرح تمہارے خون تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے کے لئے قابل احترام ہیں۔ (صرف آج ہی نہیں بلکہ) ہمیشہ کے لئے۔ کیونکہ تم ضرور اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ میں نے اپنے رب کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ پس جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ ضرور اس کے مالک کو لوٹائے۔

(آج سے تمام مقروضوں کیلئے) سارا سود معاف ہے۔ لیکن (اے قرض خواہو!) تمہارے لئے (صرف) تمہارے اصل زر ہیں۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ سود مٹ جائے گا۔ (محمد عربی

Marfat.com

ﷺ کے خاندان سے) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا سود کالعدم ہے۔ (سن لو) جاہلیت کے تمام قتل (بھی آج سے) رائیگاں ہیں۔ اور میں سب سے پہلے حارث بن عبد المطلب کے بیٹے ربیعہ کے فرزند کا خون معاف کرتا ہوں جسے ھذیل نے قتل کیا تھا جب وہ بنی لیث میں شیر خوارگی کے دن گزار رہا تھا۔ یہ پہلا جاہلی قتل ہے جسے میں ختم کر رہا ہوں۔

اما بعد! اے لوگو! شیطان اس سرزمین پر اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ کچھ چیزوں کی اسے تم سے توقع ہے۔ پس وہ اس سے خوش ہے کہ تم (بظاہر) چھوٹے گناہوں کو گناہ نہیں سمجھتے۔ پس اپنے دین کے بارے میں شیطان سے محتاط رہنا۔ اے لوگو! رسم نسی کفر میں زیادتی ہے۔ اہل کفر اس کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ جس کو وہ ایک سال حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام قرار دے لیتے ہیں تاکہ وہ پامال کریں اس (اصول) کو جس (کی پامالی) کو اللہ نے حرام کر رکھا ہے۔ پس اس طرح وہ اللہ کے حرام کردہ احکام کو حلال اور حلال کردہ احکام کو حرام کر لیتے ہیں۔ بے شک (اب) زمانہ گھوم کر اسی حالت پر آ گیا ہے جس حالت پر وہ تخلیق زمین و آسمان کے دن تھا۔ اور بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں چار حرمت والے مہینے ہیں۔ ان میں سے (ذیقعدہ، ذوالحج اور محرم) تین لگاتار ہیں۔ اور جمادی الثانی اور شعبان کا درمیانی مہینہ بنو مضر کا رجب علیحدہ ہے۔

اما بعد! اے لوگو! تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اور ان کے حقوق تم پر ہیں۔ تمہارا ان پر یہ (بھی) حق ہے کہ وہ تمہارے بستر کی حرمت کو پامال نہ ہونے دیں اور کھلی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے کہ ان کے بستر جدا کر دو۔ اور انہیں ایسی مار مارو جو واضح نہ ہو۔ پس اگر وہ رک جائیں (اس بے حیائی سے) تو انہیں دستور کے مطابق خوراک اور لباس ملے گا۔ عورتوں کے بارے میں میری وصیت کو قبول کرو اور ان کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری زیر دست ہیں۔ اپنے لئے کسی چیز کی مالک نہیں تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے نام پر ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ اے لوگو! میرے فرمان کو عقل سے سمجھو۔ بے شک میں نے پیغام رسالت پہنچا دیا ہے۔ اور میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے جسے تھام کر تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ چیز اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

لوگو! میری بات کو (غور سے) سنو اور سمجھو (خوب) جان لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ پس کسی مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لینا حلال نہیں۔ (اس طرح کر کے) تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔

اللہ کا نام لے کر بتاؤ کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا ہے؟

Marfat.com

لوگوں نے عرض کیا اللھم نعم۔ بے شک حضور ﷺ نے فرمایا: میرے اللہ گواہ رہنا۔

(سرکار ﷺ نے پھر فرمایا) اللہ تعالیٰ نے تمام حقداروں کے حقوق متعین فرمادیئے ہیں۔ کسی وارث کے لئے وصیت نہیں۔ بچہ صاحب فراش کا ہوگا۔ بدکار کے نصیب میں پتھر ہوں گے۔ جو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ ملنے کا دعوی کرے گا یا کسی اور قبیلے سے ہونے کا اعلان کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت اس کے فرائض ونوافل بھی قبول نہیں کیے جائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سورج ڈھل جانے کے بعد لوگوں کو نماز پڑھائی انہیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ جبل عرفہ پر تشریف لائے اس کی وسعت پر کھڑے ہو کر فرمایا: میں نے یہاں وقوف فرمایا ہے اور عرفہ سارے کا سارا موقف (وقوف کی جگہ) ہے۔ جب سورج غروب ہو گیا ہادی عالم ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر مزدلفہ روانہ ہوئے۔ عشاء کے بعد وہاں پہنچے نماز ادا فرمائی وہیں رات گزاری۔ جب فجر طلوع ہوئی صبح کی نماز ادا فرمائی۔ پھر جبل قزح پر قیام فرمایا اور زبان مبارک سے یوں گویا ہوئے میں نے یہاں وقوف فرمایا ہے اور مزدلفہ سارے کا سارا موقف ہے۔ جب سورج خوب روشن ہو گیا جمرہ کے پاس تشریف لا کر اس کو کنکریاں ماریں، پھر قربان گاہ میں تشریف لائے قربانی کرنے کے بعد فرمایا: یہاں میں نے قربانی کی ہے اور منٰی سارے کا سارا جائے قربانی ہے۔ منٰی میں تین راتیں قیام فرمایا۔ تین جمروں کو رمی فرمائی۔ ہر روز سورج ڈھل جانے کے بعد چھوٹے جمرے سے ابتداء کر کے بڑے جمرے پر اختتام فرماتے۔

ان دنوں میں خطبہ بھی ارشاد فرمایا اور امت کو قیامت تک پیش آنے والی ضروریات کی تعلیم دی۔ اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔ حجۃ الوداع بھی اس حج کا نام ہے کیونکہ اسی حج میں امت کے والی کامل والے نے امت کو الوداع فرمایا اور اس کے بعد حج نہ فرمایا۔

درود وسلام ہوں آپ پر جس دن آپ پیدا ہوئے جس دن آپ نے حق کی دعوت دی جس دن آپ نے جہاد فرمایا جس دن آپ نے حج اور عمرہ ادا فرمایا جس دن آپ نے الوداع فرمایا اور زمین وآسمان جتنی وسعت والی جنت میں اپنے رفیق اعلیٰ جل جلالہ سے جا ملے۔ (ﷺ)

نتائج

(۱) حرم پاک کو شرک کی نجاستوں سے پاک کرنے کے لئے بیس سے کچھ زائد سال تک جہاد جاری رہا۔ جب حرم الٰہی ساری آلائشوں سے پاک ہو گیا تو سرور عالم ﷺ نے حج ادا فرمایا۔

(۲) وادی عقیق ایک بابرکت وادی ہے۔ اہل مدینہ کے لئے میقات بھی یہی وادی ہے۔ کیونکہ اسی کے مقدس کنارے پر ذوالحلیفہ واقع ہے۔

Marfat.com

(۳) حج افراد، تمتع اور قِران میں سے جو بھی کرنا چاہیں جائز ہے۔

(۴) حیض والی عورت طواف کعبہ کے علاوہ باقی تمام افعال حج ادا کرتی رہے۔

(۵) حج کو عمرہ سے تبدیل کرنے کی اجازت بھی حضور ﷺ کا امت پر کرم ہے تا کہ امت مشقت میں نہ پڑ جائے۔

(۶) نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ ہر معاملے میں یہود و نصاری کی مخالفت کی جائے۔ مشرکین تو یہاں تک کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے اس زعم باطل کے ابطال کے لئے اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ حج کا احرام کھول کر عمرہ کر لیں جب صحابہ ہچکچائے تو سرکار ﷺ نے سختی سے حکم دیا یہاں تک کہ سب نے اپنے آقا ﷺ کے حکم پر عمل کیا۔ رضی اللہ عنہم۔

(۷) حجوا کما رأیتمونی احج حضور ﷺ نے فرمایا: جس طرح میں حج کر رہا ہوں تم بھی اسی طرح کرو۔ یہ مناسک حج کی عملی تعلیم تھی۔

(۸) مسلمان کا خون، مسلمان کا مال اور مسلمان کی عزت یہ ساری چیزیں حرمت والی ہیں جن کی پامالی حرام ہے۔

(۹) حضور ﷺ نے واضح طور پر بتا دیا کہ ظلم، سود اور جاہلیت کی تمام عادات حرام ہیں۔

(۱۰) خواتین کے حقوق بھی بیان فرمادیئے ان کی ادائیگی کی تاکید بھی فرمادی نیز زوجین کے حقوق کی وضاحت بھی فرمادی۔

(۱۱) وارث کے لئے وصیت کرنا حرام ہے۔

(۱۲) اپنے باپ اور قبیلے کو بدلنا حرام ہے۔

(۱۳) بچہ صاحب فراش کا ہی ہوگا۔ زانی کو اعتراف زنا پر رجم کیا جائے گا۔

Marfat.com

ہجرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گیارہواں سال

شام کی طرف لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

رسول اللہ ﷺ کے چہیتے صحابی حضرت زید بن حارثہ کے چہیتے فرزند حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سرکار ﷺ نے شام کی طرف روانہ فرمایا۔ سرور عالم ﷺ کی حیات ظاہری کا یہ آخری سریہ ہے۔

حجۃ الوداع سے واپسی پر ماہ محرم الحرام میں حضور ﷺ نے مناسب خیال فرمایا کہ شام کی طرف ایک دستہ روانہ کیا جائے۔ اس دستے کا قائد ایک ایسے نوجوان کو مقرر فرمایا جس کی عمر ابھی اٹھارہ سال سے بھی کم تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بدست خود ان کے لئے پرچم باندھا اور حکم دیا کہ اپنا لشکر بلقاء اور داروم جو فلسطین کے علاقے ہیں ان کی طرف لے جائیں۔ بعض لوگوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی کم عمری پر اعتراض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے والد کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا۔

لوگوں نے یہ اعتراض اس لئے کیا تھا کہ یہ دونوں غلام تھے۔

صحابہ کرام نے روانگی کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔ انصار و مہاجرین میں سے بزرگ صحابہ بھی اس لشکر میں تھے۔ جس طرح کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ صحابہ کرام ابھی تیاری ہی کر رہے تھے کہ حضور ﷺ کا مرض الموت شروع ہو گیا۔

یہ لشکر بھی حضور ﷺ کی طبع مبارکہ میں افاقہ کے انتظار میں رک گیا ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا ہوگا کہ رسول کریم ﷺ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امور خلافت کے والی بنے تو آپ نے اپنے آقا ﷺ کی خواہش اور پسند کے مطابق لشکر اسامہ کو روانہ فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں بھی آپ کے ساتھ جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

نتائج

(۱) اللہ کے رسول ﷺ نے حیات ظاہری کے آخری لمحے تک جہاد جاری رکھا۔

(۲) صاحب عزم و ہمت جوان کو بزرگوں کی قیادت سپرد کرنا جائز ہے۔

(۳) انسان اپنی فطرت سے مجبور ہو کر کبھی کبھی وہ اعتراض کر بیٹھتا ہے جو اس کے لئے مناسب نہیں ہوتے جس طرح کہ حضرت اسامہ اور ان کے والد گرامی حضرت زید رضی اللہ عنہما کی قیادت پر انگشت نمائی کی گئی تھی۔

Marfat.com

(۴) یہاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کمال محبت رسول ﷺ اور آپ کی سچی اطاعت کا اظہار ہو رہا ہے کہ آپ نے رسول ﷺ کی مبارک ظاہری زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی ہر ہر پسندیدہ چیز پر عمل کیا اور ناپسندیدہ چیزوں کو سختی سے مٹایا۔ مشکل ترین حالات میں جیش اسامہ کی روانگی ان مظاہر محبت میں سے ایک ہے۔

رسالت مآب ﷺ کے غزوات وسرایا پر ایک نظر

ہجرت کے دس سال میں سرور کون ومکان ﷺ نے ۲۶ یا ۲۷ جنگوں میں بنفس نفیس حصہ لیا۔ ان جنگوں کو غزوات کہا جاتا ہے۔ ان میں سے دس غزوات میں بذات خود قتال بھی فرمایا۔ جبکہ باقی غزوات میں آپ ﷺ کی نگرانی میں صحابہ کرام نے حرب وضرب کے جوہر دکھائے۔

غزوۂ بدر الکبریٰ، غزوہ احد، خندق، بنو قریظہ، بنو مصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف کا شمار اول الذکر غزوات میں ہوتا ہے۔ جبکہ باقی غزوہ ودان، ابواء، بواط، عشیرہ، بدر الاولیٰ، غزوہ بنو سلیم، سویق، غطفان، نجران، حمراء الاسد، بنو نضیر، ذات الرقاع، غزوہ دومۃ الجندل، بنی لحیان اور غزوہ ذی قرد کا شمار دوسری قسم کے غزوات میں ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ۳۵ دستے (بطور سریہ) روانہ فرمائے۔ ان تمام غزوات وسرایا کی تفصیل اختصار کے ساتھ پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

حبیب دو عالم ﷺ کا مرض وفات

ربیع الاول شریف کے ابتدائی ایام میں بدھ کے روز نبی کریم ﷺ کو درد سر اور بخار کی تکلیف شروع ہوئی۔ اس الم انگیز کیفیت کی ابتداء سے قبل آپ نے صحابہ کرام کو اپنے وصال کی خبر سنا دی تھی۔ لیکن صحابہ اس کو اس وقت محسوس نہ کر سکے۔ سرکار ﷺ منبر پر تشریف لائے حمد وثناء کے بعد فرمایا:

ان اللہ خیر عبدا بین الدنیا وبین ما عندہ فاختار ذلک العبد ما عند اللہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا ہے۔ پس اس عبد خاص نے جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کو اختیار کر لیا ہے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا جبکہ باقی صحابہ نے آپ کے گریہ وزاری پر حیرت کا اظہار کیا۔ حضرت صدیق پاک تو سمجھ گئے تھے کہ وہ بندہ خاص جن کو اختیار عطا کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ ہی ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اپنے مال اور اپنی سنگت کے ذریعے تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ پر احسان کرنے والے مرد کامل کا نام ابوبکر ہے۔ اگر میں نے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بنا لیتا۔ لیکن اب اسلامی اخوت اور محبت ہی باقی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا مسجد نبوی ﷺ کی طرف کھلنے والے

Marfat.com

سارے دروازے بند کر دیئے جائیں۔

نصف رات بیت چکی تھی اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنے غلام حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ کو جگایا اور فرمایا: اے ابو مویہبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اہل بقیع کے لئے مغفرت طلب کروں آؤ تم بھی میرے ساتھ چلو۔ اہل بقیع کے مزارات کے درمیان کھڑے ہو کر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اے قبرستان والو! تم پر سلامتی ہو جس حال میں تم اب ہو یہ حالت تمہیں مبارک ہو۔ اس وقت زندہ لوگ تو بڑی عجیب حالت میں ہیں، فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح لگا تار آرہے ہیں بعد میں آنے والا ہر فتنہ پہلے آنے والے سے بدتر ہے۔ پھر اپنے غلام ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو مویہبہ! مجھے دنیا کے خزائن کی چابیاں اور ہمیشہ دنیا میں رہنے اور جنت (کی نعمتوں) کے درمیان) اپنے رب کی ملاقات کا اختیار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان، دنیا میں دوام، خزائن ارض کی چابیاں اور جنت پسند کر لیجئے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: نہیں بخدا میں نے تو اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو پسند کر لیا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ اہل بقیع کے لئے استغفار کر کے واپس تشریف لائے تو وہ درد شروع ہو گیا جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ درد سر کی شکایت کر رہی ہیں۔ ان کی بات سن کر سرکار ﷺ نے فرمایا: بخدا اے عائشہ! مجھے بھی درد سر ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے اگر تم مجھ سے پہلے وفات پا گئیں تو میں بذات خود تمہیں کفن دے کر تمہاری نماز جنازہ پڑھا کر دفن کر دوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا لگتا ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو آپ گھر واپس جا کر کوئی اور زوجہ لے آئیں گے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ مسکرا دیئے۔

(یہ کلام بطور مزاح و دل لگی تھا)

حضور ﷺ کے درد نے شدت اختیار کر لی آپ باری باری ساری ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے رہے۔ پھر یہ امر بھی مشکل ہو گیا تو سرکار ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں مستقل رہائش کیلئے ازواج مطہرات سے اجازت لے لی۔ سب نے بخوشی اجازت دے دی۔ جب سرکار ﷺ نے اجازت لی تھی اس وقت آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تھے۔ وہاں سے آپ ﷺ اپنے خاندان کے دو افراد حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما پر ٹیک لگائے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں پہنچے چلتے ہوئے آپ نے سر مبارک پہ پٹی باندھی ہوئی تھی۔ اور قدمین شریفین زمین پر لکیر بنا رہے تھے۔ یہاں آ کر آپ ﷺ کو سخت بخار ہوا اور درد میں بھی شدت آ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اوپر سات مشکیزوں کا پانی ڈالو یہاں تک کہ میں لوگوں کے پاس جا کر انہیں (کچھ نصیحت کی باتیں) کہہ سکوں۔ حضرت

Marfat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے آپ ﷺ کو حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے ٹب میں بٹھا کر پانی انڈیلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ! ٹھہر جاؤ! بعدازاں آپ ﷺ مسجد پاک میں تشریف لائے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ جب آپ ﷺ کی تکلیف میں شدت آگئی آپ نے فرمایا: مروا ابا بکر فلیصل بالناس۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جب ابو بکر رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے مصلی پر کھڑے ہوں گے ان پر گریہ طاری ہو جائے گا اور ان کے رونے کی وجہ سے لوگ ان کی تلاوت کی آواز نہیں سن سکیں گے۔ اس لئے آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جتنی بار بھی عرض کیا سرکار ﷺ نے اتنی بار حضرت ابو بکر کی امامت پر اصرار کیا۔ یہاں تک کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کریں۔ ان ابا بکر اذاقام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل بالناس۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: بس بھی کرو تم تو (عہد) یوسف علیہ السلام کی مصری خواتین (کی طرح) ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کر دی ادھر سرکار ﷺ نے درد میں افاقہ محسوس کیا تو حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سہارے نماز ظہر کے لئے مسجد تشریف لائے۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رحمت عالم ﷺ کو تشریف لاتے دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت عباس وعلی رضی اللہ عنہما نے انہیں اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیں۔ سرکار ﷺ تشریف فرما تھے۔ اب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کے پیچھے اور صحابہ حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔

مرض کے انہی ایام میں حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا خیبر میں میں نے جو زہر آلود گوشت کھایا تھا اس کا اثر اب تک محسوس کرتا رہا ہوں۔ اب بھی اسی زہر کی وجہ سے میری رگ جاں کٹی جا رہی ہے۔

وصال شریف سے چار دن قبل جمعرات کے دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: میرے پاس لکھنے کے لئے بڑی سی ہڈی اور دوات لاؤ تا کہ میں تمہیں کچھ لکھوا دوں جس کے ہوتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ لوگوں میں نزاع پیدا ہو گیا سرکار ﷺ نے فرمایا: میں جس حالت میں ہوں مجھے چھوڑ دو یہ حالت اس سے بہت بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔

حضور ﷺ نے انہیں تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ آپ نے فرمایا: مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا اور وفود کو اسی طرح انعام دیتے رہنا جس طرح میں ان کو عطا فرمایا کرتا تھا۔ تیسری وصیت کے وقت آپ ﷺ

Marfat.com

خاموش ہو گئے۔

پیر کے روز نماز فجر کے وقت حضور ﷺ نے حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر دیکھا کہ صحابہ کرام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔ سرکار ﷺ نے تبسم فرمایا۔ حضرت ابو بکر نے گمان کیا کہ شاید حضور ﷺ نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے پیچھے ہٹنا چاہا سارے صحابہ کرام پر فرحت و سرور کی کیفیت طاری ہو گئی کہ ان کے محبوب ﷺ کے درد میں افاقہ ہو گیا ہے۔ قریب تھا کہ صحابہ نماز چھوڑ دیتے کہ سرکار ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرو اور پردہ نیچے گرا دیا۔ صحابہ اس صحت افزا تاثر کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی موضع سخ میں واقع اپنے مکان پر چلے گئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ میرے سینے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما مسواک کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ سرکار ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ میں جان گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ مسواک آپ ﷺ کے لئے لے لوں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے مسواک لے کر پیش کر دی لیکن وہ سخت تھی۔ میں نے لے کر نرم کر کے پیش کی۔ آپ ﷺ نے مسواک فرمائی آپ پہلے کی طرح ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے پانی کا برتن رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ دست مبارک پانی سے تر فرماتے۔ چہرے پر ملتے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ ان للموت لسکرات۔ بے شک موت کی تکالیف (بہت شدید) ہوتی ہیں۔ اللھم الرفیق الاعلی یہ آخری کلمہ تھا جو زبان اقدس پر جاری تھا۔ پیر کے روز ہی آپ ﷺ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور ﷺ کا وصال پاک ہوا آپ کا سر مبارک میری جھولی میں تھا۔ جب آپ ﷺ کی روح مبارک پرواز کر گئی میں نے سر اقدس کو تکیے پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انعام فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال میرے گھر میری باری کے دن اور میری جھولی میں ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کو مسواک نرم کر کے پیش کی اس طرح میرے منہ کا لعاب آپ کے لعاب دہن سے مل گیا۔

گیارہ سال قبل ٹھیک اسی دن اسی مہینے اور اسی وقت آپ مدینہ پاک میں تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ سوموار کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے اسی دن میری ولادت ہوئی تھی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

شدت کرب میں عزم صدیقی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جونہی یہ خبر ملی کہ رہنمائے دو جہاں ﷺ کا وصال ہو گیا ہے ان کی عقلیں جواب دے گئیں۔ حیرت و دہشت نے انہیں شل کر دیا۔ زندگی ان پر تاریک ہو گئی یہاں تک کہ حضرت عمر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ بھی جذبات کی شدت میں بہہ گئے اور لوگوں سے اس بات پر قسمیں لینے لگے کہ تم اقرار کرو کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال نہیں ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے درِ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ پر ایک چادر بچھا دی گئی ہے۔ آپ نے سرکار کے چہرہ اقدس سے چادر ہٹائی بوسہ لیا اور روتے ہوئے کہا: بابی انت وامی وطبت حیا میتا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی موت وحیات پاکیزہ ہیں۔ میری جان کے مالک کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں نہیں طاری کرے گا۔ (یعنی موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد آپ کو حیات ابدی مل جائے گی) ابھی تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے وہی باتیں کر رہے تھے۔

جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا: اے عمر! بس کرو ایسا نہ کہو لیکن حضرت عمر نہ رکے۔ صحابہ کرام نے جب آپ کو دیکھا تو فوراً آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا: جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا (وہ جان لے کہ) محمد ﷺ پردہ فرما گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا (وہ جان لے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے، زندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ترجمہ آیت: بے شک (اے محمد ﷺ!) آپ نے بھی (دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: ترجمہ آیت: اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں بے شک گزر چکے ہیں ان سے پہلے بھی (اللہ کے) رسول۔ کیا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں مڑ جاؤ گے۔ یہ آیات سن کر صحابہ کرام کی چیخیں نکل گئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ کی قسم! یوں لگتا تھا کہ لوگوں کو اب معلوم ہوا ہے کہ یہ آیات بھی اللہ نے نازل کی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد ہر ایک کی زبان پر یہی آیات جاری تھیں۔

اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا غسل اور تجہیز وتکفین

بیعت خلافت سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام اپنے آقا ﷺ کی تجہیز وتکفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اہل بیت رسول ﷺ کے افراد غسل پاک کے کام میں مصروف ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہما ان کے علاوہ حضور ﷺ کے خادم حضرت اسامہ اور حضرت شقران رضی اللہ عنہما کے نصیب میں یہ فریضہ سعادت لکھا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے دونوں صاحبزادوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کے پہلو مبارک کو بدلتے اور جناب شقران اور اسامہ رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضور کے لباس مبارک کے اوپر سے ہی جسم پاک کو مل رہے تھے۔ سرکار ﷺ کے جسم مبارک سے کوئی بھی ایسی چیز نظر نہ آئی جس طرح عام مرنے والوں کے جسم سے آلائش نظر آتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو غسل دے رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ یہ کہہ رہے تھے: بابی وانت امی ماطیبک حیا ومیتا۔ میرے ماں باپ آپ پر

Marfat.com

قربان آپ کی موت وحیات کتنی پاکیزہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو صحارا کے بنے ہوئے دو کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ایک چادر ان کے علاوہ تھی۔

یہ بھی معجزات نبوت میں سے ہے کہ صحابہ کرام سوچ رہے تھے کہ آپ ﷺ کو غسل کس طرح دیا جائے عام لوگوں کی طرح لباس علیحدہ کیا جائے یا نہیں۔ ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ ان پر نیند طاری ہوگئی اور ہاتف سے آواز آئی۔ اللہ کے رسول ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔

اسی طرح قبر مبارک کی جگہ کے بارے میں بھی یہی اختلاف ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ماقبض نبی الا دفن حیث قبض ہر نبی کو اس جگہ دفن کیا گیا ہے جہاں اس کی وفات ہوئی ہے۔ آپ کے بستر مبارک کو اٹھایا گیا اور اسی جگہ قبر مبارک کھودی گئی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو لحد مزار کھودنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گروہ در گروہ حاضر ہوتے اور ہدیہ درود بھیج کر واپس آجاتے۔ پہلے مرد پھر عورتیں اس کے بعد بچے اور ان کے بعد غلاموں نے ہدیہ درود وسلام پیش کیا۔ صلوٰۃ وسلام سے فراغت کے بعد بدھ کی رات نبی کریم ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔ حضرت علی حضرت عباس اور آپ کے دونوں بیٹے اور حضرت شقران رضی اللہ عنہم قبر کے اندر اترے۔ حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر اور رسول پاک ﷺ سے تعلق کا وسیلہ دے کر کہتا ہوں مجھے بھی حضور ﷺ کی قبر مبارک میں اترنے کی اجازت عطا کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اجازت دے دی۔ وہ قبر مبارک میں اتر گئے۔ سرکار ﷺ کے جسد اطہر کو قبر مبارک میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی گئی۔ قبر مبارک زمین سے ایک بالشت بلند تھی۔

حضور ﷺ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔ آپ نے دنیوی مال میں سے کوئی چیز ترکہ نہ چھوڑی بلکہ بوقت وصال آپ کی زرہ چند صاع جو کے بدلے میں رہن پڑی تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ولد ویوم مات ویوم یبعث حیا۔

فراق حبیب ﷺ آنسو، آہیں اور نالے

دل تو نہیں چاہتا کہ اہل ایمان کے زخموں کو تازہ کروں اور نہ ہی خود میری اپنی ذات اس صدمے کی شدت کی متحمل ہے۔ اس کے باوجود آنسو بہانے سے تپتے ہوئے جگر کی آگ کچھ دیر سرد پڑ جاتی ہے۔ فراق رسول کریم ﷺ کی بات کس طرح کروں حالانکہ میرا دل زخمی ہے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ درد فراق کی تعبیر کے لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کیونکہ آپ تمام مومنین کے غم واندوہ کی ترجمانی کرتے ہوئے یوں فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

ترجمہ اشعار: (وقت گزرنے کے ساتھ) دوسروں کے نشانات اور یادگاریں مٹ جائیں گی لیکن مدینہ طیبہ کی سرزمین پر آثار رسول ﷺ کی روشنی کبھی مدہم نہیں ہوگی۔ ہادی دو جہاں ﷺ کا منبر بھی اسی شہر میں ہے، جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے۔ یہ مقدس نشانات لوحِ دل سے کبھی بھی محو نہ ہوں گے۔ یہ شہر آپ کے روشن آثار واضح نشانیوں، کاشانہ پرنور اور آپ کی سجدہ گاہ کا امین ہے۔ وہ حجرات مقدسہ بھی یہاں ہی ہیں جن میں ہر لحہ انوار الٰہی کا نزول ہوتا تھا۔ اس نور کی خیرات سے دل ونگاہ روشن ہیں۔

جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا ان معارف کی تازگی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

یہاں رسول اللہ ﷺ کے نشانات ہیں یہاں ہی آپ کی قبر مبارک ہے جس میں صحابہ نے آپ کے جسم اقدس کو چھپا دیا ہے۔ میرا رونا فراق رسول ﷺ کی وجہ سے ہے میری آنکھیں اور آنکھوں کی پلکیں رونے میں میری مددگار ہیں۔ رونے والیوں کی زبانوں پر احسانات رسول کا تذکرہ ہے۔ حضور ﷺ کے احسانات کا بیان میرے بس میں نہیں میں اسی وجہ سے حیران وششدر ہو جاتا ہوں۔

حضور ﷺ کی جدائی پر دل سخت پریشان اور نڈھال ہے۔ اب میں (رات دن) آپ کی نعمتوں کو شمار کرتا رہتا ہوں۔ گو یہ شمار میرے بس کی بات نہیں (میں تو دل کی تسکین کے لئے تذکرہ حبیب کرتا ہوں لیکن آپ کی یاد آنے سے) دل اور زیادہ پریشان ہو جاتا ہے۔ احمد مجتبیٰ ﷺ کی قبر انور پر بڑی دیر سے کھڑا ہوں (میں تو کھڑا ہوں جبکہ آنکھ مسلسل بہہ رہی ہے۔ جسم رسول ﷺ کی برکت سے قطعہ لحد متبرک ہو گیا ہے۔ اور پیکر ہدایت کی نسبت سے ساری جگہیں مبارک بن گئی ہیں۔ اس پاکیزہ ہستی کو اپنے اندر سمو لینے سے وہ قبر ولحد بابرکت ہو گئے ہیں جن پر بڑے پتھروں کو جوڑ دیا گیا ہے۔

ہاتھ مٹی ڈال رہے ہیں آنکھیں دیکھے جا رہی ہیں پیکر یمن وسعادت کی روانگی کا منظر (بھی کتنا عجیب) ہے۔ ان لوگوں نے اس رات حلم، علم اور رحمت کو چھپا دیا اور تکیہ لگائے بغیر ہی آپ پر مٹی چڑھا دی۔ اپنے نبی ﷺ کی جدائی کی وجہ سے وہ غمگین ہو گئے اور ان کی کمریں اور بازو کمزور ہو گئے۔ وہ اس ذات پر رو رہے تھے جس ہستی پر زمین وآسمان بھی رو رہے تھے۔ بلکہ لوگوں کے دل حد درجہ پریشان تھے۔ حضور ﷺ کی جدائی وہ مصیبت ہے کہ جس مصیبت کے برابر کوئی اور مصیبت نہیں ہو سکتی۔ نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ہر پست وبلند نے روشنی کی خیرات حاصل کی لیکن اب وہ مرکز وحی ربانی اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ حضور اپنے پیروکار کو بارگاہ رب العزت میں پہنچا دیتے ہیں اور اسے ذلت کی رسوائیوں سے نکال کر ہدایت اور شرف کی راہ پر لگا دیتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ تمام انسانیت کے امام، سچائی کا درس دینے والے اور سعادت عطا کرنے والے ہیں۔ حضور ﷺ لوگوں کی خطائیں معاف کرنے والے اور ان کے عذر قبول کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ امت مصطفیٰ کے اچھے

Marfat.com

کاموں پر انہیں ثواب عطا کرنے والا ہے۔ اگر صحابہ کرام پر کوئی مشکل آپڑتی تو سرکار ﷺ اپنے فیض سے اس کو آسان فرمادیتے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہیں اور ایسے رہنما ہیں جن کے ذریعے راہ ہدایت واضح ہو جاتا ہے۔ لوگوں کا راہ راست سے ہٹ جانا آپ پر گراں گزرتا آپ ﷺ اس بات کے حریص تھے کہ لوگ ہدایت پا جائیں اور سیدھی راہ پر گامزن ہو جائیں۔ آپ ﷺ اپنے غلاموں پر حددرجہ مہربان تھے۔ کبھی ان سے نگاہ کرم نہ پھیرتے ان پر شفقت فرماتے اور راستہ ہموار فرمادیتے۔ صحابہ کرام نور سے بھرپور اسی سہانی کیفیت میں تھے کہ دست قضا نے موت کا تیر پھینک کر سارا منظر ہی بدل دیا۔ آپ اللہ کی بارگاہ میں جارہے تھے ہر زبان پہ آپ کا چرچا تھا (اور ہے) فرشتے بھی محو گریہ ہیں اور آپ ﷺ کی تعریف میں زمزمہ خواں ہیں۔ سرزمین حرم سنسان ہوگئی کیونکہ اب اس وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تھا جس کے وہ عادی ہو چکے تھے۔

اے میری آنکھ تو رسول اللہ ﷺ پر اس قدر آنسو بہا کہ مجھے تیرے آنسوؤں کے خشک ہونے کا شکوہ نہ ہو۔

تجھے کیا ہو گیا ہے تو اس نعمت پر نہیں روتی جس سے سارے فیض یاب ہوتے تھے اور اندر چھپ جاتے تھے۔

کثرت سے سرکار ﷺ پر آنسو بہا اور آہیں بھر کیونکہ وہ ذات رخصت ہوگئی جن کی مثل اس جہان میں ہے ہی نہیں۔

گذشتہ امتوں نے محمد کریم ﷺ کی جدائی کا صدمہ نہیں دیکھا کیونکہ آپ جیسا نہ پہلے پیدا ہوا ہے نہ بعد میں پیدا ہوگا۔ جو بات میں کر رہا ہوں اس پر وہی اعتراض کر سکتا ہے جو عقل و دانش سے کورا ہے۔ میں کبھی بھی نعت مصطفیٰ ﷺ سے دستبردار نہیں ہو سکتا کیونکہ میرا یقین ہے کہ اس تعریف کی وجہ سے مجھے جنت خلد میں دوام نصیب ہوگا۔

مجھے امید ہے کہ اس تعریف کی وجہ سے مجھے حضور ﷺ کی معیت نصیب ہوگی۔ میری ساری کاوشیں اس قرب کے حصول کے لئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

(نور دیدۂ رسول سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے والد گرامی کے وصال پر اپنے غم کا اظہار اس طرح کیا۔

اغبر آفاق السماء و کورت شمس النهار واظلم العصر ان

آسمان سارے کا سارا غبار آلود ہو گیا دن کے سورج پر اندھیرا چھا گیا رات اور دن تاریکی کی لپیٹ میں آگئے۔

فالارض من بعد النبی کئیبة اسفا علیه کثیرة الرجفان

آپ کی جدائی پر غم کی وجہ سے زمین بھی پریشان ہے اور وہ بھی ایک ہیجان میں مبتلا ہے۔

Marfat.com

فلیبکه شرق البلاد وغربها ولتبکه مصر وکل یمان

مشرق و مغرب اور مصر و یمن والوں کو آپ پر رونا چاہیے۔

ولیبکه الطود المعظم جوه والبیت ذو الاستار والارکان

بڑی فضا پہاڑ اور پردوں اور ارکان والے بیت اللہ کو بھی آپ کے غم میں رونا چاہیے۔

یاخاتم الرسل المبارک ضوءہ صلی علیک منزل القرآن

اے بابرکت روشنی والے خاتم الانبیاء قرآن نازل کرنے والے رب کی طرف سے آپ پر سلام ہو۔

نفسی فداء ک مالراسک ماثلا ماوسدوک وسادۃ الوسان

میری جان آپ پر قربان لوگوں نے جو تکیہ آپ ﷺ کے سر اقدس کے نیچے رکھا ہے وہ آپ کے سر کے شایان شان نہیں۔

سیدہ خاتون جنت کے اشعار ہم نے الروض الانف سے نقل کیے ہیں مترجم مختار احمد رومی)

ذات پاک محمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو لباس بشریت عطا فرما کر وہ فضائل و کمالات عطا فرمائے کہ تمام مخلوقات پر عزت و شرف اور غلبہ و سلطان عطا فرمایا۔ یہاں تک کہ انبیاء و رسل علیہم السلام میں سے کوئی بھی اس مقام تک نہ پہنچ سکا۔ آپ ﷺ کے مقام رفیع کے بارے میں (ہمارے) قلم کیا لکھ سکتے ہیں؟

کتنی جامع بات کہی ہے کسی (عاشق رسول ﷺ) نے:

ومامثلو اصفاتک للناس الا کمامثل النجوم المساء

آپ ﷺ کی صفات لوگوں کے لئے اس طرح ہیں جس طرح سیاہ رات کے لئے ستارے (رونق اور روشنی کا باعث) ہیں۔

حضور ﷺ کے صحابہ، اہل بیت اور دوسرے غلاموں نے آپ ﷺ کی شان میں زبانی اور قلمی کاوشوں سے موتی پروئے ہیں۔ لیکن ہر ایک نے (بالآخر) اپنے عجز کا اعتراف کیا ہے۔

آئندہ سطور میں ہم اسی ہستی کا خراج اخلاص نقل کر رہے ہیں جن کو آپ ﷺ کی بارگاہ سے نہایت قریبی نسبت ہے وہ آپ ﷺ ہی کے عکس جمیل کا ایک نمونہ ہے۔ جو رسول پاک ﷺ کی دختر پاک کے شوہر اور رسول کریم ﷺ کے حسنین علیہما السلام کے والد گرامی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما رسول پاک ﷺ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ لیس بالطویل ولا القصیر، فخم الرأس واللحیة، ششن الکفین

Marfat.com

والقدمین ضخم الکراد لیس،مشربا وجهه حمرة،طویل المسربة،اذامشی تکفا تکفوا کانما ینحط من صبب لم أر قبلة ولا بعده مثله، وکان ادعج العنین سبط الشعر،سهل الخدین، ذاوفرة، کان عنقه ابریق فضة،واذا التفت التفت جمیعا کان العرق فی وجهه اللؤلوالرطب لطیب عرقه وریحه وخاتم النبوة بین کتفیه،وهو بضعة لحم ناشزة حولها شعر طیب جمیل۔

اللہ کے رسول ﷺ نہ تو (بہت زیادہ) لمبے قد والے تھے اور نہ ہی (بالکل) چھوٹے قد والے۔ آپ ﷺ کا سر اقدس بڑا اور ریش مبارک گھنی تھی۔ مبارک ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور مقدس قدموں کی تلیاں گوشت سے بھری بھری تھیں۔ جسم پاک کے جوڑ مبارک بڑے بڑے تھے۔ اور (والضحیٰ کے سفید) مکھڑے سے سرخی جھلکتی تھی۔ صدر اقدس پر (سے) بالوں کی ایک طویل لکیر (ناف کی طرف آتی) تھی۔

آپ ﷺ یوں چلتے تھے گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہوں۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ جیسا نہیں دیکھا۔ چشمان مبارک کا سیاہ حصہ انتہائی سیاہ تھا۔ بال مبارک لمبے لمبے اور گھنے تھے۔ آپ ﷺ کے رخسار مبارک نرم وملائم تھے۔ آپ کے بال مبارک "وفرہ" تھے۔ گردن اقدس نقرئی صراحی کی طرح تھی۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو مکمل اس کی طرف نگاہ فرماتے۔ اپنی خوشبو اور پاکیزگی کی وجہ سے رخ اقدس پر پسینہ پرنور تروتازہ موتیوں کی طرح لگتا تھا۔ دونوں کندھوں کے درمیان گوشت کا ایک ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔ یہی مہر نبوت تھی۔ مہر نبوت کے اردگرد خوبصورت اور ملائم بال تھے۔

حلیہ سرکار ﷺ کے بیان میں یہ الفاظ اس شخصیت کے ہیں جن کو اصحاب رسول ﷺ فصاحت وبلاغت میں اپنا امام مانتے ہیں۔ جن کے انداز بیان کی سچائی اور تعبیر حقائق کا ملکہ سب کے نزدیک مسلم ہے۔

رہے وہ لوگ جو کاغذ یا کسی اور شے پر نقوش کی صورت میں رسول پاک ﷺ کی تصاویر بنانے کے چکر میں ہیں۔ خدا ان پر لعنت فرمائے۔ ایسے جھوٹے ملعونوں کی ناپاک جسارتیں قابل صد نفرین ہیں۔ سیرت محمدیہ ﷺ کے اس معطر کام کے دوران مجھے پتہ چلا ہے کہ کسی مصور نے مجسمے کی صورت میں پیکر تقدیس وتطہیر کی تعبیر کی تو خادم الحرمین الشریفین کی فوج کے افراد نے جا کر اسے گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے نیک کاموں کی حفاظت کی وجہ سے حکومت کی حفاظت فرمائے۔

نبی کریم ﷺ کے اسماء مبارکہ

ہر شخص کا کوئی ایک نام یا کئی نام ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ شخص دوسروں سے ممتاز ومنفرد نظر آتا ہے۔ یہ ایک فطری اور بدیہی بات ہے کہ جتنی کسی کی ذات عظیم ہوتی ہے اتنے ہی اس کے اسماء اور صفات زیادہ ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسماء مبارکہ ہیں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔

Marfat.com

رسول پاک ﷺ کے پانچ ایسے اسماء گرامی ہیں جو کسی نبی کو بھی نہیں عطا کئے گئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسماء کو موطا میں ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) محمد ﷺ سیدنا احمد ﷺ سیدنا مقفی ﷺ سیدنا عاقب ﷺ سیدنا حاشرہ ﷺ۔

آپ کے صفاتی اسماء مبارکہ مثلاً رحمت کے نبی، جنگوں کے نبی، توبہ کے نبی ﷺ ایسے اسماء کی کوئی حد ھی نہیں۔ جن میں سے کچھ اسماء مبارکہ مسجد نبوی ﷺ کے سامنے کی دیوار پر رقم ہیں۔ مٹی کی دیواریں اور آپ کے اسماء گرامی؟ آپ کے مبارک نام تو سونے کی تختیوں پر رقم ہونے چاہئیں۔ لیکن یہ لوگ کیا جانیں؟

آپ ﷺ کے رشتے دار اور آپ ﷺ کے استعمال کی اشیاء

ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین

ابن کلبی اور ابن اثیر کے قول کے مطابق حضور ﷺ نے کل پندرہ خواتین سے نکاح فرمایا جن میں سے تیرہ کے ساتھ شب باشی فرمائی اور گیارہ ازواج مطہرات کے ساتھ زندگی بسر فرمائی۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بقید حیات تھیں۔

سب سے پہلے جس خوش نصیب خاتون کو سید عالم ﷺ کی رفیقہ حیات بننے کی سعادت حاصل ہوئی تھی ان کا نام مبارک سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے اللہ کے محبوب ﷺ کے عقد نکاح میں آنے سے پہلے آپ دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ عتیق بن عائذ مخزومی اور ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی کے انتقال کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سرکار ﷺ سے ہوا۔ اس وقت ابو ہالہ کے بیٹے ھند آپ کی گود میں تھے۔

حضرت ابراہیم بن رسول کریم ﷺ حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے تھے۔ ان کے علاوہ سرور کائنات ﷺ کی ساری اولاد ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھی۔

یاد رہے کہ قبط کے بادشاہ مقوقس نے ام ابراہیم علیہ السلام بطور تحفہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں ارسال کی تھیں۔ سرکار ﷺ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔

ان کے بعد رسول پاک ﷺ نے سیدہ عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا۔ ہجرت کے بعد ان کی رخصتی ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں ہی حضرت سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ بھی پہلے شادی شدہ تھیں۔ آپ نے اپنے شوہر سکران بن عمرو کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ سکران وہاں نصرانی ہو گیا۔ تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے سرکار ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح دیا جس پر آپ کے والد زمعہ بن قیس نے آپ کا نکاح سرکار ﷺ سے کر دیا۔ (حبشہ سے) مکہ واپسی پر ان کی رخصتی ہوئی۔ حضور ﷺ نے ان کا حق مہر چار سو درہم مقرر فرمایا۔

Marfat.com

ان کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا آپ بھی بیوہ تھیں۔ آپ کے پہلے شوہر کا نام خنیس بن حذافہ سہمی تھا۔ آپ کو چار سو درہم بطور حق مہر عطا فرمائے گئے۔

حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں شہادت پائی تھی۔ ان کی بیوہ حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا کو زوجہ رسول ﷺ بننے کا شرف نصیب ہوا۔

ان کے بعد حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ کا لقب ام المساکین (مسکینوں کی ماں) ہے۔

آپ کے پہلے شوہر کا نام طفیل بن حارث بن عبد المطلب ہے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سیدہ خدیجہ الکبری اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما نے ہی حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں وفات پائی تھی۔

ان کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ان کا تعلق بنو مصطلق سے تھا ان کے پہلے شوہر کا نام مالک بن صفوان تھا۔

ابو سفیان بن حرب کی دختر بلند اختر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی امہات المومنین میں سے ہیں۔ ان کے پہلے خاوند کا نام عبید اللہ بن جحش ہے جو حبشہ میں جا کر عیسائی ہو کر وہیں مر گیا تھا۔

حضور ﷺ نے نجاشی کے ذریعے انہیں پیغام نکاح بھیجا ان کا نکاح حبشہ میں ہی سرکار ﷺ کے ساتھ ہوا خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھایا جبکہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے اپنے جیب سے اپنے آقا ﷺ کی طرف سے چار سو دینار حق مہر پیش کیا۔ حضرت ام حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ رضی اللہ عنہا۔

ان کے بعد حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ حضور ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے کیا اور حضرت جبرائیل کے ذریعے اطلاع دی۔ اسی لئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بطور فخر کہا کرتی تھیں کہ میں تمام ازواج رسول میں سے ولی اور سفیر کے اعتبار سے بہتر ہوں۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے ان کا ہی وصال ہوا تھا۔ اس وقت حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر بنو نضیر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی۔ ان کے پہلے شوہر کا نام سلام بن مشکم تھا۔ یہ قید ہو کر آئی تھیں سرکار ﷺ نے انہیں پہلے آزاد فرمایا پھر ان سے نکاح فرمایا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ حضرت سیدہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا بھی امہات

Marfat.com

المؤمنین میں سے تھیں۔ عمرۃ القضاء کے موقع پر ان سے نکاح ہوا تھا۔ اور "سرف" کے مقام پر زفاف ہوا۔ عمیر بن عمر ثقفی اور زہیر بن عبد العزیٰ ان کے پہلے شوہر تھے۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت شراف بن خلیفہ سے بھی نکاح ہوا۔ لیکن رخصتی سے قبل ان کی وفات ہو گئی۔ بنی کلاب میں سے ایک خاتون بھی اسی طرح رخصتی سے قبل وفات پا گئیں۔

آپ ﷺ نے شنباء بنت عمرو غفاریہ سے بھی نکاح فرمایا۔ جب رسول پاک ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا تو اس عورت نے کہا اگر حضور ﷺ نبی ہوتے تو آپ کے لخت جگر کو موت کیوں آتی؟ (یہ سن کر) حضور ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔

حضور ﷺ نے عربہ بنت جابر سے بھی نکاح فرمایا لیکن جب یہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی تو اس نے اللہ سے پناہ مانگی۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کو اسی لمحے فارغ کر دیا اور فرمایا: منیع عائذ اللہ۔ جو اللہ کی پناہ میں آ گیا وہ محفوظ ہو گیا۔

حضور ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان سے بھی نکاح فرمایا خلوت بھی فرمائی لیکن کسی عیب کی وجہ سے اسے واپس لوٹا دیا۔

حضرت ریحانہ بنت زید قرظیہ اور حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما مملوکہ خواتین سے تھیں۔ آپ ﷺ کی ازواج میں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کنواری تھیں۔ یہ آپ ﷺ کے مخلص و جانثار دوست اور غلام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لخت جگر تھیں۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے محض جسمانی تقاضے کے پیش نظر نکاح نہیں فرمائے تھے بلکہ اس کے پیچھے بہت عظیم اہداف کار فرما تھے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کا مقصد تھا کہ وہ آپ کی دعوت حقہ کی محافظ آپ ﷺ کے اسرار کی امین اور حالات کی شدت میں وجہ سکون و اطمینان بن سکیں۔

(سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سیما پہلی ماں کہف امن و امان

حق گذار رفاقت پہ لاکھوں سلام (مترجم مختار احمد رومی)

حضرت سیدہ ام حبیبہ حضرت سیدہ ام سلمہ، حضرت سیدہ سودہ، حضرت سیدہ میمونہ اور حضرت سیدہ ام المساکین رضی اللہ عنہن سے اس لئے نکاح فرمایا کہ یہ بیوہ ہو گئیں تھیں اور اسلام کے لئے انہوں نے سخت تکالیف اٹھائی تھیں۔ اب کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا۔ ان کی خدمات اور بے چارگی کی وجہ سے رحمۃ للعالمین نے ان پر کرم فرما کر اپنے سایہ رحمت میں لے لیا۔

Marfat.com

اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرنا آپ ﷺ (اور اس وقت کے عرب معاشرے) کو ناپسند تھا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح اپنے متبنیٰ سے علیحدگی اختیار کرنے والی عورت سے کر دیا تا کہ یہ رسم ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور کسی کو اس پر انگشت نمائی کی جرأت نہ ہو سکے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمات اور ان کی دلی خواہش کی قدر کرتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی صاحبزادی کو شرف زوجیت بخشا۔

اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درخواست کو نہ قبول کیا جائے تو پھر صحابہ میں سے کس کی درخواست قبول کی جائے؟

حضرت سیدہ صفیہ اور سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہما کی اشک شوئی اور دلجوئی کرنے کے لئے ان کو حبالہ عقد میں لیا تا کہ ان کے شوہروں کی جدائی کا غم انہیں نہ ستائے۔

آپ ﷺ نے اللہ کی رضا اور اذن کے بغیر ایک بھی نکاح نہیں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان جاہل معترضین کی زبانیں گنگ فرمائے (اور ان کی آنکھوں کو اندھا کرے) جو کمالات محمدی ﷺ کا اعتراف کرنے پر پس و پیش کر رہے ہیں۔

خواہ ان کا تعلق یہود و نصاریٰ سے ہے یا مجوس و مشرکین سے ہے۔

رسول کریم ﷺ کی اولاد اطہار

کسی انسان کا صاحب اہل و عیال ہونا اس کے لئے باعث کمال ہے نہ کہ باعث عیب۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی علیہم السلام صاحب اولاد بھی تھے اور ان کی ازواج بھی تھیں۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً۔ (الرعد:38)

''تحقیق بھیجے ہم نے آپ سے پہلے (اپنے) رسول اور بنائی ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولاد''۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ ان رسولوں کے طریقے پر چلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا:

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔ (الانعام:90)

تو انہی (انبیاء و رسل) کے طریقہ کی پیروی کرو۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے متعدد ازواج سے نکاح فرمایا جن کے اسماء گرامی پہلے گزر چکے ہیں۔ ان میں سے دو خواتین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ اور حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ اور حضرت طیب یا طاہر رضی اللہ عنہم جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے ان میں سے کوئی حد بلوغت تک نہ پہنچے۔ ان کا مکہ میں ہی وصال ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ جبکہ

Marfat.com

حضرت سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، حضرت سیدہ ام کلثوم اور حضرت سیدۃ النساء العالمین خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن بھی ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے تھیں۔ تمام کی تمام رسول پاک ﷺ کی حیات مبارکہ میں جوان ہوئیں۔ اور اپنے گھروں کو رخصت ہوئیں۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اور ان کی زندگی میں ہی وفات پائی۔

اور سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا امام ولایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں آئیں۔

حسنین کریمین علیہما السلام انہی کی آنکھوں کا نور ہیں۔ اولاد رسول ﷺ انہی سے ہی چلی ہے اور قیامت تک سلسلہ سادات باقی رہے گا۔

یہ بھی اہل بیت رسول ﷺ کی کرامت ہے۔ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے شیر خوارگی کے ایام میں ہی وصال فرمایا۔ حضرت سیدہ ام کلثوم، حضرت سیدہ رقیہ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء اور جناب ابراہیم علی جمیعہم السلام کے مزارات بقیع میں ہیں۔

حضور ﷺ کے موالی رضی اللہ عنہم

موالی سے مراد وہ غلام ہیں جنہیں آپ ﷺ نے آزاد فرمایا۔ ان لوگوں کو خدمت رسول ﷺ کی سعادت حاصل رہی۔

ان خوش نصیب لوگوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت زید بن حارثہ کلبی اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ان دونوں کو حبیب دوعالم ﷺ کے چہیتے غلام ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

☆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ قیدیوں میں سے آپ کو ملے تھے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد حمص چلے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔

☆ حضرت شقران رضی اللہ عنہ ان کا اصل نام صالح ہے۔ ان کے اصل وطن کے بارے میں دو قول ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حبشی تھے جبکہ اکثریت کا خیال ہے کہ ان کا تعلق فارس سے تھا۔ اور یہ اس خاندان میں سے تھے جو زمانہ جاہلیت میں یمن پر حملہ آور ہوا اور وہیں مقیم ہو گیا۔

☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ ان کا اصل اسم گرامی حضرت ابراہیم قبطی رضی اللہ عنہ ہے یہ آل عباس کے غلام تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں سرکار ﷺ کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا سرکار ﷺ نے انہیں آزاد فرما کر ان کی شادی کر دی ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ یہ برتن بنایا کرتے تھے اور کاتب بھی تھے۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا کاتب مقرر فرمایا تھا۔

☆ حضرت سلمان فارسی اصبہانی رضی اللہ عنہ

آپ اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک یہودی کے غلام تھے۔ اس یہودی نے آپ کو مکاتب بنایا حضور ﷺ نے کتابت کے معاملے میں آپ کی مدد فرمائی یہاں تک کہ یہ آزاد ہو گئے۔

☆ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ:۔ آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے آپ نے انہیں اس شرط پر آزاد کر دیا کہ ساری زندگی حضور ﷺ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ انہوں نے یہ شرط قبول کر لی اور ساری زندگی رسول پاک ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔ کاش کہ میں خود میری ماں اور میری ساری اولاد کو ساری زندگی حضور ﷺ کی خدمت کی سعادت حاصل ہو جاتی۔

☆ حضرت انسہ رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو مسروح ہے۔ یہ جنگی قیدیوں کی اولاد میں سے تھے۔ جب سرکار ﷺ کسی جگہ تشریف فرما ہوتے تو یہ لوگوں کو اندر آنے یا کلام کرنے کے لئے اجازت لے کر دیتے۔ ان کا وصال عہد صدیقی میں ہوا تھا۔

☆ حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ ان کا اصل نام سلیم تھا۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے تھے۔ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تھے ان کا وصال اس دن ہوا تھا۔

☆ حضرت رویفع رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو مویہبہ تھی۔ یہ مزینہ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کو بھی سرکار ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

☆ حضرت رباح الاسود رضی اللہ عنہ انہیں اکثر مجالس میں دربان رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ جن ایام میں سرکار ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ایلاء کیا تھا انہوں نے ہی بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اذن باریابی حاصل کیا تھا۔

☆ حضرت فضالہ یمانی رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت مدعم رضی اللہ عنہ آپ وادی القری میں کوئی گمنام تیر لگنے سے قتل ہو گئے تھے۔

☆ حضرت ابو ضمیرہ رضی اللہ عنہ آپ کا تعلق بھی فارس سے تھا۔ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔

☆ حضرت یسار رضی اللہ عنہ: یہ بھی کسی غزوہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی غلامی میں آئے۔ سرکار ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ قبیلہ عرینہ کے وہ لوگ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی ڈاچیوں پر حملہ کیا تھا انہوں نے ان کو بھی

Marfat.com

شہید کر دیا تھا۔

☆ حضرت مہران رضی اللہ عنہ انہوں نے سرکار ﷺ سے ایک حدیث بھی بیان کی ہے۔

☆ حضرت حنین رضی اللہ عنہ یہ حضرت ابراہیم بن عبداللہ کے دادا ہیں۔ یہ رسول پاک ﷺ کو وضو کراتے اور دیگر خدمات سرانجام دیتے تھے۔

سرکار ﷺ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تحفۃً عطا فرما دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

☆ حضرت زید ابو یسار رضی اللہ عنہ یہ اس حدیث پاک کے راوی ہیں۔

من قال استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ غفرلہ وان کان فر من الزحف.

جس نے یہ کلمہ پڑھا اس کو معاف کر دیا جائے گا اگرچہ وہ میدان جنگ سے بھاگا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔

☆ کرکرہ:۔ یہ کسی غزوہ میں حضور ﷺ کی طرف سے سامان کا محافظ تھا اس نے مال غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ دوزخی ہے۔

☆ حضرت کیسان رضی اللہ عنہ یہ اس حدیث پاک کے راوی ہیں۔ **أنا اھل البیت نھینا أن ناکل الصدقة. رواہ البغوی.** ہم اہل بیت (رسول) کو صدقہ کھانے سے منع کر دیا گیا ہے۔

☆ حضرت ابو بکرہ نویفع ثقفی رضی اللہ عنہ یہ طائف کے قلعہ سے ملے تھے۔ ان کے اور بھی ساتھی تھے۔ حضور ﷺ نے سب کو آزاد کر دیا۔ اہل طائف نے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: وہ اب اللہ کے لئے آزاد ہو چکے ہیں۔

حضور ﷺ کی خادمات رضی اللہ عنہن

بہت ساری خوش نصیب خواتین کو آپ ﷺ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت برکۃ ام ایمن رضی اللہ عنہا۔ یہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ آپ نے حضور ﷺ کی پرورش کی خدمت سرانجام دی اس وقت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بقید حیات تھیں۔

اللہ کے حبیب ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ان کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا ان سے مل کر رونے لگ گئیں۔ انہوں نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمارے آقا ﷺ کے لئے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: بالکل صحیح ہے لیکن میں اس لئے

Marfat.com

روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی آنا بند ہوگئی ہے۔ یہ سن کر ان حضرات کو بھی رونا آ گیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

☆ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا یہ بھی حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

☆ حضرت رضوی بنت کعب رضی اللہ عنہا۔

☆ حضرت ریحانہ بنت شمعون قرضیہ یا نضریہ رضی اللہ عنہا۔

☆ حضرت سانیہ رضی اللہ عنہ۔

☆ ابورافع کی زوجہ حضرت سلمی رضی اللہ عنہا۔

☆ حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا آپ سے صحاح ستہ کے رواۃ نے احادیث روایت کی ہیں۔

☆ حضرت عنقودہ رضی اللہ عنہا یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں ان کا اصل نام عنبة تھا سرکار ﷺ نے ان کا نام عنقودہ رکھدیا۔

☆ حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا۔ حضور ﷺ نے جب اپنی دختر بلند اختر کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کی تو ان کی خدمت کے لئے اپنی لخت جگر کے ساتھ بھیجا۔

☆ حضرت میمونہ بنت ابی عسیب رضی اللہ عنہا۔ انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ مجھے کوئی اس طرح کا دم فرمائیں کہ جس سے میرے دل کو سکون اور میری جان کو راحت نصیب ہو تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ اپنے دل پر پھیرو اور یوں کہو:

بسم اللہ اللھم داونی بدوائک واشفنی بشفائک واغننی بفضلک عمن سواک

اللہ کے نام سے میرے اللہ اپنی دوا سے میرا علاج فرما۔ اور مجھے اپنی شفاء عطا فرما۔ اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا سب سے بے نیاز فرمادے۔

آپ ہی اس حدیث پاک کی راویہ ہیں۔

غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان بخت والوں نے اپنے آقا ﷺ کی خدمت کی۔ جبکہ آزاد لوگوں میں سے ہر ایک صحابی نے صاحب خلق عظیم کی خدمت کی اور اس خدمت کو اپنے لئے دارین کی عظیم سعادت سمجھا۔ سب سے بڑے خادم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ (بلکہ ہر صحابی اشارہ ابرو کا منتظر تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک سرکار ﷺ کی خدمت کی حضور ﷺ نے ایک مرتبہ بھی یہ نہ فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا یا یہ کام تم نے کیوں نہ کیا)

اللّٰھم صل علی نبیک وصفیک وخیرتک من خلقک محمد وعلی آلہ وصحبہ وموالیہ ومن آمن بہ واھتدی بھداہ الی یوم الدین۔

Marfat.com

حضور ﷺ کے کاتب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

عدم کتابت بھی نبی کریم ﷺ کا کمال ہے کیونکہ سابقہ آسمانی کتب میں آپ کی یہ صفت بطور نعت مذکور ہے کہ وہ (عظمت وعزت والا) رسول نہ کتابت (دیکھ کر) پڑھے گا اور نہ لکھے گا۔

کیونکہ اگر اس طرح ہوتا تو اعتراض کرنے والوں کو موقع مل جاتا کہ حضور ﷺ نے قرآن کہیں سے پڑھ کر یا خود لکھ کر لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔

پس یہ عدم کتابت آپ ﷺ کے لئے کمال ہے جبکہ عوام الناس کے لئے یہ عیب ہے۔ لیکن اس کے باوجود وحی آسمانی نے حدیث نبوی اور سیاسی معاہدوں کی تحریر کے لئے کاتبین کا ہونا ضروری تھا۔ اس لئے کچھ صحابہ کرام بطور خاص یہ خدمت سرانجام دیتے تھے۔ نیز آپ ﷺ نے دعوت وتبلیغ کے لئے جو مکتوبات مبارکہ روانہ فرمائے وہ ان صحابہ نے ہی تحریر کئے تھے۔ کاتبین صحابہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ ☆ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ☆ حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ ☆ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ ☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ نے انہیں عبرانی زبان سیکھنے کے لئے فرمایا انہوں نے فقط آدھے ماہ میں عبرانی زبان لکھنا اور پڑھنا جان لی۔

☆ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ یہ اسلام سے پھرنے کے بعد دوبارہ مسلمان ہو گئے تھے بعد میں اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔

☆ حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ۔

☆ حضور ﷺ کے حواری اور پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔

☆ جہاد اسلام کے بطل جلیل حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت عبداللہ بن ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ انہوں نے اذان والا خواب دیکھا تھا۔

☆ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔

☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ یہ مسح علی الخفین والی حدیث کے راوی ہیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں کے نام

انسانوں اور حیوانوں کے ایسے صفاتی نام جو ان کی پہچان بن جائیں شرع اور رواج دونوں کے مطابق جائز ہیں۔

فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظہار فخر کے لئے نہیں بلکہ جہاد کے لئے گھوڑوں پر سواری فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ اظہار فخر تو اہل دنیا کا طریقہ ہے جبکہ شاہ سوار بدر وحنین تو فکر وعقل کے اعتبار سے ساری بشریت سے اعلیٰ اور ذہن و روح ونفس کے اعتبار سے ساری کائنات سے پاکیزہ ہیں۔ پھر آپ کس طرح فرزندان دنیا کی طرح کر سکتے ہیں؟

آپ نے اپنے گھوڑوں کے نام رکھے ہوئے تھے۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

☆ السکب :۔ یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ کی ملکیت میں آیا۔ آپ اس پر غزوہ احد میں سوار ہوئے۔ اس کے بہت زیادہ چلنے کی وجہ سے اس کا نام سکب رکھا گیا تھا۔

☆ ملاح ☆ المرتجز ☆ اللحیف یہ گھوڑا ربیع بن ابی براء نے پیش کیا تھا۔ ایک گھوڑا فروہ بن عمرو الجذامی نے پیش کیا تھا۔ اس کا نام الظرب تھا۔ ☆ الورد یہ گھوڑا حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو الورد بطور تحفہ عطا فرما دیا تھا۔ ☆ اللزاز :۔ یہ گھوڑا دلدل نامی خچر اور ماریہ رضی اللہ عنہا نامی ایک کنیز یہ مقوقس شاہ مصر نے ہدیہ کئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو خچریں بھی تھیں۔ ''دلدل'' اس کا رنگ سفید تھا۔ یہ پہلی خچر تھی جو اہل اسلام کے دیکھنے میں آئی قبطی شاہ مقوقس نے ہدیۃ پیش کی تھی۔

دوسری خچر کا نام ''فضۃ'' تھا یہ فروہ بن عمرو نے پیش کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی۔ یعفور نامی ایک دراز گوش تھا یہ بھی مقوقس نے ارسال کیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں، ڈاچیوں اور بکریوں کے نام

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصویٰ نامی ڈاچی پر سواری فرمائی ہے۔ العضباء اور الجدعیٰ بھی اسی ڈاچی کے نام تھے۔ یہ ڈاچی آپ نے حضرت ابوبکر سے چار سو درہم میں خریدی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت اسی پر سوار تھے۔ یہ کافی عرصہ زندہ رہی۔ اس کے علاوہ بیس لیاری ڈاچیاں تھیں جو غابہ والی زمین میں چرتی تھیں۔ بنو عرینہ نے انہی اونٹنیوں پر حملہ کیا تھا۔ چند ایک کے نام یہ ہیں۔

الحسناء، السمر اء، العریس، السعدیہ، البغوم، الیسیرۃ، الریا، بھرۃ اور الشقر۔ ان کا دودھ ہر رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے کاشانہ اقدس میں آتا تھا۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ کی چند شیر دار بکریاں بھی تھیں جو آپ اپنے صحابہ کو دودھ کے لئے عطا فرمایا کرتے تھے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔ عجوہ، زمزم، سقیا، برکۃ، ورسۃ، اُطلال، اُطراف اس کے علاوہ بھی چند بکریاں تھیں جنہیں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے نورِ نظر حضرت ایمن رضی اللہ عنہ چرایا کرتے تھے۔

حضور ﷺ کے ہتھیار

آپ ﷺ کی مشہور تلوار ذوالفقار تھی۔ یہ تلوار منبہ بن حجاج کی تھی جو بدر کے دن غنیمت میں آپ ﷺ تک پہنچی۔

بنوقینقاع کے ہتھیاروں میں سے تین تلواریں بھی غنیمت کے طور پر آپ تک پہنچی تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں: القلعی۔ البتار اور الحتیف، مخذم اور رسوب بھی آپ ﷺ کے پاس رہیں۔ مکہ مکرمہ میں آپ کے پاس دو تلواریں تھیں جو آپ مدینہ طیبہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان میں سے ایک تلوار جنگ بدر میں آپ ﷺ کے پاس تھی اس کا نام "القضب" ہے۔

الروحاء، البیضاء اور الصفر ا، یہ تینوں آپ ﷺ کے نیزوں کے نام ہیں۔

آپ ﷺ کی تین زرہیں تھیں "فضۃ" نامی زرہ بنی قینقاع کے اموال سے حاصل ہوئی تھی۔ ایک زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔ یہ دونوں زرہیں آپ ﷺ نے جنگ احد کے دن پہن رکھی تھیں۔ تیسری زرہ کا نام "الصعدیۃ" تھا۔ آپ ﷺ کی ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی شکل بنی ہوئی تھی۔ آپ کو یہ شکل ناگوار گزری اگلی صبح دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس شکل کو غائب کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کی تلوار کا نام مشوق تھا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بوقت وصال آپ ﷺ کی زرہ تین صاع جو کے بدلے گروی رکھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے کوئی درہم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑا۔ جتنے غلام، لونڈیاں اور جانور تھے سب کو اپنی حیات مبارکہ میں ہی صدقہ کر دیا تھا۔

آپ ﷺ کا یہ فرمان (ہمارے لئے مشعل راہ) ہے۔

"ہم گروہ انبیاء علیہم السلام جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے"۔

خصائص محمدیہ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کو اپنے ذاتی اور روحانی کمالات کی وجہ سے بے حساب خصائص عطا فرمائے تھے۔ جن میں سے چند ایک کی تفصیل اس طرح ہے۔

Marfat.com

ا۔ نبوت

آپ کے بعد آنے والے کسی شخص کے لئے دعویٰ نبوت روا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت ورسالت پر سلسلہ نبوت ورسالت ختم فرمادیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ اور لیکن وہ (محمد ﷺ) اللہ کے رسول اور خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہیں۔ (الاحزاب: 40)

پس اس کے بعد مسیلمہ کذاب ہو (یا کوئی اور ملعون) اس کے دعویٰ کی طرف نہیں دیکھا جائے گا۔ ایسے کافر کی توبہ (بھی نہ قبول کی جائے) بلکہ قتل کردیا جائے۔

۲۔ وحی

آپ ﷺ کے زمانہ میں یا بعد میں کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ خواب یا بیداری میں اپنے اوپر نزول وحی کا دعویٰ کرے۔ خواہ اس کا طریقہ کوئی بھی ہو۔ کیونکہ حضور ﷺ کے وصال پاک کے ساتھ نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اس لئے شریعت کاملہ تمام ہو چکی ہے جس میں مزید کمی بیشی کی گنجائش نہیں رہی۔ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے گا تو اس کے ساتھ جھوٹے مدعی نبوت کا سا معاملہ کیا جائے گا اور اسے صریح کافر سمجھا جائے گا۔

۳۔ نگاہوں کا سونا اور دل مبارک کا بیدار رہنا

یہ بھی آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں محو خواب ہوتیں اور دل مبارک بیدار ہوتا تھا۔ اس کی خبر آپ نے خود دی ہے اگر اس طرح کا دعویٰ کوئی اور کرے گا تو اس کی بات نہیں تسلیم کی جائے گی۔

۴۔ چار سے زائد ازواج کی اجازت

حضور ﷺ کے علاوہ امت کے کسی مرد کو بیک وقت چار سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں۔ قرآن کریم کا فرمان ہے:

ترجمہ:۔ ہم نے حلال کردی ہیں آپ ﷺ کے لئے وہ بیویاں جن کو آپ نے ان کے حق مہر عطا کئے ہیں۔ اور وہ باندیاں جو آپ ﷺ کی ملکیت میں ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ ﷺ کی ازواج کی تعداد نو تھی۔ جبکہ امت کے لئے یہ حکم ہے:

ترجمہ:۔ پس نکاح کرو تم جو تمہیں پسند آئیں عورتوں میں سے دو، تین یا چار۔ پس چار سے زائد آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

Marfat.com

۵۔صومِ وصال

نبی کریم ﷺ وصلی روزے رکھا کرتے تھے۔یہ بھی خصائص نبوت میں سے ہے۔وصلی روزہ اس طرح ہوتا ہے کہ دو دن لگاتار روزہ رکھا جائے (یا اس سے زیادہ) اور درمیان میں افطار نہ کیا جائے۔امت میں سے کسی کے لئے اس کی اجازت نہیں۔جب آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انی لست کاحدکم، انی أبیت عند ربی یطعمنی ویسقینی۔میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

۶۔حرمت صدقہ

صدقہ کا مال کھانا آپ ﷺ کے لئے حرام ہے۔اس خصوصیت میں آپ ﷺ کی وجہ سے آپ ﷺ کے اہل بیت پر بھی صدقہ حرام ہے۔جبکہ باقی امت کیلئے بوقت ضرورت طلب صدقہ اور اکل صدقہ حلال ہے۔

۷۔رات کا قیام

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا۔رات کے تھوڑے حصے میں قیام کیا کریں۔

دوسری جگہ فرمان ہے: وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور رات کو (نماز) تہجد ادا کیا کریں۔یہ آپ ﷺ کے لئے نفل (باعث اجر) ہے۔ان ارشادات ربانی کی وجہ سے آپ ﷺ رات کے وقت لازمی قیام فرمایا کرتے تھے۔جبکہ امت پر یہ قیام اس طرح لازم نہیں۔

۸۔عدم وراثت

آپ ﷺ نے جو کچھ چھوڑا تھا وہ صدقہ تھا۔اس کا نصف نہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لیا، نہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آٹھواں حصہ لیا۔نہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بحیثیت عصبہ کچھ وصول کیا۔اس سلسلے میں حدیث پاک ہے۔

انا معاشر الانبیاء لانورث، ماترکناہ صدقة۔ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

وورث سلیمان داؤد۔الآیة۔

ترجمہ:۔اور وارث ہوئے سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے۔یہاں وراثت سے مراد نبوت اور بادشاہت کی وراثت ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ذکر فرمایا ہے اور یہ بات شان خداوندی کے شایان شان نہیں کہ مالی وراثت کو بطور تعریف ذکر کیا جائے۔

Marfat.com

ہبہ نکاح

اگر کوئی عورت حق مہر کے مطالبہ کے بغیر اپنے آپ کو ہبہ کردے تو حضور ﷺ کے لئے اس کا قبول کرنا جائز ہے۔ جبکہ امت میں سے کسی کے لئے اس طرح کرنا جائز نہیں۔ بلکہ حق مہر ضروری ہے خواہ معجل ہو یا موجل۔

قرآن کریم کا فرمان ہے:

ترجمہ آیت:۔ اور ایمان والی خاتون اگر وہ پیش کردے خود کو نبی (کریم) کی بارگاہ میں اور اگر چاہے نبی (مکرم) اس کو اپنے نکاح میں لانا (تو یہ جائز اور حلال ہے) فقط آپ ﷺ کے لئے نہ کہ دوسرے ایمان والوں کے لئے۔ (القرآن)

۱۰۔ امت کے لئے امہات المومنین سے نکاح کی حرمت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب:6)

یہ نبی مکرم ﷺ مومنوں کے قریب ہیں ان کی جانوں سے بھی زیادہ اور نبی مکرم ﷺ کی ازواج اہل ایمان کی مائیں ہیں۔

لہٰذا کسی مومن کو اپنے آقا ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ جبکہ امت میں سے کسی عالم، فاضل یا ولی کے لئے اپنی بیوی کو اپنے بعد کسی دوسرے سے نکاح کرنے سے روکنے کا اختیار نہیں۔

پیکر اعجاز ﷺ کے معجزات

معجزہ سے مراد وہ امور جو دوسروں کو اپنی مثل لانے سے عاجز کردیں۔ خواہ فرد واحد عاجز آئے یا کئی افراد کی جماعت۔ اگر کوئی ایسا امر ہے جس کے ساتھ تحدی (چیلنج کیا گیا) تو پھر یہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہوگا۔ اور اگر تحدی ساتھ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے ہاتھ پر بھی اس طرح کی چیزیں بطور کرامت ظاہر فرما دیتا ہے۔ معجزہ اور کرامت میں یہی فرق ہے کیونکہ معجزہ صدق نبوت کا ترجمان ہوتا ہے۔ جس سے جھوٹے اور سچے دعوی نبوت کا پتہ چلتا ہے۔

قرآن کریم میں معجزہ کے لئے لفظ آیت (نشانی یا دلیل) آیا ہے۔ اس کو مثال سے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ مجھے فلاں کہہ رہا ہے اس شخص کو فلاں چیز دے دو۔ وہ اسے کہے گا اس کی دلیل کیا ہے؟ وہ جواب میں اس شخص کی انگوٹھی، مہر یا اس کا خط یا تلوار یا کوئی اور چیز بطور علامت دکھائے گا۔

Marfat.com

اکثر لوگ یوں بھی کہتے ہیں۔ معجزات کے بغیر نبی نہیں اور کرامات کے بغیر ولی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے (نمایاں) معجزات کی تعداد ایک ہزار تک ہے۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نبوت کی تائید فرمائی ہے۔

(ہر معجزہ اپنے اندر کئی معجزات لئے ہوئے ہے۔ اس طرح معجزات رسالت ﷺ کی اصل تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مترجم مختار احمد رومی)

معجزات جو ہمارے صفحہ قلب پر اس وقت نمایاں ہیں آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

سب سے پہلا معجزہ

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل نازل فرمایا ہے۔ قرآن کریم کے حروف، کلمات، تراکیب، معانی، غیب کی خبریں۔ شرعی احکامات عقلی قضیئے سب کے سب معجزہ ہیں۔ ساتھ ساتھ قرآن کا یہ چیلنج بھی آج (بلکہ قیامت) تک قائم ہے کہ جن وانس ایک دوسرے کی مدد کر کے بھی اس کی مثل نہیں لا سکتے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝۸۸ (الاسراء)

”(اے سراپا حسن وخوبی) آپ فرما دیجئے اگر جمع ہو جائیں تمام انسان اور تمام جن کہ لاسکیں اس قرآن (مجید) کی مثل نہیں لا سکیں گے وہ اس کی مثل اگرچہ ہو جائیں ان میں بعض دوسرے بعض کے مددگار“۔

اس کے علاوہ قرآن کریم نے عرب کے فصحاء و بلغاء کو بھی چیلنج کیا کہ اس جیسی دس سورتیں ہی لا کر دکھا دو۔ لیکن وہ اس طرح بھی نہ کر سکے۔

قل فاتوا بعشر سور مثله مفتريات.

اے حبیب ﷺ آپ فرما دیجئے اس جیسی بنائی ہوئی دس سورتیں تم بھی لا کر دکھاؤ (تو سہی) بلکہ مزید یہ کہ ایک سورت بھی لانے کے لئے انہیں کہا گیا۔ لیکن وہ ایک سورت بھی نہ لا سکے۔ بلکہ قرآن کریم نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ مستقبل میں بھی اس طرح نہیں کر سکیں گے۔

اب تک 1407 سال گزر چکے ہیں (مصنف کے زمانہ تصنیف کی بات ہے) کافر ایک سورت بھی مثل

Marfat.com

قرآن نہیں لا سکے۔ اسی وجہ سے قرآن پاک ایک ابدی معجزہ ہے۔ جو ہمیشہ باقی رہے گا اور یہ معجزہ اسلام کی بقاء کا بھی ضامن ہے۔ کیونکہ اسلام کی حقانیت کا علمبردار ہے۔

شق قمر

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہم نے یہ حدیث پاک نقل کی ہے کہ اہل مکہ نے حضور ﷺ سے مطالبہ کیا تھا کہ اپنی نبوت کی کوئی نشانی دکھائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں چاند دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔

مطعم کا بیان ہے حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر (نظر آرہا تھا) لیکن کفار نے کہا محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

ترجمہ:۔ قیامت قریب آگئی ہے اور چاند شق ہو گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا (رسول خدا ﷺ) کو اور پیروی کرتے رہے اپنی خواہشات کی اور ہر کام کے لئے ایک انجام ہے۔

(القمر:3-1، ترجمہ از ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

نزول باران رحمت

قحط شدید ہو گیا زمین بنجر ہو گئی کہ ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا مالک کونین ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اموال ہلاک ہو رہے ہیں۔ ساری امیدیں دم توڑ رہی ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمیں بارش عطا فرمائے۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اللھم اسقنا۔ اے اللہ ہمیں سیراب فرما دے۔ اللھم اسقنا اللھم اسقنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بخدا (اس وقت) آسمان پر کوئی بادل یا قطعہ ابر نہ تھا۔ اور ہمارے اور جبل سلع کے درمیان کوئی گھر بھی (بطور آڑ) نہ تھا کہ یکا یک جبل سلع کے پیچھے سے ڈھال کی طرح ابر نمودار ہوا اور آسمان کے درمیان پہنچ کر پھیل گیا اور پھر برسنا شروع کر دیا۔ اللہ کی قسم! چھ دن تک ہم نے سورج نہ دیکھا۔ اگلے جمعہ اسی دروازے سے ایک شخص حاضر ہوا۔ حضور ﷺ اب بھی خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ اموال ہلاک ہو رہے ہیں۔ راستے بند ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بارش بند ہو جائے۔ سید دو عالم ﷺ نے دعا کے لئے بابرکت ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اللھم حوالینا و لا علینا اللھم علی الآکام والجبال ومنابت الشجر۔ میرے مولا ہمارے اردگرد بارش عطا فرما ہمارے اوپر نہیں۔ (بلکہ) ٹیلوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں بارش عطا فرما۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی دعا سے بارش

Marfat.com

رک گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگے۔

باران نزول کا معجزہ کئی بار ظاہر ہوا شق قمر کی طرح یہ بھی آسمانی معجزہ ہے جس میں قدرت الٰہیہ کے علاوہ کسی کو اظہار طاقت کی جرأت نہیں۔ جب رخ والضحیٰ کی برکت سے بارش آتی تو صحابہ کی زبانوں پر بے اختیار حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر آجاتا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی وعصمة للارامل

وہ گورے مکھڑے والا جس کے رخ اقدس کے صدقے بارش کی دعا کی جاتی ہے (اور بارش برس جاتی ہے) جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی عزت کا محافظ ہے۔ (ان کا نام نامی اسم گرامی محمد کریم ﷺ ہے مترجم مختار احمد رومی)

انگشت ہائے مبارکہ سے پانی جاری ہونا

مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا بھی ایک ایسا ہی معجزہ ہے جو ہادی دو عالم ﷺ کی نبوت کی سچائی پر شاہد صادق ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا تھا کہ نماز عصر کا وقت قریب آگیا۔ لوگ وضو کیلئے پانی تلاش کر رہے تھے۔ لیکن پانی کہیں نہیں مل رہا تھا۔ فخر دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک برتن میں ڈبو دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وضو کرنا شروع کر دیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے بہہ رہا ہے۔ سب نے وضو کر لیا حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ اس وقت کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے فرمایا کوئی تین سو آدمی ہوں گے۔

یہ واضح معجزہ ہے کیونکہ اس طرح کا مظاہرہ طاقت بشری سے باہر ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت نہیں ہے کہ کسی بشر کی انگلیوں سے پانی جاری کرے۔ صرف اپنے محبوب ﷺ کے لئے بطور معجزہ اس طرح پانی جاری فرمایا۔ یہ معجزہ مدینہ طیبہ کے تقریباً تین سو معتبر، سچے اور پرہیزگار لوگوں نے دیکھا تھا اور خود اس کے فیضان سے سیراب ہوئے تھے۔

حدیبیہ کے خشک کنوئیں کا جاری ہونا

۶ ھ میں رسول برحق ﷺ اپنے چودہ سو صحابہ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں تھے۔ بئر حدیبیہ میں پانی کی معمولی سی رمق موجود تھی۔ صحابہ کرام نے شدت پیاس کی وجہ سے بارگاہ نبوی ﷺ میں گزارش کی۔ رحمت عالم ﷺ کنوئیں کے کنارے تشریف لائے پانی منگوایا، کلی کر کے پانی کنوئیں کے اندر ڈال دیا۔ چند لمحے بھی نہ گزرے تھے

Marfat.com

کہ پانی ابل کر ابھرنے لگا۔ صحابہ کرام نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے برتن بھر لئے۔ بیعت رضوان کرنے والے چودہ سو صحابہ کے لئے ایک خشک کنوئیں سے پانی کا جاری ہونا رسالت محمدی ﷺ کا سچا معجزہ ہے۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۱۸﴾ (فتح)

"تحقیق راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ (ان) مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ پس جان لیا اس نے (وہ خلوص) جو ان کے دلوں میں تھا پس اس نے اتار دیا ان پر (اپنی طرف سے) سکون"۔

جام شیر اور اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کبھی کبھی بھوک کی شدت کی وجہ سے اوندھا زمین پر گر جاتا تھا۔ اور کبھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ ایک دن میں بھوک سے تنگ آ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے میں نے ان سے ایک آیت کے بارے میں پوچھا میرا مقصد یہ تھا کہ آپ مجھے گھر لے جا کر کھانا کھلائیں گے۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ پھر رحمت عالم ابو القاسم ﷺ وہاں سے گزرے جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا چہرے اور دل میں چھپی خواہش کو جان لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ سرکار ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے میں نے بھی اندر جانے کی اجازت مانگی مجھے اجازت مل گئی۔

کاشانہ رسالت ﷺ میں دودھ کا ایک پیالہ تھا۔ سرکار ﷺ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا ہے؟ عرض کیا گیا فلاں (صحابی) یا اس کی اولاد نے بھیجا ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کو بلاؤ۔ اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جن کا کوئی گھر بار نہیں تھا۔ جب صدقہ کا مال آتا حضور ﷺ انہیں عطا فرماتے اور خود کچھ نہیں لیتے تھے۔ لیکن جب ہدیہ آتا تو خود بھی لیتے اور ان کو بھی شامل کرتے۔ مجھے یہ بات بہت ناگوار گزری میں نے کہا: اس دودھ سے اصحاب صفہ کا کیا بنے گا۔ اگر یہ دودھ مجھے مل جاتا تو میں پی کر تھوڑی بہت قوت حاصل کر لیتا۔ اب میں ہی قاصد بن کر جا رہا ہوں۔ یقیناً مجھے ہی ان کو دودھ پیش کرنے کی خدمت انجام دینا پڑے گی۔ میرے لئے تو کچھ بھی نہیں بچے گا۔ لیکن خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں۔ بہر حال میں نے جا کر اصحاب صفہ کو دعوت دی۔ وہ سارے آ گئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ یہ پیالہ پکڑو اور سب کو باری باری دودھ پلاؤ۔ میں ایک ایک کو دودھ پیش کرتا گیا۔ ہر شخص سیراب ہو کر پیالہ مجھے.....

Marfat.com

واپس کر دیتا۔ یہاں تک کہ سب نے دودھ نوش کر لیا۔ میں نے پیالہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

سرکار ﷺ نے اپنے دست اقدس سے پیالہ پکڑا میری طرف دیکھا تو ایک جانفزا مسکراہٹ آپ ﷺ کے رخ اقدس پر پھیل گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ میں اور تم رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا آقا ﷺ بالکل اسی طرح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور دودھ پی لو۔ میں نے دودھ پیا آقا ﷺ نے فرمایا: پھر پیو میں نے دوبارہ پیا۔ آپ ﷺ اسی طرح مجھے فرماتے رہے۔ میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میرے اندر مزید گنجائش نہیں۔ یہ کہہ کر میں نے پیالہ آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ نبی رحمت ﷺ نے (الحمدللہ اور بسم اللہ پڑھ کر) میرا بچا ہوا دودھ نوش فرما لیا۔

(بخاری شریف)

یہ بھی سرور کونین ﷺ کا جیتا جاگتا معجزہ ہے۔ دودھ کے ایک پیالے سے پوری جماعت کس طرح سیراب ہوگئی۔ مزید یہ کہ آقا کریم ﷺ نے خود سب سے آخر میں دودھ نوش فرمایا۔ خود ساختہ بڑائی کے نااہل معمار کہاں ہیں؟ جو محض بیماری کے خدشہ سے کسی کا بچا ہوا مشروب نہیں پیتے۔ کمالات مصطفوی ﷺ کے مقابلے میں وہ کہاں اندھی وادیوں میں ٹامک ٹوئیاں کھا رہے ہیں؟

گھی سے بھری کپی

حافظ ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری والدہ کے پاس ایک بکری تھی وہ اس کے دودھ سے جو گھی نکلتا ایک کپی میں جمع کر لیتیں۔ جب کپی گھی سے بھر گئی تو امی جان نے ربیبہ کو حکم دیا کہ یہ کپی لے جاؤ اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دو تا کہ آپ ﷺ اسے سالن کے طور پر استعمال فرمالیں۔ ربیبہ نے وہ کپی سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر کے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ گھی کی کپی ام سلیم نے بھیجی ہے۔ آپ نے اہل خانہ کو فرمایا: گھی رکھ لیں اور کپی اس کو واپس کر دیں۔ جب وہ (بچی) کپی لے کر واپس آئی تو ام سلیم گھر پر نہ تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ام سلیم نے آ کر دیکھا کہ کپی گھی سے بھری ہوئی ہے اور قطرے نیچے ٹپک رہے ہیں۔ آپ نے ربیبہ سے پوچھا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ یہ گھی بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کر آنا۔ ربیبہ نے عرض کیا: میں تو گھی پیش کر آئی ہوں۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چل کر بارگاہ رسالت سے معلوم کر لیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میری والدہ نے ربیبہ کے ساتھ جا کر نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: ربیبہ نے وہ کپی ہمیں پہنچا دی ہے۔ ام سلیم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے وہ (کپی) تو (اب بھی) بھری ہوئی ہے اور اس سے گھی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

Marfat.com

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اے ام سلیم! تجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جس طرح تو نے اللہ تعالیٰ کے نبی کے لئے سالن کا انتظام کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کے بدلے میں اپنی جناب سے سالن کا انتظام فرما دیا ہے۔ سو اب تم اسے کھاؤ۔

کسی برتن کا گھی سے خالی ہو جانے کے بعد دوبارہ بھر جانا عام حالات میں ممکن نہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ﷺ کا معجزہ ہے۔ جسے لوگوں نے خود مشاہدہ بھی کیا اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا۔

جو کی چند روٹیاں اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی میزبانی

یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوطلحہ نے اپنی زوجہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں بھوک کی وجہ سے کمزوری محسوس کی ہے۔ تیرے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا ہاں! جو کی چند روٹیاں ہیں۔ پھر ان کو اپنی چادر میں لپیٹ کر اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیں کہ سرکار ﷺ کی خدمت میں پیش کر دے۔

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر سرکار ﷺ نے فرمایا: تجھے ابوطلحہ نے کھانا دے کر بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں! نبی پاک ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: چلو (ابوطلحہ کے گھر جا کر یہ کھانا کھاتے ہیں) میں دوڑتے دوڑتے پہلے پہنچ گیا اور ساری صورت حال اپنے والد محترم سے عرض کر دی۔ حضرت ابوطلحہ نے اپنی زوجہ سے کہا: آقا تو سارے صحابہ کے ہمراہ آ رہے ہیں اور ہمارے پاس ان کی میزبانی کے لئے کچھ بھی نہیں۔ زوجہ محترمہ نے کہا اللہ ورسولہ اعلم خدا اور اس کا رسول جانیں ابوطلحہ دوڑتے ہوئے (سرکار ﷺ کی طرف) آ رہے تھے۔ سرکار ﷺ نے انہیں واپس اپنے ساتھ لے لیا۔

رحمت عالم ﷺ ان کے گھر پہنچے تو فرمایا: ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ ام سلیم نے وہ روٹیاں پیش کر دیں۔ ان کے ٹکڑے کئے گئے ام سلیم نے ان پر گھی ڈالا۔ سرکار ﷺ نے اس پر کچھ دم فرمایا۔ اور دس آدمیوں کو اندر بلانے کا حکم دیا۔ دس دس آدمی آتے رہے اور سب سیر ہو کر کھاتے رہے۔ اس وقت کھانا کھانے والے صحابہ کرام کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

کیا یہ عظیم معجزہ نہیں۔ رب کعبہ کی قسم یہ عظیم معجزہ ہے۔ جو کی چند روٹیاں جو ایک بچے کی بغل کے نیچے آ جائیں۔ اتنی (کم) روٹیوں سے 80 مرد خوب سیر ہو جائیں۔

اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کسے کہتے ہیں؟

Marfat.com

معجزہ تکثیر طعام

معجزہ تکثیر طعام وشراب کئی دفعہ ظاہر ہوا۔

لیکن جو معجزہ ہم ابھی ذکر کر رہے ہیں یہ غزوہ تبوک کی بات ہے جب صحابہ کرام کی تعداد بہت زیادہ تھی اور کھانا بالکل کم تھا۔ صحابہ کرام نے سرکار ﷺ سے اونٹ ذبح کرنے کے لئے اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔ جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اس طرح سواری کے اونٹ کم ہو جائیں گے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ ان سے فرمائیں کہ اپنا بچا ہوا زادراہ لے کر آئیں اور حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا مانگیں۔ (اللہ تعالیٰ ضرور اس کھانے کو ہمارے لئے کافی کر دے گا) سرکار ﷺ نے فرمایا: صحیح ہے۔ آپ نے بچا ہوا زادراہ منگوایا جب سارا اکٹھا ہو گیا تو برکت کی دعا مانگی۔ اور صحابہ سے فرمایا: اپنے اپنے برتن لا کر بھر لیں سب نے اپنے اپنے برتن بھر لئے پھر بھی بہت سارا کھانا بچ گیا۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا:

أشهد أن لا اله الا الله و أشهد أنى عبد الله ورسوله ومن لقى الله عزوجل بها غير شاك دخل الجنة۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں میں اس کا (عزت وشان والا) بندہ اور (سچا) رسول ہوں۔ اور جو اس گواہی پر یقین رکھتے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا (سیدھا) جنت میں چلا جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قرض کی ادائیگی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل نبوت میں یہ قصہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب میرے والد محترم کا وصال ہوا تو وہ قرض میں گھرے ہوئے تھے۔ میں بندہ نواز آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے والد محترم مقروض فوت ہوئے ہیں۔ میرے پاس کھجوروں کے ایک باغ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس باغ کی برسوں کی پیداوار سے بھی قرض نہیں اتر سکتا۔

غریب نواز میرے ساتھ تشریف لے گئے تاکہ قرض خواہ مجھے تنگ نہ کریں۔ جس جگہ کھجوروں سے پھل اتار کر رکھتے ہیں۔ اس ڈھیر کے پاس حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ اس کے گرد چکر لگایا برکت کی دعا فرمائی اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور فرمایا: قرض خواہوں کو دینا شروع کر دو۔ سب نے اپنا اپنا قرض وصول کر لیا۔ لیکن کھجوروں کا ڈھیر اتنا ہی رہا۔ یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک اور دعا کی برکت سے ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جو وہ اپنے انبیاء علیہم السلام اور صالحین بندوں کی شان کے اظہار کیلئے ان پر فرماتا ہے۔ اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

Marfat.com

درخت کی فرمانبرداری

اس حدیث پاک کے راوی بھی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

راوی فرماتے ہیں، ہم حضور ﷺ کے ہمراہ ایک وسیع وعریض وادی میں اترے۔ رحمت عالم ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ (راوی کا بیان ہے) میں پانی کا برتن لے کر پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ سرکار ﷺ نے نگاہ دوڑائی تو وادی کے کنارے دو درختوں کے علاوہ پردے کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ سرکار ﷺ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اس کی ٹہنیاں پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ درخت نکیل ڈالے ہوئے اونٹ کی طرح آپ ﷺ کے پیچھے چلنے لگا۔ پھر حضور ﷺ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو بھی فرمایا: انقادی علی باذن اللہ۔ وہ بھی نکیل ڈالے ہوئے مطیع اونٹ کی طرح آقا کے پیچھے چلنے لگا۔ جب درمیان پہنچے تو ان دونوں (درختوں) کو فرمایا: اکٹھے ہو جاؤ وہ اللہ کے حکم سے اکٹھے ہو گئے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں میں تیزی سے دوڑ کر دور چلا گیا تاکہ سرکار ﷺ میرے قرب کی وجہ سے زیادہ آگے نہ چلے جائیں۔ میں دور بیٹھا خود کلامی میں مصروف تھا کہ سرکار ﷺ کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ جبکہ دونوں درخت اپنی جڑوں پر چل کر اپنی اپنی جگہ پر جا چکے تھے۔ الخ رواہ مسلم۔

اس کائنات میں نبی کے سوا کسی کی آواز پر درخت نے یوں اطاعت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ یہ بھی نبی الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا معجزہ ہے۔

خشک چوب در فراق او گریست

یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے۔

حضور ﷺ کھجور کے خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک انصاری خاتون نے عرض کیا میرا ایک غلام ہے۔ جو بڑھئی کا کام جانتا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے لئے ایک منبر بنوا کر پیش نہ کروں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! (ضرور پیش کرو) منبر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ جمعہ کے دن سرکار ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ تنا اس طرح رونے لگ گیا جس طرح (چھوٹا) بچہ (اپنی ماں سے بچھڑ کر روتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ذکر کی برکت سے محرومی کی وجہ سے رو رہا ہے۔

بخاری کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ سرکار ﷺ نے اس کو اپنے سینہ اقدس سے لگا لیا تو وہ اس طرح سسکیاں لے کر چپ کر گیا جس طرح بچہ سسکیاں لیتے لیتے چپ کر جاتا ہے۔ خشک تنے کا تعلق جمادات سے ہے جن میں نہ عقل ہوتی ہے نہ روح۔

Marfat.com

ایسی اشیاء کا زبان رسالت سے سماع ذکر پر حریص ہونا اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے لگ کر سکون پا جانا ان کی محبت وشوق کی علامت ہے۔ یہ سب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا فیضان ہے۔

کنکریوں کا تسبیح بیان کرنا

حافظ ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سوید بن یزید سلمی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایک چیز کا مشاہدہ کرنے کے بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب یاد کرتا ہوں محبت اور خیر کا اظہار کرتا ہوں۔

صورت واقعہ یوں ہے کہ میں اکثر اس موقع کی تلاش میں رہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا بیٹھے ہوئے مل جائیں۔ ایک دن میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلے دیکھا اس سنہری فرصت کو غنیمت جانا کہ میں حاضر بارگاہ ہو گیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے سلام عرض کر کے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے سلام عرض کر کے حضرت ابو بکر کی دائیں جانب بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ سلام عرض کر کے حضرت عمر کی دائیں جانب بیٹھ گئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سات کنکر پڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے دست اقدس میں لے لیا۔ تو انہوں نے تسبیح پڑھنی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ان سے شہد کی مکھیوں کی طرح واضح آواز سنائی دے رہی تھی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریاں اٹھا کر حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ پہلے کی طرح آواز دینے لگ گئیں جب انہوں نے کنکریاں زمین پر رکھیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کنکریاں اٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں۔ تو پھر ان سے شہد کی مکھیوں کی طرح آواز سنائی دینے لگی۔ جب انہوں نے کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کنکریاں اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو انہوں نے پھر تسبیح بیان کرنا شروع کر دی اور آواز آنے لگی۔ انہوں نے کنکریاں رکھ دیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت ہے۔

اس معجزہ پاک سے دو چیزوں کا اظہار ہو رہا ہے۔ کنکریوں کا تسبیح کہنا اور اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا اسی ترتیب سے خلیفہ بننا۔

پتھر کا سلام کہنا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: انی لا عرف حجرا بمكة كان يسلم علی قبل أن أبعث انی لاعرفه الان۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو اعلان نبوت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا اور میں اب بھی اس کو جانتا ہوں۔ رواہ مسلم۔

اونٹ کا سجدہ اور اپنے مالک کی شکایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی انصاری گھرانے کا ایک اونٹ تھا جس کے ذریعے وہ کنوئیں سے پانی لاتے تھے۔ جب انہوں نے اونٹ پر زیادہ سختی کی تو اونٹ نے بھی خدمت انجام دینے سے انکار کر دیا۔ انصاری نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر اونٹ کے اس رویے کی شکایت کی اور عرض کیا کہ اس طرح ہماری کھیتیاں خشک ہو جائیں گی۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا: چلو چلتے ہیں۔

اونٹ بالکل باؤلے کتے کی طرح ہو چکا تھا اور ایک چار دیواری والے باغ میں بند تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ باغ کے اندر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹ دیوانہ ہو چکا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ آپ پر حملہ نہ کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی طرف سے کوئی حرج نہیں ہوگا۔ جب اونٹ نے اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت کی تو دوڑتا ہوا سامنے آ کر سجدے میں گر گیا۔ نبی پاک ﷺ نے اس کی پیشانی (کے بال) پکڑ لئے وہ بالکل پہلے کی طرح مطیع و فرمانبردار ہو گیا اور کام کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ منظر دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب یہ بے عقل جانور آپ ﷺ کو سجدہ کر رہا ہے تو ہمارا زیادہ حق بنتا ہے کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ یہ سن کر سرکار ﷺ نے فرمایا:

لا يصلح لبشر ان يسجد لبشر ولو صلح لبشر ان يسجد لبشر لامرت المرأة أن تسجد لزوجها من عظم حقه عليها۔

کسی بشر کے لئے زیبا نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے اگر بشر کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے عظیم حق کی وجہ سے اسے سجدہ کرے۔ (رواہ احمد والنسائی)

ایک اور حدیث پاک میں ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے:

ایک دن رسول دو عالم ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی بلبلا کر رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضور ﷺ نے اس کے سر کے پیچھے اور پیشانی پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا اونٹ ہے سرکار ﷺ نے فرمایا: اس جانور کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور مسلسل کام

Marfat.com

لیتا ہے۔

یہ علامات نبوت نہیں تو اور کیا ہیں؟

یہی وجہ ہے کہ سرکار ابد قرار ﷺ کی نبوت کا انکار کرنا بدترین کفر ہے۔ کیونکہ اس انکار کا سبب یا تو حد درجہ جہالت یا بدترین حسد یا مادی فوائد کی حرص ہے۔ گذشتہ قومیں اور یہود و نصارا اپنی جھوٹی روحانی عظمت، مالی اور حکومتی لالچ کی وجہ سے اس طرح کیا کرتے۔

بھیڑیئے کی گواہی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث پاک کے راوی ہیں کہ ایک دن ایک بھیڑیئے نے ایک بکری پر حملہ کر کے اسے اچک لیا۔ چرواہے نے بھیڑیئے کے پیچھے دوڑ کر بکری چھین لی۔ بھیڑیا دم کے بل بیٹھ کر بولا (اے چرواہے!) تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ اللہ نے مجھے رزق عطا کیا تھا تو نے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا: کیا تعجب ہے کہ بھیڑیا بھی میرے ساتھ انسانوں کی طرح باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا: اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات نہ بتاؤں؟ سید بشریت محمد عربی ﷺ لوگوں کو گذشتہ اقوام کے احوال (وانجام) سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ (اور تم یہاں بیٹھ کر بکریاں چرا رہے ہو) یہ سن کر چرواہا ریوڑ ہانک کر مدینہ شریف حاضر ہو گیا۔ بکریوں کو ایک جگہ چھوڑ کر سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر (بھیڑیئے والا) سارا واقعہ عرض کر دیا۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: سب کو بلایا جائے جب سارے اکٹھے ہو گئے سرکار ﷺ نے چرواہے سے فرمایا: انہیں بھی (بھیڑیئے والا) واقعہ سناؤ۔ اس نے سب کے سامنے صورت واقعہ پیش کر دی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

صدق والذی نفس محمد بیده لا تقوم الساعة حتی یکلم السباع الانس ویکلم الرجل عذبه سوطه وشراک نعله ویخبره فخذه بما احدث اهله بعده۔

اس (چرواہے) نے سچ کہا ہے اور (جان عالم) محمد ﷺ کی جان کے مالک کی قسم! قیامت سے پہلے درندے انسانوں کے ساتھ کلام کریں گے اور آدمی کے چابک کا کنارا بھی اس کے ساتھ بات کرے گا۔ اور اس کے جوتے کا تسمہ بھی بات کرے گا۔ اور آدمی کی ران اسے وہ واقعہ بتائے گی جو اس کے بعد اس کے گھر میں پیش آیا ہوگا۔ (رواہ احمد)

یہ سارے کے سارے معجزات ہیں جو ممدوح دو جہاں ﷺ کی نبوت کی نشانیاں ہیں۔ بھیڑیئے کا بات کرنا بھی نبوت مصطفوی ﷺ پر شہادت ہے۔ مستقبل کے حالات کے بارے میں اطلاع بھی معجزہ ہے۔ چابک کے کنارے سے پولیس والوں کا فون مراد ہو سکتا ہے۔ جبکہ جوتے کے تسمے اور ران سے مراد چھوٹے چھوٹے جدید

Marfat.com

آلات ہو سکتے ہیں۔ (جو عموماً پینٹ کی جیب میں ران کے قریب رکھے جاتے ہیں)

وحشی جانور اور احترام و محبت سرکار ﷺ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آل رسول ﷺ کے گھر میں ایک غیر پالتو (وحشی) جانور تھا۔ جب رسول پاک ﷺ گھر سے باہر تشریف لے جاتے وہ جانور بے تاب ہو کر ادھر ادھر چکر لگانا شروع کر دیتا اور جب اسے پتہ چلتا کہ وجہ سکون کائنات ﷺ کاشانہ اقدس میں تشریف لا چکے ہیں وہ بالکل جم کر بیٹھ جاتا جب تک حضور ﷺ تشریف فرما رہتے وہ اسی طرح (اپنی ادائے نیاز پہ) قائم رہتا۔

اسے امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کیا ہے۔

(آپ غور کریں) ایک حیوان کا اس طرح جامد و ساکت ہو جانا اور پھر فراق کے لمحات میں بے تاب و مضطرب ہو جانا یہ کون سے تعلق خاطر کا اظہار کر رہا ہے۔ بعض لوگ جانوروں کو سکھا کر بعض حرکات کا عادی بنا لیتے ہیں۔ لیکن تربیت اور فطرت کی عکاسی میں بڑا فرق ہوتا ہے اور پھر سرکار ﷺ نے اس طرح کسی جانور کی تربیت نہیں فرمائی۔ بلکہ یہ تو خالق کائنات نے ہر شے کے خمیر میں احترام رسول ﷺ رکھ دیا ہے۔ بلاشبہ یہ معجزہ ہے اور ہادی اعظم ﷺ کی نبوت کی نشانی ہے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر کی فرمانبرداری

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصنف میں یہ روایت درج کی ہے کہ حضور ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین میں راستہ بھول گئے تھے یا دشمن نے انہیں گرفتار کر لیا۔ وہ اپنے لشکر کی تلاش میں وہاں سے نکل کر آ رہے تھے کہ راستے میں شیر آ گیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوالحارث! (یہ شیر کی عربی میں کنیت ہے) میں حضور ﷺ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ یہ سنتے ہی شیر دم ہلاتے ہوئے آپ کے پاس سر جھکا کر کھڑا ہو گیا آپ کو اپنے اوپر سوار کر کے لشکر کے ساتھ ملا دیا پھر الوداع کہہ کر چلا گیا۔

اگرچہ یہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے لیکن درحقیقت یہ معجزہ رسول ﷺ ہے کیونکہ شیر کی یہ نیاز مندی نسبت رسالت کی وجہ سے ہی تھی۔

ہرنی کا کلام اور وفا

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے جسے ابونعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے۔

حضور ﷺ کسی جگہ سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کچھ لوگوں نے اپنے خیمہ کے ستون کے ساتھ ایک ہرنی باندھ رکھی ہے۔ ہرنی نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے دو چھوٹے بچے ہیں

Marfat.com

میں ان کو دودھ پلانا چاہتی ہوں۔ آپ (اپنی ضمانت پر) میرے لئے ان سے اجازت لیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ دودھ پلانے کے بعد لوٹ آؤں گی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: یہ ہرنی کس نے پکڑی ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نے پکڑی ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو یہ دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کا ضامن کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں اس کا ضامن ہوں۔ انہوں نے ہرنی کو کھول دیا وہ دوڑتی ہوئی گئی اور دودھ پلا کر واپس آگئی۔ انہوں نے اسے پھر باندھ دیا۔

رحمت عالم ﷺ پھر ادھر سے گزرے تو انہیں فرمایا: یہ میرے ہاتھ بیچ دو۔ انہوں نے عرض کیا یہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کے لئے ہدیہ ہے۔ سرکار ﷺ نے اسے آزاد فرما دیا۔

ہرنی کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں فریاد اور ایفاء عہد معجزہ رسالت ہے جسے جان کر ایمان ومحبت واطاعت رسالتمآب ﷺ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

جنات کا حضور ﷺ کے حکم پر خروج

حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ایک عورت نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ایک بچے کو لے کر آئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کو دیوانگی ہے۔ جن اس کو کھانا کھاتے وقت اپنا نشانہ بنالیتا ہے۔ یہ ہمارے کھانے کو خراب کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس بچے کے سینے پر دست مبارک پھیر کر دعا فرمائی تو بچے نے قے کر دی جس سے سیاہ رنگ کا ایک پلا اس کے اندر سے نکل گیا۔ اس کے بعد اس بچے کو کبھی تکلیف نہ ہوئی۔ رواہ احمد

اندھے شیشے سے جھلا جھل دمکنے لگے

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک کو امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

کہ ایک نابینا شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے اس امتحان سے نجات کی دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: چاہو تو اس امتحان کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنالو اور یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اور چاہو تو ہم تمہارے لئے دعا فرما دیتے ہیں۔ صحابی نے عرض کیا نہیں! سرکار ﷺ ابھی دعا فرما دیں۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: وضو کر کے دو رکعت نماز (نفل) پڑھو اور یہ دعا مانگو۔

اللّٰھم انی أسالک وأتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک فی حاجتی ھذہ فتقضی، اللّٰھم شفعہ فی۔

جونہی اس شخص نے یہ دعا مانگی فوراً ٹھیک ہو گیا۔

ترجمہ دعا:۔ اے میرے اللہ میں تیری بارگاہ میں سوال کر رہا ہوں اور تیری جناب میں حاضر ہوں اور رحمت

Marfat.com

کے نبی محمد ﷺ جو کہ تیرے (خاص) نبی ہیں۔ان کا وسیلہ پیش کر رہا ہوں۔اے (راحت جان آمنہ وعبداللہ رضی اللہ عنہما) محمد ﷺ آپ کے وسیلے سے اس حاجت کے برآنے کے لئے رب کی بارگاہ میں دعا کر رہا ہوں۔ میرے مولا میرے بارے میں اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت قبول فرمالے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شفاء رسول ﷺ

غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا:

لا عطین الرایة غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدہ۔

میں یہ جھنڈا کل ایسے شخص کو عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی اس سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

جب صبح ہوئی سرکار ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ بیمار ہیں۔ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔سرکار ﷺ نے فرمایا: انہیں میرے پاس لائیں۔آپ کو لایا گیا سرکار ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا تو آپ بالکل ٹھیک ہو گئے بعد میں بھی کبھی آپ کی آنکھوں میں دکھن نہ ہوئی۔

صلی اللہ علی رسولہ وحبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

چشم قتادہ رضی اللہ عنہ

جنگ احد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگنے کی وجہ سے آنکھ کا ڈھیلا نکل کر رخسار پر بہہ پڑا۔

طبیب روح وجسم علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے دست مبارک سے ڈھیلے کو گوشہ چشم میں رکھ دیا۔ مصطفی کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک کی اعجاز آفرینی سے وہ آنکھ اس طرح ٹھیک ہو گئی کہ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت (اور روشن) ہو گئی۔

طب جدید اور قدیم کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی بہتی ہوئی آنکھ کو (دواؤں کی مدد کے ساتھ) بھی اس طرح ٹھیک نہیں کر سکتا جس طرح حبیب رب العالمین ﷺ نے (بغیر کسی دوا کے) آنکھ کو درست فرمایا۔اور وہ بھی پہلی آنکھ سے زیادہ بھلی اور خوبصورت۔

آب زلال دہن سے بچے کی شفاء

بنی خثعم میں سے ایک خاتون اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی اس بچے کو کوئی ایسی بیماری تھی جس کی وجہ سے وہ بولتا نہیں تھا۔حضور ﷺ نے پانی لے کر اس میں کلی فرمائی۔اپنے مبارک ہاتھ دھوئے اور فرمایا: یہ پانی بچے کو پلاؤ اور اس کے جسم پر ملو۔اس عورت نے حسب حکم اسی طرح کیا۔وہ بچہ تندرست

Marfat.com

ہو گیا اور اپنے عہد کے عقلمندوں میں شمار ہونے لگا۔ رواہ ابن ابی شیبہ۔

کھجور کی ٹہنی تلوار بن گئی

غزوہ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک ٹہنی عطا فرمائی کہ اس کے ساتھ جنگ شروع کر دیں۔ وہ ٹہنی تلوار بن گئی جس کی مضبوطی، طوالت اور سفیدی نگاہوں کو خیرہ کر دینے والی تھی۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اسی تلوار کے ساتھ تادم آخر جہاد کیا۔ یہاں تک کہ فتنہ ارتداد میں جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔

امور غیبیہ کی اطلاع

غزوۂ بدر کے موقع پر ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی اپنے ساتھ جانے کی اجازت فرمائیں میں زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمادے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قری فی بیتک فان اللہ یرزقک الشھادۃ۔ اپنے گھر میں ہی رہو اللہ تعالیٰ تمہیں (گھر میں ہی) شہادت عطا فرمادے گا۔ جب اس خاتون نے قرآن کریم پڑھ لیا تو حضور ﷺ سے اپنے گھر میں ایک موذن رکھنے کی اجازت چاہی۔

ان کا ایک غلام اور ایک لونڈی تھے جن سے انہوں نے اپنے بعد آزاد ہونے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ ایک رات ان دونوں (غلام اور لونڈی) نے اپنی سیدہ کو قتل کر دیا۔ صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تلاش کر کے سولی پر چڑھا دیا اسلام میں یہ پہلے دو فرد ہیں جنہیں سولی چڑھایا گیا۔

اس طرح ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی تمنائے شہادت اور غیب دان نبی ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو شہیدہ کہا جاتا ہے۔ رواہ ابوداؤد۔

سیادت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

اپنے نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے: ان ابنی ھذا سید وسیصلح اللہ بہ بین فئتین عظمتین۔ بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔ رحمت عالم ﷺ کا یہ فرمان مبارک پورا ہو گیا جب امیر معاویہ کے مقابلے میں آپ خلافت سے دستبردار ہو گئے اور مسلمان بہت بڑی خونریزی سے بچ گئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

☆ حضور ﷺ نے جبل احد کو فرمایا: ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیماری کی وجہ سے وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محراب مسجد میں زخمی ہو کر شہادت پائی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں شہید کر دیا گیا۔

Marfat.com

☆ ہجرت کے موقع پر قریش نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو کسی بھی حالت میں لے کر آنے والے کے لئے بہت بڑے انعام کا اعلان کیا۔

سراقہ بن مالک بھی اس لالچ میں آ کر حضور ﷺ کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ (لیکن پہلی امیدوں پر پانی پھر گیا اور نئی زندہ تمناؤں نے جنم لیا) گھوڑے کے کھر دو مرتبہ زمین میں دھنس گئے۔

بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والے رسول ﷺ نے فرمایا: **کیف بک اذا البست سواری کسری ؟**

سراقہ جب تمہیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے تیری کیفیت کیا ہوگی؟

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مبارک میں (ایران فتح کرکے) کسریٰ کے کنگن سراقہ کو پہنائے تو فرمایا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے یہ کنگن کسریٰ کے ہاتھوں سے اتار کر سراقہ کو عطا کر دیئے ہیں۔

یہ اطلاع بھی معجزہ ہے جو اللہ کے سچے نبی ﷺ کے سوا کسی اور کے لئے ممکن نہیں۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو گروہ جنگ نہ کریں گے اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔

یہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کے حاکم کی جنگ کی طرف اشارہ ہے۔ دونوں کا دعویٰ ایک ہی تھا۔

☆ حضور ﷺ نے طائف جاتے ہوئے فرمایا:

یہ ابو رغال کی قبر ہے اور اس کے ساتھ سونے کی ایک ٹہنی ہے جب قبر کو کھودا گیا تو اس میں سونے کی شاخ موجود تھی۔

☆ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے کفار کے مظالم بیان کر کے مومنوں کے لئے نصرت الٰہی کی دعا کے لئے عرض کیا تو حضور ﷺ کا رخ اقدس سرخ ہو گیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے اہل ایمان میں سے کسی کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور اس میں اسے پھینک دیا جاتا۔ آرے کے ساتھ چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔ (لیکن یہ تکالیف) اسے اپنے دین سے نہ ہٹا سکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس امر (دین) کو مکمل فرمائے گا۔ یہاں تک کہ صنعاء سے حضر موت تک جانے والے سوار کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا اپنے ریوڑ پر بھیڑیئے کا خوف ہوگا۔ (مراد ہے کوئی ڈاکو یا چور نہیں رہے گا) جس طرح رحمت عالم ﷺ نے خبر دی تھی بالکل اسی طرح ہوا تھا۔

عراق نے اپنے درہم اور قفیز کو روک لیا۔ شام نے اپنے مد اور دینار کو روک لیا۔ مصر نے اپنے اردب (ایک

Marfat.com

پیمانہ) اور دینار روک لیا۔ اور تم وہیں پہنچ گئے جہاں سے تم نے اپنا سفر شروع کیا تھا۔

بالکل اسی طرح ہوا ان علاقوں نے اہل حجاز کو خراج دینا بند کر دیا (کیونکہ وہ مسلمان ہو گئے تھے) (اور اموال کی وجہ سے) اہل حجاز تنگ دستی میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ انہیں پہلے قابل رشک زندگی میسر رہی تھی۔

☆حضور ﷺ کا فرمان ہے: الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم یؤتی الله ملکه من یشاء۔

میرے بعد تیس سال تک خلافت ہو گی اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ملک عطا فرما دے۔

بالکل اسی طرح ہوا حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی مدت خلافت بالترتیب دو سال تین ماہ بیس دن ۱۰+ سال ۶ ماہ ۴ دن ۱۱+ سال ۱۱ ماہ ۱۸ دن + ۴ سال ۱۰ ماہ ۶+ ماہ اس طرح کل مدت خلافت 30 سال بنتی ہے۔

اس کے بعد 40ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تخت کے وارث بنے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں سرکار ﷺ کا وہ فرمان پورا ہوا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

☆حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے حضور ﷺ نے (دربان سے) فرمایا: ان کے لئے دروازہ کھول دو اور ایک مصیبت پر صبر کی وجہ سے انہیں جنت کی خوشخبری سنا دو۔

حدیث صحیح میں مذکور ہے رسول پاک ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور کنوئیں کی منڈیر پر قدمین شریفین نیچے کر کے بیٹھ گئے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آج دربانی کے فرائض میں انجام دوں گا۔ میں دروازے کے پیچھے بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دیں میں نے پوچھا کون؟ انہوں نے جواب دیا ابوبکر۔ میں نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کر دیا سرکار ﷺ نے فرمایا: انہیں جنت کی بشارت دے دو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے ان کے بارے میں بھی اسی طرح فرمایا گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی حضور ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔

یہ تمام کی تمام غیبی اطلاعات تھیں۔

☆حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اس سے پہلے جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے وصال کی گھڑی قریب آ پہنچی ہے۔ یہ سن کر سیدہ خاتون جنت رو پڑیں۔ رحمت عالم ﷺ نے ان کے کان میں سرگوشی کی اور فرمایا: کہ آپ تمام خواتین جنت کی سردار ہیں۔ اور میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے میرے ساتھ آپ ہی

Marfat.com

کی ملاقات ہوگی۔ اسی طرح ہوا حضور ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد سیدہ علیہا السلام بھی وصال فرما گئیں۔

☆ حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن سے فرمایا: تم میں سے ایک خاتون کی کیفیت کیا ہوگی جب اسے چشمہ "حوأب" کے کتے بھونکیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح کرانے کیلئے نکلیں تو راستے میں ایک جگہ کتے بھونکنے لگے۔ آپ نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے؟ بتایا گیا چشمہ حوأب۔ آپ نے فرمایا: مجھے یہاں سے واپس جانا چاہئے۔ لوگوں نے کہا: آپ آگے تشریف لے چلیں شاید مسلمانوں میں صلح ہو جائے لیکن آپ نے فرمایا: میرے آقا ﷺ نے میرے بارے میں ہی یہ ارشاد فرمایا تھا۔ واقعہ سے کئی سال قبل اس طرح خبر دینا مخبر صادق ﷺ کا معجزہ ہے۔

☆ غزوۃ العشیر سے واپسی پر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

یا ابا تراب الا احدثک باشقی الناس رجلین ؟ اے ابوتراب رضی اللہ عنہ ! زمانے بھر کے دو بدبختوں کے بارے میں تمہیں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیے: آپ نے فرمایا: قوم ثمود کا احیمر (نامی شخص) جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ڈاچی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اور دوسرا وہ شخص جو آپ کی کنپٹی کے قریب تلوار مارے گا جس سے آپ کی ریش مبارک خون سے تر ہو جائے گی۔

ابن ملجم خارجی نے جامع (مسجد) کوفہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا جس سے آپ شہید ہو گئے تھے۔

ضروری نوٹ:۔ ڈاچی کو مارنے والا بھی بد بخت اور سلطان ولایت صحابی و داماد رسول ﷺ کا قاتل بھی بد بخت ان کے درمیان وجہ مناسبت کیا ہے؟ ایک جانور اور صحابی کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟

ان کے درمیان وجہ مناسبت یہ ہے کہ وہ ڈاچی عام جانور نہیں تھا۔ بلکہ ایک نبی کے معجزہ کے طور پر ظاہر ہوئی تھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی معجزہ نبوت ہیں۔

ان دونوں معجزات پر حملہ کرنے والے برابر کے بد بخت ہیں۔ (مترجم مختار احمد رومی)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں: میرے خلیل صادق و مصدوق ﷺ کا فرمان ہے میری امت سندھ اور ہند پر حملہ کرے گی یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی۔

☆ سہیل بن عمرو کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: عنقریب یہ (سہیل) اس مقام پر کھڑا ہوگا جس سے اے عمر رضی اللہ عنہ تمہیں خوشی ہوگی۔

حضور ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے جب حضرت عمر، سہیل کے رویے پر ناراض ہوئے تھے۔ اسی طرح ہوا سرکار ﷺ کے وصال کے بعد جب مکہ والوں نے ارتداد کا ارادہ کیا تو حضرت

Marfat.com

سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ باب کعبہ پر کھڑے ہو گئے اور اپنے خطاب سے اہل مکہ کو اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کی جس میں انہیں کامیابی ہوئی مسلمانوں کو خوشی نصیب ہوئی۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک کے سوا باقی (بہتر) فرقے جہنم میں جائیں گے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا وہ جنتی فرقہ کونسا ہوگا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہ گروہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر (عمل پیرا) ہوگا۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: عنقریب (وہ زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کے پاس) قیمتی قالین اور نفیس فرش ہوں گے۔ وہ لوگ صبح کے وقت ایک لباس پہنیں گے اور شام کے وقت دوسرا۔ ان کے سامنے کھانے سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا۔ (یعنی وہ لوگ انواع واقسام کے کھانے بہت زیادہ کھائیں گے) وہ اپنے گھروں کو (قیمتی) پردوں کے ساتھ اس طرح ڈھانپیں گے جس طرح کعبہ شریف پر غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ تم ان سے بہتر ہو اور تمہاری یہ حالت ان کی حالت سے بہتر ہے۔ وہ کبر و غرور سے اکڑ کر چلیں گے۔ روم وایران کی عورتیں ان کی خدمت کریں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں باہمی جنگ میں مبتلا کر دے گا۔ ان کے اچھے لوگوں پر برے لوگ مسلط ہو جائیں گے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے خبر دی تھی بالکل وہی حالات پیش آ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کے (بے شمار) معجزات میں سے یہ چالیس معجزے ہم نے تبرک کے لئے ذکر کیے ہیں۔ تاکہ اہل ایمان کے نور معرفت میں تقویت آئے اور اغیار کو نعمت ایمان نصیب ہو۔ اور سب کو حضور ﷺ کی اتباع واطاعت کی سعادت حاصل ہو تاکہ ہم سب خسارے سے بچ جائیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں انبیاء وصدیقین، شہداء اور صالحین کی سنگت عطا فرمائے جس سے مغفرت اور رضاء الٰہی کے دروازے کھل جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ:۔ اور جس نے حکم مانا اللہ تعالیٰ کا اور اطاعت کی اس (ذیشان) رسول کی پس یہی لوگ ہیں جن پر انعام فرمایا ہے اللہ نے نبیوں میں سے اور صدیقین میں سے اور شہداء میں سے اور نیک بندوں میں سے اور یہ لوگ (بہت) اچھے دوست ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ علم والا ہے۔

اخلاق نبوی ﷺ اہل ایمان کے لئے نمونہ کامل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم)

"بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں"۔

Marfat.com

دوسری جگہ ارشاد پاک ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: 21)

تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول (کے طرز عمل) میں حسین نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے "خلق عظیم" کی سند اس بات کی شہادت ہے کہ رسول کریم ﷺ اخلاق کے اس اعلیٰ وارفع اور اکمل واتم درجہ پر فائز ہیں جس کی نظیر لانا ممکن نہیں۔

جبکہ خود نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔

مجھے میرے رب نے بہت خوب ادب سکھایا۔

دوسری حدیث پاک ہے: بعثتُ لا تمم صالح الاخلاق۔ مجھے نیک عادات کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿۲۱﴾

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو آگاہ فرما رہا ہے کہ میں نے جس ہستی کو سیرت وصورت، حسب ونسب اور قدر ومنزلت کے اعتبار سے بے مثال بنایا ہے۔ اس عظیم ذات پاک کی اتباع تم پر لازم ہے اور اس پیکر حسن وخوبی کی پیروی ہی باعث زینت وافتخار ہے جس سے قرب خداوندی بھی نصیب ہوتا ہے۔

(امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

از مترجم مختار احمد رومی)

رسول کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ اور کمالات رفیعہ کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم وہ کمالات جن کا حصول امت کے لئے بوجہ عجز ممکن نہیں۔ مثلاً حضور ﷺ کا خاندان کے اعتبار سے سب سے افضل ہونا، ذاتی حسن۔

بلند مرتبہ:۔ رسالت کے لئے انتخاب قبولیت وحی الٰہی کی استعداد۔ ان امور کی پیروی (نہ ممکن ہے اور نہ ہی ان کی پیروی) کا ہمیں حکم دیا گیا۔

دوسری قسم وہ امور جن کی اقتداء واتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور ان امور میں حد درجہ محنت لگن اور ذوق وشوق کا حکم دیا گیا ہے ہم ان امور کا ذکر کر رہے ہیں۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی دل موہ لینے والی ادائیں

(۱) نیچی نظروں کی شرم وحیاء پر درود:۔ آپ ﷺ کی نگاہ ناز چیزوں کے پیچھے نہیں پھرتی تھی۔ آپ ﷺ آسمان کی بجائے زمین کی طرف زیادہ دیکھا کرتے تھے۔(عام چیزوں کی طرف) آپ ﷺ کا دیکھنا نظرے خوش گزرے ہوا کرتا تھا۔

(۲) آپ ﷺ اپنے اصحاب (کی نگہبانی کے لئے) ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے۔ ہر ملنے والے کو سلام میں پہل فرماتے تھے۔

(۳) جوامع الکلم:۔ آپ ﷺ کا کلام جامع ہوا کرتا تھا۔ غیر ضروری طوالت بھی نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی اتنا اختصار کہ کلام سمجھ ہی نہ آئے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه۔ فضولیات ترک کر دینا ہی انسان کے اسلام کا حسن ہے۔

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

من کان یؤ من باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا اولیصمت۔

جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ یا اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

آپ ﷺ کے کلام مبارک میں ٹھہراؤ اور وقفہ ہوتا تاکہ سننے والا اسے سن کر محفوظ رکھ سکے۔

(۴) (گناہ گار امت کی فکر میں) آپ ہمیشہ غمگین رہتے ہر وقت محو تفکر رہتے۔(یا د خدا سے غافل کر دینے والی) راحت کبھی آپ کے قریب بھی نہ آئی۔ آپ کی طبیعت میں نہ درشتی تھی نہ شخصیت میں ہلکا پن۔ نرم خوئی آپ کی پہچان تھی۔ چھوٹی سے چھوٹی نعمت کی بھی قدر فرماتے، چھوٹی نعمتوں کی مذمت بھی نہ فرماتے اور (بے جا) تعریف سے بھی اجتناب فرماتے۔

(۵) دنیا اور اموال دنیا کے لئے کبھی کسی سے الجھے نہیں۔ حق کی راہ میں آنے والی کوئی رکاوٹ آپ ﷺ کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔ غلبہ حق کے ظہور تک آپ ﷺ کا جلال نمایاں رہتا۔ لیکن اپنی ذات کے لئے نہ کبھی جلال میں آئے اور نہ ناراض ہوئے۔

(۶) آپ ﷺ جب جلال میں آتے تو رخ اقدس پھیر لیتے۔ خوشی کی حالت میں آنکھیں بند فرما لیتے۔ آپ کا ہنسنا تبسم کی حد تک ہوتا تھا۔ برف کے اولوں کی طرح دانت واضح کر کے ہنسنا آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا۔

(۷) آپ ﷺ اپنی گفتگو کو تین بار دہراتے تھے۔ اور تین بار ہی سلام کہتے۔ کسی کے گھر جانے کیلئے تین بار اجازت طلب فرماتے۔ تاکہ مخاطب آپ ﷺ کا کلام اچھی طرح سمجھ لے کیونکہ بلاغ (واضح کر کے پہنچانا) آپ ﷺ کا شعار تھا۔

Marfat.com

(۸) آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ان کی گفتگو میں شریک ہوتے۔ اگر وہ دنیا کے بارے میں باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی دنیا (کی حقیقت) کے بارے میں کلام فرماتے۔ اگر وہ آخرت کے بارے میں بات کرتے تو آپ ﷺ بھی آخرت کے حالات بیان فرماتے۔ اور اگر ان کی گفتگو کھانے پینے کے بارے میں ہوتی تو آپ ﷺ بھی طعام وشراب (کے آداب) سے انہیں آگاہ فرماتے۔

(۹) آپ ﷺ اکثر گھٹنے مبارک کھڑے کر کے اور دونوں ہاتھوں سے اردگرد سے پکڑ لیتے۔ اور جب کھانے کے لئے بیٹھتے تو دایاں گھٹنا کھڑا کر کے اور بایاں گھٹنا بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔

(۱۰) آپ ﷺ کے سامنے جو بھی کھانا لایا جاتا اس میں عیب نہ نکالتے اگر طبع ناز راغب ہوتی تو تناول فرما لیتے وگرنہ چھوڑ دیتے۔

یہ چند ادائیں ہیں جو ہم نے مختصرا بیان کی ہیں وگرنہ آپ ﷺ کی ہر ہر ادا قابل صد تقلید ہے۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

اخلاق محمدیہ ﷺ

حضور ﷺ کا فرمان ہے: **اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم اخلاقا۔**

مومنوں میں سے اچھے اخلاق والا ہی کامل ایمان والا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ان کی بڑی قدر ومنزلت ہے۔ انہیں حضور ﷺ نے یہ خوشخبری سنائی ہے۔

ان من احبکم الی واقربکم منی مجلسا یوم القیامۃ احاسنکم اخلاقا۔

قیامت کے دن تم میں سے میرا سب سے زیادہ پیارا اور قرب والا وہ ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

اللہ کے حبیب ﷺ سے نیکی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: حسن خلق (ہی) نیکی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا سب سے اچھا کونسا عمل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: حسن خلق۔

یہی وجہ ہے کہ (اہل دانش وبصیرت کے نزدیک) سونا چاندی جمع کرنے سے اچھے اخلاق کا ذخیرہ بہتر ہے۔

لیکن اس ذخیرہ آخرت کے حصول کا طریقہ اسوہ محمدی ﷺ پر عمل کرنا ہے۔ کیونکہ آپ ہی کامل نمونہ ہیں۔

ہم اس کتاب کے ان آخری صفحات میں اخلاق محمدی ﷺ کی جھلک پیش کر رہے ہیں تاکہ بندہ مومن اپنی روح اور اپنی ذات کو سنوار کر دنیا وآخرت میں فوز وفلاح کا حامل بن جائے اور اپنے آقا ومولا ﷺ کی ذات اقدس پر اس کے ایمان میں ناقابل تسخیر پختگی آجائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور محبت واطاعت کی دولت لازوال عطا فرمائے۔

آیئے دیکھتے ہیں:

Marfat.com

الکرم المحمدی ﷺ

صاحب خلق عظیم ﷺ کا کرم ضرب المثل ہے۔ آپ ﷺ کے در سے کوئی سائل خالی نہیں گیا۔

ایک شخص نے آپ سے وہ حلہ مانگا جو آپ نے زیب تن کر رکھا تھا۔ آپ اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے گئے۔ حلہ مبارکہ اتار کر سائل کو عطا فرما دیا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ سے کبھی کسی چیز کا سوال نہیں کیا گیا کہ آپ نے اس کے جواب میں ''نہیں'' کہا ہو اس حدیث کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اس طرح حدیث پاک بیان کی ہے۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان بکریوں سے بھری وادی اسے عطا فرما دی وہ شخص اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اے میری قوم! محمد ﷺ کے غلام بن جاؤ کیونکہ وہ اتنا عطا فرماتے ہیں کہ سائل کو پھر غربت کا خوف نہیں رہتا۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دنیا کا طلب گار آتا تو (اس کے دل کی دنیا بدل جاتی اور) وہ دین کا شیدائی بن جاتا۔

اس موضوع پر بخاری شریف کی یہ حدیث بہت جامع معلومات سے معمور ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حضور ﷺ کے جود و کرم کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ جب رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن کریم کا دور کرنے کے لئے حاضر ہوتے تو آپ ﷺ کی سخاوت عروج پر ہوتی تھی۔ آپ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ عطا فرماتے۔

یہ چند مثالیں بھی ملاحظہ کریں۔

☆ آپ ﷺ کی بارگاہ میں نوے ہزار درہم پیش کیے گئے آپ نے ان کو تقسیم کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سب سائلوں کا دامن مراد بھر گیا۔

☆ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا سونا عطا فرمایا جس کو وہ نہ اٹھا سکے۔

☆ حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کے پاس تر کھجور اور ککڑی لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں مٹھی بھر کر زیورات اور سونا عطا فرما دیا۔

☆ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس سائل بن کر آیا آپ ﷺ نے اسے فرمایا: فی الحال (بظاہر) کوئی چیز نہیں، لیکن تم ہمارے نام پر ادھار خرید لو جب ہمارے پاس مال آ گیا ہم ادا کر دیں گے۔

Marfat.com

حبیب رب العالمین ﷺ کیوں نہ سب سے زیادہ سخی ہوں جبکہ آپ ﷺ کا اپنا فرمان ہے:

حدیث پاک "ما من یوم یصبح العباد فیه الا وملکان.

یقولان اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا.

ہر روز صبح دو فرشتے یوں کہتے ہیں اے اللہ! دینے والے کو عطا فرما اور روکنے والے کو تباہ فرما۔

حدیث پاک میں اس طرح بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے ابن آدم! (میری راہ میں) خرچ کر میں تمہیں مزید عطا کروں گا۔

قرآن کریم کا فرمان ہے:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾ (سبا)

"اور جو تم خرچ کرتے ہو کوئی چیز وہ (اللہ) اس کا بدل عطا فرماتا ہے اور وہ سب سے اچھا عطا کرنے والا ہے"۔

الحلم المحمدی ﷺ

غصے کے وقت خود کو اس طرح قابو کر لینا کوئی ناپسندیدہ قول یا عمل ظاہر نہ ہو اس کا نام "حلم" ہے۔ رسول انسانیت ﷺ کا حلم ضرب المثل تھا۔ کیونکہ یہ تربیت ربانی کا مظہر تھا۔ آیئے! محمد عربی ﷺ کے حلیمانہ مظاہر کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

☆ غزوہ احد کے دن آپ ﷺ کے مبارک رخسار زخمی ہو گئے سامنے کے چار دندان اقدس ٹوٹ گئے خود کی کڑیاں سر اقدس میں کھب گئیں۔ اس دن آپ ﷺ نے فرمایا:

اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون.

میرے اللہ میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔

یہ آپ ﷺ کے حلم، بخشش اور عفو و درگزر کی انتہاء ہے۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کرتے ہوئے ذوالخویصرہ (بدبخت) نے کہا تھا۔ یہ تقسیم رب کی رضا کے لئے نہیں۔ حضور ﷺ نے اس کے اس گستاخانہ اعتراض پر فرمایا تھا۔

ویحک فمن یعدل ان لم اعدل.

تیرے لئے خرابی ہو اگر میں ہی عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔

☆ ایک بدو نے آپ ﷺ کی چادر مبارک پکڑ کر اس قدر بل دیا کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گئے اس نے کہا: میرے ان دونوں اونٹوں کو مال سے لاد دو کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے یا اپنے باپ کے مال سے مجھے نہیں دینا۔

Marfat.com

سرکار ﷺ نے کمال حلم کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ (سارا) مال اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ لیکن جو کچھ تو نے کہا ہے اس کا بدلہ تمہیں دینا پڑے گا۔ بدو نے کہا نہیں! سرکار ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا: اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجور لاد دو۔

☆ بندگان خدا ذرا دیکھو تو سہی یہ کونسا حلم ہے؟ اور برداشت کی کوئی حد ہے؟

آپ ﷺ نے کسی ذاتی ظلم کا بدلہ کبھی نہیں لیا۔ نہ کبھی کسی خادم کو مارا اور نہ کسی عورت کو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ لیتے نہیں دیکھا۔ ہاں! اگر محارم الٰہیہ کو پامال کیا جاتا تو سرکار ﷺ ضرور بدلہ لیتے۔ جہاد کے سوا کسی شے کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا کسی خادم یا لونڈی کو کبھی نہیں مارا۔

☆ زید بن سعنہ یہودی اپنے قرض کا تقاضا کرنے کے لئے آیا اس نے چادر مبارک پکڑ کر بے ہودہ گوئی کرتے ہوئے کہا: اے اولاد عبد المطلب! تم سارے ہی ٹال مٹول سے کام لیتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جھڑ کا تو نبی پاک ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے عمر! میں اور یہ تمہاری طرف سے کسی دوسرے سلوک کے حقدار تھے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ مجھے اچھی طرح ادائیگی کا حکم دیتے اور اسے اچھی طرح تقاضا کرنے کا حکم دیتے۔

اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: ابھی تک مدت مقررہ میں تین دن باقی ہیں۔ لیکن اے عمر رضی اللہ عنہ! اس کا مال ادا کریں اور جو کچھ تم نے اس کو جھڑ کا ہے اس کے بدلے بیس صاع زیادہ عطا کردیں۔ یہ حسن سلوک دیکھ کر زید بن سعنہ نے اسلام قبول کرلیا۔ زید کہا کرتا تھا میں نے نبوت کی ساری علامات دیکھ لی ہیں۔ فقط دو رہ گئی ہیں۔

(۱) ان کا حلم جہل پر غالب تھا اور ان کے ساتھ جہالت کا سلوک جتنا زیادہ کیا جائے وہ اتنا ہی حلم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پس اس درشت تقاضائے قرض سے میں نے وہ علامات بھی دیکھ لی ہیں۔

(اے غلامان مصطفیٰ ﷺ) محمد کریم و حلیم ﷺ کے بحر حلم سے محض ایک قطرہ ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے جو پیاسے دلوں کی تشنگی کو کافور کرسکتا ہے۔

العفو المحمدی ﷺ

قدرت و طاقت ہوتے ہوئے برا سلوک کرنے والے سے بدلہ نہ لینے کا نام عفو ہے۔ اور یہ بھی جبلی حسن و کمال کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں اپنے محبوب ﷺ کو ''عفو'' اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

ترجمہ:۔ اے حبیب ﷺ! عفو اختیار کرو نیکی کا حکم دو اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو۔

حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس آیت کا معنی دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا میں

Marfat.com

علیم و حکیم رب سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ دوبارہ آکر انہوں نے عرض کیا اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: آپ قطع تعلقی کرنے والے سے تعلق جوڑیں اور جو آپ کو محروم کرے اس کو عطا کریں اور جو آپ پر ظلم کرے اس کو معاف کر دیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے رب کے اس حکم پر بھی کما حقہ عمل کر دکھایا (دیگر صفات کمال کی طرح) آپ ان تینوں صفات میں بھی ضرب المثل تھے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب بھی حضور ﷺ کو دو کاموں میں سے کسی ایک کام کے اختیار کرنے کا موقع دیا جاتا تو سرکار ﷺ ان میں سے آسان کام کو پسند فرماتے۔ بشرطیکہ وہ کام گناہ کا کام نہ ہوتا۔ گناہ کے کام سے آپ ﷺ سب سے زیادہ دور ہوتے۔ آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا۔ اگر حدود الٰہی کو پامال کیا جاتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ضرور انتقام لیتے۔

☆ حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام بھی (جنگ کی وجہ سے تھکے ہوئے) سو گئے تھے۔ غورث بن حارث موقع پر حیات مبارکہ کا چراغ گل کرنے کے لئے ننگی تلوار لئے آن کھڑا ہوا کہنے لگا: (اب بتائیں) آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا (عزم و توکل کے علمبردار) نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے میرا اللہ بچائے گا۔ یہ (رعب دار الفاظ) سنتے ہی غورث کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ تلوار حضور ﷺ نے اٹھالی اور فرمایا: اب بتا تجھے کون بچائے گا۔ غورث نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اچھا بدلہ لینے والے بن جائیں۔ سرکار ﷺ نے اسے معاف فرما دیا۔ غورث نے اپنی قوم سے کہا: میں تمہارے پاس سب سے اچھے انسان کی بارگاہ سے آرہا ہوں۔

☆ فتح مکہ کی اگلی صبح حضور ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ رؤساء قریش سر جھکائے آپ ﷺ کے حکم کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قریشیو! تم مجھ سے کس سلوک کا گمان رکھتے ہو؟ سب نے کہا کریم ابن کریم ہو (کرم کی امید رکھتے ہیں) آپ نے فرمایا: جاؤ میں نے سب کو معاف کر دیا۔

یہ انداز کرم ان ہٹ دھرموں کے ساتھ برتا جا رہا تھا جن کا ظلم و ستم اور جور و جفا حد شمار سے باہر ہے۔ صلی اللہ علی حبیبہ محمد وسلم

☆ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے حبیب ﷺ کو آگاہ فرمادیا کہ لبید بن اعصم یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔ کوئی بدلہ نہ لیا بلکہ زبانی ملامت بھی نہ فرمائی عفو و درگزر کا یہ مظاہرہ بھی کرم محمدی ﷺ کا آئینہ دار ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ پر درود و سلام بھیجے جب تک بدلہ لینے والے بدلہ لیتے رہیں اور معاف کرنے

Marfat.com

والے معاف کرتے رہیں۔

☆ رسول دوعالم ﷺ تبوک سے مدینہ طیبہ لوٹ رہے تھے کہ منافقین نے منافقانہ سازش کرتے ہوئے آپ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا۔ آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے ان کو معاف فرمادیا اور فرمایا: کہ کہیں لوگ ایسا نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

☆ ایک شخص آپ ﷺ کے قتل کے ارادے سے آیا لیکن پکڑا گیا۔ شدت خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تیرا ارادہ کسی صورت میں پورا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود لوگوں کے شر سے میری حفاظت کرتا ہے۔ (لیکن) تو اب ڈر نہیں ہم نے تمہیں معاف کر دیا۔ خون کے پیاسے دشمن سے بدلہ بھی نہ لیا۔ بلکہ سرزنش بھی نہ کی۔ یہ حوصلہ اسی ذات کا ہو سکتا ہے جس پر ہر لحہ رب العالمین کی طرف سے درودوں کی بارش ہو رہی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

شجاعت مصطفیٰ ﷺ

جب دل و دماغ دونوں بہادر ہوں اور ان کے ساتھ ایمان و علم بھی ہو تو شجاعت قابل ستائش وصف بن جاتی ہے۔

دل بہادر ہو تو مرعوب و خوفزدہ نہیں ہوتا اور ساتھ ہی کوئی جذباتی فیصلہ بھی سرزد نہیں ہوتا۔

راحت عالم ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ شجاع تھے۔ کائنات ہست و بود میں چشم مصطفیٰ ﷺ ہی سرمۂ شجاعت سے کماحقہ، مزین ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کا فرمان ہے:

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ (النساء: 84)

اے محبوب ﷺ! جہاد کرو اللہ کی راہ میں نہ تکلیف دی جائے گی آپ کو سوائے اپنی ذات کے اور ابھاریں آپ ایمان والوں کو (جہاد پر)

ذیل کی مثالوں سے آپ ﷺ کی شجاعت نمایاں نظر آ رہی ہے۔

☆ بطل حریت و پیکر شجاعت و بسالت

جن کا اسم پاک سنتے ہی جرأت و جوانمردی کی صدہا مثالیں مجسم صورت میں نگاہوں کے سامنے آ جاتی ہیں۔ بدر و احد و احزاب کے معرکے اور خیبر و حنین کی وادیاں نعرہ حیدری اور ضرب ید اللہی کی اب بھی گواہ ہیں۔ لیکن وہ خود کیا فرما رہے ہیں:

کنا اذا حمی البأس واحمرت الحدق نتقی برسول اللہ۔

جب جنگ کی بھٹی گرم ہو جاتی اور آنکھوں میں شدت غضب سے خون اتر آتا تو ہم رسول پاک ﷺ کے

Marfat.com

پاس آ کر اپنا بچاؤ کرتے یہ الفاظ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے ہیں۔

☆ غزوہ احد کے دن جب قریش کے جنگجو ٹوٹ پڑے۔ تیر انداز شہادت پا گئے اس افراتفری کے عالم میں بھی حضور ﷺ ناقابل تسخیر پہاڑ کی طرح نشان استقامت بن کے کھڑے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد اکٹھے ہو گئے اور شدت کی گھڑیاں اپنے اختتام کو پہنچیں۔

☆ غزوہ حنین میں دشمن کے چھپے ہوئے تیر اندازوں کے سامنے جب مردان جنگ آزما کے لئے بھی کھڑے ہونا مشکل ہو گیا۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول مکرم ﷺ تنہا ہی میدان میں نعرہ لگا رہے ہیں۔

أنا النبی لا کذب أنا ابن عبد المطلب

میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں اور اللہ کا سچا نبی ہوں۔ آپ فرما رہے تھے الی عباد اللہ اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ۔ بے بسی کے اس ماحول میں تائید ونصرت الٰہی سے معمور یہ آواز سنتے ہی صحابہ کرام پروانوں کی طرح شمع رسالت کے گرد جمع ہونے لگے اور باطل کے قدم اکھڑتے گئے یہاں تک کہ مختصر وقت میں دشمن شکست وہزیمت کی دلدل میں جا گرا۔

اہل اسلام پر ابتدائی گھڑیاں محض اس وجہ سے شدید ہو گئی تھیں کہ انہوں نے اپنی کثرت تعداد پر اظہار تکبر کیا تھا۔

ترجمہ:۔ اور (یاد کرو) حنین کا دن جب تمہیں غرور میں مبتلا کر دیا تھا تمہاری کثرت نے لیکن اس (کثرت) نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ (التوبہ)

☆ میدان احد میں جنگ جاری تھی۔ کہ ابی بن خلف ملعون نے کہا محمد ﷺ کہاں ہیں؟ اگر آج وہ بچ گئے تو میری خیر نہیں۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار حضور ﷺ کی طرف آ رہا تھا۔ مسلمانوں نے اسے راستے میں روکنا چاہا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اسے آنے دو۔ سرکار ﷺ نے حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے نیزہ لے کر اسے مارا تو وہ اپنے گھوڑے پر ہی تڑپنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ محمد ﷺ نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ وہ اسی نیزے کے زخم سے مکہ کی راہ میں "سرف" کے مقام پر مر گیا۔

☆ ایک رات کسی خوفناک آواز کی وجہ سے اہل مدینہ گھبرا گئے کچھ لوگ اس آواز کی طرف جانے لگے تو دیکھا کہ رسول پاک ﷺ اس جانب سے تشریف لا رہے ہیں آپ ﷺ سب سے پہلے تنہا ہی ادھر تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے ہی سوار تھے۔ صحابہ کرام کو فرمایا: تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (کیونکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں) یہ قصہ بیان کر کے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

Marfat.com

اللہ کے حبیب ﷺ کے بارے میں حضرت عمران بن حصین کی گواہی کچھ اس طرح ہے کہ جب بھی کوئی جنگی دستہ حضور ﷺ کے مقابلے میں آیا۔ آپ ﷺ جنگ کرنے والوں میں سب سے آگے ہوتے تھے۔

حضور ﷺ کی قلبی شجاعت کے چند نمونے آپ کے سامنے بیان کئے گئے ہیں جبکہ عقلی شجاعت کا فقط ایک نمونہ ہی کافی ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر وثیقہ صلح تحریر کیا جارہا تھا کہ بسم اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے کلمات پر سہیل بن عمرو نے اعتراض کرتے ہوئے باسمک اللھم اور محمد بن عبداللہ ﷺ لکھنے پر اصرار کیا۔

سہیل کے اس غیر دانشمندانہ مطالبے پر صحابہ کرام کی آتش غیظ وغضب بھڑک اٹھی لیکن وہ ذات جس کی رائے وحی الہی کے نور سے منور تھی ان کی جبین اصابت پہ ذرا بھی بل نہ آیا۔ کیونکہ آپ ﷺ مستقبل کے پردوں میں پنہاں فتح مبین کا نظارہ فرما رہے تھے۔

الصبر المحمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر خود کو اس طرح روک لینا کہ قدم نہ ڈگمگائیں۔ گناہ سے اس طرح رک جانا کہ ادھر جانے کا خیال ہی نہ آئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر اس طرح مطمئن ہو جانا کہ حرف شکایت زبان پر نہ آئے۔ ان کیفیات کا نام صبر ہے۔ صبر کی یہ کیفیات اعلیٰ ترین اخلاق میں سے ہے۔ انسان محنت کرتے کرتے نفس کو ان صفات کا خوگر بنا سکتا ہے اور ریاضت شاقہ کے بعد یہ عادات فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔

قرآن کریم نے اس مفہوم کی جانب اس طرح توجہ دلائی ہے۔

فاصبر کما صبر أولوا العزم من الرسل۔

اے حبیب ﷺ عزم والے رسولوں کی طرح آپ بھی صبر اختیار کریں۔

دوسری جگہ فرمایا: **واصبر وما صبرک الا باللہ۔**

(اے پیکر حلم ﷺ!) آپ صبر کریں اور نہیں ہے آپ کا صبر کرنا مگر اللہ تعالیٰ (کی توفیق) سے۔

جبکہ عام مومنین کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو دشمن کے مقابلے میں اور کمربستہ رہو (خدمت دین کے لئے اور ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیابی پا جاؤ۔ (آل عمران: 200)

حضور ﷺ نے تیئیس سال تک فریضہ رسالت نبھایا۔ یہ سارا عہد تبلیغ صبر آزما مراحل سے بھرپور تھا۔ سرکار ﷺ نے تمام مراحل میں صبر کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔ ایک دن بھی قلب مبارک میں شکوے کا خیال تک نہ آیا۔ ایک دن بھی فریضہ دعوت میں خلل نہیں آیا۔ یہاں تک کہ پیغام رسالت آفاق عالم پر چھا گیا۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ صبر محمد ﷺ کارگاہ حیات میں ہر مومن اور مومنہ کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

آیئے مثالیں دیکھتے ہیں:

مکی زندگی کا ہر ہر لمحہ قریش مکہ کے ظلم اور سرور عالم ﷺ سید قریش ﷺ کے صبر کا آئینہ دار ہے۔ قریش نے آپ کو مارا۔ اونٹ کی اوجھ آپ ﷺ پر پھینکی۔ تین سال تک شعب ابی طالب رضی اللہ عنہ میں آپ کو محصور رکھا۔ آپ کی گرفتاری یا شہادت کے لئے قیمت مقرر کی یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ فرما لیا۔ لیکن ان کے سارے ہتھکنڈے آپ ﷺ کو دعوت حق سے نہ روک سکے۔ بلکہ آپ ﷺ کے عزم بلند میں ذرا سی بھی کمی نہ ہوئی اور دور و نزدیک کے ہر شخص تک پیغام رسالت پہنچ کر رہا۔

☆ جس سال آپ ﷺ کی وفا شعار اور خدمت گزار رفیقہ حیات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کے شفیق حامی اور مضبوط دفاع کرنے والے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی وہ سال آپ ﷺ کے لئے عام الحزن (غم کا سال) بن گیا۔ لیکن غم و اندوہ کی ان مشکل گھڑیوں میں آپ ﷺ نے کمال صبر کا انتہائی بلند مظاہرہ فرمایا۔ نہ عزم راسخ میں کوئی کمی آئی اور نہ بازوئے ہمت میں کوئی ضعف پیدا ہوا بلکہ تاریخ عزم و ہمت ایسے صبر کی مثال نہ ابھی تک لا سکی ہے نہ بعد میں لا سکے گی۔

☆ مدینہ منورہ میں یہود نے سازش اور تخریب کی نئی تاریخ رقم کی لیکن آپ ﷺ نے کمال صبر و حلم سے ان کی ہر سازش کا مقابلہ کیا۔

☆ (فقر اختیاری میں) آپ ﷺ نے ساری زندگی بھوک برداشت کرتے ہوئے گزار دی اور تادم آخر جو کی روٹی بھی ایک دن میں دو مرتبہ سیر ہو کر نہ کھائی۔

☆ شدت و کرب کے ان تمام مراحل میں آپ ﷺ نے ایک مثالی صبر کا مظاہرہ فرمایا۔ نہ ہمت عالی میں کوئی ضعف پیدا ہوا نہ عزم بلند میں کوئی کمی پیدا ہوئی۔ اگر کسی اور کو ان تکالیف کا ذرہ بھی برداشت کرنا پڑتا تو وہ اپنی دعوت سے دستبردار ہونے کے لئے کوئی وجہ جواز تلاش کر لیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خود تائید فرمائی۔ آپ ﷺ کو صبر کی توفیق عطا فرمائی آپ ﷺ کی حمایت فرمائی آپ ﷺ کو دعوت رسالت کے لئے وہ قوت عطا فرمائی کہ آپ ﷺ کا صبر آپ ﷺ کی حکمت آپ ﷺ کی شجاعت آپ ﷺ کا عفو و کرم اور ساری صفات انسانیت کے لئے اعلیٰ نمونہ بن گئیں۔

عدل محمدی ﷺ

عدل ظلم کی ضد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عدل کے بارے میں فرمایا:

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ۔ (انعام: 152)

Marfat.com

''جب تم کوئی بات کرو تو عدل کیا کرو اگرچہ کسی قریبی (رشتہ دار) کے بارے میں (فیصلہ کرنا ہو)''۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔

یہ عدل ہی ہے جس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں۔امام عادل کے بارے میں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اس کی عزت و تکریم گویا خالق کائنات کی عزت و تکریم ہے۔حضور ﷺ کا فرمان ہے:

سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا جبکہ اس دن ظل عرش کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ان سات میں سے ایک عادل حاکم بھی ہوگا۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

ان المقسطين على منابر من نور يوم القيامة.

بے شک عدل کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر تشریف فرما ہوں گے۔جب حضور ﷺ نے دوسروں کی ترغیب کے لئے اس طرح فرمایا ہے تو آپ کے اپنے عدل و انصاف کی شان کیا ہوگی؟

بے شک عدل بھی آپ ﷺ کی اخلاقی صفات میں سے ایک صفت ہے۔اعلان نبوت سے قبل کے معاشرے میں بھی آپ کا عدل انتہائی مشہور تھا۔ذیل کی مثالیں عدل مصطفوی ﷺ پر شاہد عادل ہیں۔

☆ حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر اہل مکہ میں شدید اختلاف بھڑک اٹھا تھا۔جس سے جنگ و جدل کا خطرہ یقینی ہوگیا تھا۔انہوں نے کہا: کل جو شخص بھی سب سے پہلے کعبہ شریف میں آگیا ہم بتوفیق الٰہی اسے اپنا حکم تسلیم کرلیں گے۔اگلے دن آپ ﷺ سب سے پہلے کعبہ شریف میں تشریف لائے۔قریش نے بیک زباں کہا: اس امین ذیشان کے فیصلے پر ہم راضی ہیں۔آپ نے انہیں فرمایا: کہ ایک چادر میں حجر اسود رکھ کر سارے قبائل کے سردار ایک ایک سرا پکڑ کر اوپر اٹھالیں۔پھر خود اپنے دست مبارک سے پتھر کو اس کی مخصوص جگہ پر رکھ دیا۔یہ ایک انتہائی عادلانہ فیصلہ تھا جو آپ ﷺ کی بصیرت و عدل کا مظہر ہے۔

☆ فاطمہ مخزومیہ نے چوری کی مسلمانوں پر یہ معاملہ سخت گراں گزرا کہ اس پر حد سرقہ قائم کی جائے۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ذریعے لوگوں نے کسی متبادل حل کی سفارش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اے اسامہ کیا تو اللہ کی حدود کے بارے میں سفارش کر رہا ہے۔اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔

أفی حد من حدود الله تشفع يا اسامة والله لو سرقت فاطمة بنت محمد لقطعت يدها

عدل محمدی ﷺ کا یہ نمونہ (بھی بے مثل) ہے۔

Marfat.com

☆نو ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں۔ آپ ﷺ ان کے درمیان بہت زیادہ عدل فرمایا کرتے تھے۔ (کمال احتیاط کے طور پر) آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ میرے مولا یہ عدل میرے اختیار میں ہے جو میں کرتا ہوں اور جو میرے بس سے باہر ہے اس کے بارے میں مجھے ملامت نہ فرما۔

☆جس بد بخت بدو نے کہا تھا یہ وہ تقسیم ہے جس میں رضاء الٰہی کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا تیرا ستیاناس ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا؟ اگر میں عدل نہ کروں تو یہ گھاٹے کا سودا ہے۔

☆کھانے پینے کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے تھے:

پیٹ سے بڑھ کر کوئی برا برتن نہیں جس کو ابن آدم لبریز کرتا ہے۔ ابن آدم کے لئے اتنے لقمے ہی کافی ہیں جس سے کمر سیدھی رہ سکے۔ اور اگر زیادہ ہی کھانا ہے تو پیٹ کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ کھانے کے لئے، ایک پانی کے لئے اور ایک سانس کے لئے۔

آپ ﷺ نے اپنے وقت کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ایک حصہ اپنے رب کے لئے، ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے، ایک حصہ اپنے لئے، اور اپنے حصے کو پھر تقسیم کر کے اپنے صحابہ کو بھی اس میں سے وقت عطا فرماتے تھے۔

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے:

جو شخص مجھ تک اپنی حاجت نہیں پیش کر سکتا اس کی حاجت مجھ تک پہنچایا کرو کیونکہ جس نے کسی ایسے شخص کی حاجت پیش کی جو خود نہیں کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ بڑی گھبراہٹ والے دن اس کو امن عطا فرمائے گا۔

ابلغوا حاجة من لایستطیع ابلاغی فانه من ابلغ حاجة من لا یستطیع ابلاغها امنه الله یوم الفزع الأکبر۔ (الحدیث)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: حضور ﷺ الزام پر کسی بے گناہ پر مواخذہ نہیں فرماتے تھے اور نہ ہی (بلاوجہ) کسی دوسرے پر ترجیح دیتے۔

عدل وانصاف اپنی واضح شکل میں اگر کسی ذات میں بطور اتم موجود ہے تو وہ ہستی فقط ذات مصطفیٰ ﷺ ہی ہے۔ جو ہر مومن اور مومنہ کے لئے اسوۂ کاملہ ہے۔

زہد محمدی ﷺ

زہد سے مراد دنیا اور متاع دنیا سے بے رغبتی اور عدم دلچسپی ہے تاکہ دنیا اور اس میں انہماک انسان کو کسی فرض کی ادائیگی سے غافل نہ کر دے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

ازهد فی الدنیا یحبک الله وازهد فیما عند الناس یحبک الناس۔

دنیا سے دلچسپی چھوڑ دے اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے نگاہ اٹھالے لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

حضور ﷺ سب سے زیادہ دنیا سے کنارہ کش تھے۔ زہد اپنی پوری شان سے آپ ﷺ کی صفات میں تھا۔ حسب ذیل مثالوں سے شان زہد کا اظہار ہو رہا ہے۔

☆ زہد صادق کی یہ مثال بھی دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہوتا تو تین رات بھی اپنے پاس نہ رکھتا بلکہ فرما دیتا کہ فلاں کو اتنا دے دو، اتنا فلاں کو دے دو، صرف قرض کے لئے بچا کر رکھ لیتا۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ کھجور کے پتوں سے بھرے ہوئے چمڑے کے بستر پر آرام فرما ہیں۔ (یہ دیکھ کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا قیصر و کسریٰ تو طرح طرح کے (نفیس) بستروں پر سوتے ہیں اور آپ یا رسول اللہ ﷺ ایسے بستر پر آرام پائیں؟

جان عالم پیکر فقر و زہد ﷺ نے فرمایا:

مالی وللدنیا یا عمر وانما انا فیها کراکب استظل بظل شجرة ثم راح وترکها

اے عمر! مجھے دنیا سے کیا غرض میں تو اس میں ایک مسافر کی طرح ہوں جو چند لمحے راحت کے لئے درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھے پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے۔

☆ جب آپ ﷺ طائف سے واپس تشریف لائے۔ تو غمگین و اندوہناک تھے جسم مبارک زخموں سے چور چور تھا۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے حبیب ﷺ اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں مکہ کے ان دو پہاڑوں کو آپ ﷺ کے لئے سونا اور چاندی بنا دوں۔ تو آپ ﷺ نے عرض کیا نہیں میرے مولا نہیں میں تو چاہتا ہوں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں تو (بطور شکر) تیری حمد و ثناء بیان کروں ایک دن فاقہ میں گزاروں تو تجھے ہی پکاروں اور تیری بارگاہ میں اپنا حال دل بیان کروں۔

☆ **اللهم اجعل قوت آل محمد کفافا۔**

اے اللہ آل محمد ﷺ! کا رزق اس طرح بنا دے کہ نہ بھوکے رہیں نہ بہت زیادہ سیر ہو کر کھائیں۔ یہ بھی آپ ﷺ کا فرمان ہے: کفایت سے پورا ہونے والا رزق غافل کر دینے والے زیادہ رزق سے بہتر ہے۔

وماقل وکفی خیر مما کثر والهی او اطغی۔

Marfat.com

یہ فرامین عالی شان فطری زہد کے ترجمان ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان بھی پڑھئے کہ جس رات اللہ کے رسول ﷺ کا وصال ہوا تھا آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں گروی پڑی تھی جس سے آپ ﷺ نے تیس صاع جو لئے تھے۔ اور ہمارے گھر میں جو کی تھوڑی سی مقدار کے سوا کوئی اور کھانے کی چیز نہیں تھی۔

زہد حقیقی کے یہ چند نمونے ہی کافی ہیں جن میں غور کر کے انسان اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ دیگر صفات خیر کی طرح زہد بھی اوصاف نبی ﷺ کا ایک حصہ ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

الدنیا دار من لا دار له ومال من لا مال له ولها یجمع من لا عقل له۔

دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی اور گھر نہیں اور اس کا مال ہے جو دوسرے اموال سے محروم ہے اور دنیا کے لئے وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں ہوتی۔

اے اللہ! درود وسلام اور برکت نازل فرما اپنے (عالی شان) بندے اور (عظیم) رسول پر جو اہل زہد کے سردار اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ اور یہ سلسلہ درود وسلام قیامت تک جاری رہے۔

فصلّ اللهم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک ازهد الزهاد وافضل العباد الی یوم التلاقی والمیعاد۔

حیاء محمدی ﷺ

حیاء ایک نہایت ہی قابل ستائش صفت ہے بلکہ ایمان کا ایک حصہ ہے۔ جس میں حیاء نہیں وہ بھلائی سے محروم ہے۔ کیونکہ حیاء سراسر بھلائی ہے۔ حیاء کی کیفیت یہ ہے کہ کسی ناپسندیدہ یا قابل مذمت شے کے سبب سے چہرے کی رنگت بدل کر سرخ ہو جاتی ہے۔ عورت کو شجاعت کی جگہ پر حیاء عطا کی گئی ہے۔ یعنی جس طرح مرد کیلئے شجاع ہونا قابل تعریف ہے اسی طرح عورت کے لئے باحیاء ہونا باعث عزت ہے۔ احادیث طیبہ میں حیاء کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے۔

الحیاء من الایمان، حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

الحیاء کله خیر۔ حیاء سراسر بھلائی ہے۔

والحیاء لا یأتی الا بخیر۔ حیاء بھلائی لاتا ہے۔

والحیاء شعبة من الایمان۔ حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

نبی رحمت ﷺ کی حیاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

Marfat.com

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ (الاحزاب:53)

تمہاری یہ حرکتیں (میرے) نبی کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ پس وہ تم سے حیاء کرتے ہیں (اور چپ رہتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کسی کا شرم نہیں کرتا حق بیان کرنے میں حیاء محمدی ﷺ پر یہ گواہی رب العالمین کی طرف سے ہے۔ جو تمام گواہوں سے عظیم تر ہے۔

☆ شیخین نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت نقل کی ہے۔

حضور ﷺ باپردہ کنواری خاتون سے بھی زیادہ حیاء والے تھے۔ آپ ﷺ اگر کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو ہم رخ انور سے ہی پہچان لیتے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو اگر کسی کے بارے میں کوئی ناگوار بات معلوم ہوتی تو اسے نشانہ بنا کر ناگواری کا اظہار نہ فرماتے بلکہ فرماتے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کرتے ہیں۔ (انفرادی طور پر اس لئے اشارہ نہ فرماتے کہ سب کے سامنے اس کی تذلیل نہ ہو)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑوں پر زرد رنگ تھا۔ آپ ﷺ نے اسے کچھ نہ فرمایا بلکہ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم اسے کہہ دیتے کہ اسے دھولو (تو اچھا ہوتا) آپ ﷺ کسی کی طرف ناگواری سے نہیں دیکھتے تھے (بلکہ رخ اقدس پھیر لیتے تھے) اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث پاک ذکر کی ہے۔

حضور ﷺ طبعاً اور عملاً فحاشی سے پاک تھے۔ بازاروں میں بلند آواز سے چلانے والے بھی نہیں تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ عفو و درگزر آپ ﷺ کا شیوہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے تورات کے حوالے سے بھی یہی اوصاف بیان کئے ہیں۔

☆ حضور ﷺ شدت حیاء کی وجہ سے کسی کے چہرے پر ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ کسی کے ناپسندیدہ عمل پر اسے صراحۃً نہیں بلکہ کنایۃً سمجھایا کرتے تھے۔ (مثلاً ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کرتے ہیں) وغیرہ۔

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

نہ میں نے حضور ﷺ کے ستر کو دیکھا اور نہ ہی سرکار ﷺ نے میرے ستر کو دیکھا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

Marfat.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: 21)

بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول میں تمہارے لئے خوبصورت نمونہ ہے۔ اس آیہ کریمہ کے تحت پیکر حسن واعجاز ﷺ کے مبارک اعمال اور فطری خصال کے چند مظاہر ذکر کئے گئے ہیں جو سنت وسیرت کی تقلید کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا حسن معاشرت

اپنے اہل وعیال دوست احباب اور عام ملنے والوں کے ساتھ حسن معاشرت بھی انسان کے کمال کا پتہ دیتی ہے۔ اس خوئے مبارکہ میں بھی آپ ﷺ ضرب المثل تھے۔

چند ایک نمونے بطور تبرک ذکر کئے جا رہے ہیں۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعریف کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: حضور ﷺ بے حد وسیع القلب، بہت زیادہ سچ بولنے والے انتہائی نرم مزاج والے اور طرز معاشرت میں سب سے زیادہ عزت والے تھے۔

یہ قصہ بھی خوئے کریمی کے اظہار کے لئے کافی ہے۔

حضور ﷺ ابن ابی کے قریب سے گزرے اس وقت وہ بعض مسلمانوں اور منافقین کے ساتھ بیٹھا تھا۔ حضور ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے۔ ابن ابی نے کہا: (اے اللہ کے رسول ﷺ!) تم گھر لوٹ جاؤ ہمارے اوپر گرد نہ اڑاؤ۔ اگر کوئی ہمارا آدمی ادھر تمہارے پاس آجائے تو مجھے بتا دینا (اس کی یہ بے ہودہ گوئی سن کر) سارے مسلمان غضب ناک ہو گئے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ قریب تھا کہ جنگ چھڑ جاتی۔

حضور ﷺ نے اپنے سخن دلنواز سے فریقین کو پر سکون کیا اور انہیں یوں ایک دوسرے پر چھپٹنے سے روکا۔

حضور ﷺ کی ملاقات حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ نے ان کو ساری بات ارشاد فرمادی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اسے (معذور سمجھتے ہوئے) معاف فرمادیں کیونکہ آپ کے تشریف لانے سے پہلے لوگ اسے اپنا سردار مان کر اس کی تاجپوشی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پیغام حق کے ساتھ یہاں بھیجا تو اس کی ساری امیدیں دم توڑ گئیں اب وہ ان حرکتوں پر اتر آیا ہے۔ دوران راہ حضرت سعد نے اپنی سواری حضور ﷺ کے قریب کر کے آپ پر اپنی چادر سے سایہ کر دیا۔ پھر اپنے بیٹے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سرکار ﷺ کے ساتھ جائیں۔ حضور ﷺ نے حضرت قیس سے فرمایا: (پیدل نہ چلیں) یا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا تھا کہ سواری پر آگے تم سوار ہو جاؤ کیونکہ سواری کا مالک سواری پر آگے بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سواری پر نہ بیٹھے بلکہ واپس لوٹ گئے۔

Marfat.com

حسن معاشرت کا یہ نمونہ کمال بارگاہ محمدی ﷺ کے علاوہ اور کہاں ہے؟ ابن ابی ہالہ کا یہ تبصرہ بھی پڑھ لیجئے وہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ کے رخ اقدس پر ہر وقت مسکراہٹ طاری رہتی اخلاق عالیہ بہت مبارک تھے نرم خوئی آپ کا شعار تھا۔ نہ سخت خو اور نہ ہی ترشرو تھے۔ نہ بلند آواز شور کرنے والے نہ فحش گوئی کرنے والے اور نہ ہی عیب جوئی کرنے والے تھے۔

جو بھی آپ کو دعوت پر بلاتا اس کی دعوت قبول فرماتے۔ ہدیہ پیش کرنے والے کا ہدیہ قبول فرماتے۔ اگرچہ وہ بکری کی پنڈلی کا کم گوشت والا حصہ ہی کیوں نہ ہوتا اور پھر جوابا تحفہ بھی عطا فرماتے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی مجھے آپ نے ایک بار بھی اف نہ فرمایا۔ اور نہ ہی یہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا ہے؟ یا فلاں کام کیوں نہیں کیا؟

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی صاحب اخلاق نہیں تھا۔ جس نے بھی آپ ﷺ کو پکارا آپ نے جواب میں لبیک فرمایا۔ خواہ بلانے والا آپ ﷺ کا صحابی تھا یا اپنے اہل بیت کا کوئی فرد۔

☆ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے ادا شناس صحابی کا بیان ہے: آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ دل لگی فرماتے ان کے ساتھ گھل مل جاتے ان کے بچوں کے ساتھ پیار کرتے انہیں اپنی آغوش مبارک میں بٹھا لیتے۔ ہر امیر غریب اور چھوٹے بڑے کی دعوت قبول فرمالیتے۔ اگر مدینہ طیبہ کے دوسرے کنارے پر بھی کوئی مریض ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے اور عذر پیش کرنے والے کا عذر قبول فرمالیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے کان مبارک میں بات عرض کرنے کے لئے اپنا منہ قریب کرتا تو جب تک وہ خود پیچھے نہ ہٹتا رحمت عالم ﷺ اپنا گوش اقدس پیچھے نہ ہٹاتے۔ اور اگر کوئی آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑتا تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک چھڑانے میں پہل نہ فرماتے۔ آپ ﷺ اپنے سامنے بیٹھنے والوں کے آگے اپنے قدمین شریفین نہ پھیلاتے۔

ایک اور واقف بارگاہ جاناں ﷺ کا بیان پڑھئے! وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ہر ملنے والے سے سلام میں پہل فرماتے۔ مصافحہ میں ابتداء آپ ہی کرتے۔ کبھی اپنے صحابہ کے سامنے قدمین شریفین نہ پھیلاتے تاکہ اصحاب پر تنگی نہ ہو۔ ہر آنے والے کو عزت کا احساس ہوتا۔ کبھی کبھی تو مہمان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دیتے یا اپنا تکیہ اسے عطا فرما دیتے۔ اگر وہ انکار کرتا تو اصرار کرتے۔ اپنے دوستوں کو کنیت سے یاد فرماتے۔ اور ان کی عزت افزائی کے لئے انہیں ان کے پسندیدہ ناموں سے پکارتے۔ جب تک کوئی کلام میں حد سے تجاوز نہ کرتا آپ ﷺ کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے۔ اگر کوئی حد سے بڑھ جاتا تو آپ ﷺ یا منع فرما دیتے یا مجلس

Marfat.com

برخاست فرما دیتے۔

اگر آپ ﷺ نفل ادا فرما رہے ہوتے اور کوئی آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ جاتا تو آپ ﷺ اپنی نماز مختصر کر کے سلام پھیرتے۔ حاجتمند سے اس کی حاجت کے بارے میں پوچھتے اس کی مدد فرماتے اور پھر نماز شروع کر دیتے۔

آپ ﷺ کے حسن معاشرت اور طرز ادب کے بیان میں آپ کے رب کا یہ فرمان ہی کافی ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ (آل عمران: 159)

''پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تند مزاج، سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے۔ آپ کے آس پاس سے۔ تو آپ درگزر فرمائیے ان سے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے کام میں''۔

آپ نے رب العالمین کے ان احکام پر عمل کیا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

رسول کریم ﷺ کا ذوق عبادت اور خشیت الٰہی

اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور معبود تسلیم کر لینے سے جلوت وخلوت میں خشیت الٰہی نصب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے (اس کو) جاننے والے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: **ان اعلمکم باللہ و اشدکم لہ خشیۃ۔**

میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خشیت الٰہی حقیقی علم کا ثمر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے جلال واکرام کا علم اس کے بابرکت اسماء کا علم اور اعلیٰ مقام کا علم اور قول وعمل کے اعتبار سے اس کی پسند وناپسند کا علم۔

رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اللہ کو اور کون جاننے والا ہے؟ کوئی نہیں بخدا کوئی اور نہیں۔ لہٰذا یہ بھی ثابت ہوا کہ مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ سے زیادہ متقی نہیں نہ ہی اطاعت الٰہی میں آپ سے کوئی آگے ہے۔ نہ ہی اللہ کے خزانوں میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی راغب ہے اور نہ ہی آپ سے زیادہ کوئی محارم الٰہی سے پرہیز کرنے والا ہے۔ خالق کی خاطر مخلوق سے کنارہ کشی میں بھی آپ ﷺ اولین وآخرین کے سردار اور امام ہیں۔

مظاہر خشیت

☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا فرمان ہے: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں

Marfat.com

دیکھتے آسمان (ملائکہ کے بوجھ کی زیادتی کی وجہ سے اونٹ کی طرح) بلبلا رہا ہے۔ اور اس کا اس طرح کرنا بجا ہے کیونکہ آسمان کے چپے چپے پر ایک ایک فرشتہ سجدہ ریز ہے۔ بخدا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور اپنے بستروں پر عورتوں سے لذت اندوز نہ ہوتے بلکہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے (عمل کی) راہوں میں نکل آتے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (یہ سن کر) میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کاش کہ میں ایک درخت ہوتا۔ یہ ارشاد پاک حضور ﷺ کے جذبہ خشیت الٰہی پر شاہد عادل ہے۔ اور آپ ﷺ کے ارشاد مبارک انی لا علمکم باللہ واشدکم لہ خشیۃ کی تائید کر رہا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور (خوف الٰہی کی وجہ سے) پیٹ سے ابلتی ہوئی ہنڈیا کی طرح آواز آرہی تھی۔

☆ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے محبوب ﷺ مسلسل غمگین اور ہمیشہ فکرمند رہتے آپ کو راحت میسر نہ تھی۔

☆ ارشاد نبوی ﷺ ہے انی لا ستغفر اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ۔ میں ہر روز سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ستر مرتبہ کا ذکر ہے۔ خشیت الٰہی کا یہ انداز اسی ذات کو زیبا ہے جسے اللہ کا حبیب ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

☆ رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم۔

میرے اللہ مجھے معاف فرمادے، میری توبہ قبول فرمالے بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ اتنی کثرت سے یہ دعا مانگتے کہ ہم گنتے گنتے سو تک پہنچ جاتے۔

رسول اکرم ﷺ کا ذوق عبادت

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ اس قدر عبادت کرتے کہ آپ ﷺ کے قدمین شریفین سوج جاتے تھے۔ ہم عرض کرتے اے ہستی معصوم ﷺ یہ تکلف کیوں؟ تو سرکار ﷺ فرماتے ہیں أفلا أکون عبدا شکورا۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا بندہ نہ بنوں؟

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک لگاتار ہوتا تھا، تم میں سے کس میں آپ جیسی طاقت ہے۔ آپ ﷺ روزے رکھنا شروع کرتے یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ اب آپ ﷺ روزہ ترک نہیں فرمائیں گے۔ پھر آپ ﷺ روزہ رکھنا چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم سمجھتے اب آپ ﷺ نے سلسلہ صوم ترک کر دیا ہے۔ اور تیرا خیال ہوتا کہ آپ نماز میں مصروف نہیں ہوں گے۔ حالانکہ آپ ﷺ نماز ادا فرما

Marfat.com

رہے ہوتے تھے یا تیرا خیال ہوتا کہ آپ ﷺ محو خواب راحت نہیں ہوں گے۔ حالانکہ آپ ﷺ عالم خواب راحت میں ہوتے۔

حضرت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں مجھے ایک رات رسول کریم ﷺ کی معیت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے مسواک کر کے وضو فرمایا۔ پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں بھی ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ پڑھی جب بھی کوئی رحمت والی آیت آتی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کرتے۔ جب کوئی ایسی آیت آتی جس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو رک کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے۔ پھر آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے اور اتنی دیر رکوع میں رہے جتنی دیر قیام فرمایا تھا رکوع میں آپ ﷺ کی زبان مبارک پر **سبحان ذی الجبروت والملک والملکوت والعظمۃ** کے کلمات جاری تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور آپ ﷺ کا سجدہ بھی رکوع کی طرح ہی تھا۔ پھر سورۃ آل عمران پڑھی پھر اور سورتیں تلاوت فرمائیں ساری تلاوت کا انداز سورۃ بقرہ کی تلاوت جیسا تھا۔

☆ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور ﷺ ایک رات سورۃ مائدہ کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے رہے۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ (مائدہ) اگر تو انہیں عذاب دے تو (بھی) وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر انہیں معاف فرمادے تو بے شک تو عزت والا حکمت والا ہے۔

وجعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ۔

''اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھ دی گئی ہے''۔

طول عبادت اور مخلوق سے کنارہ کشی کے یہ چند مظاہر ہیں۔

رسول پاک ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کر کے پاکان امت قرب و رضا کی منزل پر فائز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بندوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہی کے گروہ میں ہمارا حشر فرمائے۔

وصل وسلم وبارک علی اسوۃ المؤمنین وقرۃ عین المحبین محمد الحبیب وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

درود و سلام ہوں اس ذات پر جو اہل ایمان کے لئے بہترین نمونہ اور اہل محبت کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے جو اللہ کے حبیب ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی آل اور ان کے تمام صحابہ پر بھی رحمت اور سلام پہنچے۔

Marfat.com

التواضع الاحمدی ﷺ

تواضع کا شمار بھی اخلاق عالیہ میں سے ہوتا ہے اس وصف میں بھی رسول کریم ﷺ اس مقام پر فائز تھے جہاں اولین و آخرین میں سے نہ کوئی پہنچ سکا ہے نہ پہنچ سکے گا۔ تواضع شخصیت کی عظمت اور خاندانی بلندی کی علامت بھی ہے۔

آئندہ سطور میں ہم صاحب خلق عظیم ﷺ کے وہ افعال، اقوال اور احوال پیش کر رہے ہیں جن سے آپ ﷺ کی شان تواضع (سچے موتیوں کی طرح) واضح ہو رہی ہے۔ ان صفات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہر مومن کو چاہئے کہ اس کے دل میں اتباع حضور ﷺ کا سچا جذبہ بیدار ہو، سیرت رسول ﷺ پر یہ خوشبودار کاوش پیش کرنے کے پیچھے ہماری یہی خواہش کارفرما ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے)

حقیقی تواضع کے بے مثال نمونے

حضور ﷺ کا فرمان ہے مجھے نبوت کے ساتھ ساتھ بادشاہت اور عبودیت میں اختیار دیا گیا۔ لیکن میں نے اپنے رب کی بندگی اور نبوت کو پسند کر لیا۔ پس اس حسن انتخاب پر اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری اولاد آدم علیہ السلام کی سیادت عطا فرما دی۔ اور مجھے سب سے پہلے قبر مبارک سے نکلنے، سب سے پہلے شفاعت کرنے کا اعزاز بھی عطا فرما دیا۔ شان تواضع کا یہ مظاہرہ اپنی مثال آپ ہے۔

☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ اپنے عصا مبارک پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے ہم آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: عجمیوں کی طرح ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے نہ کھڑے ہو جایا کرو میں تو اللہ کا بندہ ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے میں اسی طرح بیٹھتا ہوں۔

☆ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بیان ہے:

حضور ﷺ دراز گوش پر سواری فرما لیا کرتے تھے۔ اپنے پیچھے کسی ساتھی کو بھی بٹھا لیا کرتے تھے۔ مریضوں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے خواہ کوئی غریب بیمار ہو یا امیر۔ اپنے فقیر صحابہ کرام کے ساتھ مل کر بیٹھ جاتے ان کی دعوت قبول فرماتے۔ سرکار ﷺ اپنے غلاموں کے ساتھ گھل مل جاتے۔ اگر کوئی جو کی روٹی او رزیتوں کو بطور سالن پیش کرتا تو بھی اس کی دعوت کو شرف قبولیت بخشتے۔

☆ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

مجھے اس طرح بڑھا چڑھا کر (خدا کا بیٹا نہ کہنا) جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا بلکہ مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔

Marfat.com

☆اپنے آخری حج کے موقع پر جب آپ ﷺ نے سو اونٹ قربان کیے تھے۔ آپ ﷺ ایک اونٹ پر سوار تھے۔ اور ایک ایسی چادر زیب تن کر رکھی تھی جس کی قیمت محض چار درہم تھی۔

☆جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی خاص مدد فرمائی اور آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ازراہ نیاز مندی اپنا سر مبارک اس قدر جھکایا ہوا تھا کہ ریش مبارک اونٹنی کے کجاوے سے لگ رہی تھی۔ دنیائے بشریت میں یہ پہلا منظر تھا جب کوئی فاتح اس قدر تواضع اور شکر کا اظہار فرما رہا ہو۔

☆اللہ کے محبوب ﷺ کا فرمان ہے: مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دو اور نہ ہی انبیاء کے درمیان فضیلت کی بات کیا کرو۔ اور مجھے موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو۔ ہم ابراہیم علیہ السلام کی نسبت شک کے زیادہ حقدار ہیں۔ جتنا حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں رہے اگر میں رہتا تو (عزیز مصر کے) داعی کی دعوت قبول کر لیتا۔

☆کسی نے آپ ﷺ کو خیر البریہ کہہ کر پکارا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

خیر البریہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

☆حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کا بیان ہے:

حضور ﷺ اپنے کپڑے خود صاف کر لیتے تھے۔ بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے۔ کپڑوں اور پاپوش مبارک کو پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ گھر کے کام خود کر لیا کرتے تھے۔

☆ایک آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: گھبراؤ نہیں میں کوئی (دنیوی) بادشاہ نہیں میں تو قریش کی اس خاتون کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت کھایا کرتی تھیں۔

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے میں حضور ﷺ کے ہمراہ بازار گیا۔ آپ ﷺ نے ایک پاجامہ خریدا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا وزن کر دو۔ وزن کرنے والا آگے بڑھا اور آپ ﷺ کا دست اقدس چوم لیا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک کھینچ کر فرمایا اس طرح تو اہل عجم اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں بادشاہ تو نہیں میں تو تم میں سے ایک آدمی ہوں۔ پھر سرکار ﷺ نے پاجامہ پکڑ لیا میں اٹھانے کے لئے آگے بڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی چیز ہو وہی اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔

مظاہر تواضع کی یہ تعداد بطور تبرک ذکر کی گئی ہے۔ یہ تمام کی تمام مثالیں تواضع کے اس کمال کو ظاہر کر رہی ہیں جس کا اظہار بطور معجزہ ہو رہا ہے۔ ایسے حسین اعمال قابل صد تقلید و اطاعت ہیں۔ اگر بندہ مومن صدق نیت اور رغبت کے ساتھ اتباع کی کوشش کرے تو خود کو ان اعمال کا خوگر بنا سکتا ہے۔ کیونکہ تواضع ان اعمال میں سے ہے جن کو کوشش کر کے اپنایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

المزاح المدنی ﷺ

مزاح خواہ قول سے ہو یا عمل سے دل لگی کا اظہار کرتا ہے۔ آقائے کریم ﷺ کا یہ بھی معجزہ ہے کہ اپنی عظمت وجلال، فریضہ رسالت وقیادت اور مخلوق کی ہدایت جیسے اہم منصب پر فائز ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ اپنے غلاموں اور ان کی اولاد کے ساتھ دل لگی اور مزاح فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا مزاح بھی قابل رشک خوشیاں عطا کرنے والا ہوتا تھا۔ مزید لطف یہ کہ مزاح بھی سچائی اور حق سے معمور ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی اس خوئے مبارکہ کو اپنانا بھی ممکن ہے۔ کیونکہ یہ عادت مبارکہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے نہ تھی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضور ﷺ سے اونٹ کا سوال کیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بچے کو کیا کروں گا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: اونٹ بھی تو ڈاچیوں کے بچے ہی ہوتے ہیں۔ یہ ایک خوبصورت مزاح تھا لیکن بات بالکل سچی تھی۔

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں اذن باریابی طلب کیا جب اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند آواز سے سرکار ﷺ کے ساتھ بول رہی ہیں۔ آپ آگے بڑھے تاکہ ان کو طمانچہ ماریں۔ حضور ﷺ ان کے آگے آڑ بن گئے اور بچا لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر چلے گئے تو سرکار ﷺ نے فرمایا: میں نے کس طرح تمہیں بچا لیا۔ کچھ دن کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوبارہ حاضر ہوئے تو دیکھا کہ زوجین کریمین کے درمیان صلح ہو چکی ہے تو آپ نے عرض کیا مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کر لو جس طرح اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ تو حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ضرور ہم نے آپ کو اپنی صلح میں شامل کر لیا ہے۔ اس حدیث پاک میں حسن معاشرت اور حسن مزاح کا اظہار ہو رہا ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دو کانوں والا کہہ کر بلایا۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص کے دو ہی کان ہوتے ہیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہی روایت ہے کہ ایک دیہاتی صحابی تھے۔ جس کا نام "زاہر" تھا وہ دیہات سے سرکار ﷺ کیلئے تحفے لایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ بھی انہیں تحائف سے نوازا کرتے تھے۔ سرکار ﷺ کا فرمان ہے: زاہر رضی اللہ عنہ ہمارا گاؤں ہے اور ہم اس کے شہر ہیں۔ سرکار ﷺ ان کے ساتھ محبت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ کوئی چیز بیچ رہے تھے سرکار ﷺ نے پیچھے سے ہو کر انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔ انہوں نے کہا: کون ہو؟ مجھے چھوڑ دو۔ جب انہیں پتہ چلا تو بار بار اپنی پشت حضور ﷺ کے سینہ اقدس کے ساتھ رگڑتے

Marfat.com

رہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: اس غلام کو کون خریدے گا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بہت کم قیمت غلام ہوں۔ قدر دان آقا ﷺ نے فرمایا: لیکن تم اللہ کی بارگاہ میں کم قیمت نہیں بلکہ بہت گرانمایہ ہو۔

اگر آقا و مولی یوں اپنے غلاموں سے دل لگی فرمائیں تو غلاموں کے جذبہ جان نثاری کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں ایک صحابی تھے جو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہنسی کا سامان پیدا کیا کرتے تھے۔ ان کا نام عبد اللہ اور لقب حمارۃ تھا۔ وہ اکثر پی کر مدہوش ہو جایا کرتے تھے۔ کئی بار حد بھی لگی ایک بار کسی نے کہا: اس پر اللہ کی لعنت ہو کتنی بار حد کی سزا برداشت کر چکا ہے پھر بھی باز نہیں آتا۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

لاتلعنه فانه یحب الله و رسوله۔

اسے ایسا نہ کہو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے غلاموں کی مزاح آمیز باتوں سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ ایک سفر میں کچھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی ساتھ تھیں۔ حدی خوان نے حدی شروع کی تو اونٹ وجد میں آنے لگے۔ سرکار ﷺ نے حدی خوان (جس کا نام انجشہ تھا) کو فرمایا: ذرا ٹھہر کر خیال کرو کہ یہ نازک شیشے ہیں۔ یعنی اونٹوں کے تیز دوڑنے کی وجہ سے اگر کوئی خاتون ہودج سے گر گئی تو جسمانی نقصان کا اندیشہ ہے۔

☆ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو کوئی بات بتائی تو کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یوں لگتا ہے کہ یہ حدیث خرافہ ہے۔ سرکار ﷺ نے پوچھا: تجھے معلوم ہے حدیث خرافہ کیا ہے؟ خرافہ بنو عذرہ کے ایک شخص کا نام تھا جس کو جن اٹھا کر لے گئے تھے۔ وہ ان کے ہاں طویل عرصہ تک رہا، بعد میں انہوں نے اس کو رہا کر دیا۔ اب خرافہ لوگوں کو جنوں کی عجیب عجیب باتیں بتایا کرتا تھا۔ پس لوگ (ایسی باتوں کو) حدیث خرافہ کہہ دیتے ہیں۔ یہ دور جاہلیت کی بات ہے۔

☆ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بوڑھی عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے: کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت عطا فرمادے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔ یہ سن کر بوڑھی رونے لگ گئی۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: اسے بتاؤ کہ جب وہ جنت میں جائے گی تو جوان ہو کر جائے گی۔

Marfat.com

قرآن کریم کا فرمان:

ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنادیا انہیں کنواریاں (دل وجان سے) پیار کرنے والیاں ہم عمر۔ (الواقعہ)

☆ ایک عورت کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اپنے خاوند کے متعلق سرکار ﷺ سے پوچھنے کے لئے آئی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: وہی تمہارا خاوند ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ یہ سن کر وہ رو پڑی اور اس نے سمجھا کہ اس کا شوہر نابینا ہو گیا ہے۔ اسے بتایا گیا کہ ہر شخص کی آنکھوں میں سفیدی ہوتی ہے۔

یہ چند مثالیں ہیں جو مزاح کے بارے میں پیش کی گئی ہیں۔ لیکن سب کی سب بالکل حق اور سچ ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے ساتھ دل لگی فرماتے ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں! لیکن حق کے سوا کوئی بات نہیں کرتا۔

سید دو عالم ﷺ کی فصاحت

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی زبان قلم سے حبیب دو عالم ﷺ کی فصاحت کا حال سنتے ہیں؛

زبان کی فصاحت اور قول کی بلاغت میں حضور ﷺ اس مقام بلند پر فائز ہیں جہاں کسی فصیح کا طائر خیال بھی نہیں پہنچ سکا اور نہ ہی کوئی صاحب طرز ادیب اور سہل ممتنع کا ماہر یا قلیل الفاظ میں وسیع مفہوم بیان کرنے والا خطیب وہاں دم مار سکا ہو۔ آپ ﷺ کو جامع کلمات سے نوازا گیا تھا۔ دوٹوک الفاظ، صحیح معانی، تکلف سے پاک گفتگو آپ کا طریقہ تھا۔

لغت عرب اپنی تمام اقسام کے ساتھ اور حکمت اپنے تمام اچھوتے نکات کے ساتھ آپ کے کلام میں سمٹ آئی تھی۔ آپ ﷺ ہر قوم کے ساتھ اس کی زبان میں کلام فرماتے۔ یہاں تک کہ ان زبانوں کے ماہر بھی اپنی اپنی زبانوں کے مشکل مسائل کی تشریح کے لئے آپ ﷺ سے سوال کرتے۔

فصاحت وبلاغت رسالت کی یہ اعجازی شان مزید کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ جب آپ ﷺ ہر قوم سے اس کے لب ولہجہ میں گفتگو فرماتے۔ قریش انصار، اہل حجاز ونجد سے ان کے اپنے لب ولہجہ میں گفتگو ہوتی۔ تو ذی المشعار ہمدانی، طہفۃ النہدی، قطن بن حارثہ علیمی، اشعث بن قیس اور وائل بن حجر جیسے فصیح و بلیغ خطباء وادباء سے ان کی زبان اور لب ولہجہ میں بات ہوتی تھی۔ جزیرہ عرب اگرچہ ایک ملک ہے لیکن اس کے باسیوں کا طرز بیان ایک دوسرے سے بڑا مختلف ہے۔ زبان تو عربی ہی ہے لیکن لہجے میں بڑا فرق ہے۔

ذوالمشعار ہمدانی کی طرف آپ کی تحریر کا یہ انداز ملاحظہ ہو۔

ان لکم فراعھا ووھاظھا وعزازھا تاکلون بملا فیھا وترعون عفاء ھا لنا من رفثھم

Marfat.com

وصرامهم ماسلموا بالميثاق والامانة ولهم من الصدقة الثلب والناب والفصيل والفارض والداجن والكبش الحورى وعليهم فيها الصالغ والقارح۔

تمہارے لئے زمین کے اونچے پست اور سخت علاقے ہیں چراگاہیں اور مباح اشیاء بھی تمہارے لئے ہیں۔ جبکہ اونٹ بکریاں اور کھجور پر ہمارا حق ہے۔ صدقہ میں سے ان کو پورے سال کا اونٹ، ناب فصیل، بوڑھا جانور، پالتو جانور مینڈھا ملے گا نیز شش سالہ بیل یا بکرا اور دندا جانوران پر لازم ہوگا۔

یہ گفتگو ہمدان کے لہجہ میں ہے۔ جس کے سمجھنے کے لئے قریشی ماہر کو بھی بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے اہل حجاز اور نجدی تو کسی شمار میں ہی نہیں۔

☆طھفۃ النہدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا ہماری قوم قحط کا شکار ہو چکی ہے ہمارے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے یوں دعا مانگی:

اللهم بارک لهم فى محضها ومخضها ومذقها وابعث راعيها فى الدسروافجرلها الثمد وبارک له فى المال والولد من اقام الصلاة كان مسلما ومن آتى الزكاة كان محسنا ومن شهد ا ن لا اله الا الله كان مخلصا لكم يا نبى نهد ودائع الشرک ووضائع الملک لا تلطط فى الزكاة ولا تلحد فى الحياة ولا تثاقل فى الصلاة۔

اور اس کے مال اور اولاد میں برکت عطا فرما۔ جس نے نماز قائم کی وہ مسلمان ہے جس نے زکوۃ ادا کی وہ احسان کرنے والا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کی شہادت دی وہ مخلص ہے اے نبی نہد تمہارے اہل شرک کی ودیعتیں اور بادشاہ کی رکھی ہوئی اشیاء (جائز) ہیں۔ زکوۃ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی زندگی میں الحاد اور کجی برداشت نہیں کی جائے گی اور نماز میں سستی نہ کی جائے۔

خالص عربی فصاحت کا یہ انداز یہ ملاحظہ ہو (نبی نہد کے لئے تحریری معاہدہ) وحكم الفارض والفريش وذو العنان والركوب وانعلق الضبين لا يمنع سرحكم ولا يعضد طلحكم ولا يحبس دركم مالم يضمر والرماق وتاكلوا الرباق من اقر فلے الوفاء بالعهد والذمة من وابى فعليه الربوة۔

وائل بن حجر جو کہ چمکدار رنگوں اور خوبصورت قوم کا بادشاہ تھا۔ اس کی طرف آپ ﷺ نے یہ تحریر روانہ فرمائی۔

فى التبعة شاة لا مقودة الالباط وضناک وأنطو الشيحطه وفى السيوب الخمس ومن زنى عم بكر فاصعقوه مائة واستوفضوه عاما ومن زنى عم ليب فضرجوه بالاضاميم ولا توصيم فى الدين ولا غممة فى فرائض الله تعالىٰ وكل مسكر حرام ووائل بن حجر يتير قل على الاقيال۔

Marfat.com

(ان عبارات کی تحریر کا مقصد چونکہ بیان فصاحت نبوی ہے اس لئے ان عبارات سے کما حقہ وہی اصحاب محظوظ ہو سکتے ہیں جن کو عربی زبان پر کما حقہ مہارت حاصل ہے۔)(مترجم)

☆عطیہ سعدی کے ساتھ گفتگو فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے یوں فرمایا:

اوپر والا ہاتھ عطا کرنے والا ہوتا ہے اور نیچے والا ہاتھ لینے والا ہوتا ہے۔

بنی عامر کی لغت کے مطابق گفتگو فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سل عنک یعنی سل ماشئت جو چاہتے ہو مانگ لو۔

چونکہ ہادی عالم ﷺ قرآن کریم کے واضح بیان و توضیح پر مامور تھے لہٰذا جس شخص کو جس لہجے اور لغت کی ضرورت تھی آپ ﷺ نے اس کے ساتھ اس لہجے میں گفتگو فرمائی یہاں تک کہ ان فصحاء و بلغاء پر سکتہ طاری ہو جاتا۔

جب انصار و مہاجرین اور اہل حجاز کے ساتھ کلام فرمایا تو یہاں بھی اسی طرح محسوس ہوتا تھا کہ حکمت کے آبدار موتی ہیں جن کی چمک نگاہ عقل و شعور کو خیرہ کر رہی ہے۔ چند ارشادات نبوی ﷺ کا ترجمہ:

مسلمان دیگر اقوام کے مقابلہ میں ایک ہیں مسلمانوں کا خون برابر ہے ان میں ادنی کا ذمہ بھی کافی ہے۔

☆الناس کاسنان المشط لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح ہیں۔ المرء مع من احب۔ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کی ہوگی۔ اس آدمی کی سنگت میں کوئی بھلائی نہیں جو تیرے لئے وہی نہ چاہے جو تو اس کے لئے چاہتا ہے۔ لوگ معادن (کانیں) ہیں۔ المستتار مؤتمن جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے بات کرتے ہوئے بھلائی حاصل کی یا خاموش رہ کر سلامتی پا گیا۔ اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین اسلام قبول کر لو سلامتی پا جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ تم میں سے مجھے وہ شخص سب سے زیادہ پیارا اور قیامت کے دن میرا قریبی ہوگا جو شخص از روئے اخلاق اچھا ہوگا۔ وہ لوگ جو نرم پہلو رکھنے والے اور محبت و الفت کرنے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دور نے شخص کی کوئی وقعت نہیں۔

اللہ سے ڈرو تم جہاں بھی ہو اور برائی کو ختم کرنے کے لئے اس کے بعد نیکی بھی کرو اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ سرکار ﷺ نے گو مگو کثرت سوال اور مال ضائع کرنے سے منع فرمایا۔

☆ کچھ فرامین مبارکہ ایسے ہیں جو فقط آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں آپ سے پہلے کسی نے یہ الفاظ نہیں کہے تھے۔ مثلاً:

حمی الوطیس: جنگ کی بھٹی گرم ہو گئی و مات حتف انفہ۔ وہ ناک کے گڑھے سے مرا (یعنی طبع موت

Marfat.com

خاتمہ

امت پر والی امت کے حقوق کا بیان

اس امت پر اپنے رؤوف ورحیم نبی ﷺ کے دس حقوق ہیں۔ جن کا پورا کرنا لازمی ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) آپ ﷺ پر ایمان لانا۔ (۲) آپ ﷺ کے ساتھ محبت کرنا۔ (۳) اطاعت (۴) اتباع (۵) پیروی (۶) توقیر (۷) تعظیم (۸) آپ ﷺ کے ساتھ قلبی خلوص۔ (۹) اللہ کے محبوب ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کے ساتھ محبت (۱۰) آپ ﷺ پر درود وسلام۔

ایمان بالرسالت

حضور ﷺ پر ایمان لانا ہی ایمان باللہ ایمان بالملائکہ، اللہ کی کتب، اللہ کے فرشتوں اور قیامت کے دن پر ایمان لانے کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَا الآیۃ۔ دوسری مقام پر ہے: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

اپنی ذات پر ایمان کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے:

مجھے لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید اور میری (محمد ﷺ کی) رسالت کی گواہی دیں، دوسری حدیث پاک میں یہ اضافہ بھی ہے کہ وہ ایمان لائیں جو کچھ میں لے کر آیا ہوں جب وہ اس طرح کر لیں تو انہوں نے مجھ سے بچا لئے اپنے خون اور اپنے اموال مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

آپ ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی جائے اور جو کچھ آپ ﷺ دین کے بارے میں لے کر آئے ہیں۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ نے خبر دی ہے وہ سب حق ہے لیکن اس مقصد کے لئے فقط زبان سے اقرار کافی نہیں بلکہ زبان اور دل دونوں کے ساتھ اقرار ضروری ہے۔

محبت رسول ﷺ

کتاب وسنت گواہ ہیں کہ حضور ﷺ کی محبت واجب ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۴﴾ (التوبہ)

Marfat.com

"(اے حبیب ﷺ!) آپ فرمایئے: اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے"۔ (پیر محمد کرم شاہ الازہری)

اس آیت میں ان لوگوں کو واضح طور پر دھمکی دی گئی ہے جو اللہ کی محبت اور رسول پاک ﷺ کی محبت پر اہل وعیال، مال اور دیگر محبتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ محبت رسول ہر واجب سے بڑھ کر ضروری ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان اس کی اولاد اور اس کے والدین سے بڑھ کر پیارا نہ ہو جاؤں۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پاک سنی تو سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا آپ ﷺ میری جان کے علاوہ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ تو سرکار ﷺ نے فرمایا: **لن یؤمن احد کم حتی أکون أحب الیه من نفسه**۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: (الآن یا عمر) ہاں اے عمر! (اب تمہارا ایمان مکمل ہوا ہے)

حضور ﷺ کا فرمان ہے: تین چیزیں ایسی ہیں جس میں وہ موجود ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا۔

أن یکون اللہ ورسوله احب الیه مما سواھما کہ اللہ اور اس کا رسول اسے ہر چیز سے پیارے ہوں۔ دوسرا یہ کہ آدمی اللہ کے لئے دوسرے آدمی سے محبت کرے۔ تیسرا یہ کہ ایمان کے بعد کفر میں جانا اسے اتنا ہی ناپسند ہو جتنا کہ آگ میں جانا ناپسند ہو۔

محبت کا معنی ہے اپنی پسند کو آپ ﷺ کی پسند پر قربان کر دیا جائے۔

علامات محبت

(۱) آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے آپ ﷺ کی دل سے پیروی کی جائے۔ آپ ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں اس کے ساتھ محبت کی جائے اور آپ ﷺ کی دعوت کے ساتھ لگاؤ۔ آپ ﷺ کے دین کی مدد آپ ﷺ پر ایمان لانے والے اہل بیت، صحابہ، تابعین اور قیامت تک آنے والے اہل ایمان کی مدد کی جائے۔

(۲) آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کے شمائل کے بیان کے وقت قبر انور پر صلاۃ وسلام عرض کرتے وقت مسجد نبوی ﷺ میں قیام اور نماز کے وقت آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا خصوصی خیال رکھا جائے۔ اپنی آوازوں کو دھیما اور نگاہوں کو جھکا کر رکھا جائے۔ ہر قسم کی گفتگو اور عمل سے اجتناب کیا جائے جو اس بارگاہ کے

Marfat.com

الوفاء المحمدی ﷺ

عہد کو پورا کرنا کیے ہوئے وعدے کو یاد رکھنا اور اپنی ذمہ داری سے پہلو تہی نہ کرنا بھی خوئے کریمی ہے۔ اس وصف میں بھی رسول کریم ﷺ انتہائی اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہیں۔ آپ ﷺ کی وفا اور رشتہ داروں سے تعلق ضرب المثل ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ آپ ﷺ اہل وفا کے امام اولیاء واوصیاء اور سارے انبیاء کے سردار ہیں۔ (علیہم السلام)

بے مثال وفا کے بے مثال نمونے

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ میں نے بعثت سے قبل حضور ﷺ سے بیع کی۔ کچھ بقایا رہ گیا تھا جس کے لئے میں نے آپ ﷺ سے پھر آنے کا وعدہ کیا۔ لیکن میں اپنا وعدہ بھول گیا۔ تین دن بعد جب میں آپ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوان تو نے مجھے مشقت میں مبتلا کر دیا ہے۔ میں تین دن سے تیرا انتظار کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا:

ترجمہ: اور ذکر کیجئے کتاب میں اسماعیل کو بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے اور رسول (اور) نبی تھے۔ اور وہ حکم دیا کرتے تھے اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے۔

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پاک نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں جب کوئی ہدیہ پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے: یہ فلاں خاتون کے گھر دے آؤ کیونکہ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں سے ہے۔ وفاء کی یہ مثال اور کہاں سے مل سکتی ہے؟

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مجھے غیرت ہوتی ہے اتنی کسی اور سے نہیں۔ حضور ﷺ اکثر ان کا ذکر فرماتے جب بھی بکری ذبح فرماتے تو اس کا گوشت آپ کی سہیلیوں کے گھر بھیجتے۔ ایک دن ان کی بہن نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے بہت اہتمام سے اجازت عطا فرمائی۔

ایک مرتبہ ایک خاتون ہمارے گھر آئی تو سرکار ﷺ نے اس کا سوال پورا فرمایا، اس کی آؤ بھگت فرمائی او رفرمایا کہ یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں آیا کرتی تھی۔ وان حسن العھد من الایمان اور گزرتے وقتوں کا پاس کرنا ایمان کی علامت ہے۔

(ب) رسول اللہ ﷺ کی صلہ رحمی

صلہ رحمی واجب ہے اور رسول پاک ﷺ سے بڑھ کر اور کون اس کو نبھا سکتا ہے؟ کوئی نہیں! بخدا کوئی اور اس طرح نہیں کر سکتا۔ یہاں دو یا تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

☆ ابو العاص بن امیہ پہلے مشرک تھا بعد میں اسلام قبول کیا اس کی حالت کفر میں آپ نے فرمایا: فلاں لوگ میرے دوست نہیں لیکن میں فقط صلہ رحمی کی حد تک تعلق نبھاؤں گا۔

☆ حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

میں ابھی بچہ تھا ایک مرتبہ ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی وہ آپ ﷺ کے قریب ہو گئی میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر مبارک بچھادی ہے۔ میں نے پوچھا یہ خاتون کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہے۔ (رضی اللہ عنہا)

☆ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر آپ ﷺ نے اس طرح نماز ادا فرمائی کہ جب سجدہ میں جاتے تو ان کو زمین پر رکھ دیتے اور جب قیام فرما ہوتے تو ان کو کندھوں پر اٹھا لیتے۔

☆ آپ ﷺ کی خوش نصیب رضاعی ماں حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا جو کہ ابولہب کی لونڈی تھیں آپ ﷺ ان کی طرف تحائف بھیجا کرتے تھے۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا ان کے خاندان کا کوئی آدمی ہے؟ بتایا گیا کوئی نہیں۔ اگر بتایا جاتا ہے کہ کوئی بچ گیا ہے تو آپ ﷺ ضرور اس کے ساتھ بھی کرم کی یہ روایت بحال رکھتے۔ فصلی اللہ علیہ وسلم تسلیمًا کثیرًا۔

Marfat.com

مرا)لا یلدغ المؤمن من حجر مرتین۔ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ السعید من وعظ بغیرہ خوش بخت ہے وہ جو دوسرے سے نصیحت پالے۔

☆ایک دن آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا ہم نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: میری فصاحت میں کونسی رکاوٹ ہے جبکہ قرآن میری زبان پر اترا ہے۔

بلاشک وشبہ ایسا ہی ہے آپ ﷺ خود سید قریش ہیں بنو سعد میں پرورش پائی، سینہ اقدس پر قرآن کریم کا نزول ہوا اور جوامع الکلم سے نوازے گئے۔ فصاحت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں کسے کلام ہے جب کہ آپ ﷺ وہ قریشی ہاشمی ہیں جن کی تربیت اور تعلیم خود رب العالمین نے کی ہے۔ جن کی کشت سخن چشمۂ وحی سے سیراب ہوئی ہے اور بلاغت و بیان جن کے کلام ناب کا ثمر شیریں ہے۔

بے حساب درود و سلام ہوں ان کی ذات بابرکات پر جب تک زبانیں بولتی رہیں اور جن وانس کی آمد (ورفت کا سلسلہ) جاری رہے۔ (اور جب زبانیں خاموش ہو جائیں اور مخلوقات فنا کے گھاٹ اتر جائیں۔ مترجم مجاہد احمد رومی)

الرحمة المحمدیه ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دوست محبوب بندے اور خلیل محمد کریم ﷺ کے قلب مبارک میں رحمت کے وہ جذبات رکھے ہیں جن سے سارے جہان فیض یاب ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر''۔

حضور ﷺ اہل ایمان کے لئے خصوصی رحمت ہیں۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

قلب مطہر و مصفی کی رحمت کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) رحمت عامہ

جب قریش نے آپ ﷺ کی تکذیب کی جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا ان اللہ تعالیٰ قد سمع قول قومک الیک ومار دوا علیک وقد امر ملک الجبال لتامرہ بما شئت فیھم۔ اللہ نے قوم کی آپ کے ساتھ کی ہوئی گفتگو سن لی ہے اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ ﷺ کے حکم کا پابند بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ جو چاہیں اسے حکم دیں۔ ملک الجبال نے بعد از سلام عرض کیا آقا اگر حکم دیں تو میں یہ دونوں پہاڑ ان پر پھینک دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں کو توحید کی گواہی کی توفیق عطا فرمائے گا۔ یہ رحمت عامہ کا بہترین مظاہرہ ہے۔

Marfat.com

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہوئیں اور پھر سفر پر جانے کے بارے میں متردد تھیں کہ جائیں یا نہ جائیں سرکار ﷺ نے فرمایا: اونٹ پر نرمی کریں۔ (یعنی جلد فیصلہ کریں)

☆ ہر زندہ چیز کے ساتھ اچھائی میں اجر ہے۔ یہ حدیث پاک بھی تمام جانوروں پر رحمت کی آئینہ دار ہے۔

☆ سرکار ﷺ نے فرمایا: ایک عورت محض اس لئے جہنمی ہوگئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا نہ اسے کوئی کھانے کی چیز ڈالی اور نہ ہی حشرات کھانے کے لئے اسے آزاد کیا۔

☆ حضور کا فرمان ہے اگر مجھے امت پر سختی کا احساس نہ ہوتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

☆ حدیث پاک ہے میرے صحابہ کے بارے میں مجھے تمہاری طرف سے کوئی ناپسندیدہ بات نہ پہنچے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب یہاں سے جاؤں تو میرے دل میں تمہارے بارے میں کوئی غبار نہ ہو۔

☆ ایک بدو آپ ﷺ کی بارگاہ میں کچھ مانگنے کے لئے آیا آپ نے اسے عطا فرما کر پوچھا: کیا میں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا بالکل نہیں۔ یہ سن کر صحابہ غضب ناک ہو کر اسے مارنے کے لئے دوڑے۔ سرکار ﷺ نے صحابہ کو روک دیا۔ پھر کاشانہ اقدس تشریف لے گئے اسے مزید عطا فرمایا۔ پھر پوچھا: اب بولو! اس نے کہا بہت خوب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہی بات میرے صحابہ کے سامنے کہہ دو۔ کیونکہ جو بات تو نے پہلے کہی ہے اس کی وجہ سے میرے صحابہ تم سے ناراض ہیں۔ دوسری صبح یا شام کے وقت وہ شخص دوبارہ آیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے کل جو بات کہی تھی اس کے بعد ہم نے اس کو زیادہ عطا فرمایا تو اب یہ راضی ہوگیا ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہے جزاک اللہ من أهل وعشيرة خيرا۔ یہ سن کر سرکار ﷺ نے فرمایا: میری اور اس شخص کی مثال اس اونٹنی کی طرح ہے جو سرکش ہو کر بھاگ جائے لوگ اس کے پیچھے پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن اس کی سرکشی میں اور اضافہ ہوگیا پھر اس کے مالک نے کہا تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ کیونکہ میں اس پر تم سے زیادہ مہربان ہوں اور تم سے زیادہ اس کو جانتا ہوں۔ پھر وہ مالک اس کے آگے جا کر اس کو پکڑ لیتا ہے اور کجاوہ کس کر اور پر سوار ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اگر میں بھی تمہیں منع نہ فرماتا اور تم اس شخص کو قتل کر دیتے تو یہ سیدھا جہنم میں چلا جاتا۔

رحمت خاصہ اور رحمت عامہ کا یہ بہترین مظاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کروڑوں درود و سلام ہوں رؤف و رحیم نبی پر۔ بلاشبہ سرکار ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفۂ رحمت، خاص نعمت اور شفقت و محبت کا پیکر ہیں۔ ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جو آپ ﷺ سے دشمنی کرتا ہے آپ ﷺ سے محبت نہیں کرتا۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو آپ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے یا آپ ﷺ کو اذیت دیتا ہے۔ اور اس کے لئے بھی ہلاکت ہے جو آپ ﷺ کا انکار کرتا ہے یا آپ ﷺ کی تکذیب کرتا ہے۔

Marfat.com

شایان شان نہ ہو۔

حضور ﷺ کا ذکر خیر کثرت سے کیا جائے اس لئے کہ یہ بھی آپ ﷺ کی محبت کی علامت ہے کیونکہ جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

آپ ﷺ کے دیدار کی شدید خواہش بھی آپ ﷺ کی محبت کی علامت ہے کیونکہ ہر عاشق کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اسے اپنے محبوب کا دیدار نصیب ہو جائے۔

اگر آپ ﷺ کے ذکر کے وقت رونا آجائے تو زہے نصیب کیونکہ آپ ﷺ کی محبت میں رونا (قبولیت) محبت کی علامت ہے۔

(ج) اطاعت مصطفیٰ ﷺ

آپ ﷺ کی اطاعت کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نہ خراب کرو اپنے اعمال کو۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے:

اور نہیں بھیجا ہم نے کسی (بھی) رسول کو مگر یہ کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

اور جس نے اطاعت کی رسول کی بے شک اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

اس کے آگے فرمایا:

اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور اس کے رسول کی بے شک اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ (مجرم) ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ

''آپ فرما دیجئے: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو (اللہ کے) رسول کی''۔

اطاعت کا معنی ہے کہ وجوبی امر پر ہر حال میں عمل کیا جائے۔ اور تحریمی نہی سے ہر حال میں اجتناب کیا جائے۔

☆ آپ ﷺ کی سنت پر مضبوطی سے عمل کرنا مثلاً:

صبح کو جلدی بیدار ہونے پر دوام، فرائض کے ساتھ نوافل اور وتر ادا کرنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا، اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کرنا، نماز چاشت، تحیۃ الوضوء ادا کرنا اور ممنوعہ اوقات میں نوافل سے گریز کرنا۔

☆ اپنے جسم و لباس کی اچھائی کا خاص خیال رکھنا آواز کو پست رکھنا جسم اور لباس کو پاک صاف رکھنا اور قول

Marfat.com

وعمل میں سچائی اختیار کرنا۔

☆حلال رزق اور حلال بیوی تک محدود رہنا، مساکین کے ساتھ محبت کرنا ان کے ساتھ نیکی کرنا، قبرستان والوں پر ترس کرتے ہوئے قبروں پر جانا ان کے لیئے استغفار کرنا اور ان کے حال سے عبرت حاصل کرنا اور بقول قرآن جو کچھ رسول تمہیں عطا کرے اس کو لے لو اور جس سے (رسول ﷺ) منع کرے اس سے رک جاؤ۔

اور سرکار ﷺ کے فرمان: جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اپنی بساط کے مطابق اس پر عمل کیا کرو اور اگر کسی کام سے منع کروں تو اس سے اجتناب کیا کرو۔

قرآن وحدیث کی اس ہدایت کو ہمہ وقت پیش نظر رکھنا یہ سب حضور ﷺ کی محبت کی علامات ہیں۔

اتباع رسول ﷺ

قول، عمل اور اعتقاد میں آپ ﷺ کی اتباع کا نام دین ہے اور اتباع سے انکار کا نام کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور اتباع کرو اس (رسول) کی تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ پس آپ کی اتباع راہ ہدایت ہے اور ترک اتباع سرکشی اور گمراہی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

آپ فرما دیجئے: اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ (آل عمران: 31)

پس راہ رسول سے ذرا بھی انحراف آئینہ اتباع کو توڑ دیتا ہے لہذا کوئی کمی بیشی نہ کی جائے۔

اتباع رسول ﷺ کے تقاضے

(۱) اتباع رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ مومن نہ خود کوئی بدعت (سیئہ) ایجاد کرے اور نہ ہی کسی بدعت (سیئہ) پر عمل کرے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

نئے نئے امور سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت (سیئہ) گمراہی ہے۔

(۲) آپ کے قول پاک کے مقابلے میں آنے والے تمام اقوال کو اور آپ ﷺ کے طریقے کے مقابلے میں ہر طریقے کو ترک کر دیا جائے۔ اور ہر اس عقیدے قول اور عمل سے اجتناب کیا جائے جو ہدایت نبوت سے متصادم ہو۔ اور ہر اس عمل اور قول کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے جس کی نسبت اللہ کے رسول ﷺ سے ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے:

Marfat.com

ہوئے۔ کسی نے پوچھا آپ نے اس طرح کیوں کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک بیان کررہے ہیں میں نے دیکھا وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں اس لئے وہاں سے گزر گیا۔ کیونکہ کھڑے کھڑے حدیث پاک سننا میرے جذبۂ عشق کو گوارا نہ تھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث رسول ﷺ پڑھنے سے پہلے غسل کرتے خوشبو لگاتے اور اچھے کپڑے پہن کر حدیث پاک بیان کرتے۔

تعظیم آل رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾

''اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کردے''۔ (الاحزاب: 33)

☆ حضرت صدیق پاک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ارقبوا محمدا فی أهل بيته.

حضور کو ان کے اہل بیت میں سے تلاش کرو۔ آپ ہی کا فرمان ہے:

کہ آل رسول ﷺ کے ساتھ تعلق جوڑنا مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے زیادہ پیارا ہے۔

☆ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دست مبارک کا بوسہ لے کر کہا: ہمیں اہل بیت کے ساتھ اسی طرح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تعظیم اصحاب رسول ﷺ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کو اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی ہے وہ کافر ہے کیونکہ قرآن کا فرمان ہے: (ليغيظ بهم الكفار) تا کہ غیظ میں لائے ان کی وجہ سے کفار کو۔

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس شخص میں دو عادتیں ہوں گی وہ نجات پا جائے گا۔ (۱) صدق (۲) اصحاب رسول ﷺ کی محبت۔

☆ حضرت ابو ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

من احب ابابكر فقد اقام الدين، ومن احب عمر فقد اوضح السبيل ومن احب عثمان فقد استضاء بنور الله ومن احب عليا فقد اخذ بالعروة الوثقى ومن احسن الثناء على أصحاب محمد ﷺ برى من النفاق.

جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کر لیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس پر راہ ہدایت واضح ہوگئی۔ جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے نور حق سے خود کو

Marfat.com

روشن کر لیا۔ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط دستاویز (قرآن کریم) کو مضبوطی سے پکڑ لیا جس نے اصحاب رسول کی اچھی تعریف کی وہ نفاق سے بچ جائے گا۔ اور جس نے ان میں سے کسی کو ناقص سمجھا وہ بدعتی نکما اور سلف صالحین کا دشمن ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ اس کا کوئی نیک عمل آسمان تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اور قلب سلیم سے محروم رہے گا۔

تعظیم آثار رسول ﷺ

☆ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بالوں کا ایک گچھا تھا اگر وہ کھول کر بیٹھتے تو وہ بال زمین پر پہنچ جاتے۔ لوگوں نے کہا: آپ ان کو کٹواتے کیوں نہیں؟ انہوں نے فرمایا: جن بالوں کو اللہ کے محبوب ﷺ نے چھوا ہے میں انہیں کیوں کٹواؤں؟

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رسول پاک ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔ کسی جنگ میں آپ ان سے محروم ہو گئے۔ تو آپ پر بہت شاق گزرا۔ ساتھیوں کو آپ کی یہ کیفیت ناگوار گزری۔ تو آپ نے فرمایا: میں ٹوپی کی وجہ سے پریشان نہیں بلکہ شعرات رسول ﷺ کی وجہ سے پریشان ہوں کہ میں ان کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور ٹوپی کفار کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

☆ حضرت مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جس نے مدینہ طیبہ کی خاک کو ادنی کہا اسے تیس کوڑے مار کر قید کر دیا جائے۔

☆ مجھے اس مٹی میں اس کی گردن اڑانا اس لئے پسند نہیں کہ یہاں رسول پاک ﷺ آرام فرما ہیں۔

☆ سرکار ﷺ کا فرمان ہے: جس نے میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔

☆ آثار رسول ﷺ کی تعظیم پر یہ حدیث پاک بہت پختہ گواہی دے رہی ہے۔

☆ مدینہ طیبہ کے بارے میں سرکار ﷺ نے فرمایا:

جس نے مدینہ پاک میں کوئی ناپسندیدہ کام کیا اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت۔ اس کی فرضی اور نفلی عبادتیں قبول نہیں کی جائیں گی۔

☆ میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے مسجد حرام کے علاوہ۔

بارگاہ رسالت ﷺ کے ساتھ مخلصانہ وابستگی

خلوص کے اس تعلق پر قرآن کا فرمان کچھ اس طرح ہے: وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ[1]۔ اور نہیں ہے ان لوگوں پر جو نہیں پاتے خرچ کرنے کے لئے (مال) کچھ حرج جب وہ مخلص ہوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے۔

Marfat.com

کیا کریں۔ اور ان کا انداز خطاب بھی عامیانہ نہیں ہونا چاہئے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

"نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو"۔

اس آیت پاک میں حضور ﷺ کا نام مبارک مثلاً یا محمد ﷺ کہہ کر پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا: کہ آپ ﷺ کے القاب کے ساتھ آپ ﷺ کو پکارا جائے۔ مثلاً یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، یا ابا القاسم ﷺ۔

ان آیات کے نزول کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ میں سرکار ﷺ کے ساتھ سرگوشی کے انداز میں بات کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اتنی آہستہ بات کرتے تھے کہ سرکار ﷺ کو دوبارہ پوچھنا پڑتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ③ (الحجرات)

"بے شک جو لوگ پست رکھتے ہیں اپنی آوازیں اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں یہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لئے انہی کے لئے ہے مغفرت اور اجر عظیم"۔

توقیر رسالت ﷺ کے نمونے

☆ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

حضور ﷺ سے بڑھ کر میرے نزدیک نہ کوئی پیارا تھا نہ معزز۔ اگر کوئی مجھے حضور ﷺ کا حلیہ بیان کرنے کے لئے کہے تو میں نہ کر سکوں۔ کیونکہ میں نے کبھی آپ کو آنکھ بھر کے دیکھا ہی نہیں۔

☆ ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے:

مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں اگر رسول پاک ﷺ تشریف لاتے اور ان میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما ہوتے تو کوئی اور شخص آپ ﷺ کی طرف نگاہ اٹھا کر بات نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہی آپ کی طرف دیکھتے اور سرکار ﷺ ان کی طرف دیکھتے اور مسکراہٹ کا تبادلہ بھی انہی کے ساتھ ہوتا۔

☆ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے صحابہ کرام کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح بیٹھے دیکھا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ (جو حرکت کرنے سے اڑ جائیں گے)

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش نے عروہ بن مسعود کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ عروہ نے تعظیم رسول ﷺ کا وہ منظر دیکھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وضو کے استعمال شدہ پانی کے حصول کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔

Marfat.com

سرکار ﷺ کا لعاب دہن یا بلغم مبارک لے کر اپنے جسموں اور چہروں پر مل لیتے ہیں۔ سرکار ﷺ کا کوئی موئے مبارک زمین پر نہیں گرنے دیتے۔

اگر حضور ﷺ کوئی حکم دیتے ہیں تو سب تعمیل حکم کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ اگر سرکار ﷺ بات کرتے ہیں تو سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ احترام کا یہ عالم ہے کہ کوئی نظر بھر کر رخ انور کو دیکھ نہیں سکتا۔ عروہ قریش کے پاس گیا تو کہا: اے گروہ قریش! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں گیا ہوں اللہ کی قسم! کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم میں نے نہیں دیکھی جتنی تعظیم غلامان مصطفیٰ ﷺ اپنے آقا کی کرتے ہیں۔ توقیر رسالت ﷺ کی یہ گواہی اس شخص نے دی ہے جو قریش کا نمائندہ بن کر آیا تھا۔

تعظیم رسول ﷺ

تعظیم سے مراد ہے ہر وہ چیز جس کو آپ ﷺ کی ذات پاک سے نسبت ہے اس کا احترام کیا جائے خواہ آپ ﷺ کا اسم مبارک ہو، آپ ﷺ کی حدیث پاک یا سنت پاک آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ، آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار، آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور امت کے افراد، آپ ﷺ کی مسجد شریف اور قبر انور اور ہر وہ چیز جس کا کسی اعتبار سے بھی آپ ﷺ کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔

یہ ساری اشیاء حرمات الٰہی میں داخل ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

"جس نے اللہ کے حرمات کی تعظیم کی وہ اس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں (بہت) بہتر ہے"۔

بے مثال تعظیم کے نمونے

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے:

کہ جب وہ حدیث پاک پڑھتے تو سب کو خاموش ہو جانے کا حکم دیتے۔ ان کے نزدیک سماع حدیث کے وقت خاموش ہونا بھی اس طرح ضروری تھا جس طرح سرکار ﷺ کے زمانے میں ضروری تھا۔

☆ حضرت جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہما بہت زیادہ ہنس مکھ اور شگفتہ طبیعت کے مالک تھے۔ لیکن نبی پاک ﷺ کا اسم مبارک سنتے ہی ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ وہ بلا وضو کبھی سرکار ﷺ کی حدیث پاک نہیں بیان کرتے تھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب "قال رسول اللہ ﷺ" فرماتے تو (عشق رسول ﷺ کا) درد ان پر حاوی ہو جاتا اور پیشانی سے پسینہ بہنا شروع ہو جاتا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

☆ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ کی مجلس سے گزرے تو وہاں کھڑے نہ

Marfat.com

حضور ﷺ نے ایک کام کیا جس سے ایک گروہ نے اجتناب کیا جب سرکار ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی آپ نے حمد الٰہی کے بعد فرمایا: اس قوم کو کیا ہو گیا ہے جو اس کام سے اجتناب کرتی ہے جو میں نے کیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

(۳) سنن واجبہ اور سنن مستحبہ اہل عشق کے نزدیک دونوں برابر ہیں اور وہ دونوں پر عمل کرتے ہیں۔

اتباع رسول ﷺ کی فضیلت

المتمسک بسنتی عند فساد امتی له اجر مائة شهيد.

ترک سنت کے دور میں میری سنت پر عمل کرنے والے کو سو شہید کا اجر ملے گا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

☆ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے لیکن یہ قوم تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک گروہ کے سوا باقی تمام دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ نے پوچھا: وہ کونسا گروہ ہے (جو نجات پائے گا) تو سرکار ﷺ نے فرمایا: وہ اس طریقہ پر ہوگا جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (رواہ الترمذی)

اس حدیث پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ اتباع رسول دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔

اقتداء رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے محبوب ﷺ کو اپنے سابقہ رسولوں کی اقتداء کا حکم دیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے"۔

قرآن میں دوسری جگہ فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ کی اقتداء ہی تمہاری ہدایت کا سبب ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اقتداء سے محرومی ایسی گمراہی ہے جو دونوں جہانوں میں خسارے کا باعث ہے۔ سلف صالحین نے اس معنی کو خوب سمجھا اور سینے سے لگا کر دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گئے۔ مثلاً

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز ادا فرمائی کسی نے اعتراض کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو اسی طرح کر رہا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ ملا کر کیے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں لوگوں کو اس طرح کرنے سے منع کرتا ہوں اور آپ اس طرح کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کسی کے کہنے پر اپنے نبی کی سنت کو کیوں ترک کروں۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں نبی نہیں ہوں اور نہ ہی میری طرف وحی آتی ہے لیکن میرا عمل کتاب وسنت کے مطابق ہے۔

Marfat.com

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: سنت کے مطابق تھوڑا کام سنت کے بغیر بہت زیادہ کام سے بہتر ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جگہ اپنی اونٹنی گھمار ہے تھے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا تھا۔

☆ حضرت ابوعثمان خیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے سنت رسول ﷺ کو اپنا حاکم بنالیا اس کی زبان پر حکمت جاری ہو جاتی ہے اور جو خواہش نفس کو حاکم بنالیتا ہے اس کی زبان پر بدعت جاری ہو جاتی ہے۔

ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ اقتداء رسول ﷺ واجب ہے نجات کا سبب ہے اور ترک اقتداء باعث ہلاکت ہے۔ ساری بھلائیاں اسی اقتداء میں ہیں خواہ عمل چھوٹا ہو یا بڑا تھوڑا ہو یا زیادہ اور حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

توقیر رسول ﷺ

توقیر رسول اللہ ﷺ واجب ہے اس کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ جبکہ ذرا بھی گستاخی بدترین کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ہم نے آپ کو گواہ بنا کر، خوشخبری سنانے والا، خطرات سے آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اس کے رسول پر اور تم کرو اس کی مدد اور عزت اور تسبیح کرو اس (اللہ) کی صبح و شام۔

تعظیم و توقیر رسول ﷺ کا معنی ہے کہ کائنات ہست و بود میں کسی کو آپ ﷺ کے برابر نہ سمجھا جائے۔ صحابہ کرام نے اس فرمان خداوندی کو سنا اور اس پر کما حقہ عمل کر کے دکھادیا۔

قرآن پاک نے یہ بھی حکم دیا کہ ”اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے“

یعنی جب حضور ﷺ گفتگو فرما رہے ہوں تو تم غور سے سنا کرو اور آپ ﷺ کے بولنے سے پہلے تم نہ بولا کرو۔ آپ ﷺ سے پہلے کوئی بات کرنا یا آپ ﷺ کے فیصلے سے پہلے کوئی فیصلہ کرنا کسی کے لئے بھی حلال نہیں۔

ایک اور مقام پر قرآن کا فرمان ہے:

اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو (اس بے ادبی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ (الحجرات، ترجمہ از ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری)

اس آیت پاک میں اہل ایمان کو منع کیا جارہا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں نہ بلند آواز سے بات

Marfat.com

حضور ﷺ کا فرمان ہے: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ اللہ کے ساتھ خیر خواہی اس کی کتاب اور اس کے رسول کے ساتھ خیر خواہی۔

اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ خیر خواہی اس طرح ہو سکتی ہے۔

(۱) حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق اور آپ کے اوامر ونواہی پر عمل آپ کی سچی غلامی اور ہر حال میں آپ ﷺ کی حمایت اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کر کے سنت کا احیاء اور آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ کو اپنا لینا۔

(۲) آپ ﷺ کے ساتھ ٹوٹ کر محبت کرنا اور آپ ﷺ کے صحابہ و اہل بیت اور ان کے چاہنے والوں کے ساتھ سچی محبت رکھنا۔ اور ان کے دشمنوں کے ساتھ کما حقہ بغض رکھنا۔

(۳) آپ ﷺ کے دین کی تبلیغ آپ ﷺ کی شریعت پر عمل اور آپ ﷺ کی دعوت کو پھیلانا اور آپ ﷺ کی امت کی تعظیم کرنا اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے دلی نفرت اور عملی دشمنی رکھنا۔

صحابہ و اہل بیت کی محبت

بے شک صحابہ و اہل بیت سے محبت بھی آپ ﷺ سے ہی محبت ہے۔ جب آپ ﷺ کی محبت واجب ہے تو آپ ﷺ کے چاہنے والوں کی محبت بھی اس طرح ضروری ہے۔ جس نے صحابہ و اہل بیت سے محبت نہ کی اس نے حضور ﷺ سے بھی محبت نہ کی۔

☆ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

سرکار ﷺ نے تین بار فرمایا:

میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔

حضرت زید سے پوچھا گیا اہل بیت سے مراد کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا:

آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس رضی اللہ عنہم۔

☆ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

میری جان کے مالک کی قسم! اس شخص کے دل میں ایمان نہیں داخل ہو سکتا جو تمہیں ''اللہ اور اس کے رسول'' کے لئے نہ چاہے جس نے میرے چچا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ انسان کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔

☆ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ نے فرمایا:

یا اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

Marfat.com

یا اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان: آل رسول میں رسول پاک ﷺ کو تلاش کرو۔

☆ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سرکار ﷺ نے فرمایا: مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اذیت نہ دو۔

☆ حضرت عبداللہ بن حسن بن حسین رضی اللہ عنہم کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: جب آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے پیغام دے دیا کریں یا خط لکھ دیا کریں۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میرے دروازے پر کھڑا دیکھے۔ اہل بیت کی تعظیم کا یہ انداز؟ سبحان اللہ۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ۳۵۰۰ درہم (یا دینار) عطا فرمائے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ۳۰۰۰ ہزار عطا فرمائے انہوں نے اس ترجیح کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: اس لئے کہ اسامہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں تجھ سے اور اسامہ کا باپ تیرے باپ سے زیادہ پیارا ہے۔ پس میں نے محبت رسول ﷺ کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے۔

اہل بیت رسول ﷺ کے ساتھ محبت کی چند مثالیں ہم نے پیش کی ہیں۔ جبکہ صحابہ کرام کے بارے میں قرآن کریم نے واضح فرمایا کہ:

ترجمہ آیت: تحقیق راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان مومنین سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ ﷺ کے دس اقدس پر درخت کے نیچے۔

(ذرا سوچئے) جب اللہ راضی ہو جائے تو بندے کو ناراضگی کا کوئی اختیار رہتا ہے؟ نہیں بخدا نہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ جو لوگ ہیں۔ کفار پر بہت سخت ہیں آپس میں بہت مہربان ہیں۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے۔

کیا یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ تو کسی گروہ کی تعریف کرے اور کوئی انسان اس مقدس گروہ کی مذمت کرے نہیں بخدا نہیں۔

سرکار ﷺ کا فرمان ہے: میرے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔

☆ حدیث پاک ہے: میرے صحابہ کو گالیاں نہ دینا اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (راہ خدا میں) خرچ کرے تو وہ میرے صحابہ کے ایک یا نصف مٹھی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں سرکار ﷺ نے فرمایا: ان کے کوتاہی کرنے والے کو معاف کر دینا اور حسن عمل کو پیش نظر رکھنا۔

Marfat.com

☆ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے صحابہ کی تعظیم نہ کی اور حضور ﷺ کے ارشادات پر عمل نہ کیا وہ مومن نہیں۔

☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: دشمنِ صحابہ کافر ہے۔

☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے جس نے اصحاب رسول ﷺ کو گالی دی اور ان سے بغض رکھا اسے مال غنیمت سے حصہ نہیں ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وما افاء الله علی رسوله۔

اور جو بطور غنیمت اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو عطا کرے پھر قرآن نے فرمایا:

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الحشر:10)

''اور نہ بنا ہمارے دلوں میں کھوٹ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے''۔

صحابہ کرام ہی سب سے پہلے مومن ہیں پس جس کے دل میں ان کے بارے میں کھوٹ ہوگا وہ اس آیت کریمہ کی رو سے مال غنیمت کا حقدار نہیں۔ اللہ اللہ کیا فہم ہے اور قرآنی احکام سمجھنے کا کیا انداز ہے۔

Marfat.com

بارگاہ خیر الانام علیہ التحیۃ والثناء میں ہدیہ درود وسلام

ہر مومن مرد وزن پر لازم ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کیا کرے۔ کتاب وسنت اور اجماع امت اس فریضہ محبت کی عظمت پر گواہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی (کریم) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجا کرو"۔ (الاحزاب)

حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ رغم انف امریٔ ذکرت عندہ فلم یصل علیّ۔

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے مجھے یاد کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

دوسری جگہ فرمایا: صلوا علی حیثما کنتم فان صلاتکم تبلغنی۔

تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا سلام کے بارے میں تو ہم جانتے ہیں لیکن درود کیسے بھیجا کریں؟ تو آپ نے فرمایا: تم **اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کماصلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کمابارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔** پڑھا کرو۔

پس آپ ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے۔ بالخصوص جب آپ ﷺ کا ذکر ہو رہا ہو اور نماز کے آخری قعدہ میں۔ آیئے احادیث پاک کا مطالعہ کرتے ہیں۔

☆ حدیث پاک ہے: من صلیّ علی مرۃ صلی اللہ علیہ بھاعشرۃ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں فرماتا ہے۔

☆ حضور ﷺ کا فرمان ہے: جب تم اذان سنو تو جس طرح موذن کہے اسی طرح کہتے رہا کرو۔ اس کے بعد مجھ پر درود بھیجا کرو۔ (یعنی درود ابراہیمی) پھر میرے لئے وسیلہ اور فضیلت کا سوال کیا کرو۔ یعنی کہا کرو: اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا ن الذی وعدتہ۔ کیونکہ جس نے اس طرح کہا اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

وہ مقامات جہاں درود پاک مستحب ہے:

Marfat.com

☆ دعا سے پہلے اور بعد۔ پس دعا مانگنے والے کو چاہیے کہ پہلے اللہ کی حمد بیان کرے۔ پھر درود پاک پڑھے پھر دعا مانگے اور آخر میں پھر درود پاک پڑھے۔ کیونکہ حدیث پاک ہے: الدعاء بین الصلاتین علی لایرد۔ دو درودوں کے درمیان والی دعا کبھی رد نہیں کی جاتی۔

یہی طریقہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا۔

☆ جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کے بارے میں نسائی شریف کی حدیث ہے کہ درود پاک کی کثرت کی جائے۔

☆ آپ ﷺ کا ذکر کرتے وقت سنتے وقت اور نام مبارک لکھتے وقت۔

☆ مسجد میں داخل ہوتے وقت یوں کہے: بسم اللہ والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنبی وافتح لی ابواب رحمتک اور مسجد سے نکلتے وقت ابواب فضلک کہے۔

☆ نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے۔

Marfat.com

درود پاک کے صیغے

درود پاک کے بہت سارے صیغے ہیں جن میں سے بعض خود سرکار ﷺ نے بتائے ہیں۔ بعض سلف صالحین نے بیان کیئے اور بعض ان کے بعد کے لوگوں نے۔

سب سے افضل درود درود ابراہیمی جو کہ سرکار ﷺ نے خود صحابہ کرام کو سکھایا۔ سب سے مختصر درود اس طرح ہے:

اللهم صل علی محمد وسلم تسلیما۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

فاللهم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الأمی وعلی آله وصحبه وسلم تسلیمًا کثیرًا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

☆☆☆☆☆

رحمت عالم ﷺ کی سیرت مبارکہ پر لکھی ہوئی اس عظیم کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے اس فقیر کو ایک ایسی سعادت نصیب ہوئی جس کے تصور سے ہی روح وجسم کا انگ انگ سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی ہی یہ بندہ پروری ہے

الٰہی جس طرح اس عظیم کام کی تکمیل تیری توفیق سے ہوئی ہے میرے مولا! اس کاوش کو قبول فرمالے۔ بارگاہ خیر الانام ﷺ میں بھی یہی التجاء ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے کرم سے پختہ یقین ہے کہ آپ نے اس حقیر کی عاجزانہ سعی کو قبول فرمالیا ہے۔

یا رسول اللہ ﷺ! اپنی بارگاہ میں حاضری کی سعادت سے بہرہ مند فرمادیں۔ آپ کی بارگاہ میں دین ودنیا کی سعادت کا سوال ہے۔ میرے مرشد گرامی! میرے اساتذہ! میرے والدین! میرے اہل وعیال واحباب! سب کے طفیل مجھ پر کرم فرمائیں۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین۔

مختار احمد روحی

ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ، 25 اپریل 2007

Marfat.com

ضروری یادداشت

Marfat.com

ضروری یادداشت

Marfat.com

ضروری یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ۱۲۸ فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم ۱۲۹

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان

داتا گنج بخش روڈ، لاہور۔ فون:۔ 042-37221953
9۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔ فون:۔ 042-37225085
14۔ انفال سنٹر اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32212011-32630411

E.mail: info@zia-ul-quran.com www.zia-ul-quran.com
https://www.facebook.com/ziaulquranpublications